Abū al-Faẓl

Akbar-nāmah.

v. 1

اردو ترجمہ اکبرنامہ جلد اوّل

مؤلفہ

علامہ ابوالفضل ابن شیخ مبارک میرمنشی وزیر جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان

جس کو

...آباد یونیورسٹی نے بی۔ اے۔ کے امتحان ۱۵-۱۶ء کے پیڈ ریڈنگ کے لئے منظور فرمایا...

مترجمہ

جناب مولوی مرزا جان صاحب پروفیسر عربی فارسی مش...

منشی محمد اسمٰعیل منیجر مطبع کے...

مطبع انوا...

...۲۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حَامِداً وَّمُصَلِّیاً وَّمُسَلِّماً

اللہ بہت بڑا ہے (واہ واہ) کیا ہی گہری دریافت ہے اور کیا ہی بڑی پہچان کہ صبح ایسا روشن دم
رکھنے والوں پاک دل باریکی کے پہنچنے والوں ہر بات کی اصل کے جاننے والوں نے کہ موجودات کے نقشہ
میں باریکیاں دیکھنے والے اور دانائی اور بینائی کی تحقیق کی مشکلیں دُور کرنے والے یا دانائی اور بینائی کی تحقی
کے رونق دار بنانے والے ہیں اُنھوں نے عنصری بناوٹ اور مادّہ کی بنی صورت میں کوئی ایسا بیش قیمت
رسکہ اور کوئی ایسا بلند اصل گوہر کہ قیمت کے ڈھانچہ میں نہ سماوے اور اندازے اور خیال کی ترازو میں
نہ تُلے اور کہنے کے پیمانہ میں نہ آوے اور فکر کی حد سے باہر ہو سوائے بات یا کلام کے کہ ایک حرکت کرنیوالی
نرم ہوا اور لہرانے والی ہوا ہے نہیں پایا ہے اور کیوں ایسا نہ ہوا اسلئے کہ نہ باطنی یا اندرونی بادشاہت کا
سرانجام بغیر اُس کی (کلام کی) مدد کے ہو سکتا ہے اور نہ ظاہری ویرانے سے بھرے گھر کی آبادی اُس کی
مدد کے بغیر خیال میں گذرتی ہے۔ **مثنوی**۔ یہ کیا کلمہ (اس جگہ مراد ہے کُن جو خدائے تعالیٰ نے
پیدا کرنے عالم کے فرمایا اور سب کچھ موجود ہو گیا) تھا کہ ظاہر ہوا یعنی کیا عجیب کلمہ تھا کہ جُوں ہی
نے فرمایا اٹھارہ ہزار کا پردہ اُلٹ دیا یعنی اٹھارہ ہزار عالم موجود ہو گیا۔ اس محفل (دُنیا) میں اُس کے
برابر سرمستی میں نہیں ہے یعنی اس دُنیا کے اندر کوئی چیز ایسی بیخود بنانے والی نہیں ہے جیسے کہ کلمہ یا کلام
بیخود بنانے والا ہے۔ کوئی زبردستی میں اُس کی جوڑ نہیں ہے یعنی کلام کے برابر کوئی چیز زبردست اور زورآور
نہیں ہے۔ اس کارخانے (دُنیا) میں کام کا سُلجھانے والا یا انجام دینے والا وہی یعنی کلمہ یا کلام ہے۔
اس بارگاہ (دُنیا) میں وہی یعنی کلمہ یا کلام صدر نشین (سب سے اوپر بیٹھنے والا) ہے۔ جو کچھ کہ عقلمندوں کے
دل میں بات آتی ہے۔ دل زبان سے کہتا ہے اور زبان کان کو پہنچاتی ہے۔ دل ہی کے دروازے سے
دل کے دروازے کی طرف کی راہ ہے بولنے اور سُننے کی قوتیں اُس کا میدان ہیں یا گھومنے کا مقام یا سیرگاہ
ہیں عقل کی رصدگاہ (وہ اونچا چبوترہ جو ستاروں کا حال دریافت کرنے کو بناتے) میں کلمہ یا کلام کی مشرق

اور مغرب زبان اور کان کی ہے اور بس یعنی عقلمندوں کے نزدیک کلمہ یا کلام کے چاند کے نکلنے اور چھپنے کی جگہ زبان اور کان ہے کہ زبان سے نکلتا اور کان میں چھپتا ہے۔ نہ اُس کی یعنی کلمہ یا کلام کی مبارک بنیاد تک آسمان کی سیڑھی پہنچ سکتی ہے (یعنی آسمان کی سیڑھی جو ایسی بلند اور اونچی اور نَو ڈنڈے کی ہے کلمہ یا کلام کی حقیقت تک پہنچنے سے کوتاہ ہے اور لطف یہ ہے کہ پایہ نردبان میں مناسبت ظاہر ہے اور آسمان چونکہ نَو ہیں لہذا اُن کو نَو ڈنڈے کی سیڑھی بتایا ہے مطلب یہ ہے کہ جب کہ کلمہ یا کلام آسمان سے پہلے ہے تب آسمان اُس کی اصل کیا بتا سکتا ہے) نہ عقل کا ہَوا ناپنے والا یعنی بے فائدہ چکر لگانے والا تیز چلنے والا قدم اُس کی یعنی کلمہ یا کلام کی ذات یا اصل یا جڑ تک جا سکتا ہے یعنی عقل بھی اُس کے آغاز کا راز بتانے سے عاجز ہے۔ آگ کا مزاج رکھنے والا ہَوا ذات ہے اور خاکی اصل رکھنے والا پانی ایسا ہے (یعنی کلمہ یا کلام مزاج رکھتا ہے آگ کا اور طبیعت رکھتا ہے ہَوا کی۔ اس لئے کہ اُس میں تیزی ہے آگ کی سی کہ آناً فاناً میں صفاچٹ کر دیتا ہے اور ہَوا ذات اسلئے کہ سانس ہی تو ہے۔ اور خاکی اصل اسلئے کہ انسان سے جو خاک کا بنا ہے یا زبان سے جو خاکی انسان کی ہے ظاہر ہوتا ہے اور پانی کے مثل و مانند اس لئے کہ روانی اور صفا اور آب و تاب رکھتا ہے) اُس کے یعنی کلمہ یا کلام کے نکلنے کا مقام دل کا آتش خانہ ہے اور اُس کے اُڑنے کی اونچی جگہ ہَوا کی سطح ہے اُس کے بازار کی گرماگرمی (رونق) پانی کے ساتھ مقابلہ کرتی اور اُس کی آرام کی جگہ صفحۂ خاک ہے (یعنی کاغذ پر لکھا جاتا ہے اور کاغذ اس خاکی جہان کے ساتھ تعلق رکھتا ہے پس کاغذ خاک ہے) قسم قسم کی نادر چیزوں کے مرتبہ پہچاننے والوں نے اپنی دانائی اور پہنچ کے موافق (ترجمہ صفحہ ۲ میں از اکبر نامۂ کشوری) کلمہ اور کلام کو باطنی لشکر کا سپہ سالار بلکہ سچا بیٹا (سپوت) دل کا جانا ہے اور دل کے آتشخانہ کی حکمت اور دانائی کا بڑا سردار بلکہ دل کا آدم سمجھا ہے (یعنی جو کچھ کہ دل سے پیدا ہوتا ہے سب سے پہلے کلمہ اور کلام ہے جیسے کہ حضرت آدم سب کے اول تھے) خاص کر کے وہ کلمہ یا کلام کہ فخر و بزرگی کی کتاب کی فہرست کی زینت اور بلندیوں کے مجموعہ کے دیباچہ کی آرائش ہو یعنی آسمان اور زمین کے آقا اور مالک کی تعریف اور جان عطا کرنے والے اور جسم پیدا کرنیوالے کی ستایش جو آغاز و شروع کے لئے بھی سربلندی کا درجہ اور انجام و آخر کے لئے بھی دل کو سربلند کرنے یا دل خوش کرنے کا زیور ہے۔ خوش بیانوں کے قافلہ کا سردار بھی ہے اور خوش بیانی کا بادشاہ بھی ہے اندھیرے میں بیٹھنے والوں کے جھونپڑے کا چراغ ہے تنہائی اختیار کرنے والوں کی تنہائی خانہ کا غمخوار ہے۔ خدا تلاشی کے کوچہ کے اشتیاق رکھنے والوں کے باطن کا درد بڑھانے والا ہے۔ بے صبری کے کوٹنے کے زخمی دل رکھنے والے کے ناسور کا مرہم باندھنے والا ہے۔ حسرت کے آنسوؤں کے تلخ پانی پینے والوں کے لئے نوشدارو ہے۔ خامشی کے گوشہ کے ٹوٹا دل رکھنے والوں کے لئے مومیائی ہے۔ عشق کے میدان کے دلیروں کی محفل

آراستہ کرنے والا ہے۔ دریافت کے پیاسا ہونٹ رکھنے والوں کو پیاس لگانے والا ہے۔ تلاش کے جنگل کے بھوکا دل رکھنے والوں کی بھوک بڑھانے والا ہے۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ جاگتا دل رکھنے والے عقلمندوں نے شوق کی شورش اور عشق و محبّت کی بے آرامی کے باوجود فکر کے ہاتھ خداکہ بزرگی کے ڈولے سے پرے سے کوتاہ رکھا ہے اور پیاسے لب اور آبلہ بھرے پانو کے ساتھ ہزاروں طرح کی بے چینی اور فریاد کو نگل کر خاموشی کی مُہر لب پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور انصاف کی مدد سے ادب کا پانوں عاجزی کے دامن میں لپیٹ کر اُس چیز کے پیچھے کہ جس کی قابلیت اور استعداد تقدیر کے عطیہ خانہ سے اُن کو نہیں عطا ہوئی تھی نہیں پڑے ہیں۔
بیت (اے خدا) تیرے کمال کے راستہ میں حرف اور نقطے ریگستان کی ریت کی طرح بے قدر ہیں۔ اور تیرے علم کے جہان کے مقابلہ میں کلام کا شہر گانون ہے۔ تیرے دروازے پر غیرت کا محافظ فکر و خیال کے مُنہ پر حیرت کے طپانچے اور اُس کی گُدّی پر نادانی کے دھول مارتا ہے یعنی بے مثل خدا کی تعریف قدرت کے احاطے سے باہر ہے۔ اور بے مانند خداوند کی توصیف موجودات کے گھیرنے سے زیادہ ہے۔ **اشعار** جس جگہ کہ خدا کے پہچاننے کا ذکر ہے۔ ہمارا تعریف کا خیال یہ ظاہر کرتا ہے کہ ہم ناشکر گذاری کر رہے ہیں۔ تو اس دلیری کو دیکھ کہ دلی ارادہ اس جوش میں ہے کہ ایک بُوند (ناچیز ہمّت) دریا (خدا کی تعریف) کو اپنی گود میں لے لیوے۔ تو یہ خیال مت کر کہ اُس کی تعریف (خدا کی تعریف) کتاب میں لکھی جا سکتی ہے۔ اسلئے کہ اُس کی تعریف ماہتاب اور کاغذ کتاں ہے (پس جب یہ حال ہے تب کیسے ممکن ہے کہ خدا کی تعریف کاغذ پر لکھ سکیں اسلئے کہ ماہتاب کے صرف مقابلے میں کتاں پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔ چہ جائے آنکہ اُس پر لکھا جا) کب تک خدا کی تعریف کرنے کے لئے کلام کے کجاوہ کو آراستہ کرے گا (تعریف کو دُلہن اور کلام کو کجاوہ کے ساتھ استعارہ کیا ہے) عاجزی کے اقرار کے ساتھ یہاں قدم رکھ یا ٹھہر۔ جبکہ اہل زمین کا اہل آسمان کے ساتھ مناسبت کا سلسلہ گُم ہے یعنی زمینی اور آسمانیوں کے درمیان کوئی سا سلسلہ نسبت کا نہیں ہے اور خاکیوں (آدمیوں) کا آسمانیوں کے ساتھ گفتگو کا راستہ بند ہے۔ محدودوں کو غیر محدودوں کے ساتھ کیا نسبت ہوگی یعنی کچھ بھی نسبت نہ ہوگی ظاہر ہے کہ اس حال میں مجھ خاک کے بیٹھنے والے (ناچیز) کا حصّہ پاکی کے جہان روشن کرنے والے سورج کے ساتھ کیا ہو سکتا ہے۔ جو کہ ناپید ہونے والا ہے اور نو پیدا ہے ایسے میدان میں جو دائمی اور ہمیشگی والا ہے کیا قدرت رکھتا ہے کہ قدم دھرے اور ایسا پروانہ کہ آوارہ اور بے سروپا جہان کے روشن کرنے والے بڑے روشن ستارہ کی شعاع میں سوائے دو سنداری کے کون سا حصّہ پا سکتا ہے اور شبنم کا قطرہ موج مارنے والے سمندر اور جھڑی سے برسنے والے ابر کے مقابلے میں سوائے ڈبکیاں ہی ڈبکیاں کے کیا وقعت حاصل کر سکتا ہے (صفحہ سو میں از اکبر نامہ کشوری) ایک تعجب کی بات ہوگی اگر ایک پروانہ ہستی

کی محفل کے روشنی بخشنے والے کا وصف کرے۔ جبکہ اُس کو نہیں پہچانتا ہے اور اُس کی تعریف نہیں کرسکتا ہے
مگر اُس کی تعریف کرتا ہے اور اُس کو ڈھونڈھتا ہے۔ اب دیکھنا چاہیئے تاریکی کے بھرے چھوٹے سے آنگن
کو نور کے میدان کے ساتھ کیا نسبت ہوسکتی ہے اور بالکل ناپید ہونے والے کو لازوال ذات کے ساتھ کیا
لگاؤ ہوسکتا ہے۔ مخلوق جبکہ مخلوق سے ایسی شناسائی نہیں حاصل کرسکتا ہے (یعنی جبکہ ایک پیدا ہوا ہوا
ایک دوسرے پیدا ہوئے ہوئے کی حقیقت کو ایسی خوبی کے ساتھ نہیں جان سکتا ہے) کہ چند دم اُس کی
پوشیدہ نادر تعریف کی ہوائیں مار سکے (یعنی اُس کی پوشیدہ نادر صفات کے بارہ میں کچھ لکھ سکے) یا چند
قدم اُس کی عمدہ دریافت کے میدان میں چل سکے پس اُس کو پیدا کرنے والے کی تعریف کے محل میں داخل
ہونا کیونکر اور کس طرح جائز اور روا ہوسکتا ہے۔ ایسے شخص کو جو دخل نہ پائے ہوئے ہے بادشاہ کے خلوت خانہ
کا حال بیان کرنا اپنی آپ کو لوگوں کا ٹھٹول بنانا اور عام لوگوں کے جھگڑے کا مسخرہ بنانا ہے۔

شعر۔ کلام کی رسائی کا کہ ہاتھ لمبا ہے یعنی کلام کہ اپنی بڑی دستگاہ ظاہر کرتا تھا۔ تیری بارگاہ کے آستانے
کے پتھر نے اس کا سر توڑا یعنی کلام کو بے عزت اور ذلیل کیا۔ اگرچہ کلام فربہ یعنی دیکھنے میں بہت عمدہ اور
جان کا پرورش کرنے والا ہے۔ مگر جبکہ تیرے خوان تک پہنچتا ہے دُبلا یعنی بے وقعت اور بھونڈا نظر آتا ہے۔
اے وہ خدا کہ تو وہموں اور عقلوں کی کرسی سے بہت زیادہ اونچا ہے اور اے وہ خدا کہ تو عنصروں (اربعہ
عناصر کے بنے جسموں) اور جرموں (نور کے بنے جسموں یعنی آسمانی چیزوں) سے بہت بلند ہے جبکہ تو نے اپنی
صفتوں اور ذات کی شناسائی نہیں بخشی ہے معلوم ہوگیا کہ تو نے اپنی شکرگزاری ہماری ہمت پر لازم نہیں
کی اور جبکہ تو نے بے انتہا نعمت (اپنی ذات و صفات کے پہچان کی) عنایت نہ کی سمجھ میں آگیا کہ تو نے
ہم پر اپنی شکرگزاری واجب نہیں فرمائی۔ جبکہ میں نے گفتگو کا دروازہ بند دیکھا عمل کا کھلا پایا میں نے
بیخودی کے عالم میں اپنے آپ سے کہا کہ اگر گفتگو کرنے کی قدرت تجھکو نہیں ہے اور فضول گوئی تو کر نہیں سکتا
ہے۔ تو تو آزردہ مت ہو۔ اسلئے کہ یہ طریقہ خالی ہاتھ رکھنے والے چکنی چپڑی باتیں بنانے والوں کا ہے۔
کہ لفظ کو معاوضہ کے فریب سے معنی کے مول پر بیچتے ہیں یعنی دھوکے بازی سے لفظوں کو معنی بتاکر معنی
کا مول لیتے ہیں۔ وہ حمد جو آدم کے بڑے گھرانے یعنی آدمیوں کے ذمّے بادشاہ عقل کے جہان کے اطاعت
کئے گئے حکم کے موافق واجب ہے وہ ہے کہ دانائی کے رات کے چمکنے والے موتی کو کہ خدا کی بہت بڑی بخششوں
سے ہے روشنی کا چراغ بناکر صاف کرنے اور جھاڑنے میں ظاہر اور باطن کے کوشش کریں۔ اگر قضا و قدر کے
کارخانے کے انتظام کرنے والوں نے آدم کے بیٹوں سے کسی بیٹے کو آزادی اور تنہائی کے لباس میں رکھا ہے
چاہیئے کہ اپنے سدھارنے کے لئے کمر باندھے (آمادہ ہو) پھر دوسروں کے اچھے بنانے میں کوشش کرے اور اگر

تعلق اور کثرت کی جمعیت آبادیعنی دُنیا کے جھگڑے کی طرف کہ بنتی بگڑتی دُنیا کے بندوبست کے سلسلے میں اُس سے
بھی چارہ نہیں ہے لائے ہیں اگر حاکم یا بادشاہ ہے تو دوسروں کی اصلاح کو اپنی اصلاح (بھلائی) پر مقدم
رکھے کہ چرواہی سے غرض ریوڑ کی چوکیداری ہے یعنی چرواہے کا فرض یہ ہے کہ ریوڑ کی رکھوالی کرے اور سلطانی
سے مراد سب کی نگہبانی ہے اور فرمانبردار یعنی رعایا ہے تو پہلے چاہئے کہ اس فقرہ پر کہ جس کے لئے حکم ہے یعنی
جو کہ حق حکومت رکھتا ہے یا بادشاہ ہے عمل کرے یعنی اپنے آپ کو بادشاہ کا مطیع بناوے۔ پھر اپنے دل کے
تہ خانہ کو بھاری قدم رکھنے والی خواہش اور ہلکا سر رکھنے والے غصّے سے خالی اور پاک کرے تاکہ اس طرح
زندگانی کرنے اور اس طرح کی چال چلنے سے باطن اور ظاہر کے پرورش کرنے والے اور بے مانند خدا کی تعریف
کو ظاہر اور ثابت کرے (ترجمہ صفحۂ چار میں از نولکشوری) جب میرے اور دل کے درمیان بات اس حد تک
پہنچی۔ میری پریشان گمراہ عقل کو منزل دُور نظر آئی اور میرے خیال کو کسی قدر خوشی حاصل ہوئی میرا حیرت
کا مارا ہو دل اگرچہ راہ کے دراز اور دشوار ہونے کی وجہ سے رنجیدہ تھا لیکن راستے کے سامان کے ارادہ
اور پہنچنے کی خوشخبری سے خوش وقت رکھنے والا تھا یا لیکن راستہ کے باجے کی الاپ سے پہنچنے کی خوشخبری
پاکر خوش تھا کہ یکایک پھر میرے دُور تک نظر کرنے والے دل کے اندیشہ اور فکر کا پانو ٹھوکر سے ٹھکرایا یعنی
یہ خیال میرے دل میں گزرا۔ کہ خدا کی تعریف کرنے کا مطلب اور منشا یہی نہیں ہے کہ اُس کی کامل صفتوں
کو بخوبی سمجھ کر اُن کو (کامل صفتوں کو) اُس کی درگاہ کی طرف نسبت دیوے (یا منسوب کرے) یا خدائے قدیم
ودائمی کی بے انتہا اور بے حد نعمتوں کا شمار لگا کر اُن کو اپنی نو پیدائی کا عیب رکھنے والی تعریف کی پونجی
کے ساتھ ظاہر کرکے یعنی خدا کی لازوال بے ابتدا و بے انتہا نعمتوں کو اپنے ٹچر و ناپائدار وزوال پذیر و نو پیدا
الفاظ میں بیان کرے سمجھے کہ انسانی قدرت سے بڑھکر کام کیا ہے اور شکر گزاری کے میدان کے پیچھے رہنے والوں
سے ایک بنے یا اپنی آراستگی یعنی اپنے کلام کی زیبائش پر مغرور ہوکر اپنے غرور کا نام خدا کی تعریف رکھے اور راہ کے
تاریک اور مقصد (پہنچنے کا مقام) کے باریک ہونے کی وجہ سے شکستہ خاطر ہووے اور بہانہ ڈھونڈھنے والا دل
اس کو غنیمت سمجھ کر خدا کی حمد سے باز رہے۔ اور اُس چیز میں شروع کرے کہ جس کو وقت کے حیلہ گرنے ضروری مقصد
ظاہر کیا ہے۔ بلکہ حمد الٰہی سے اصلی غرض یہ ہے کہ اس نفس امّارہ کو جو اپنی تعریف سُننے کو دوست رکھتا ہے اور
اپنے آپ کو آراستہ کرتا ہے اور اپنے آپ کو اچھا دکھا کر بھاری مول پر بیچتا ہے عاجزی اور تواضع کے درجہ میں
رکھکر اپنے آپ کو نظر کرنے کی محراب سے گرادیوے یعنی اس خود بینی کے خیال سے اُس کو باز رکھے تاکہ اُس کی
بیچارگی کی حالت فروتنی اور حاجتمندی کی صورت میں آراستگی پاوے اور اُس کا ظاہری اور باطنی حال فروتنی
اور بے بسی کے زیور سے زینت پاکر مقصود کی آغوش کی یعنی اپنے مطلب دلی تک پہنچنے کی قابلیت کا سزاوار بنے

اور جان پیدا کرنے والے خدا کی تعریف کی طرف مائل ہو۔ اور جبکہ یعنی اور آپ کہ یہ بات قرار پائی اس شکر گزاری اور تعریف کی پونجی انسانی ذخیرہ میں بہت کثرت سے ہے خاص کر کے اس لکھنے والے کے بازار میں بے اندازہ اور بیحد ہے۔ پھر کیوں خدا کی حمد اور تعریف سے باز رہوں اور خدائے دائمی کے شکر سے کوتاہی اور سستی کروں وہی بہتر اور مناسب ہے کہ اس اپنے آپ کو تعریف کرنے کی دھوکہ دینے والی آفت اور بلا سے نکال کر اپنے آپ کو بلند بنیاد رکھنے والے شکر و تعریف کے لئے تیار و آمادہ کروں چونکہ یہ مقصد و ارادہ بہت اونچا تھا اور یہ مطلب بہت شاندار تھا دل بات بنانے والی زبان یعنی لچر پوچ بکنے والی زبان کو اجازت نہیں دیتا تھا اور نہ عقل و دانائی روا رکھتی تھی کہ پیروی کے جھگڑے کے نادانوں کی طرح حرف اور آواز کی مددگاری سے بزرگی والے خداوند کی تعریف کرنے کے آنگن میں داخل ہو کر مانگے ہوئے استعاروں اور ذلیل و خوار عبارتوں پر خوش اور قناعت کرنے والا ہو وے اور نہ میرا دلی ارادہ جو خدا کے شکر و سپاس و تعریف کو دوست رکھتا ہے اس پر راضی ہوتا تھا کہ پست ہمّت نادانوں کی طرح دل کو اُس کی تلاش سے باز رکھکر لب کو اُس کے شکر کے ذکر سے بند رکھے۔ اور ایک ناقص ادھورے اقرار سے کہ معاملے میں اُس کے برخلاف طریقہ جاری رکھتا ہے (یعنی کبھی خود تو ناقص اقرار پر راضی نہیں ہوتا ہے لیکن اب خود ہی اُس کے برخلاف یہ کرے کہ) عاجزی کا اظہار کر کے اپنے آپ کو سچ بولنے والے نیک اندیشوں سے ظاہر کرے بہت مدّت تک اسی حیرانی میں رہا نہ بولنے ہی کی قدرت رکھتا تھا نہ چپ ہی رہنے کی طاقت رکھتا تھا (ترجمہ صفحہ پنجم اندکشوری) کہ یکایک وکیلان قضا و قدر نے عقل کے وسیلے سے کہ موجودات کی روشنی اُسی سے ہے روشنی کا ایک دروازہ کھولا۔ اور بیہودہ چکّر لگانے والے دل کی امید کی گردن مقصد کی کمند میں بندھی توفیق کے کان میں پیغام الٰہی پہنچا کہ اے معنی کے نگارخانے کے نقش آراستہ کرنے والے تو کوئی کتاب تصنیف نہیں کر رہا ہے جس کے دیباچہ کو حمد الٰہی سے آراستگی دیوے۔ تو تو زمین و زمان کے فرمانروا بادشاہوں کے تاج کے گوہر کا حال لکھتا ہے اور یہ حقیقت میں خدا کی شکرگزاری لکھی جا رہی ہے اور خدا کی تعریف کی صورت بنائی جاتی ہے پس حمد کے لئے حمد لکھنے کی حاجت نہیں ہے اسلئے کہ صانع (کاریگر) کے کام پاک خدا کی کامل تعریفیں ہیں جو بے زبانی کی زبان سے ادا ہو رہی ہے۔ پاک باطن و صندل رکھنے والوں کو اس دریافت (یعنی مخلوق کے کاموں کی حقیقت کے دریافت) کے وسیلے سے نورِ مطلق کا حصول ہوتا ہے اور اُس حمد کرنے کے بلند درجہ پایہ تک کہ اپنی ذات سے آپ ہی اکیلے (عقلمندوں نے بلاواسطہ) وجوب وجود (جس کا ہونا واجب ہو۔ خدا تعالے اعلیٰ اور بلند منصب (رتبہ۔ عہدہ جلیل القدر) ہے پہنچاتا ہے اور ظاہر ہے کہ عالم عنصر (دنیا) میں بلند شوکت رکھنے والے بادشاہوں کی بزرگ ذات سے کہ ظاہری عالم کے سلسلہ کا انتظام اُن کی پاکی کی چھنگلیا پر ہوا ہے یعنی پاک ہمّت کی مددگاری یا وسیلے سے بندھا ہے کوئی زیادہ بزرگ گوہر اور کوئی شاندار نشان نہیں بتایا ہے

اور یہ یقینی بات ہے کہ سارے جہان کا کام ایک شخص کے حوالے کرنا اور ایک عالم کا بڑا کام ایک آدمی کے ذمے رکھنا باطنی جہان اُس کے اندر رکھنا ہے بلکہ باطنی جہان کی جان بنانا ہے (یعنی اس میں شک نہیں ہے کہ جبکہ خدا نے ایک شخص کو اتنا بڑا سارے جہان کا کام سونپا ہے تو ضرور اُس کو باطنی خوبیوں اور قوتوں سے آراستہ کیا ہوگا تاکہ اس کام کو انجام دے سکے۔ حاصل یہ ہے کہ بیشک خدائے تعالیٰ ایسے شخص کو اپنی قدرت کاملہ کا ایک مظہر بنا کر یہاں عالم کے انتظام کے واسطے بھیجتا ہے پس یہ شخص گویا کہ مظہر خدا ہوتا ہے) خاص کر کے ایسا دُنیا کا آراستہ کرنیوالا (ملبو شلو) کہ معنوی (باطنی) بہارستان کی نسیموں (نرم ہواؤں) کی خوشبوؤں کے پانے کا ارادہ رکھ کر کامروائی کے تخت پر سربلند ہوا ہو۔ خاصکر کے زمانہ کا صاحب کہ ان دو بزرگ حالتوں کے ساتھ باطن کے سرچشمے سے سیراب دل اور شاداب خاطر ہووے۔ خاص کر کے وہ خدا آگاہ لوگوں (خدا کے بھید جاننے والوں۔ عارفان الٰہی) کا قبلہ کہ خدا کی مدد سے اُن مرتبوں سے زیادہ بلند ہو کر معانی کے نگارین خانہ (وہ گھر جو نقش و نگار سے آراستہ ہو) کا رنگ آمیز (نقاش۔ آراستہ کرنے والا) اور حقیقتوں کے شب خانہ (رات کے رہنے کا مکان) کی محفل روشن کرنے والا ہو کر وحدت کے پاکیزہ مکان کا اُنس کرنے والا (ہمدم) اور شہود کے خلوت خانے کا رازدار (شہود۔ صوفیہ کی اصلاح میں ایک درجہ ہے جس میں سالک مراتبِ کثرت اور موہومات صوری سے گزر کر توحیدِ عیانی کے مقام کو پہنچ جاتا ہے اور اُس کو تمام موجودات میں جلوۂ حق بلکہ ہر شے عین حق نظر آنے لگتی ہے حضورِ حق) بنتا ہے اور جاگتے نصیبہ کے ساتھ اقبال کے تخت پر بیٹھتا ہے اور صورت و معنی (ظاہر اور باطن) کی فرماں روائی اور ظاہر اور باطن کی عقدہ کشائی (گرہ کا کھولنا) اُس کے سپرد ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہمارے مبارک زمانے کے شاہی تخت کا آراستہ کرنے والا اور خدا کے سایہ کے جھنڈے کا بلند کرنے والا ہے۔ کہ سمجھ اور عقل کے نقشبندوں کا مجموعہ بلکہ ازل اور ابد کے صنعت گروں کا کارنامہ ہے ایسے خدا کی حمد کے بہت سے اسباب کے ہوتے ہوئے کہ تو رکھتا ہے کس لئے اس دوڑ دھوپ (تلاش و جستجو) میں پریشان ہو رہا ہے اس جان کے پرورش کرنے والے پیغام کے سُننے سے دولت (اقبال وسعادت) کی صبح نکلی ہمیشگی کی نیکبختی کا سرمایہ حاصل ہوا۔ امید کی آنکھ روشن ہوئی۔ صورت (ظاہر) کے عالم نے رواج پکڑا معنی (باطن) کے ملک نے خوشی پائی مقصود کا دامن ہاتھ میں پڑا یا آیا۔ مطلوب کا چہرہ نظر میں آیا اللہ پاک ہے یہ کیا ہی نادر راز ہے کہ زمانے کی کتابوں میں پاک خدا کا شکر یا تعریف کتاب کی آرائش کے لئے لایا گیا یا لکھا گیا ہے اور یہاں کتاب کو جان پیدا کرنے والے کی تعریف کے لئے آراستہ کیا گیا ہے (ترجمہ صفحہ ششم از کشوری) جہان والے (دُنیا کے لوگ) اپنی کتابوں میں حمد کو مقصود کے طفیل میں زبان پر لائے ہیں اس نادر کتاب (اکبرنامے) میں مقصود تعریف کے طفیل میں لکھا گیا ہے۔ پُرانی رَوِش (پُرانے دستور) میں حضرت معبود (خدائے تعالیٰ) کی تعریف گفتار تھی اس عقل کی تازہ بارگاہ میں تعریف کرنے کی شاہراہ کردار (فعل عمل) سے

اگلے وقتوں میں خدا کی حمد و صفت کے اندر سخن کے وسیلے سے پناہ ڈھونڈھتے تھے اس نادر تحریر دیباچہ میں کامل
انسان کے وسیلے سے کہ خدا کا پرستش کرنے والا بادشاہ ہے پناہ لے جاتے ہیں یعنی وہ جہان کا صاحب کہ اُس کی
خدایابی (خدا کو پانے) اور خداجوئی (خدا کو ڈھونڈھنے) کی بدولت ظاہر اور باطن کے درمیان سے پردہ اُٹھ گیا
ہے۔ اور ارباب تجرُّد (دُنیا سے قطع تعلق کرنے والوں) اور اصحاب تعلق (دُنیا سے علاقہ رکھنے والوں) کے فرقہ میں
محبت پیدا ہو گئی ہے اور ظاہر اور باطن کے آگے سے پردہ اُٹھ گیا ہے غفلت (بے خبری) کہ ہشیاری کے مخالف
راستہ میں چلتی تھی اُس راستہ سے واپس آکر شعور (دانائی) کے لازم پکڑنے والوں سے ہے تقلید (پیروی کرنا بے جانے
بوجھے کسی چیز کی حقیقت کے) کہ تحقیق کی اقلیم سے نکل کر شورانگیزی (دُوند مچانا) کرتی تھی آج کے روز جادۂ تحقیق کی کندھے
پر ڈال کر درگاہ کے رہنمائی چاہنے والوں سے ہے خود پرستی جو اندھے دل کی تھی کہ خداپرستی کو چھوڑ کر مخلوق کی پرستش
کرتی تھی بینا (دیکھنے والی) آنکھ پاکر سر جھکائے ہوئے اور شرم کھائے ہوئے خداپرستی کی عبادت گاہ کی طرف آئی
ہے حسد (ڈاہ) اور ناتوان بینی (ڈاہ کرنا۔ حسد کرنا) کہ مالیخولیا (خیال خام۔ دیوانگی) سر میں اور جنون کا سودا
(پاگل پن) دماغ میں رکھتی تھی اور خدا سے دانا اور قادر کے ساتھ جھگڑے اور مقابلے کا دم مارتی تھی رہنمائی کی
عقل حاصل کر کے بخشائش کی درگاہ کے بخشش چاہنے والوں کے گروہ سے اور دولت (سعادت) کے لشکروں کے
مددگاروں کی جماعت سے ہے تلاش کا درد کہ دائمی تندرستی وہی ہو سکتا ہے لنگڑے پن سے نکل کر رفتار میں آیا ہے
اور مقصود بھی بنا اور مقاصد بھی بنا کر رہا ہے اور کیوں ایسا نہ ہونا چاہئے اسلئے کہ اُس دانائی کے بڑھانے والے
زمانے میں جہان کے سب خانہ کا چراغ اور آدم کے خاندان (گھرانے) کا نور غیب کے (چھپے ہوئے) بھیدوں کا پردہ
اُٹھنے والا اور بے عیب کی صورتوں کا چہرہ کھولنے والا (ظاہر کرنے والا) ہے اور کس طرح یہ بات دُور بین ہوشمندوں کی
نگاہ میں بعید (دُور عجیب) ہو سکتی ہے اسلئے کہ شہنشاہی آداب (قاعدوں۔ قانون) کا انتظام کرنے والا۔ خدا کے بندوں
کی روزیوں کا تقسیم کرنے والا موشگافی (بال چیرنے۔ باریک بینی) کی باریکیوں کی باریکی دیکھنے والا اور پرکھنے اور جانچ
پرتال کرنے کے جوہروں کا پرکھنے والا (گہرائی لینے والا) ہے جب تک کہ ہستی کے عالم (دنیا) میں ارباب تجرُّد (عارفان الٰہی
خداشناس لوگوں) کا پیشوا کہ جس کو ولایت (خدا کا ولی اور مُقرّب بندہ ہونا) کہتے ہیں اور اصحاب تعلّق (دُنیا داروں)
کا مُقتدا (پیشوا) کہ جس کو سلطنت (بادشاہی) کہتے ہیں جُدا جُدا تھا نوع (قسم۔ اور وہ کُلّی جو یکساں حقیقت رکھنے والے
افراد کو شامل ہو جیسے انسان کہ زید۔ عمر۔ بکر۔ خالد۔ ولید وغیرہ پر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے) کے درمیان مخالف
(جُدا جُدا ہونے) کی کشاکش (کھینچا تانی) باطنوں (دلوں) کو پریشان رکھتی تھی۔ آج کے روز کہ فراخ حوصلہ ہونے
(بلند ہمت ہونے) کی پیش بینی کی بلند پایہ سے اور مہربانی کے شامل حال خاص و علم ہونے سے اور سب کی قدر جاننے
سے اور نہایت درجہ کے خداشناس ہونے سے یہ دو بڑے درجے اور عہدے کہ ظاہر اور باطن کے انتظام کے قائم کر دئیے ہیں اُس

اس عقلمندی کے خزانوں کی گرہ کھولنے والے اور خداوند کے خزانوں کی کنجی رکھنے والے کو عنایت ہوئے ہیں اگر اُس کی
پاک ذات یہ خاصیت بخشے تو بیشک بہت تھوڑا سا بہت سے باطنی پوشیدہ جگہوں سے ظہور کی امن کی جگہ میں
آیا ہوگا۔ (ترجمہ صفحۂ ہفتم از کشوری) کو کچھ جانتا ہے کہ یہ جہان کی روشن کرنے والی جگمگاہٹ (روشنی) کس کے نورانی
نفس (دم۔سانس) سے ہے اور کس کے مبارک قدم نے یہ سعادت بخشی ہے (میں تجھ کو بتاؤں) یہ ہمارے زمانے
کے جہان کے پناہ دینے والے بادشاہ کی حق پرستی اور نور ہونے کی بدولت ہے۔ یعنی وہ شہنشاہ کہ معرفتوں
(خداشناسیوں) کی فوج رکھنے والا اور خدا کی قدرت کا ظاہر کرنے والا۔ اور بے انتہا کرامت کی اُترنے کی جگہ اور خدا کی
بے نیاز درگاہ کا یکتا بندہ اور واحد خدا کی بارگاہ کا مُقرّب بندہ اور شاہنشاہی کی کان کا گوہر اور خدا کے ہاتھ کی
انگوٹھی کا نگینہ اور گورگانی (امیر تیمور) خاندان کا روشن کرنے والا۔ اور صاحبقراں (امیر تیمور) کے گھرانے کا چراغ اور
بیمثال خدا کا رازدار اور ہمایوں کے تخت کا وارث اور جہان کی نگہبانی کے قانونوں کا ایجاد کرنے والا۔ اور ملک لینے
کے قاعدوں کا بنانے والا اور ہدایت (رہنمائی) کی صبح کی پیشانی کی روشنی اور ولایت کے آفتاب کی آنکھ کی روشنی یا رو
اور آدم کی اصل یا نسل کا بزرگ بنانے والا اور بڑے نورانی ستارے (آفتاب) کا ولیعہد (قائم مقام۔نائب) اور قضا و قدر
کے مجموعہ کا انتخاب اور فتح و ظفر (فتحمندی) کے لشکروں کے آگے کا لشکر اور راتوں اور دنوں کے ملنے کا نتیجہ اور عنصروں
اور اَجرام (آسمانی جسموں۔ستاروں وغیرہ) کے نتیجوں کا خلاصہ اور فضل و احسان و بخشائش کے جہان کی آنکھ اور
سلطنت اور اقبال کے رخسار کا تِل اور خلافت (بادشاہت) کے شخص کی پشت (پیٹھ) کی قوّت اور انصاف اور مہربانی
کے سینے کی خوشی اور خوش قسمتی کے نصیب کے گوہر کا روشن کرنے والا۔ اور تاجداری کے تخت کے پایہ کا بلند کرنے والا۔ اور
عقلمندوں کے جوہر کا قدر جاننے والا۔ اور بلند ہمّتوں کے گوہر کی قیمت پہچاننے والا اور عاجزوں (ناچاروں) کے کام کی
گرہ کھولنے والا۔ زخمیوں کے دل کے ناسور کا مرہم باندھنے والا۔ صاحبدل (عقلمند) روشن رائے رکھنے والا جان کا
بخشنے والا جہان کا آراستہ کرنے والا۔ روح کی تصویر اور عقل کا جسم۔ جہان کی جان اور جان کا جہان۔ روشن دل تیز
دیکھنے والا۔ راہ راست کا پسند کرنے والا راستی کا اختیار کرنے والا۔ ہمیشہ آگاہ رہنے کے رستہ میں ہوشیاری کے ساتھ چلنے والا
صبح کے وقت کے تخت کا بیدار بیٹھنے والا۔ نور کے خلوت خانہ کا یکتا شخص۔ حضور الٰہی کے پوشیدہ مکان کا نور بڑھانے والا
راہوں کے طور و طریق کا پہچاننے والا صلح کُل (کسی مذہب والے کے ساتھ دشمنی نہ رکھنی۔ سب کے ساتھ صلح برتنی۔ خیرخواہِ کل
ہونا۔ بے تعصبی) ہے مقصود در عجیب عجیب کراماتوں کے اُترنے کی جگہ۔ بلند درجوں اور مقاموں کا صاحب۔ سفیدی اور
سیاہی (نیکی اور بدی) کے بھیدوں کا رازدار۔ دُنیاوی اور خدائی حقیقتوں کا ظاہر کرنے والا۔ اطلاقی (آزادی۔ بے تعلّقی)
اور تقیّدی (پابندی۔ علاقہ داری) کے علاقوں کا دیکھنے والا۔ عالم اَجسام اور عالم ارواح کے بھیدوں کا جاننے والا۔ وصال
(خدا کی قربت اور نزدیکی کے تلاش کرنے والوں کے پیاسوں (مشتاقوں) کا سرچشمہ کمال کے راستہ کے مُتَیسّر دل

(حیرت رکھنے والوں) کا مقصد۔ بڑے بڑے نکتوں (باریک باتوں) اور بڑی بڑی معرفت کی باتوں کا جائے ظہور (ظاہر ہونے
کی جگہ) علم لدُنّی (وہ علم جو بغیر کوشش کے صرف خدا کی عطا سے حاصل ہو جائے۔ وہ علم جو صرف طبیعت اور ذہن کی تیزی سے
حاصل ہو جائے) اور الہامی بھیدوں کے اُترنے کی جگہ۔ وطن (گھر) کے اندر سفر کی محفل آراستہ کرنے والا یعنی عقل و دانائی
سے گھر بیٹھے سفر کے حالات دریافت کرنے والا۔ یعنی وہ تجربے جو دوسرے لوگوں کو سفر کرنے کے بعد حاصل ہوتے ہیں اُس کو
عقل و دانائی کی بدولت گھر بیٹھے حاصل ہیں۔ جلسے اور محفل (لوگوں کے درمیان) خلوت کی شمع روشن کرنے والا یعنی ظاہر میں
لوگوں کے درمیان بیٹھتا ہے مگر دل سے خدا کے ساتھ رہتا ہے جھٹ بات کو سمجھ جانے والا مگر اپنی بُردباری سے سزا دینے میں
دیر لگانے والا۔ بہت بخشنے والا اور تھوڑا قبول کرنے والا۔ یعنی خود بخشتا ہے تو بہت کثرت کے ساتھ دیتا ہے اور دوسروں سے
تھوڑی چیز کو بھی اُن کے دل بڑھانے اور خوش بنانے کے لئے بڑی عزت کے ساتھ قبول فرماتا ہے۔ کُن مُکن (حکومت۔ امر
و نہی۔ بادشاہی) کی کشتی کا نگہبان۔ بے سر و پا (بے ابتدا و انتہا) کے سمندر کی کشتی یعنی دریائے معرفتِ الٰہی کی کشتی کہ لوگوں
کو کنارہ تک یعنی خدا کے قرب تک پہنچانے والا ہے۔ حفظِ مراتب (مرتبوں کی نگہبانی کرنا۔ جو جس مرتبہ کا ہو اُس کو اُس کے
موافق سمجھ کر اُس کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرنا) کی باریکی پہچاننے والا۔ رواتب (جمع راتبہ۔ وظیفہ۔ مقررہ روزی) کی تقسیم کی باریکی
کو پہنچنے والا۔ مبارک رائے مبارک صورت۔ مبارک طالع (اختر۔ نصیب) بلند اختر۔ بُردبار (بھاری بھرکم۔ ہر بات میں عقل و
دانائی سے آہستگی کرنے والا) اور باوقار صاحب شوکت بلند دانائی رکھنے والا۔ عقل کا آراستہ کرنے والا اور آزادی کا سر فراز
کرنیوالا۔ دوست کا پرورش کرنیوالا۔ دشمن کا پگھلانیوالا۔ ملک کا فتح کرنیوالا جہان کا آراستہ کرنیوالا (ترجمہ صفحہ ہشتم او کشوری) دشمن کا باندھنے والا
ملک کا کشایش بخشنے والا۔ بزرگی اور بڑائی کے تختوں کا چڑھنے والا۔ حشمت (شوکت) اور اقبال کی مسندوں کا بلند کرنے والا
دولت اور دین کا پاسبان (چوکیدار) تخت اور نگینہ کا نگاہبان۔ ساتوں اقلیموں کا آراستگی دینے والا۔ تخت اور تاج کا بلند
کرنے والا۔ شہسوار صف کا شکست دینے والا۔ شاہباز شیر کا شکار کرنے والا۔ جہاد اکبر (نفس کشی۔ اپنے آپ کو دنیاوی خواہشوں
سے خالی کرنا) کے میدان کا لڑنے والا یعنی خدا کی عبادت اور خدا کی رضا جوئی سے اپنے نفس کو خدا کے احکام کا مطیع بنانے والا
ساتوں ولایتوں کے میدان کا بہادر لڑنے والا۔ سلطنت اور سرداری کی بنیاد کا مضبوط بنانے والا۔ تربیت (پرورش) اور
سیاست (قوانین انتظامی ملکداری) کے رُکنوں (ستونوں) کی بنیاد رکھنے والا۔ مضبوط دستے (خدا کے احکام) کا پنجہ
مارنے والا۔ کامل عقل رکھنے والا۔ یا کامل عقل کے مضبوط دستے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے والا۔ شامل انصاف (وہ انصاف
جو سب کے حال کو شامل ہے) اُس کی مضبوط رسّی پکڑنے والا۔ بزمگاہ (مجلس عیش و عشرت) کے اندر تمامی نظر یعنی عیش
و عشرت کے عالم میں بھی خدا ہی کی طرف نظر رکھنے والا ہے۔ لڑائی کے میدان میں تمام جگر (دلیری۔ بہادری) ہے۔ عشرت
کی محفل میں دریا کا برسانیوالا ابر ہے یعنی بہت جود و سخاوت کرنیوالا ہے۔ لڑائی کے میدان میں فتحمندی کا سمندر ہے خون بہانیوالا دلیری کے
میدان میں کھنچی تلوار ہے۔ چستی اور جوانمردی کے میدان میں صاف چمکدار نیزہ ہے عطا و بخشش کے جہان کا موج انگیز سمندر ہے۔ لڑائی کے

میدان کا آگ برسانے والا بادل ہے۔ اُس کے سانس۔ روح (جان) کی محفل کے انگیٹھی گھمانے والے یعنی خوشبودار اور مہکدار بنانے والے ہین۔ اُس کی مہربانیان کشایشون کی صبح کا پنکھا ہلانے والی ہین۔ یعنی فتحون کی صبح کو خوشبودار بنانے والی ہین۔ اُس کا عدل (انصاف) فروردین (موسم بہار) کے اعتدال (برابری) کے موافق طبیعتون سے عیب وزشتی کو دُور کرنیوالا ہے۔ اُس کا خُلق (خوشخوئی) اُردوے بہشت (ماہ بہار) کی نرم ہوا ہے ہنسی سے لبریز۔ اُس کی ذات کا عُنصر مشکلون کے کھولنے مین مشقّت کرنے والا اور اپنے اوپر محنت گوارا کرنیوالا ہے۔ اُس کی بے عیب عقل دُشواریون کے حل کرنے مین ایک ایماندار (راستباز) مشورہ دینے والا شخص ہے۔ اُس کا ظاہر جمشید کی سی شوکت اور فریدون ایسا دبدبہ رکھنے والا ہے۔ اُس کا باطن سقراط ایسی دانائی اور افلاطون ایسی عقل و بینائی سے پُر ہے۔ اُس کا ظاہر و باطن دونون ریاضت و مشقت پسند ہین۔ اُس کی آنکھ اور اُس کا دل خدا کی طرف لگا ہے۔ دل کو زبان کے ساتھ موافق کئے ہوئے ہے۔ وحدت کو کثرت کے ساتھ شریک کئے ہوئے ہے یعنی خداے یکتا کا خیال دُنیاوی کاروبار مین ہر وقت اُس کے ساتھ ہے۔ اُسکی بیداری نفسِ امّارہ کی نگہبانی مین گذرتی ہے اُس کی بلند حوصلگی ہوا و ہوس پر پاؤن رکھے ہوئے ہے۔ اُس کے معاملے کی سچائی مکر و فریب کے دُکانچہ (چھوٹی دُکان) کو پھینکے ہوئے یا برباد کئے ہوئے ہے۔ اُس کی دانائی کی کسوٹی ملمّع کی کھوٹائی کو موتی جڑے زیور سے جُدا کئے ہوئے ہے۔ حیرت مین پڑنے کی چادر بلند ارادون کے سر پر پھاڑے ہوئے ہے۔ یعنی ایسے بلند ارادے اُس سے ظاہر ہوتے ہین کہ آیندہ لوگون کو ایسے ارادون کا ظاہر ہونا حیرت مین نہ ڈالے گا۔ معافی کی چادر گناہون کے سر پر کھینچے ہوئے ہے۔ بزرگی کی چمک دمک اُس کی مہربانی کی پیشانی سے ظاہر ہونے کی جگمگاہٹ باہر دئے ہوئے ہے۔ مہربانی کی چمک اُس کے قہر کے شعلون سے نور کی زبان نکالے ہوئے ہے۔ یعنی اُس کے قہر سے بھی لُطف آشکارا ہوتا ہے اس لئے کہ قہر بھی اصلاح و دُرستی کے لئے ہے نہ اپنی نفس کی خواہش کے پورا کرنے کے لئے اُس کے دبدبے نے پتّھر ایسی جان رکھنے والوں کا کلیجہ پگھلایا ہے۔ اُس کی ہیبت نے لوہے کے جگر رکھنے والون کا زہرہ (پتّہ) پانی کیا ہے اُس کی ابرو کی گرہ کا ایک اثر ہے زمانے کی دلتنگی یعنی اگر اُس کی ابرو مین گرہ پڑتی ہے تو زمانے کے لوگون کو دلتنگی حاصل ہوتی ہے۔ اُس کی خوشخصلت کی شگفتگی کی ایک جھلک زمانہ کی کشادگی یعنی خوشی ہے۔ اُس کی بقا (زندگی) کی دعا چھوٹے اور بڑے کی زبان پر جگہ پکڑے ہوئے ہے۔ اُس کی وفا اور محبّت جوان اور بوڑھے کے دل پر آرام پائے ہوئے ہے۔ اُس کے نام کی بلندی اطراف کے نامورون کو پست کئے ہوئے ہے۔ اُس کی دولت کی پائداری طرفون کے سردارون کو بے حوصلے کئے ہوئے ہے۔ اُس کے اقبال کا اولزہ دُنیا کے سلطانون کے ہوش کے کان کو کھولے ہوئے ہے۔ اُس کی بزرگی کا نشان گرو ہونکے بادشاہونکے باہر چہار طرف کے بادشاہون کے خیال کو پست کئے ہوئے ہے۔ اُس کا بلند شہرہ چکّر کھانے والے گنبد (آسمان) مین لپٹا ہوا ہے (گونج رہا ہے) اُس کی

شوکت کا آوازہ اس کنارہ سے اُس کنارہ تک پہنچا ہوا ہے (ترجمہ صفحہ نہم از کشوری) اُس کی عطا و بخشش کا آوازہ
چھے طرفون (شمال۔ جنوب۔ مشرق۔ مغرب۔ تحت۔ فوق) کی انتہا سے گزرا ہوا ہے۔ اُس کی بلند درگاہ ساتون ولایتون
کے برگزیدہ (چُنے ہوئے) لوگون کا وطن بنی ہوئی ہے۔ اُس کی روز افزون دولت (روز بروز بڑھنے والی دولت) زمانون
اور دورون (عہدون) کا کارنامہ (تاریخ۔ دستور العمل۔ ایکٹ) بنی ہوئی ہے۔ اُس کا ہمایون (مبارک) طالع (اختر نصیب)
ثابت (وہ ستارے جو گردش نہین کرتے) اور سیار (وہ ستارے جو گردش کرتے ہین مین مشہور۔ ماہ۔ آفتاب۔ مریخ۔
زہرہ۔ مشتری۔ زحل۔ عُطارد ہین) کی سعادت کا دیباچہ (سرنامہ) ہے۔ ترجمہ مثنوی کا۔ وہ شہنشاہ آسمان ایسا
پایہ (درجہ۔ مرتبہ) رکھنے والا ہے۔ اُس کے اقبال کا چتر آسمان ایسا سایہ رکھنے والا ہے (کہ سب اچھے بڑون کو اپنے
سایہ کے نیچے لئے ہوئے ہے) وہ چمن آراستہ کرنے والا دانائی اور عقلمندی کا ہے وہ مرتبہ بڑھانے والا تاج اور تخت کا
ہے۔ اُس کے قدر اور مرتبہ کا تخت دولت و اقبال کو عطا ہوا ہے یعنی دولت و اقبال اُسکے قدر اور مرتبہ کے تخت کا پاسبان
اور نگہبان ہے۔ اُس کے بخت (اقبال و نصیب) کا شخص کشادہ (کھُلی ہوئی۔ ہنستی) پیشانی رکھنے والا ہے۔ اُس کی
بارگاہ حق کے تلاش کرنے والون کی قبلہ گاہ ہے۔ اُس کی مہربانی پیاسا سالب رکھنے والون کے لئے بڑا چشمہ ہے۔
ایک سوچنے (صاحب توحید ہونے) کے سبب سے نیچے پاؤن کے گئے ہے۔ شاہی کے تخت اور درویشی کے بچھونے
کو (نطع۔ وہ چمڑا جو درویش لوگ بچھاتے) نہ آسمان اُس کی مراد کے موافق چکر کھانے والے ہین۔ ساتون ستارے
اُس کے کام کے انجام دینے کے لئے گردش کرنے والے ہین۔ وہ ہوشیاری کے ساتھ زمانے کی محفل کو آراستگی
دینے والا ہے۔ وہ بیدار مغزی کے ساتھ جہان کی نگہبانی کرنے والا ہے۔ اُس کی محبّت اور قہر محفل اور میدان جنگ
کے اندر خون اور شراب کا چھلکتا جام دینے والا ہے۔ اُس کی خُو (مزاج) کی گرمی سے خاقان (چین و ترکستان کے
بادشاہون کا لقب ہے) خوف کھانے والا ہے اُسکی ابرو کے شکن (چین یہ جبین معنے) سے قیصر (روم کے بادشاہ کا لقب ہے آجکل ہر بڑے شہنشاہ کو
کہتے ہین) ڈرنے والا ہے۔ آسمان ایسی جھلک رکھنے والا عظمت رکھنے والا اور زمین ایسی بردباری رکھنے والا ہے عقل کل (عقل اولی)
حضرت جبرئیل) کا آقا ہے نام اُس کا جلال الدین ہے۔ آفتاب کا نُور ذات اور خدا کا سایہ۔ تاج و تخت کا گوہر
(آراستگی) اکبر شاہ۔ یہ پُرانا جہان اُس سے نیا ہوجیو۔ اُس کا ستارہ آفتاب ایسا نُور رکھنے والا ہوجیو۔ یہ خالی
ہاتھ رکھنے والا (مفلس) کہ تعریف کے بے سرمایہ ہونے کی وجہ سے نہ جگہ بیٹھنے کی اور نہ پاؤن (قدرت) کھڑے
ہونے کا رکھتا تھا اس دُرست نیّت (ارادے) اور پکّے ارادے کی برکت سے ایکبارگی پیدا کرنے والے کی تعریف
کے خزانون کا خزانچی ہوگیا ایک تعجب کے قابل خزانچی ہے کہ نقد کے خرچ سے جمع بڑھاتا ہے اور جمع کرنے سے
نقصان اُٹھاتا ہے۔ مَین اخلاص (سچّی دوستی اور وفاداری) کی بدولت کیمیاگر ہوگیا اور مَین نے مفلس دل کو
مالدار بنایا۔ مَین نے بخشش کا ہاتھ بڑھایا۔ اور خزانہ کا دروازہ کھولا۔ نیکبخت تھا۔ دولتمند ہوگیا۔ بات بنانے والا تھا۔

یعنی واہی تباہی بکنے والا تھا۔ تعریف کرنے والا ہو گیا ہیں نے مجاز کے آستانہ پر حقیقت کا دروازہ کھولا۔ سادہ لوح (کوری تختی رکھنے والا یعنی عقل سے خالی) تھا باریک باتون کا لکھنے والا ہو گیا۔ مراد کا دروازہ کہ میرے رُخ پر بند تھا خدا کے فیض و برکت سے کھُل گیا۔ عاجزی سربلندی کے ساتھ بدل ہوئی میرا نہ کیا ہوا کئے ہوئے کے ساتھ شمار کیا گیا۔ اور میرا نہ کہا ہوا کہے ہوئے کے ساتھ ادا کیا گیا یا سمجھا گیا۔ دربارِ عام سے دولتسرا ئے خاص مین لایا گیا اور مجھ بے زبان کو بات کہنے کی زبان عطا کر کے بات کہنے کی اجازت دی گئی مین نے چاہا کہ مقصد کے شروع کرنے سے پہلے جیسا کہ جہان کے گردہون سے ہر گروہ کے اگلے لوگون کا دستور ہے کہ کتاب کے عنوان (آغاز۔ سرنامہ) کو خدا کی حمد کے بعد اُن پاک بلند نسل رکھنے والون اور خدا کی شریعتون کے یا احکام کے عمل مین لانے والون (یعنی انبیاؤن اور اولیاؤن) کی دعا کے ساتھ کہ جو جہان کے شب خانہ مین ہدایت (رہنمائی) اور فیض رسانی کی شمع روشن کر کے نیستی کے تہ خانہ کی طرف چلے گئے ہین۔ کیا عام لوگون کے طریقہ پر اور کیا خاص لوگون کی طرز پر آراستہ کرتے ہین۔ اس خدا کی تعریفون کے مجموعہ کو بھی اس طور پر آراستہ کرون۔ اور اُس گروہ کے لئے دُعا کہ اُس عاجز شخص کی دریافت کے صحن مین (یعنی علم کے موافق) بزرگ ہونے اور خداشناس ہونے کے اندر جگہ رکھتے ہین یعنی جو مجھ عاجز بندے کے خیال مین بزرگ اور خداشناس تھے۔ ایسی عبادت مین کہ دل چاہتا ہے ادا کرون لیکن چونکہ یہ اصل بات کا سمجھنے والا اصل اور نقل کے فرق کو پہچانتا ہے کہ اگر کوئی بدعقل سلطنت کی بارگاہ مین دخل پا کر میدان کے سپاہ سالارون کی سفارش کرے اور اپنے وسیلے سے چاہے کہ اُس سلطنت کے امیر الاُمرا کو زمانے کے حاکم کا مقبول بنا وے بیشک دُنیا کے لوگ اُس کو کم عقل یا پاگل بتائین گے۔ ترجمہ شعر۔ کیا قدرت ہے سُہا (بہت چھوٹا ستارہ ہے کم روشن) کو کہ روشن چاند کی سفارش نورانی آفتاب کو لکھے۔ اُس کے مرتبہ کی یہی بلندی بس (کافی) ہے کہ اپنے آپ کو۔ اُس بارگاہ مین ذرّہ سے کمتر لکھے۔ ایسی بارگاہ کہ جس مین اُس درگاہ کے نوازش پائے ہوئے (مقبول) کو عرض معروض کرنے کی اجازت نہین عطا کی گئی ہے اور ایک چھوٹی چیونٹی کی سفارش کی قدرت نہین دی گئی ہے مجھ ایسے عاجز بیکس بلکہ راستہ نہ پائے ہوئے سے کہان لائق ہے یا زیب دیتا ہے کہ اُس درگاہ کے مقبولون کے لئے درخواست رحمت اور سلامتی کے کرے اور اُنکی بخشائش اور خوشنودی کے لئے عرض کرے۔ اور نا سمجھ ہونے کی وجہ سے دلیری کی زبان دراز کرے تمیز کی عدالت گاہ (یعنی عقلمند تمیزدارون) مین کس نام سے پکارا جاوے اور انصاف کی بازپرس (پوچھ گچھ) مین یعنی منصف لوگون کے نزدیک کس طعن سے طعنہ دیا گیا ہووے اس لئے مین نے دل کو اس خیال سے باز لا کر اپنے آپ کو اس بات کے لئے آمادہ کیا کہ اگر ہمّت دستگیری (مدد) کرے اور توفیق خدا کا فضل و کرم) مددگاری کرے تو ظاہر اور باطن کے بادشاہ اور دین و دُنیا کے پیشوا کا مبارک احوال لکھا ہوا بیان کے قلم کا کرون اور اُس خدا کے مقبول بندے کی پاکیزہ عادتون اور بزرگ عبادتون اور

عجیب عجیب لڑائیون اور نادر نادر محفلون اور کامل ہونے اور بزرگ ہونے کی خوبیون اور جمال جلال کی صفتون
کو بغیر اس کے کہ نظم و نثر لکھنے والون کے مانند مبالغہ اور تکلّف کرون جمع لاؤن (ترجمہ صفحہ وہم زکشوری) تاکہ اپنے
آقاے نعمت کے عقیدت اور بندگی کے حق کو بجالایا ہوا ہون اور بھی عالم ظہور (دُنیا) کے نئے پہنچنے والون اور
ہستی کے قافلون کے آنے والون پر ایک اپنی شکرگزاری کا حق ثابت کئے ہوئے ہون یعنی ان خیالون کی وجہ
سے جو میرے دل مین گزرے مَین نے یہ ارادہ کیا کہ اگر ہمّت میری مدد کرے اور خدا کی توفیق میری مددگار رہے تو
اس ظاہر اور باطن کے بادشاہ اور دین اور دُنیا کے پیشوا (اکبرشاہ) کا مبارک احوال لکھون اور اس خدا کے مقبول
بندے کے (بادشاہ کے) جمال اور جلال کی صفتین اور کمال اور بزرگی کی تعریفین اور محفل کی عجیب باتین اور
لڑائی کی نادر خبرین اور عبادتون کی بزرگیان اور عادتون کی خوبیان بغیر اس کے کہ اس مین نثر کے لکھنے والون
نظم کے آراستہ کرنے والون کا سا تکلّف یا مبالغہ کیا جاوے جمع کرون تاکہ ایسا کرنے سے اس آقاے نعمت کے
بندگی کے حق کو اور عقیدت کے حق کو جو مجھ پر ہے ادا کر سکون اور بھی دُنیا کے نئے آنے والون پر اپنی شکرگزاری
کا حق ثابت کر سکون اس لئے کہ جب وہ یہ حالات پڑھین گے تو میرے دل و جان سے شکرگزار ہونگے کہ مَین
اُن کے واسطے ایسی عمدہ باتین لکھ کر چھوڑ گیا ہون۔ اگرچہ ان چار چیزون سے ہر ایک قوی باعث یا سبب تھی
کہ بلند مرتبہ کام کے انجام دینے کے لئے سبقت کرون یا آگے بڑھون۔ لیکن چونکہ یہ مقصد بلند تھا یعنی یہ خیال
ایک بہت بڑا اونچا خیال تھا اور یہ کام ایک بڑا بلند کام تھا اور میرا دلی ارادہ پست تھا یہ دولت (سعادت) میسّر
(حاصل) نہین ہوتی تھی اور یہ آرزو حاصل ہوتی تھی یہانتک کہ کارکنان الٰہی نے میرے دل کے صحن پر جو خلاص (خلوص دوستی۔ وفاداری)
کے ظاہر کرنے کی جگہ تھا ایسا جلوہ دیا یا ایسا ظاہر کیا کہ اس بڑے کام مین جس طرح سے کہ تو مخلوق کا حق ادا کر رہا ہے
خالق کا حق بھی تو بجالا رہا یا پورا کر رہا ہے۔ اگرچہ تو ظاہر مین نعمت کے پانے کے حقون اور عقیدت کے حاصل
کرنے کے ضروری آداب کو ادا کر رہا ہے لیکن باطنی طور پر جہان پیدا کرنے والے خدا کی حمد و تعریف مین قیام
کر رہا ہے اس لئے روز بروز یہ ارادہ پختہ ہوتا گیا اور نیکبختی کے اسباب تیار ہوتے گئے یہانتک کہ فضل و احسان کی
بارگاہ (خداے تعالٰی کی بارگاہ) خاص کر کے اس عقل کے منظورِ نظر کی تربیت یعنی بادشاہ اکبر کی تربیت۔ اور عام
کر کے سعادت کی استعداد رکھنے والون کی مہربانی سے اس پر کہ اخلاص (سچی دوستی اور وفاداری) کے لحاظ سے
ارادت اور عقیدت کے بڑے راستے پر چلنے والون سے آگے بڑھنے والا یا آگے قدم رکھنے والا ہے اور مُراد کی عزت
کے اعتبار سے یعنی اس اعتبار سے کہ اب تک اپنی مراد کا میاب نہین ہوا ہے۔ سعادتمندون
کے قافلون سے بہت پیچھے رہنے والا ہے اور وہ ابوالفضل بیٹا مبارک کا ہے جو دل کے سر پر ارادت (عقیدت و
اخلاص) کی ٹوپی دُنیا اور آخرت کے چھوڑنے اور اپنے روحانی اور جسمانی تعلقات سے مُنہ موڑنے کے لئے رکھے

ہوئے ہے یعنی اخلاص شاہی کے سبب سے دُنیا و آخرت اور اپنی جان و جسم سب کو چھوڑے ہوئے ہے اور عقیدے کی
ساتھ نقش رکھنے والی آستین اٹھارہ ہزار عالم پر جھٹکے ہوئے ہے۔ اشارہ کی روشنی چمکی۔ کہ ہماری سلطنت بڑھانیوالی
فتوحات (فتحون) کی خبرین اور اقبال سے نزدیک ہونے والے احوال کا بیان سچائی کے قلم سے لکھ ہیں کیا کہون
کہ یہ حکم گزری ہوئی باتون کے لکھنے کے لئے تھا یا لکھنے کی ہمّت بخشنے کے لئے تھا۔ اجازت فرمائی یا کہ میرے دل کو
سعادت بخشی۔ اُس نے (اُس اجازت یا حکم نے) بزرگ آشلہ کا واقعہ نویس بنایا یا میری بے تُکی بات بکنے والی
زبان کو بات کی خوش بیانی عطا کی نہیں بلکہ اُس نے (اُس حکم نے) میری بات کو بازو اور میرے قلم کو پاؤن
بخشے۔ غیبی فرشتہ تھا کہ جس نے عالم بالا سے جان بخشی کا مژدہ پہنچایا یا ناموس اکبر (لقب حضرت جبرئیل فرشتہ کا)
کہ بزرگی اور جلال کے جہان کی وحی (حکم خدا) لایا۔ ناچار مین نہایت دوڑ دھوپ اور بیحد تلاش اپنے حضرت
شاہنشاہ کے واقعات کے صفحون اور احوال کے دفترون کے جمع کرنے مین بجالانے لگا اور مین مدت تک
اس سلطنت کے ملازمون اور اس اقبالمند خاندان کے قدیمون یعنی سچّے بولنے والے عقلمند بوڑھون اور نیک چلین
بیدار مغز جوانون سے پوچھتا رہا۔ اور لکھنے کی قید مین لاتا رہا۔ اور ملکون کی طرفون مین اُن لوگون کے نام کہ جنکی
درستی اور راستی پر پُرانی خدمت کے ساتھ بعضے یقین رکھتے تھے اور بعضے گمان کرتے تھے شاہی فرمان صادر
ہوئے کہ اپنے مسوّدون کے نقلون اور یادداشتون کو بادشاہ کی بارگاہ مین بھیجین اگرچہ اس نیکبختی بڑھانیوالی
آرزو نے کامل طور پر مراد کا پورا کرنا نہ پایا تھا اور اس خواہش نے جیسا کہ چاہئے انجام نہ پکڑا تھا کہ دوسرا حکم
پاک بارگاہِ شاہی سے چمکا۔ کہ جمع لائی ہوئی باتین کہ مسوّدہ مین آچکی ہین صاف کر کے شاہی کان مین پہنچاوے
(بادشاہ کو پڑھ کر سُناوے) اور جو کچھ کہ اس کے بعد لکھا جاوے اُس کو اس بزرگ کتاب (اکبرنامہ) کا ضمیمہ بنائے
یعنی اس مین داخل کرے۔ اور اس طرح مفصل طور پر کہ احوال کی حقیقتون کی باریکیون اور چھوٹی چھوٹی باتون
سے بھی کوئی باقی نہ رہے اُس کو فرصت کے وقت اُس کے بعد قلمبند کرے۔ اس لئے شاہی حکم کے موافق کہ
خدا کے حکم کا ترجمہ کرنے والا ہے مین اُس خیال سے جو میرے دل مین تھا باز رہا اور مین نے مسوّدہ کو عبارت کے
نقش و نگار کی آرائش سے سادہ اور صاف (یعنی خالی) تحریر کی لڑی مین کھینچنا شروع کیا (یعنی لکھنا شروع کیا)
اور سال اُنیسوین ۱۹ الٰہی سے کہ واقعہ نویسی کا قانون میرے شاہنشاہ کی جہان آراستہ کرنے والی رائے کی
روشنی سے ظاہر ہونے کی روشنی پائے ہوئے تھا مین نے واقعات کے دفتر کو حاصل کیا اور اُن دولت و اقبال
کے صحیفون سے بہت سے بزرگ واقعات کی تاریخون کی حقیقت مجھکو معلوم ہوئی۔ اور بڑی کوشش کی گئی
تب اکثر شاہی فرمان کہ تخت نشینی کے آغاز سے ابتک کہ اقبال کی صبح کا شروع ہے جاگیر شاہی کی حدون مین
جاری یا قلمرو شاہی مین جاری ہوئے تھے۔ کیا تو اصل ہی اور کیا اُن کی نقل ہاتھ آئے اور اُن کے بہت سے

پاک مضامین اس بزرگ کتاب (اکبرنامہ) کا سرمایہ ہوئے اور مین بڑی کوشش عمل مین لایا تب مین نے اُن
بہت سی عرضیون کو جو سلطنت کے سردارون یا وزیروں اور سعادت واقبال کے آستانے کے نسبت رکھنے والو
یعنی شاہی کارکنون نے سلطنت کے کاروبار اور باہری ملکون کے واقعات کے متعلق عرض کی تھین اس
مضامین کے خزانے کے ساتھ شامل کیا اور میرے مشکل پسند دل کو جانچ پرتال اور دریافت کرنے اور کھوج
لگانیکے اسباب کے وسیلے سے اطمینان حاصل ہوا اور مین نے بہت کوشش کی تب زمانے کے دانشمند باخبر لوگوں کی
بیاضین (وہ کوری کتابین جن مین یادداشت کے لئے عمدہ واقعات درج کرتے اور لکھتے) اور مسوّدے
(وہ عبارت جو سرسری طور پر پہلی بار کسی کاغذ پر لکھی جاوین) جمع ہوئے اور مین نے اُن کو بھی اس سلطنت کے
باغ کی تروتازگی اور شادابی کا ذخیرہ بنایا لیکن باوجود اس سب اسباب (سامان) اور مطلبون کے خزانون
کے خزانچی بننے کے ۔ چونکہ مدت دراز سے نقل کا گھر (تاریخ کا حال) خراب (ویران) ہے اور اخبار اور آثار (خبرون
اور بیانات) مین اختلاف اور مخالفت ظاہر وآشکار ہے اس لئے اُن پر کفایت نہ کرکے (بس نہ کرکے اُن کو کافی
نہ سمجھکر) مین نے اپنے حضرت شاہنشاہ (اکبرشاہ) سے اپنی کامل یادداشت کی قوّت یا یاد کی قوت کے سبب سے
واقعات اور حوادث کے جزئیات اور کلّیات کو ایک برس کی عمر سے کہ عقل ہیولانی (مادّی عقل) جنبش مین ہوتی
ہے یعنی اپنا کام کرنا شروع کرتی ہے ۔ آج کے روز تک کہ عقل کے بڑھنے کی وجہ سے حقیقت بین کامل نظر رکھنے والون
کے پیشوا ہین پاک دل مین منقوش رکھتے ہین اپنی سُنی ہوئی باتون کے صحیح کرنے کے لئے التماس کرکے کتنی ایک
مجلسون مین (یعنی کئی بار مین) بار بار عرض کرکے اُن کو صحت تک پہنچایا اور مین نے شبہون اور شکون کو تحقیق اور
یقین کرنے کی چھُری سے چھیل ڈالا ۔ اور جب میرے دل کو ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوگیا تب مین نے اپنے
اخلاصمند (سچائی کے بھرے) دل کو کمال درجہ کی کوشش کے ساتھ اس بلند مطلب کے انجام دینے کی طرف
متوجہ کیا امید ہے کہ اس خدمت کے اخلاص کی مدد سے اُس کو تمامیت کو پہنچاؤن اور جو کچھ کہ اس موجودات
کے چمن کے نئے میوے یا نئے پودے کی عجیب باتون سے اور اس مخلوقات کے کارنامہ کی فہرست کی نادر باتون
سے ہے اور مین نے اپنی استعداد اور قابلیت کے موافق سمجھا اور دریافت کیا ہے ظاہر کرون تاکہ تاریک دلون
کے واسطے ایک بینائی دل کی شمع عقل کے راستے کے سر پر رکھی جاوے اور روشن دل رکھنے والون کے لئے
آگاہی کی زیادتی کا سرمایہ (ذریعہ یا وسیلہ) ہووے ۔ خدا پاک ہے (واہ واہ) یہ کیا ہی مبارک بات ہے کہ خدا کی
عبادت کو بادشاہی خدمت کے پردے مین ادا کررہا ہون اور ظاہری اور باطنی اور بادشاہی اور بندگی کے
آداب کا دستورالعمل سب لوگون کے لئے خواہ بادشاہ ہو یا فقیر ترتیب دے کر اپنے لئے ایک دائمی دولت کا سرمایہ
حاصل کرتا ہون ۔ چونکہ اس کتاب مین کہ خدا کی حمد کی کتاب ہے ہر وقت اس دنیا کے بلند شوکت رکھنے والے بادشاہ

کا نام صاف صاف طور پر لینا ادب سے دُور سمجھتا ہون اسلیے حضرت شاہنشاہی کے نام سے عبارت کو بزرگ بناتا ہون اور بادشاہ غفران مآب آنحضرت کے (اکبر شاہ کے) بزرگوار والد کے لیے حضرت جہانبانی جنّت آشیانی پر کفایت کر کے بات نہین بڑھاتا ہون۔ اور اُس پاک نسل کی حضرت والدۂ ماجدہ کو حضرت مریم مکانی کے ساتھ کہ میرے حضرت شاہنشاہ کے روشن دل مین یہ پاک خطاب گذرا ہے اشارہ کرتا ہون اور اس جہان کے صاحب یا آقا کے بزرگ دادا کو حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے ساتھ تعبیر کر کے عبارت کو کوتاہ کرتا ہون۔

بعضی غیبی بشارتون اور پاک اشارون کا بیان کہ میرے حضرت شاہنشاہ کی مبارک پیدائش سے پہلے ظاہر ہوئے

دُور اندیش دانشمندون اور یقین (سچّائی) کی پوشیدہ جگاہون کے رازدارون پر کے آئینے ایسے صاف روشن دلون پر کہ الہام کے پردون کے پیچھے کی چھپی باتون کے ظاہر کرنے والے اور عنصرون (جسمانی چیزون) اور آسمانی جسمون (ستارون وغیرہ) کے بھیدون کے پردہ کھولنے والے ہین پوشیدہ اور چھپا ہوا نہین ہے کہ بزرگ بزرگی والی پیدا کرنے والے کی کامل قدرت کے عجائبات اور پوشیدہ حکمت کے نادرات کا تقاضا (خواہش) یہ ہے یا یہ ہوتی ہے کہ ابائے علوی (بلندی کے باپ مراد سات ستارون یا نو آسمانون سے ہے) اور اُمّہات سفلی (نیچے کی مّائین مراد چار عنصرون - پانی - آگ - خاک - ہوا سے ہے) کے باہم ملنے کے وسیلے سے اور علوی اور سفلی (مخفی نہ رہے کہ اہل ہیئت نے سیّارون کی دو قسمین کی ہین علوی اور سفلی - علوی وہ جن کا مدار آفتاب سے اونچا ہے اور سفلی وہ جن کا مدار آفتاب سے نیچا ہے) نزدیکیون اور استقلال (پائداری) اور اجتماع (جمع ہونے) اور اتصال (باہم ملنے) اور افتراق (باہم جُڑنے) کے کتنے ایک دورون (چکرون) اور ستارون کے نکلنے اور چھپنے اور ظاہر ہونے اور سورج گرہن پڑنے اور چاند گرہن پڑنے اور شرف پوشیدہ نہ رہے کہ آفتاب کا شرف برج حمل کے اُنیسوین درجے مین ہوتا ہے اور ماہتاب کا برج ثور کے تیسرے درجے مین اور عطارد کا برج سنبلہ مین اور زہرہ کا حوت مین اور مریخ کا جدی مین اور مشتری کا سرطان مین اور زحل کا میزان مین اور ہبوط (ہُبوط - نیچے اُترنا - ضد ہے شرف کی یعنی جبکہ ستارے ہبوط مین پڑتے اُن منسوبات کا احوال پستی مین آتا ہے) کے خواص اور اوج (بلندی) اور حضیض (پستی) کی تاثیرات وغیرہ کے بعد کہ ایجاد وابداع کے کارخانے (دُنیا) کی بنیاد رکھنے والے اور تکوین (پیدا کرنا) اور اختراع (نئی چیز کا پیدا کرنا) کے نگارخانہ (دُنیا جہان) کے نقشبند ہین پوشیدگیون کے خیمہ کے خلوت نشینون سے ایک یکتا شخص ظاہر ہونے کی بارگاہ مین چہرہ دکھا کر اور نیستی کے پوشیدہ گھر کے پردہ نشینون سے ایک بے مانند شخص ہستی کے گروہ کی انجمن مین جلوہ فرما کر کون و فساد کے سلسلہ کے انتظام کا سبب اور ستم و داد کے

چہار بازار کی تمیز (جانچ پرتال) کا باعث ہووے۔ اسلیئے کہ (اگر امور مذکورہ بالا عمل مین نہ لائے گئے ہون اور اس طرح سے یہ شخص نہ پیدا کیا گیا ہو اور ایسی خاص باتون کے ساتھ مخصوص نہ ہوا ہو) اسلیئے کہ انتظام ایک عالم کا اور بندوبست ایک جہان کا ایک اکیلا شخص سے کس طرح جاری ہو سکتا یا انتظام پا سکتا ہے کیونکہ ہر ایک کی ذات کی بنیاد ضدون کے مجموعہ سے بنائی گئی ہے اور ہر سر مین بڑی خودی سمائی ہے اور انصاف نایاب ہے اور محبّت گم ہے اور خواہش مٹائی پر ہے اور خواہش نفس روز بروز بڑھنے مین ہے۔

دُور اندیش عقلمند جانتا ہے ہر ایک زمانے مین ایسے حاکم کی ذات سے کہ خدا کی مددون سے مدد پایا ہوا اور دائمی مبارکیون سے سعادت مند ہو چارہ نہین ہے اور خبردار ہوشمند پہچانتا ہے کہ یہ دولت (سعادت اور مبارکی باطنی (روحانی) بازو کے زور و قوت پر موقوف ہے۔ اور تجربہ کار آدمی سمجھتا ہے کہ جبکہ اتنے سال پرورش پاتا ہے تب لعل کان کی جھلّی یا بچّہ دان مین جوانی اور کمال کی حد تک پہنچتا ہے۔ اور شاہی تاج کے لائق ہو سکتا ہے۔ یہ ایسا بیش قیمت گوہر اور یکتا جوہر کہ کوئی چیز اُس کے برابر نہین ہو سکتی۔ کتنے زمانون اور مدتون کی درازی چاہتا ہے کہ خاص تربیت کا پرورش کیا ہوا ہووے۔ تاکہ ترقیون کے زینون پر اپنی قابلیت کے کمال کے موافق چڑھے یا پہنچنے والا ہووے۔ تجربہ کار باریک شناس جانتے ہین کہ مدد یعنی خدا سے مدد پانے کی مدّت کی درازی رعایا کی کثرت کے شمار کے برابر ہونا چاہیئے یا ہو گی اسلیئے کہ جس قدر رعایا کا شمار زیادہ ہو گا اُسی قدر اختلاف اور تفاوت زیادہ ہو گا اور اُس زمانے کے بادشاہ کی بزرگی اور بڑائی بخوبی ظاہر ہے کہ جہان اور جہان والون کے بوجھ کو خدا کی مدد کی مددگاری سے اپنی ہمّت کے سر پر اُٹھا کر جہان والون کو فساد سے بچاتا ہے اور جہان اور جہان والون کے کام اپنی دانائی کی مدد سے باسامان کرتا ہے اور اُن کو سرانجام دیتا ہے اور جبکہ سچّے کارفرما کی کامل حکمت کا تقاضا اس بات کی خواہش کرتا ہے کہ ظاہر اور باطن کا انتظام اور عالمِ اجسام اور عالمِ ارواح کا آباد کرنا انسانون مین سے ایک انسان کے ہاتھ مین رکھے۔ اس بزرگ حوصلے بلند دریافت کی تربیت کی مدّت انسانی خیال اور قدرت کے دائرہ مین کہان سما سکتی ہے چنانچہ ہمارے زمانے کے تجربہ کار روشن دل لوگ اس بزرگ بخشائش (یعنی عالم ظاہر و باطن کے بادشاہ بنائے جانے) کو اس جہان کے بادشاہ (اکبر شاہ) کی نورانی پیشانی کی تحریر سے معلوم کرتے ہین اور نہایت انصاف رکھنے کی وجہ سے اُس کی خوبیان بیان کرنے سے عاجزی کا اقرار کرتے ہین اور اس جماعت کے لیئے یہی سعادت کافی ہے کہ خدا کی توفیق کی موافقت سے یہ بات اُن کو معلوم ہو گئی ہے کہ ایسے ایک بڑے شہنشاہ کے مرتبہ کا معلوم کرنا انسانی طاقت کی حد نہین ہے اور اس بڑے درجہ کے شخص کی عزّت اور بزرگی کرنے کو خدا کی قدرت کی بزرگی کرنا سمجھکر اپنے خدا کی پرستش کرتے ہین۔ اور ساری دلی توجہ اُس کی (بادشاہ اکبر کی) خوشنودی کے حاصل کرنے مین کہ بیشک و شبہ بے مانند خدا کی خوشنودی کا حاصل کرنا اُس کے اندر ہے مشغول رکھتے ہین۔ کون سی

سعادت اس نعمت سے بڑھکر ہوسکتی ہے اور کون سی دولت اس بخشش سے زیادہ پسندیدہ ٹھہرسکتی ہے۔ دُور اندیش روشن دل کہ جس کی عقل و دانائی کی آنکھ انصاف کے سرمے سے روشن ہے نیکبختی کے ستارے کی رہنمائی سے جانتا ہے کہ جب کتنے ہزار برس پشت بعد از پشت تربیّت کے گہوارے مین گزرچکے حضرت آلنقوا کو زندگی کا نقش عطا ہوا تاکہ وہ (آلنقوا) اُس جہان کی روشن کرنے والی روشنی کے لائق ہووے کہ جس کی شرح (مفصّل بیان) اگلی داستانون کے سرنامہ کی آرائش اور راستبازون کی تاریخون کی عمارتون کا کتابہ ہوئی ہے یا بنی ہے اور پہچانتا ہے کہ وہی نور کہ جس نے بغیر بشری (انسانی) وسیلے اور پُشتی تعلّق کے (یعنی باپ کے پُشت کے علاقے کے بغیر) حضرت آلنقوا کے پاک بچّہ دان کے اندر ظہور پایا یا نمو پائی تھی اور مدّت کے پرورش پانے کے بعد کہ پاک پاکبازون مین دوسرون کے کامل بنانے کے لئے چلتا پھرتا رہا تھا آج کے روز پاک عنصر (مبارک بدن) مین اُس خدا پرست خداشناس یکتا سے جھلک رہا ہے۔ شعر کا ترجمہ۔ کتنے زمانے گزرتے ہین کتنے قرن (۳۰-۸۰-۱۰۰ سال کو کہتے) ختم ہوتے ہین۔ تب کہین یہ سعادت اور اقبالمندی کا ستارہ آسمان سے طلوع کرتا ہے یعنی ہزار سال کے بعد ایک ایسا مبارک شخص کہ انتظام ظاہر و باطن دونون اُس کے متعلّق ہوتا ہے۔ یہ ایک پُرانی رسم اور مقررہ عادت یا دستور ہے کہ دائمی دار السلطنت کے خوشخبری پہنچانے والے اور کرم و بخشائش کے دروازے کے کھلنے کی خبر دینے والے ہر ایک زمانے مین اپنے برگزیدہ (چیدہ۔ منتخب) کے ظاہر ہونے سے پہلے کہ ہزارون برس کے بعد ایک ایسا شخص پیدا ہوتا ہے جاگتا نصیب رکھنے والے اقبالمندون کو اُس کی رہنمائی رکھنے والے قدمون کے آنے کی خوشخبری سے خوش وقت بناتے ہین اسلئے کہ ہر ایک نئی ظاہر ہونے والی بات ایک خاص وقت کے پردہ کے پیچھے نگاہ رکھی گئی یا ٹھہرائی گئی ہے ایک اور خاص زمانے کے اندر پوشیدہ کی گئی اور چھپی ہوئی ہے یہی وجہ ہے کہ اس امر کے ثابت ہونے یا ظاہر ہونے سے پہلے وکیلان قضا و قدر عالمِ غیب کا ایک دریچہ اس عالم ظاہر کی سمجھ اور دانائی کے راستون کے مقابل کھولتے ہین اور دریافت کرنے کی قوتون کے جھروکے کے سوراخ کے سامنے یا رُو در رُو رکھتے ہین۔ کبھی تو یہ جلوہ عالمِ ظہور مین دکھاتے ہین اور کبھی عالمِ مثال مین کہ عالمِ دُنیا جہان کا ایک نقش ہے۔ تاکہ شوق کے بڑے راستہ مین اُمیدوار ہوکر قصد کئے گئے (خواہش کئے گئے) روشن ستارہ کا انتظار کرنے والے اور مبارک ستارے کے نکلنے کے اُمیدوار رہین اسلئے کہ انتظار شوق کا بڑھانے والا ہوتا ہے اور شوق نیکبختی اور مبارکی کا آراستہ کرنے والا۔ اور جو چیز کہ طلب کرنے والے کی کوشش اور خواہش کے بعد ظاہر ہوتی ہے اور تلاش مین انتظار کرنے کے بعد حاصل ہوتی ہے اُس کے لئے ایسی لذّتین ہوتی ہین کہ جو اُس کے برعکس مین نہین ہوتین۔ اور اس کی ایک مثال یہی ہے کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) جب سے آنحضرت کے ظاہر ہونے سے واقف ہوئے تھے۔ ہمیشہ خاکساری کی خاک پر فروتنی کا سر رگڑکر

غبار سے بھرا رکھتے تھے اور عاجزی کا سر حاجتون کے کعبے کی چوکھٹ پر رکھ کر اور اُمید کا رُخ مناجاتون کے قبلہ کی
جانب لا کے عاجزی اور خاکساری کرتے ہوئے اس تازہ سعادت کی درخواست کہ حقیقت مین مبارک اختر
اور روز بروز بڑھنے والی زندگی مراد اسی سے ہے کہ فرماتے تھے - کہ - ترجمہ مثنوی کا - اے خداوند اپنی ذات
کی شمع کی روشنی کے طفیل سے - اور اپنی صفات کے دریا جواہر کے طفیل سے - اور اُن پاک لوگون کے طفیل سے
کہ جو گُل کی طرح سے پاک اُگے - اور اُنھون نے اپنے اندر کو آفتاب کے چشمے سے دھویا یعنی وہ پاک بندے
جو گل کی طرح پاک، اس عالم مین ظہور پذیر ہوئے اور جنھون نے تیرے نور سے اپنے دل کو معمور کیا + میرے دولت
اور سعادت کے تاج کو ایک بیش قیمت گوہر عطا فرما - میرے بلندی کے آسمان کو ایک مبارک ستارہ عنایت کر
میرے شب خانہ کو ایسے چاند سے روشنی عطا کر - کہ جو (چاند) جہان کی اندھیریون کو دور کرے - ایسے ایک
آفتاب سے میری ذات کو روشن کر - کہ تو آسمان میرے سجدے مین گرین یعنی میری تعظیم و تکریم بجا لاوین -
میری اس غم کو قبول کرنے والی جان کو ایسی زندگی عطا کر - کہ اگر سَو بار بھی موت آئے تو مین نہ مرون + سچ
تو یہی ہے کہ ایسی چیز کہ بے بَدل زندگی کا بَدل ہو سکتی ہے اور گذرنے والی زندگانی کا عوض بن سکتی ہے
سپوت بیٹا اور بزرگی کی مسند کا جانشین ہی ہے کہ زندگانی کے باغ کا میوہ اور آسمانی شیشہ کا چراغ ہوتا ہے
کہ خدا کی مہربانی کی زینت سے روشنی لینے والا ہو کر باپون سے لے کر دادا پردادا وغیرہ تک کے چراغ کو پُشت
بہ پُشت روشن کر کے بخت و اقبال کے تخت پر قرار پکڑنے والا ہوتا ہے اور انصاف اور بزرگی کا سایہ جہان والون
کے سر پر دراز اور پھیلا ہوا کرتا ہے خاص کر کے ایسے کامل ذات نادر شخص کو اور ایسے کامل حق شناس کو اگر ولیون
کے قطبون کا سر دفتر کہین تو لائق ہے - اور اگر بزرگ سلطنت کے سلسلہ کی لڑی کا باپون کا باپ اور بڑا دادا
نام رکھین تو بہت ٹھیک بات ہو گی - اور بیشک ایک ایسا بادشاہ کہ جو پُشت در پُشت فرماندہی اور فرمانروائی
اور جہانگیری اور عالم آرائی کی مسند پر ثابت اور قرار رہا ہو لائق سپوت بیٹے کے بہت لائق ہو سکتا ہے اور
اُسکو اس بلند مطلب کی تلاش مین سب سے زیادہ بے قرار ہونا چاہیئے یہانتک کہ ۹۴۷ھ ہلالی مین حضرت
جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) نے خداوند تعالٰی کی طرف توجہ کرنے کے بعد جون ہی کہ سر آرام کے تکیہ
پر رکھا تھا اور آرام کے بچھونے پر لیٹے تھے یکایک مبارک خواب کے پردے مین کہ غیب کا خلوت خانہ اسی
سے مراد ہو سکتی ہے مشاہدہ فرمایا کہ پاک خدا ایک ایسا نامور سپوت بیٹا عطا فرماتا ہے کہ جس کی اقبال
کی پیشانی سے بزرگی کی چمک چمکتی ہے اور جس کے احوال کی پیشانی سے بزرگی اور سرداری کی چمک دمکتی ہے
اور جس کی رہنمائی کے نور سے عقلون اور وہمون کے اندھیرے مقام روشن ہو گئے ہین اور جس کے انصاف
کی روشنی سے راتون اور دنون کے صفحے نورانی بن گئے ہین اور اس کے بعد کہ غیب کے جہان کے خوشخبری

دینے والون نے آنحضرت (اکبرشاہ) کے مبارک انجام احوال سے خبر دی اُس خدا کے کارنامہ کے بزرگی بھرے نام کو جیسا کہ آج کے روز ممبر اور فرمانِ شاہی اُس سے (اُس نام سے) سربلند ہین اور درہمون اور دینارون کے چہرے یا رُخ اُس سے چمک اور رونق رکھنے والے ہین بیان فرمایا۔ اور جب حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) دولت و اقبال کے سوتے بیدار ہوئے اُنھون نے اس بزرگ دولت اور مبارک نعمت کی خوشخبری سے خدا کے شکر کے سجدے پیش پہنچا کر اُس کی کیفیت شاہی بارگاہ کے رازدارون اور اخلاص کے آستانہ کے ملازمون سے ظاہر کی۔ ترجمہ شعر۔ یہ خواب کہ جان کی آنکھون کے آگے سے پردہ توڑنیوالا یا اُٹھانے والا تھا۔ خواب اُس کو نہین کہہ سکتے ہین اسلئے کہ وہ دل کے جاگنے کی دلیل تھا۔ شمس الدین محمّد خان اتگہ کے بھائی شریف خان سے سُنا گیا کہ شمس الدین محمّد خان نے بائیس[۲۲] برس کی عمر مین غزنین کے اندر خواب مین دیکھا کہ چاند اُن کی بغل مین آیا اُنھون نے اس واقعہ کو اپنے بزرگ باپ میر یار محمّد غزنوی سے کہ درویش طبیعت خانہ دار تھا بیان کیا اُس کے بزرگ باپ اس نیکبختی بڑھانے والے واقعہ کو سُنکر بہت خوش ہوئے اور یہ تعبیر دی کہ برتر خدا ایک ایسی بڑی دولت اور سعادت تجھ کو عطا فرمائے گا کہ جو ہمارے خاندان کی بلندی کا باعث ہووے گی۔ اور ایسا ہی ہوا کہ اس قدر اور مرتبہ کے آسمان کے چودھوین رات کے چاند کی روشنیون کی برکتون سے اس خاندان کی عزّت کا درجہ خاک کی پستی سے آسمانون کی بلندی پر چڑھنے والا ہوا۔

دوسرے درست اندیش راست بازون سے معلوم ہوا کہ جس وقت مین کہ حضرت مریم مکانی اُس کی بزرگی کا سایہ ہمیشہ رہے۔ آنحضرت (اکبرشاہ) کے پاک عنصر سے حاملہ تھین ایک عجیب روشنی اُن کی (حضرت مریم مکانی والدہ اکبرشاہ کی) روشن پیشانی سے آشکارا تھی۔ بہت وقتون کے اندر اس خدا کے نور سے نظر کرنے والون کو یہ شبہ ہوتا تھا کہ آئینہ پیشانی پر حضرت مریم مکانی کے ہے۔ جیسا کہ پاکدامنی کے خیمے کی زیور پہننے والیون کا دستور ہے کہ پیشانی کے نزدیک ایک آئینہ باندھتی ہین یعنی ایک ایسا زیور جس مین آئینہ جڑا ہوتا ہے پیشانی پر باندھتی ہین۔ اور اقبال کا ستارہ حال کی زبان سے یہ گیت گاتا تھا۔ شعر کا ترجمہ۔ مین نے نصیب کے راستے مین اپنی تاریک پیشانی کو رکھا (بس میرا پیشانی کا اس راستے مین رکھنا تھا) کہ مین نے اپنی پیشانی پر ہزار آئینے لٹکا لئے یعنی اس قدر پیشانی نورانی بن گئی کہ گویا ہزار آئینے اُس پر باندھ لئے ہین۔ ایک روز مبارک پیدائش کے زمانے کے قریب حضرت مریم مکانی اونٹ کے کجاوہ مین سوار جا رہی تھین راستے کے درمیان اُن کی نگاہ آمون کے باغ پر پڑی چونکہ اس حال مین طبیعت ترش شربتون اور کھٹ مٹھے میوون کی طرف راغب ہوتی ہے اُنھون نے خواجہ معظّم سے کہ اُن کا برادر مادری تھا فرمایا کہ اُس باغ سے چند آم لے آ خواجہ چند آم لاکر اُن کے مبارک ہاتھ مین دے رہا تھا کہ اُس کی نگاہ مین اُن کی روشنی بخشنے والی پیشانی کی جھلک سے آئینہ کا شبہ ہوا اُس نے پوچھا کہ تم نے اپنی پیشانی پر آئینہ باندھ رکھا ہے اُنھون نے فرمایا تھین مین نے تو آئینہ نہین باندھا ہے تم یہ کیسے کہتے ہو

خواجہ نے جب غور سے دیکھا آنحضرت کی نورانی پیشانی کو خدا کے نور سے چمکتا پایا تعجب مین ہوا اور اُس خدائی نور
سے دنگ رہ گیا اور اُس نے خدا کی درگاہ کے رازدار بندون مین سے بعض کے روبرو یہ بات بیان کی۔ اور خواجہ
کا اس کی بابت پوچھ گچھ کرنا اس لئے تھا کہ خدا کے نورون کی شعاع جو روشن پیشانی سے چمکتی تھی خواجہ مین وہ
قدرت نہ تھی کہ اُس کو نگاہ بھر کر دیکھ سکے۔

دوسرے خانِ اعظم میرزا عزیز کوکلتاش کی بزرگ والدہ سے جو آنحضرت (اکبر شاہ) کے اتگہ ہونے کی بزرگی سے
مشرّف ہے سُنا گیا کہ اُس سے پہلے کہ مین بزرگ دولت سے سعادتمند ہون۔ صبح کا وقت (نور کا تڑکا) تھا کہ اچانک
ایک بڑا نور میری طرف رُخ لایا اور میری آغوش مین آگیا مین نے گمان کیا کہ آفتاب عالمتاب میری آغوش مین ہے
ایک عجیب حالت ظاہر ہوئی اور ایک بڑی حیرت واقع ہوئی۔ کہ وجد (دل مین کیفیت پانا) و شوق کی لذت سے میرے
بدن کے سارے اعضا اور اجزا حرکت اور جنبش مین آئے اور اُس لذّت کا مزا اب تک میرے بال بال کو گھیرے
ہوئے ہے اور اُس وقت سے مین اُس جلال و جمال کی صبح کی سفیدی اور اس دولت و اقبال کے شگوفے کے
گل کا انتظار کرنے لگی اور مین خیال کرتی تھی کہ اے پروردگار۔ اس بزرگ حالت کا نتیجہ کیا ہوگا۔ یہانتک کہ مین
اس بزرگ خدمت سے کہ دین اور دُنیا کی دولت کا سرمایہ ہے سربلند ہوئی اور مین نے اس ہمیشگی والی نعمت
کے شکر کے سجدے سے سربلندی پائی۔ ترجمہ مصرع کا۔ دولت تو وہی ہے کہ بغیر دل کے خون بنے (دل کی تکلیف
اُٹھائے) کے آغوش مین آوے (حاصل ہووے) خدا پاک ہے (واہ واہ) کیا بزرگ سعادت تھی کہ میری آغوش
مین آئی اور کیا ہی اقبال تھا کہ جس کو مین نے آغوش مین لیا۔ اگرچہ مین ظاہر مین اُس بزرگ نسل گوہر (اکبر شاہ) کی
پرورش کی خدمت کے ساتھ قوی پُشت ہوئی لیکن حقیقت مین دولت میری طرف رُخ لائی اور مجھے میرے قبیلے
کے ساتھ پرورش کرنے لگی۔ جس وقت کہ مین آنحضرت (اکبر شاہ) کو کندھے پر اُٹھاتی تھی سعادت مجھکو خاک سے
اوپر کی طرف کھینچتی تھی۔ چنانچہ اس خدمت کی برکت سے کہ میری تقدیر مین لکھی تھی۔ قوی طالع (زبردست اختر یا ستارے
یا نصیب) اور بڑی سعادت نے مجھ پر احسان رکھا اور مین اپنے قبیلے (خاندان) سمیت ساتون ولایتون مین روشناس
(مشہور و معروف) ہوئی۔

دوسرے مولانا نورالدین ترخان اور بہت سے لوگون سے کہ مبارک رکاب کے حاضرباش یا ہمیشہ ساتھ رہنے
والے تھے سُنا گیا کہ اس اقبال کے بہت نورانی ستارے کے ظاہر ہونے کے قریب حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ)
ایک چھت دار مکان مین جس کے اندر جالی دار کھڑکیان تھین عیش کرنے والے تھے اور بزرگ پیدائش کے ظاہر
ہونے کا ذکر ہو رہا تھا اچانک اُس دولت خانہ (مکان) کی جالی دار کھڑکی سے خدا کے نور کی شعاع چمکنے لگی اس
طرح پر کہ درگاہ شاہی کے مقرّب کہ حاضر ہونے کی سعادت رکھتے تھے خواہ چھوٹے اور خواہ بڑے اس جہان کے

روشن کرنے والے نور پر آگاہ ہوئے اور اُن لوگون نے کہ بات کرنے کا مرتبہ رکھتے تھے حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سے اس بات کو دریافت کیا۔ اُنھون نے فرمایا کہ یقیناً بہت جلد بادشاہت کے گلاب کے درخت سے تازہ پھول شگفتہ ہوگا۔ اور مرتبہ اور بزرگی کے پوشیدہ گھر اور عزّت اور اقبال کے آراستہ مکان سے ایک ایسا نور کا پرورش پایا ہوا اور ایک ایسا نصیب کا روشن بنانے والا ہستی کے دائرے مین قدم رکھے گا جس کی بزرگی کی شوکت سے سلطنت کے بدخواہون کے دل سُستی اور درماندگی کی گھریا مین یا کٹھالی مین پگھلین گے۔ اور اس بلند خاندان اور عالی خاندان کو نئے سرے سے ایک طرح کی شوکت اور رونق حاصل ہوگی۔ بلکہ جہان کے شب خانہ کو اُس کے جہان روشن کرنے والے عکس یا نور سے ایک تازہ روشنی اور چمک دمک مُنہ دکھائے گی۔

اور دوسرے میر عبد الحئی صدر کہ بلند مرتبہ رکھنے والے پاک نسل لوگون سے تھا نقل کرتا تھا کہ ایک صبح کو حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) مراقبہ (مراقبہ۔ آنکھین بند کرکے دل کو خدا کی طرف متوجہ کرنا) مین تھے اور گمان ہوتا تھا کہ اُن کی (بادشاہ ہمایون کی) مبارک آنکھ گرم یا گرم ہوگئی ہے یعنی آنکھ لگ گئی ہے اور سو گئے ہین۔ کہ آنحضرت نے کچھ دیر کے بعد سر اُٹھایا اور فرمایا کہ سب تعریف اور شکر خدا ہی کے لیئے ہے۔ کہ ہماری سلطنت کے خاندان کا چراغ نئے سرے سے روشن ہوا (میر عبد الحئی صدر کہتا ہے کہ) مین نے اس شکرانے کا سبب پوچھا۔ آنحضرت (ہمایون شاہ) نے فرمایا کہ مجھے اس خواب اور بیداری کے عالم یا حالت مین ایسا دکھایا گیا کہ ایک نورانی ستارہ نے فلان جانب سے (اور اس وقت ہمایون شاہ نے اشارہ اُس آباد مقام کی طرف کہ بہت بزرگ پیدائش کی جگہ تھا فرمایا) طلوع کیا اور دمبدم بلند ہونے لگا اور جُون جُون بلند ہوتا تھا اُس کا نور بڑھتا جاتا تھا اور اُس کا جسم بھی بڑا ہوتا جاتا تھا یہانتک کہ جہان کے بہت سے حصّہ کو اُس کے نور نے گھیر لیا (اتنے مین ہمایون فرماتے ہین کہ ایک روشن دل شخص مجھ کو نظر آیا) مین نے روشن دل رکھنے والے شخص سے پوچھا کہ یہ نورانی جسم کیا چیز ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ مجسّم (سرتاپا) نور تیرا سپوت بیٹا ہے اور جس قدر زمین کا حصّہ کہ اس جہان کے روشن کرنے والے نور کی شعاع سے چمک رہا ہے وہ سب اُس کے قبضے اور حکومت مین داخل ہوگا اور وہ ملک اُس بزرگ نسل رکھنے والے کے عدل و داد کی روشنیون سے آباد ہوگا اس غیبی بشارت (خوشخبری) کے دو روز بعد امید کے اُفق (آسمان کا کنارہ) سے مبارک ستارے کے نکلنے کی خبر پہنچی۔ اور جبکہ اُس روحانی مُعاینے اور مبارک سچے خواب کے وقت کا مقابلہ کیا گیا تو ظاہر ہوا کہ مبارک پیدایش کے حاصل ہونے اور تعجب بھرے بشارت کے ظاہر ہونے کا وہی ایک وقت تھا (اب اس پر ابو الفضل کہتے ہیں کہ) ایک ایسا بزرگ کہ جس کو ایک ایسا مبارک بیٹا نصیب ہو۔ کیون یہ نمائش اور یہ آگاہی اُس کو عطا نہ کی جائے (یعنی ضرور یہ نمائش اور یہ آگاہی اُس کو عطا ہونا چاہیئے) اور جس جگہ کہ ایسی بڑی بخشش اور عطا آرہی ہو اس طرح کا مراقبہ اور انکشاف (انکشاف۔ ظاہر ہونا) کس واسطے ظاہر نہ ہو (یعنی ضرور ظاہر ہونا چاہیئے) اور اگر ظاہر پر نظر کرنے والون اور صرف ظاہری محسوسات پہ

اعتقاد رکھنے والون کے لئے اس طرح کے واقعات تعجب دلانے والے ہون تو کچھ اچنبھے کی بات نہین ہے لیکن دوراندیش پاک خصلت رکھنے والون کو واقع ہونے سے پہلے کے گمان اور حاصل ہونے کے بعد کے یقین کے سبب سے ثابت ہوگیا ہے کہ یہ شعاع اسی جہان کے روشن کرنے والے ستارے کی ہے اور وہ خوشخبری اسی بہت روشن سورج تاریکی کے جلانیوالے کی ہے۔ اور جو لوگ کہ اس جہان کے بادشاہ (اکبرشاہ) کی ملازمت کی دائمی سعادت پائے ہوئے ہین یعنی جو لوگ کہ ہمیشہ بادشاہ کے پاس رہتے ہین اور اس سبب سے کہ اُس کی عادتون کی بزرگیون پر آگاہ ہین اس طرح کی باتون کا ظاہر ہونا اُن کے لئے کچھ شک وشبہ یا تعجب کے پیدا ہونے کا سبب نہ ہوگا یا نہین ہے۔ اور باریک بین باریکی جاننے والون پر پوشیدہ نہ رہے کہ اگرچہ مولانا شرف الدین علی یزدی ظفرنامہ (تاریخ تیموری) کے اندر قاچولی بہادر کا سچا خواب اور تومنہ خان کی تعبیر (تعبیر۔خواب کا حال بیان کرنا) کو ظاہری اعتبار سے میرے حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کی ذات کے لئے لایا ہے چنانچہ اُس نے اُس آٹھوین نورانی ستارے سے کہ جس کے نور سے جہان روشن ہوگیا اور وہ قاچولی بہادر کی جیب (عربی مین جیب کے معنی گریبان ہین اور فارسی مین وہ کیسہ ہے جس مین روپیہ وغیرہ رکھتے اور چونکہ ابتدا مین وہ گریبان کے نزدیک پیرہن کے سینہ پر رکھا گیا تھا اس لئے اس نام سے موسوم ہوا جیسے آجکل پاکٹ ہے کہ سینہ پر گریبان کے نزدیک ہے اس جگہ گریبان سے مراد ہے) سے باہر آیا یا طلوع کرنیوالا ہوا۔ اشارہ میرے حضرت صاحبقران کی ذات پر کیا ہے کہ اُن حضرت کے آٹھوین دادا ہین لیکن علم تعبیر کے دوربینون کے نورانی باطن پر اور عالم مثال (ایک عالم ہے لطیف تر بہ نسبت اس عالم اجسام کے جو چیز کہ اس عالم مین نظر آتی ہے اُس کی نظیر اُس عالم مین پائی جاتی ہے) کے پوشیدہ راز کے جاننے والون پر ظاہر ہے کہ سات ستارون سے سات ایسے شخص مراد لینا کہ جنھون نے فرمانروائی کے تاج سے سربلندی نہ پائی ہو اور دولت آرائی (سلطنت کرنے) کی مسند سے بزرگی نہ دیکھی ہو علم تعبیر کے میدان اور عالم مثال کے اشارہ سے دور وبعید معلوم ہوتا ہے بلکہ وہ سات ستارے سات جہان کے آراستہ کرنے والے بلند مرتبہ بادشاہ ہین اور اُس جہان کی روشن کرنے والی شعاع سے مراد میرے حضرت شاہنشاہ (اکبرشاہ) کی پاک ذات ہے جس نے اپنی نہایت بلند ذات کی روشنی سے جہان اور جہان والون کو روشن کیا ہے اور چمکنے والا بلند نورہی سعد اکبر (بڑا مبارک ستارہ) ہے کہ جس نے اُس سعادت کے برجیس (برجیس مشتری ستارہ کو کہتے ہین جو سعد اکبر کہلاتا ہے) کی جیب سے سر نکالا تھا اگرچہ وہ سولھوان دادا شمار کی راہ سے آنحضرت کا ہے لیکن اُن کے درمیان بزرگی کے برج کے وہ سات ہی ستارے ہین کہ جن کے حال کی پیشانی مین اس دنیا کے روشن کرنے والے شہنشاہ کے نور نے ظاہر ہونے کے کمال کو ظاہر کیا ہے یا اس دنیا کے روشن کرنے والے شاہنشاہ کا نور کامل طور پر ظاہر ہوا ہے۔ اور انھین سات شخصون نے ان اٹھارہ شخصون کے درمیان بزرگ ہوتے ہین اور دنیا کے آراستہ کرنے مین بڑی سربلندی پائی ہے اور اس بلند شوکت رکھنے والے گروہ کی

آٹھوین میرے حضرت شاہنشاہ کی پاک ذات ہے کہ جن کے عدل و داد کا نُور دُنیا جہان کو نورانی رکھتا ہے اور ان اٹھارہ[۱۸]
بزرگون کے بلند سلسلے مین اس خدا کی قدرت کے کامل جاے ظہور کو ظاہری اور باطنی سلطنت کا بزرگ و قیمتی خلعت
عطا کر کے باطن اور ظاہر کے عالم کا نورانی بنانے والا بنایا ہے اور سچائی کے نشانون کی باریکیون کے تلاش
کرنے والون پر یہ مضمون پوشیدہ نہین ہے چنانچہ مختصر طور پر اس بلند گروہ کے کمالون کا حال اس بزرگ کتاب
(اکبرنامہ) کے اندر بیان ہوگا۔ اور بیدار بخت ہوشمندون پر اس بات کی حقیقت ظاہر ہوگی اور جو کوئی کہ آج کے
دن ان مبارک انجام بزرگون کا بزرگ احوال ہوشیاری اور باریک بینی کی نظر سے مطالعہ کر کے زمانے کے
خلیفہ (قائمقام۔ جانشین) کے عہد (زمان سلطنت) پر غور کرے گا اور جہان کے بادشاہ کے بلند درجون کے
مرتبون پر واقف و آگاہ ہووے گا اس میرے دریافت کی تعریف کرے گا۔ افسوس افسوس مین سخن فروش (بات
کا بیچنے والا) نہین ہون کہ لوگون سے تعریف کی اُمید رکھون۔ اس سے زیادہ پسندیدہ کونسا انعام اور عوض
ہو سکتا ہے کہ میرا اخلاص اختیار کرنے والا دل حقّانی نقطون (باریکیون) کے نکلنے کی جگہ ہو گیا ہے اور میری
باریکی جاننے والی عقل ان خدا کی باریکیون کی اُترنے کی جگہ بن گئی ہے ان رات کے روشن کرنے والے جواہر سے
بزرگ قیمتی گوشوارے (آویزے جو کانون مین لٹکاتے ہین آرائش کے واسطے) دانش کے پسند کرنے والے
سعادتمندون کے ہوش کے کان کی آرائش کے لئے یادگار چھوڑتا ہون۔

نُورِ اعظم (بہت بڑے نُور) کے طلوع (نکلنے) اور سعد اکبر (بہت بڑے مبارک ستارے) کے بلند ہونے یعنی میرے
حضرت شاہنشاہ اور میرے سایۂ خدا (اکبر شاہ) کی مبارک پیدائش کا بیان۔ ارادت (خواہش) کی مشیمہ (وہ جھلی
جس کے اندر ماں کے پیٹ مین بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے) سے امیدون کے نتیجے کا ظاہر ہونا اور سعادت (نیک بختی)
کے مطلع (ستارے کے نکلنے کی جگہ) سے اقبال کے روشن ستارے کا نکلنا یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کی مبارک
پیدائش جو بلند نقاب اور پاک پردے سے ایسی بزرگ مرتبہ بیگم کے پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی۔ پرہیزگاری
کی نقاب باندھنے والی۔ پاکی کے پردہ مین رہنے والی۔ تنہائی کے ساتھ نسبت رکھنے والی یا پاکدامن خلوت
نشین۔ زمانہ کی ولیّہ (ولیہ۔ خدا کی مقرّب بندی) دُنیا کے اندر اپنے ہمسرون سے خوبی مین بڑھی چڑھی۔ زمانہ
کی مالکہ۔ کامل تعلیم و تربیت کرنیوالی۔ پاکدامن عورتون کی پیشوا۔ خوبصورت عورتون سے برگزیدہ۔ صاف نیت
رکھنے والی پاک دل کامل طبیعت رکھنے والی کامل عورت۔ پاک عادتین رکھنے والی شہزادی۔ آسمانی برکتین
رکھنے والی مالکہ۔ زمین اور زمان کی برگزیدہ۔ دُنیا اور جو دُنیا کے اندر ہے اُس کے لئے برکت۔ قِدَم (دائمی ہمیشگی
جو خداے تعالی کی ایک صفت ہے) کے دریا کی لہر۔ کرم (جُود و سخاوت و بخشش) کے سمندر کے سیپی۔ ولایت
(حکومت۔ خدا کا مقرّب بندہ ہونا) کے خاندان کا چراغ۔ ہدایت (رہنمائی) کے خاندان کی روشنی عبادت کی

جیلم (شکستہ۔ کعبہ کا پتھر جو رکن اور زمزم کے درمیان ہے کعبے کی مغربی باہر والی دیوار جہاں پرنالہ ہے) کی چراغ سعادت
کی حریم (خانہ کعبہ کا گرداگرد) کی قندیل (ایسا خیال ہوتا ہے کہ مصنّفِ علامہ نے اس جگہ یہ دونوں لفظ حطیم اور حریم بیرونی اور
اندرونی یا ظاہری اور باطنی معنی کے لئے لکھے ہیں کیونکہ حطیم کعبہ کا وہ حصّہ ہے جو اُس سے جُدا ہے اور حریم کعبے کے
گرداگرد کو کہتے ہیں۔ پس یہ ترجمہ ہوگا۔ کہ عبادت ظاہری کی چراغ اور سعادتِ باطنی کی قندیل یعنی عبادت ظاہری
اور باطنی ہر دو اُس کی ذات کے نور سے معمور ہیں یا وہ کہ خواہ ظاہری عبادت کرنے والیاں ہوں اور خواہ باطنی
عبادت میں مشغول ہونے والیاں ہوں دونوں کے لئے باعثِ ہدایت اور رہنمائی ہے) خدا کی عبادت کی پیشانی
پانشان رکھنے والے۔ دائمی سلطنت کی آنکھ۔ بلندی کے تخت کی پایہ یا بلندی کے تخت کی قرار پکڑنیوالی۔ برتری کی کرسی کی بنیاد یا برتری کی کرسی
کی بیٹھنے والی۔ بلندی کے منصہ (تخت یا چوکی جس پر دُلہن کو بیٹھا کر جلوہ کرواتے ہیں) کی بیگم۔ دولت کے ڈولے
کی ملکہ۔ عزّت کے ہودج کے پردے میں ٹھہرنے والی۔ پاکدامنی کی چادر کو بلندی بخشنے والی۔ عالمِ بالا (فرشتوں
کا عالم) کی بلند علیہ۔ خدائے برتر کی رحمت کا خزانہ۔ ربّانی دسترخوان پُر از طعام کی بڑی نعمت۔ آسمانی بخشائش
کی بڑی دولت فضل و افضال (فضل۔ زیادتی۔ افزونی بخشش۔ افضال اُس کی جمع ہے) کے دائرہ کی نقطہ
دولت اور اقبال کا بڑا چمکدار موتی۔ عدالت کی بہارستان کا شگوفہ۔ بزرگی کے نگارخانے کی تختی۔ ولایت اور ولا
(ولایت۔ حکومت۔ خدا کا ولی ہونا۔ ولا۔ دوستی۔ محبّت) کے بُرجوں کی چمکدار شعاع۔ بزرگی اور برتری کے نورانی
ستارے کی چمک۔ کسبی (وہ چیز جو انسانی کوشش سے حاصل ہو) اور وہبی (وہ چیز جو محض بخشش خدائی سے حاصل
ہو) مبارکیوں یا برکتوں کی خلاصہ۔ سرّی (منسوب بہ سرّ۔ چھپانے کے قابل بات۔ راز پوشیدہ یعنی وہ باتیں جو
پوشیدگی کے ساتھ تعلّق رکھتی ہیں۔ یا وہ باتیں جو رازِ الٰہی کے ساتھ علاقہ رکھتی ہیں) اور قلبی (منسوب بہ قلب۔ دل۔
وہ باتیں جو قلب و دل کے ساتھ لگاو رکھتی ہیں) پوشیدہ جگہوں کی انتخاب کی ہوئی (چیدہ و برگزیدہ) دانائی اور
آگاہی کی لڑی کا بڑا موتی۔ کونی (منسوب بہ کون۔ ہونا۔ ہو جانا۔ ہستی۔ دُنیا۔ وہ چیزیں جو دُنیا جہان کے ساتھ
تعلق رکھتی ہیں) اور الٰہی (منسوب بہ اِلٰہ وہ چیزیں جو ذاتِ خدا کے ساتھ لگاو رکھتی ہیں) سلسلہ کے انتظام کی ذریعہ
یا سبب۔ برگزیدگی اور پاکیزگی کا پاکیزہ درخت۔ پاکی اور بزرگی کا بزرگ پھل۔ یقین کی صورت کی سچائی دکھانیوالا
آئینہ۔ دولت اور دین کی بلند جگہوں پر بلند ہونے یا چڑھنے کی سیڑھی۔ سرسبزی اور کامیابی کے درخت کی
جڑوں کی جڑ۔ اقبالمندی کے باغ کا بزرگ چھوارے کا درخت۔ بُردباری اور شرم و لحاظ کی اُوڑھنی کی اوڑھنے
والی۔ بزرگی اور عزّت کی اوڑھنی کی پردہ نشین۔ غیب (پوشیدہ) اور شہادت (ظاہر ہونا) کے نور کے ظاہر ہونے
کا ذریعہ۔ دولت اور سعادت کی صُبح کے ظاہر ہونے کا وسیلہ۔ آسمانی پردوں کی پردہ نشین حضرت مریم مکانی
دُنیا اور دین کی پاکدامن حمیدہ بانو بیگم خدا اُسکی بزرگی کے سایہ کو ہمیشہ رکھے۔ کہ پاک شاخ ہے ایسے شخص کی کہ وہ بڑے بڑے

خداکے مقرّب بندون کا پیشوا ہے اور بڑے بڑے قطبون (قطب - سردارِ قوم - یکتا شیخ وقت - ایک بڑا مقرّب بندہ خداکا) کا قطب (مرکز) ہے - ناسُوت (عالمِ اجسام - مراد دُنیا - کبھی مجازاً شریعت اور ظاہری عبادت پر بولا جاتا ہے) کے بے حد میدان کا سیر کرنیوالا ہے عالم لاہوت (عالمِ ذاتِ خدا) کے دریا کا تیرنے والا ہے - روح کے پوشیدہ مقامون کا چراغ ہے - کشایشون کے خزانون کی کنجی ہے - تجلّی (روشنی - نورِ الٰہی) کے باغون کا پھول توڑنے والا ہے سینی (باطن) کے پھولون کا باغبان ہے - ریاضت (نفس کشی) کے عبادت خانے کا پیشوا ہے - فیض رسانی کے شراب خانہ کا شراب پلانے والا ہے - تجرید (تنہائی - دُنیا جہان سے بے تعلّقی) کی منزل کا دریا دل ہے توحید (خدا کو ایک جاننا) کے شراب خانے کا دریا نوش ہے (دریا پینے والا یعنی بالکل توحیدِ الٰہی سے سرشار ہے) مجاہدے رنج و مشقت اُٹھانا - بزور اپنے نفس امّارہ کو دبانا) کے سمندرون کا مستغرق (ڈوبا ہوا - محو و بیخود) ہے مشاہدے (دیکھنا صوفیون کی اصطلاح مین انوارِ الٰہی کا دیکھنا) کے چمکارون مین محو و از خود رفتہ ہے - طریقت (راہ - صوفیون کی اصطلاح مین باطن کی صفائی کا طریقہ - دل کی صفائی - تزکیۂ باطن) کے شب خانہ کا مشعل رکھنے والا ہے - حقیقت (سچائی) کے بڑے راستے کا قافلہ سالار (قافلہ کا سردار) ہے - ذاتی تجلّیات (خدا کے ذاتی انوار) کی ظاہر ہونے کی جگاہون مین سب سے کامل تر جگہ ہے - صفاتی انوار (خدا کی صفتون کی روشنیون) کی ظاہر ہونے کی جگاہون مین سب سے زیادہ ظاہر جگہ ہے اصحابِ کشف و شہود (کشف - کھولنا - ظاہر کرنا - صوفیہ کی اصطلاح مین وہ درجہ ہے کہ جس پر پہنچکر غیب کے راز کھُل جاتے ہین - شہود - حاضر ہونا - صوفیہ کے اصطلاح مین ایک درجہ ہے جس مین سالک مراتبِ کثرت اور موہومات صوری سے گزر کر توحید عیانی کے مقام پر پہنچ جاتا ہے اور اُس کو تمام موجودات مین جلوۂ حق بلکہ ہر شے عینِ حق نظر آنے لگتی ہے) کے رازون کا پرکھنے والا ہے اربابِ وجد و وجود (وجد - غمگین ہونا - شیفتہ ہونا - صوفیون کی اصطلاح مین وہ حالت اور کیفیت ہے جو یادِ الٰہی مین دل پر چھاکر انسان کو بے خود کردے - ذوق اور شوق کی حالت - وجود - ہستی - زندگی - ذات خدا) کے دلون کا جانچنے والا ہے روحون اور دلون کے مشہدون (مشہد - حاضر ہونے کی جگہ - شہادت گاہ) کا سیر کرنے والا ہے - بدنون اور کالبدون کے پوشیدہ مقامون کا نظر کرنے والا ہے - تاریکی کے ابر کے کھُل جانے کا سبب ہے - گناہون کے نشانون کے مٹ جانے کا وسیلہ ہے - ظہور (ظاہر ہونا) اور بطون (پوشیدہ ہونا) کے آمیزش کے علاقون کا پہچاننے والا یا ظاہر اور باطن کے ملنے کے تعلّقون پر آگاہ ہے - ظہور اور پوشیدگی کے بھیدون کے چمکارون کا ظاہر کرنے والا ہے - ترجمہ رباعی کا - وہ ایسا قطب ہے کہ جس نے آسمان کے دونون قطبون (قطب شمالی و قطب جنوبی) کو پیغام بھیجا ہے - ہوس کے شیرون کے (منہ مین) ادب کی لگام ڈالی ہے - دل کے جنگل مین مدہوش رفتار رکھنے والا ببر شیر - یعنی حضرت ژندہ پیل احمد جام کہ عشق و محبت کا دریا چڑھا ہوا

ہے۔ اُس کا راز پاک کیا جاے واقع ہوئی یعنی پیدائش اکبر شاہ ایسی بیگم کے بطن سے جو خود ایسی ایسی ہے اور ایسے بڑے خاندان سے ہے واقع ہوئی۔ شعری شامیہ کے ارتفاع کے موافق کہ چھتیس[۳۶] درجہ تھا رات کے اوّل کے آٹھ گھڑی اکیس دقیقے گزرنے کے بعد آٹھوین آبان ماہ جلالی ۴۶۴ھ چارسو چوسٹھ موافق اُنیسوین اسفندار ماہِ قدیمی سال نوسو گیارہ[۹۱۱] مطابق شب یکشنبہ پانچوین رجب سال نوسو اُنچاس[۹۴۹] ہلالی چھٹی ماہ کاتک سال ایک ہزار پانسو اُنیس[۱۵۱۹] ہندی سولھوین تشرین اوّل رومی سال ایک ہزار آٹھ سو چوّن[۱۸۵۴] چار گھڑی اور بائیس[۲۲] دقیقے ذکر کی گئی رات سے باقی رہے تھے بزرگی کا حصّہ رکھنے والے شہر اور نیکبختی کے گھر حصار امرکوٹ مین کہ دوسری اقلیم سے ہے اور اُس کا عرض خطا استوا سے پچیس درجہ اور اُس کا طول جزائر خالدات سے ایک سو پانچ[۱۰۵] درجہ ہے اُس وقت مین کہ شاہی لشکر توجّہ کا رُخ ولایت ٹھٹہ کے تابع کرنے کے لئے رکھتا تھا اور اقبال کا ڈولا اُس دولت کے قلعے اور نیک بختی کی چار دیواری میں اُس دُنیا کی روشن کرنیوالی روشنی کے نکلنے کے زمانے کے قریب ہونے کے سبب سے توقف فرمائے ہوئے تھا۔

اور اُن عجیب باتون سے جو لوزانی ستارے کے ظاہر ہونے کے زمانے کے قریب ظاہر ہوئی ہین وہ ہے کہ اس مبارک گھڑی سے پہلے طبیعت کو خواہش بچہ جننے کی ہوئی مولانا چاند نجومی کہ طالع کے مقرر اور مخصوص کرنے کے لئے بادشاہی حکم کے موافق پاک آستانہ پر حاضر تھا گھبرا اُٹھا کہ یہ وقت منحوس ساعت رکھتا ہے چند ساعت کے بعد ایسی مبارک ساعت کہ ہزارون برس کے بعد پھر ظاہر ہو گی آنیوالی ہے کیا خوب ہو کہ اس وقت بچّہ پیدا نہ ہو۔ موجودہ لوگون نے اُس کی بات کی حقارت کی یا اُس کو نادان بتلایا کہ اس گھبرانے کا کیا موقع ہے حالانکہ اس طرح کی باتین اختیار سے باہر ہین۔ اسی حال کے نزدیک وہ خواہش جاتی رہی اور منجم کا دل اُس منحوس گھڑی کے گزر جانے سے کسی قدر مطمین ہوا۔ اور اس بہت بڑے عطیہ (یعنی اس منحوس وقت مین بچّہ پیدا نہ ہونے) کا ظاہری سبب وہ تھا کہ اُس وقت مین ایک بچّہ جنانے والی دائی اُسی شہر سے لائی گئی کہ اس خدمت کی ذمہ دار ہووے (یعنی بچّہ جنائے) چونکہ وہ صورت کی بھونڈی تھی حضرت مریم مکانی کے پاک دل نے اُس کے دیکھنے سے نفرت کی اور اُن کا معتدل مزاج بند ہونے والا ہوا یعنی مزاج مین انقباض پیدا ہوا اور وہ خواہش طبیعت میں نہ رہی اور جب برگزیدہ گھڑی آئی اس خیال سے کہ وہ گھڑی نہ گزر جاوے مولانا منجّم متفکّر یا بے آرام اور بے قرار تھا۔ پاک زنانخانے کی رازدارون نے کہا کہ اس وقت حضرت مہدِ عُلیا (اونچا گہوارہ یا اونچے گہوارے کی سوار ہونے والی بیگم۔ لقب ہے والدہ اکبر شاہ کا) بہت تکلیف کے بعد آرام پاکر اونگھ گئی ہین جگانا مناسب نہین ہے جو کچھ کہ خدا کی مرضی ہے ظہور مین آئیگی یا جو کچھ کہ خدا نے اپنے ارادے مین مقرر کیا ہے ظاہر ہو گا۔ اسی بات چیت مین تھے کہ حضرت مریم مکانی کو درد

کی زیادتی نے جگا دیا اور اُس مبارک گھڑی مین وہ خلافت کا یکتا گوہر یا جاگتا نصیب رکھنے والا بچہ پیدا ہوا یا کدخدی
کے خیمے اور عزّت کے ڈیرے مین خوشی کا فرش بچھایا گیا اور شوق اور خوشی کا جشن ترتیب دیا گیا یا آراستہ کیا گیا محل
شاہی کی پردہ نشینون اور بادشاہی زنانخانے کی پاک دامن عورتون نے اُمید کی آنکھ نے شوق کا سرمہ ڈالا
یا لگایا یعنی امید کی آنکھ شوق کے سرمے سے نورانی بنائی۔ شوق کی ابرو پر خوشی کا وسمہ لگایا۔ خوشخبری کے کان
کو مُراد کے آویزہ سے آراستہ کیا۔ آرزو کے چہرے پر عیش کا ابٹن مَلا۔ تمنّا و آرزو کی کلائی مین مقصود کا کنگن پہنایا
رقص کے پاؤن کو جلوے کی پازیب مین ڈال کر خوشی اور خُرمی کے ٹہلنے کے مقام مین داخل ہوئین۔ اور
مبارکی اور مبارکبادی کے گیت گانے لگین صندلی کلائی رکھنے والی پنکھا ہلانے والیان ہوا کو خوشبودار
اور مہک دار بنانے لگیں۔ عنبر ایسی زلفین رکھنے والی خوشبو بکھیرنے والیون نے زمین کو تازہ صورت بنایا گلچہرہ
خدمتگار عورتون نے گلاب چھڑک چھڑک کر شوق کو تازہ آبرو دی۔ ہنس مکھ ارغوانی لباس رکھنے والیون نے
زعفران چھڑک چھڑک کر یا بکھیر بکھیر کر چاندی ایسا بدن رکھنے والیوں کو سونے مین منڈھ دیا یا چھپا دیا۔ گلاب
ایسی خوشبو اور چنبلی ایسے رُخسار رکھنے والیون نے کافور ملے ہوئے صندل سے جلوہ کی تیز رفتارون کو
اعتدال بخشا یا معتدل بنایا سونے کی انگیٹھیان فرش کے کونون مین خوشبو نکالنے والی کین۔ اور عنبر کے
بھرے عودسوزون سے سرپوش اُٹھا دئے۔ گیت گانے والی ڈومنیان ایک طرح کے بیخود بنانے والے جادو
کی بنیاد ڈالنے والی ہوئین اور نغمہ گانے والی گائنون نے بیہوش بنانے کا منتر پھونکنا شروع کیا۔ مثنوی
کا ترجمہ۔ نازک آواز ہندی عورتین۔ ہندی مورون کی طرح جلوہ کرنے والی تھین۔ تیز اور چالاک عورتین چینی
باجے کی بجانے والیان۔ بے شراب کے پیالے سے مست بن رہی تھین۔ خراسان کی قانون باجہ بجانیوالیان
مشکل پسند کے دل کو آسانی سے لبھانے والی تھین۔ عراقی گیت گانے والیان۔ باقی عمر کی مبارکباد کا نغمہ
گانے والی تھین۔ سچ تو یہ ہے کہ ایک ایسی مجلس ہوئی کہ جو آزاد ذات پاکون (فرشتون) کے جہان کی طرح
نہایت قرار اور آرام والی تھی۔ اور ایک ایسی محفل آراستہ تھی کہ پاک نسل رکھنے والے روحانیوں (فرشتون) کی
محفل کی طرح شراب اور پیالے سے بے حاجت تھی بہتر گروہ (فرشتون) کے تماشا کرنے والے بغیر دیکھنے
کی قوت کے واسطہ یا آلہ کے سیر و تماشا کرنے والے ہوئے۔ اور عالم بالا (عالم فرشتگان) کے نظر کرنیوالے
بے زبانی کی زبان سے اس نغمہ کے ساتھ نغمہ گانے والے ہوئے۔ شعر کا ترجمہ۔ یہ کیا مستی ہے کہ بغیر شراب اور
پیالے کے یہان ہے۔ وہ شراب کہ پیالے سے پیتے ہین یہان حرام (ناجائز و ناروا) ہے رنگ برنگ کے میوہ کے
خوان کھینچے گئے۔ اور طرح طرح کی نعمت کے دسترخوان چُنے گئے رنگ برنگ کے خلعت عطا کئے گئے۔ اور پوشاکون
کی گٹھریان کی گٹھریان بانٹی گئین اس شگفتگی اور خوشحالی کا کیا ذکر کرون کہ بیان کرنے اور ظاہر کرنے کی حاجت

نہین ہے۔ اگرچہ مین عالم بالا (عالم فرشتگان) کے مقصود کے پورا ہونے کا تھوڑا سا حال کہہ سکتا ہون کہ
اُنھون نے اتنی دوڑ دھوپ اور جستجو کے بعد باطنی ملک کے انتظام بخشنے والے اور عالم ظاہری کے بندوبست
عطا کرنے والے کو ہستی یا موجودگی کا بیش قیمت خلعت پہنایا اور خدا کی قدرت کی پوشیدگیون کے گہوارے اور
پاک خلوت خانون سے نادرات کے ظاہر ہونے کی چوکی یا تخت اور انسانی جلوہ گاہون پر لائے۔ یعنی فرشتون نے
ایسے شخص کو جو قدرت الٰہی کے پردے اور اُس کے پاکی کے خلوت خانے مین پوشیدہ تھا اُس کو وہان سے
نکال کر ایسی چوکی پر کہ جہان بالخصوص انسانی مظہر کا ظہور ہے لا کر بٹھایا۔ لیکن برتر گروہ (فرشتون) کی خوشی اور
آزادو نسل رکھنے والے روحانیون کی کامروائی کا بیان تو میری گویائی کے اندازے اور حد سے باہر ہے۔ جس وقت
یا اسی دم کہ بزرگی کے نورانی ستارے نے اقبال کی مشرق سے طلوع فرمایا۔ تیز قدم قاصد اور تیز رفتار سوار اقبال
کے خیمہ گاہ اور بزرگی کے لشکر گاہ کی طرف کہ یہان سے وہان تک چار فرسخ کا فاصلہ تھا اس جہان بڑھانے والی
خوشخبری اور دل خوش کرنے والی مبارکباد کے پہنچانے کے لئے تیز دوڑے اور اُس رات کی صبح کو کہ نیکبختی اور سعادت
کے دن سے حاملہ تھی یا نیکبختی کا روز پیدا کرنے والی تھی۔ بہت سویرے اُس منزل سے دولت و اقبال کے ساتھ
بادشاہ کا کوچ ہو گیا تھا اور دو پہر کے قریب منزل کے نزدیک ایسی سرزمین مین کہ نہایت دل کی خوش کرنیوالی
اور اچھی ہوا رکھنے والی تھی اور صاف پانی اور دل رُبا درخت رکھتی تھی حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون
شاہ) خوش بختی کے ساتھ تکیہ لگائے تھے اور بلند تخت کے مقرّبون سے کتنے ایک لوگ حضور کی خدمت
مین موجود تھے۔ ترجمہ مثنوی کا۔ تازہ درخت خاک پر چتر لگانے والے تھے۔ ہما کے سایہ (بادشاہ ہمایون) کے
سر پر سایہ بچھانے والے تھے۔ جنگل یا سبزہ زار کے پرندون کا بیدار غُلغُلہ۔ بیفکری اور عیش و آرام کی آواز سے
محفل کو گونج مین لائے تھا۔ اچانک پیچھے سے ایک تیز رفتار سوار کی چھائین یا عکس نظر آیا مہتر سُنبل نے
کہ قدیم غلام حضرت جہانبانی کا تھا اور پیرے حضرت شاہنشاہ کی مہربانیون سے اُس کے بعد صدغدرخانی
کے خطاب سے بلند نام ہوا اس سیاہی یا عکس و چھائین سے کہ دونون جہان کی سفید روئی اُس کے
اندر پوشیدہ تھی آگاہ ہو کر پاک غرض مین پہنچایا۔ حضرت (ہمایون شاہ) نے فرمایا کہ اگر یہ سوار سلطنت کے
نورِ چشم کی پیدا ہونے کی خوشخبری لانے والا ہوگا تو مین تجھ کو امیر ہزار (وہ سردار کہ جس کو ہزار سوار رکھنے کی
جاگیر عطا کرین) بناؤن گا۔ شعر کا ترجمہ۔ جہان کے بادشاہوں کے لئے زیب دیتا ہے اگر ساتون ولایتین
ایسے اقبال کی خوشخبری کے خوشخبری پہنچانے والے کو انعام کے طور پر دے دیوین۔ اس طرف سے بھی ہوا
رفتار تیز چلنے والے نہایت خوشی کے سبب سے باگین ہاتھون سے چھوڑ کر اُس کے آگے کی طرف دوڑے
اور وہ سعادت کے گھوڑے کا سوار بھی نزدیک آ پہنچا نہایت شوق کے مارے بلند آوازون کے ساتھ

جہان کے بادشاہ اور جہان والون کو ہمیشہ کی خوشی کا مژدہ دیا اور بزرگی کے نورانی ستارے کے نکلنے کی
خوشخبری اُمید کے اُفق (آسمان کا ستارہ) سے پہنچائی۔ کہ صبح سویرے مراد کی صُبح آرزو کے موافق نکلی اور اقبال
کی بہار کے سروبُن (درخت سرو) نے اُمید کی مواقف سر نکالا۔ اُسی دم آنحضرت نے اپنا سر شکر کے سجدے کے لئے
خداوند تعالے کی درگاہ مین رکھا۔ شعر کا ترجمہ۔ بلندی کا تاج آسمان پر اور عبادت کا مُنہ زمین پر۔ دولت و
اقبال کا قدم تخت پر اور شکر گزاری کا سر سجدہ مین شکر و سپاس کے قاعدون کے ادا کرنے کے بعد بلند لشکر گاہ
میں آکر آسمان ایسی بارگاہ مین داخل ہوئے جہان یا اہل جہان کے لئے عشرت (خوشی) کا جشن اور دولت
کا آئین (قاعدہ۔ دستور) تازہ ہوا۔ اور عیش و شادی کا نقّارہ کیقباد کے جشن و خوشی کے دستور کے موافق
بلند آوازہ ہوا۔ ایک ایسی بارگاہ ہمایون شاہ کے قاعدہ اور دستور کے موافق آراستہ ہوئی۔ کہ کیومرث کے
جشن اور فریدون کی محفل سے دلکش زیادہ تھی۔ ترجمہ رباعی کا۔ اے آنکھ آ بے مثل خدا کی قدرت کو دیکھ۔ اور
اور اس بزم گاہ کو اندر اور باہر سے دیکھ۔ اگر تو دونون جہان کے تماشے کا ذوق شوق رکھتی ہے۔ اس ہمایون
کے جشن کی آرائش کو دیکھ۔ بوڑھے جہان نے ساز و سامان جوانی کا نئے سرے سے پکڑا۔ اور رنجیدہ جہان نے بھلائے
ہوئے عیش و خوشی کو پھر یاد دلایا۔ ترجمہ رباعی کا۔ ساقیون نے صاف شراب کے پیالے پہ ہاتھ لپکایا یعنی
صاف شراب پیالون مین بھر بھر کر پلانا شروع کیا۔ حضرت خضر (نام ایک ولی کا) کو اس آگ کے چشمہ (اثر سخت تیز
شراب) کا پیاسا (مشتاق) بنایا۔ یہ کیسی شراب تھی کہ ساقی نے پیالہ مین بھری۔ کہ مسیح اور خضر نے رشک سے
باہم چھینا جھپٹی کی۔ نغمہ گانے والے مطربون اور جادو کی آواز نکالنے والے۔ گویّون نے طرح طرح کے ساز
(باجے) بجانے شروع کئے اور طرح طرح کے گھیت گانے لگے چنگ بجانے والے چنگ بجا بجا کر آرزو کیا گیا
گیت گانے لگے۔ عُود (ایک باجے کا نام ہے) بجانے والون نے جہان کے غمون کو گوشمالی دی۔ قانون (نام
ہے باجے کا) بجانے والون نے مراد کی زلف کے تار باندھے۔ گرم نفس بانسری بجانے والون نے درست
و راست الاپ رکھنے والے نفس (سانس) نکالے۔ غجک (کمانچہ ایک باجہ ہے) بجانے والون نے دلون
کو مطلوب کی زلف مین لٹکایا۔ دائرہ (ایک باجہ کا نام ہے) پر گانے والون نے اقبال کا آئینہ رو (چہرہ) کے
مقابل رکھا۔ کامل ظریفون (ظریف۔ خوش طبع) نے نادر بات کہنے والے باریکی تولنے والون کی خوش طبعی کی
بات پیدا کرنے والی زبان بند کردی نادر بات کہنے والے ندیم (مصاحب) لطیفہ (چٹکلہ۔ نادر بات) کہہ کہہ کر اہل مجلس
کے لبون کو شوق کے قہقہہ مین لائے۔ جہان کے فتح کرنے والے سپہ سالارون اور صف کے آراستہ کرنے والے
سرداروں نے گروہ گروہ آکر مبارکباد کی تسلیم پیش کی۔ اور بڑے بڑے لوگ اور اَور آدمی بڑے بڑے
فاضل اور مولوی مبارکباد اور تعظیم کی رسمین بجا لائے۔ اور سکندر کے پسند کئے ہوئے حکیم اور رصد بنانے والے

اصطرلاب وان کہ ہمیشہ باطنی محفل کے ہمنشینون اور آسمانی رازدن کے رازدارون سے تھے مبارک بچّہ کے
طالع کے زائچہ کو روشنی کے بھرے دل کا آئینہ بناکر ستارون کی نظرات (زائچہ کے وقت جو سیّارے باہم
ناظر ہون اُن کی سعادت و نحوست پر بچّہ کے حق مین خوبی و بدی کا حکم لگاتے ہیں اسی طرح اتصال (ملاپ اور
باہم ملنا) بھی ملحوظ ہوتا ہے) اور کُلّی انفصالات اور احکام کی تفصیلون اور آثار کے انجامون سے سلطنت کے
درجون اور خلافت کے زینون یا سیڑھیون پر چڑھنے کی بلندی اور بقا (باقی رہنا۔ پائداری۔ زندگی) کی
درازی کا بیان عرض کرنے والے ہوئے جیسا کہ کچھ بیان اُن جدولون سے مختصر طور کے صفحہ پر لکھا جائیگا۔
اور وہ جو حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) نے کہ علوم ریاضی میں بلند مرتبہ اور آسمان سے
تعلّق رکھنے والی فکر رکھتے تھے اور آنحضرت کا باریک بین دل اسکندر کا دل کھولنے والا آئینہ اور جمشید کا
دُنیا کا دکھلانے والا جام تھا اپنی بلند دریافت سے عجیب عجیب باتون کا نکالنا اور اس خدائی کارنامے کے
طالع کے نتیجون کا دریافت کرنا فرمایا اور اُنھون نے (حضرت ہمایون شاہ نے) اُس کا اُن باتون کے ساتھ
کہ دوسرے دانشمندون نے بسایط افلاک کی تاثیرات اور اجسام اور اجرام کے نتیجون سے پوشیدہ رمزون
کی طرف سُراغ لگایا تھا مقابلہ فرمایا۔ سب کو موافق اور مددگار ایک دوسرے کا پایا۔ یعنی باہم متفق پایا۔
اور اس بلند جشن کے فراغ پانے کے بعد غیبی بشارت اور ربّانی اشارت کے موافق کہ جس کا بیان ہو چکا
اس پاک گوہر کو اُسی بہت بلند لقب اور بہت بڑے نام کے ساتھ لقب دیا گیا اور نام رکھا گیا۔ اور
سعادت کے صحیفون اور دولت و اقبال کے صفحون مین مرقوم اور لکھا گیا۔ اور دو سال چار مہینے کے بعد
سچائی کے زیور رکھنے والے خواب کی تعبیر ظاہر ہوئی (اللّٰہ اکبر) اللہ بابرکت ہے۔ کیا ہی خوب یہ بلند نام اور بزرگ
طلسم ہے کہ بزرگی کے آسمان اور نور و روشنی کے آسمان سے نیچے آیا یا نازل ہوا۔ کہ مشرق سے مغرب
تک کو اس نام کی روشنی اور اس نام رکھے گئے کی شعاع نے گھیر لیا اور اس عجیب رمزون سے بھرے نام
کی بزرگیون سے ایک وہ ہے۔ کہ میرے بہت بڑے بھائی ظاہری اور باطنی کمالون کے جمع کرنے والے
مَلِکُ الشّعرا شیخ ابو الفیض فیضی نے اپنی بعض نادر تحریرون (کتابون) مین بیان کیا۔ کہ حرفون کی پوشیدہ
عجیب نسبتون سے کہ بلند کلمے ہین اور مفرد ہونے اور مرکب ہونے کی حالت مین اُن کے اثر اور نتیجے کامل
طور پر درجون کے فرق اور ربط و نسبت کے موافق ظاہر ہوتے ہیں وہ ہے۔ کہ آفتاب کے بیّنات حروف
کہ دو سو تیئیس [۲۲۳] عدد ہیں اکبر کے حروف کے عدد کے ساتھ موافق ہیں رباعی کا ترجمہ۔ جو نور کہ جہان کے
روشن کرنے والے آفتاب سے ظاہر ہے۔ بلند شاہنشاہ کی پیشانی سے ظاہر ہے۔ اکبر کہ آفتاب کے ساتھ
نسبت رکھتا ہے۔ یہ نکتہ (باریک پوشیدہ بات) بیّنات اسماء سے ظاہر ہے۔ اُس کی (ابو الفیض فیضی کی)

بات تمام ہوئی-اور دوسرے اس بزرگ نام کی بزرگ باتون سے یا عمدہ باریک باتون سے وہ ہے کہ جفر اور تکسیر
(جفر-ایک فن ہے جس سے آیندہ کے حالات نکالتے ہین-تکسیر-توڑنا-اور نقش بھرنا طالب و مطلوب کے
نام موافق کرکے) کے بھیدون کے واقف کار اور حرفون کی ترکیبون اور نتیجون کے پہچاننے والے اور لفظون
اور کلمون کے خواص جاننے والے کہ ہویت (خالص مرتبہ ذات حق-پھر صفات اور ظہور سے تنزّلات (اُترنے)
کے مراتب ہین) کے پوشیدہ مقامون اور تنزّلات کے ظاہر ہونے کے درجون سے خبردار ہین اور حرفون
کے نورانیت اور ظلمانیت کے عالم سے بے نقطہ ہوئے اور بانقطہ ہونے کے اعتبار یا لحاظ سے واقف ہین اُنھون
نے ان ابجد کے اٹھائیس ۲۸ حرفون سے سات سات حرفون کو چار عنصرون سے ہر عنصر کے ساتھ نسبت دیا گیا
رکھا ہے اور اس بزرگ نام کے اعتدال سے ملے ہوئے حروف چارون مرتبون کے جمع کرنے والے ہین اور
جمال اور جلال اور ساری صفتون فضل و کمال کے جامع ہونے کا حال بیان کرتے ہین-چنانچہ الف آتشی
اور کاف آبی اور با بادی اور را خاکی ہے اور جبکہ کوئی اسم اپنی بناوٹ کی برابری کے لحاظ سے ایسے حرفون
سے بنایا جاتا ہے کہ نہ اُس مین کوئی عنصر کم ہوتا ہے اور نہ کوئی عنصر دوبارہ آتا ہے-بیشک و شبہ یہ اسم اپنی
حدِ ذات مین (ذات کے اندر) نہایت اعتدال مین ہوتا ہے-اور یہ اعتدال مسمیٰ (نام رکھے گئے) کے لئے
باعث ہوتا ہے اُس کی اچھی صفات یا اچھی خصلت اور بدن کی تندرستی اور عمر کی درازی اور دولت و اقبال
کی بلندی اور دائمی خوشی کا-اور اسی شمول مین ایک اور بات دریافت کی کھڑکی پر جلوہ گر ہوئی ہے یعنی میرے
خیال مین آئی ہے-کہ اگرچہ اس سعد اکبر (بہت بڑے بہت مبارک ستارے-مشتری کو کہتے ہین-اس جگہ مراد
اکبر شاہ ہین) کے مختلف طرفون سے دشمن پیدا ہووین یا ظاہر ہووین لیکن وہ سب نیست و نابود و پراگندہ ہو جاینگے
اسلئے کہ اس اسم کے حروف اپنی ترکیب اور نظم (ملنے اور ترتیب پانے) مین اس طرح ہین کہ وہ میان کے دو حرف
یعنی کاف و با ہے کاف آبی ہے اپنے اوپر کے دشمن کو آتش (آگ) ہے اُٹھاتا ہے دُور و دفع کرتا ہے-اور
با کہ بادی ہے نیچے کے دشمن کو کہ خاک ہے پراگندہ کرتا ہے-بھیدون کی باریکیون کے پہچاننے والون کو چاہئے
کہ اس نادر اسم کے بلند اشارون کی باریکیون کی پوشیدہ باتون سے واقف ہوکر مسمّیٰ (نام رکھے گئے مراد اکبر شاہ)
کی عجیب عجیب بزرگیون اور مبارکیون کے فیض و برکت سے فائدہ اُٹھانے والے ہون-

مبارک زائچہ کی صورت کا ذکر کہ بہت بزرگ پیدائش کیوقت مین یونانی اصطرلاب کے ارتفاع کے موافق لکھا گیا تھا

اسے آسمان کے تولنے والے رصد بند آ-آسمان کی جزئی عقل کے ساتھ نگاہ کر صاحب قرآن کے طالع کی خوبی مین دیکھ-

دونون جہان کا سعادت نامہ دیکھ + اس مبارک فرمان مین تماشا کر۔ سعادت پر سعادت اور نور پر نور + حصار امرکوٹ
سے فتحمند جھنڈون کے کوچ کرنے کے وقت (بادشاہ نے امرکوٹ سے روانہ ہونے کے وقت) مولانا چاند نجومی
کو کہ اصطرلاب کی شناسائی اور زیچ کی باریک بینی اور تقویم کے دریافت کرنے اور احکام کے نکالنے مین بڑی مہارت
اور کامل مشق رکھتا تھا سعادت کے زمانے کے جانچنے اور پیدائش کے وقت کی حقیقت جاننے کے لئے پاکی کے گنبد مین
بیٹھنے والی کی بارگاہ کا حاضر باش کیا تھا اور اس نے شاہی لشکرگاہ کو ایسا لکھ کر عرض رکھا کہ یونانی اصطرلاب کے
ارتفاع اور گورگانی زیچ کے حساب کے موافق مبارکیون کے نکلنے کی جگہ طالع سنبلہ نکالا گیا ہے اور مبارک زائچہ
کی صورت یہ ہے۔ اگرچہ سنبلہ دو بدن والا برج ہے مرکّب ثبات اور انقلاب سے۔ لیکن اس اقبال کے زائچے
مین طالع کا ثبات گہری نظر کرنے اور خوب غور کرنے سے دو وجہون سے ثابت ہوا ہے ایک وجہ وہ کہ جزو طالع
درجۂ ہفتم ہے (طالع کا جزو ساتوان درجہ ہے) ثلث اوّل برج سے۔ اور وہ نجومیون کے اتفاق کے موافق ثبات
رکھتا ہے۔ دوسری وجہ وہ کہ ارضی برج ہے اور ثبات عنصرون مین ارض (زمین) کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ اور یہ
دُو دلیلین ہین سلطنت کے تخت کی پائداری پر۔ اور خلافت کی مسند کے قرار پکڑنے پر۔ اور صاحب طالع عطارد اس زائچہ
مین بزرگ نزمثل سعد اکبر (مشتری) اسلئے مشتری کہ سعد اکبر ہے اُس کے ساتھ ہے اور عطارد ایک ایسا سیارہ ہے کہ
سعد (مبارک ستارے) کے ساتھ سعد تر (زیادہ مبارک) ہو جاتا ہے اور زہرہ کہ سعد اصغر (چھوٹا مبارک ستارہ) ہے
اُس کے خانے مین ہے جس طرح کے عطارد زہرہ کے خانے مین ہے کہ وہ میزان ہے۔ اور عقل اور دانائی اور قیافہ
شناسی اور زیرکی (تیزی دانش) کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔ اور وہ برابری کے اعتبار سے بھی اور بُرج ہونے کے لحاظ
سے بھی دوسرے خانے مین ہے۔ کہ اسباب معاش اور قوام زندگانی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے کمال عقل و دانائی کی
فیض رسانی صاحب طالع پر کئے ہے۔ کہ معاش و معاد کے امور مین عالم کو عقل کے نور سے آراستہ کرکے اور دین اور دولت
کی گرہون کو اپنی اُنگلی کے سر سے کھولے اور زہرہ کہ سعادت اور میمنت (مبارکی) کے ساتھ مشہور اور عیش و طرب (خوشی)
کے ساتھ منسوب ہے۔ اس طالع مین آیا ہوا ہے ہمیشہ شوق و سرور کے اسباب اور ذوق و حضور کے ذریعے آمادہ رکھتا
ہے۔ اور عجیب باتون سے یہ ہے کہ صاحب طالع خانۂ معاش مین بیٹھا ہوا ہے۔ اور صاحب خانۂ معاش طالع مین ہے
اور دونون ذاتی اور عرضی سعادت رکھتے ہین۔ اور زندگانی کے زمانے کو عیش و کامرانی کے ساتھ انتظام بخشتے ہین
اور مشتری کہ سعد اکبر ہے اور عدل و دینداری اور بلند حوصلگی اور طبیعت کی استقامت (راستی) اور جہان کی تعمیر
(آباد کرنے) کی طرف منسوب ہے۔ بھی دوسرے خانے مین ہے ناظر بخانۂ چہارم (چوتھے گھر کی طرف نظر کرنے والا)
کہ خانۂ عافیت ہے۔ عشرت اور کامرانی کے اسباب کامل طور پر انجام خاتمہ تک۔ آنحضرت کے مبارک انجام حال کے
نزدیک رکھتا ہے۔ اور عطارد ممتزج المزاج سعد اکبر کے ساتھ نزدیکی کی وجہ سے بزرگ سعادت پائے ہوئے ہے اور

سعادت پر سعادت زیادہ کئے ہوئے ہے۔ اور دلالت کئے ہے اس پر کہ صاحب طالع ہمّت کی بلندی اور مرتبہ
کی اونچائی مین سب پر فوقیت رکھنے والا ہوگا۔ اور عقل و دانائی والے اور زیرک و تیز دانش رکھنے والے لوگون کے
ساتھ بیٹھے گا یا صحبت رکھے گا۔ اور زمانے کے دانشمند اور ہر گروہ کے عقلمند اُس کی دانائی کی پناہ دینے والی
درگاہ کے ملازم ہون گے اور رُوے زمین کے ہنرمند اپنے وطنون کو چھوڑ کر اُس کے بلند آستانہ کے گرد گھومنے
کا قصد کرین گے اور جو کچھ کہ اُس کے الہام کے اُترنے والے دل مین موجودگی کی شعاع ڈالے گا عقل کے
موافق اور کار کی حقیقت کے مطابق ہوگا اور وہ انصاف اور عدل کے دروازے جہان والون کے مُنہ پر
کھول کر تمام باتون مین دینداری اور حفاظت کے مرتبون کی نگہبانی کرے گا اور ایسی عالیشان عمارتون کے
بنانے اور ایجاد کرنے مین کہ اگلے بادشاہون کو بہت کم نصیب ہوئی ہونگی توجہ کریگا اور ان دلپسند عمارتون مین
طرح طرح کی خوشحالی اور خوشی اور قسم قسم کی آزادگی اور بہجی کے ساتھ زندگی بسر کرے گا۔ اور عجیب باتون سے
وہ ہے کہ زہرہ عطارد کے خانے مین ہے اور عطارد زہرہ کے خانے مین۔ اور تین سعادتین جمع ہوئی ہین ایک
سعادت مشتری کی۔ اور دوسری سعادت زہرہ کی اور تیسری سعادت عطارد کی کہ دو مبارک ستارون (زہرہ
اور مشتری) سے حاصل کی ہے اور یہ بہت کم واقع ہوتا ہے اور جہان کا عطیہ بخشنے والا آفتاب کہ جہان والون
کے کاروبار کا انتظام بخشنے والا ہے خاص کر کے بزرگی اور قدرت اور شوکت اور اعتبار کا عطا کرنے والا
ہے خانۂ سوم مین برج ثابت مین واقع ہے بلندی اور بزرگی اور بڑائی اور شوکت عطا کئے ہوئے ہے
اور چونکہ ہبوط (پستی) سے نکل کر شرف (بزرگی) کی طرف رُخ رکھتا ہے۔ اُس کی شرافت (بزرگی) کو روزافزون
کئے ہوئے ہے۔ اور چونکہ نظر کرنے والا ہے طرف خانۂ نہم کے کہ خانۂ سفر ہے۔ ہمیشہ اُس کے فتحمند جھنڈے
سفر مین سر بلند ہو کر زمانے کے آسیب اور آشوب سے حفظ و حراست (نگہبانی) کی پناہ مین جہان کا روشنی
بخشنے والا ہوگا اور خانۂ سوم کہ اقربا کے ساتھ نسبت پائے ہے عقرب ہے۔ اقارب سے جو مثل عقارب (جمع عقرب
بمعنی بچھو) کے ہین خبر دئے ہوئے ہے۔ اور زحل وہان اُن نزدیکانِ دُور کو نحوست اور نکابت (رنج و سختی) کے ساتھ
گمراہی اور ہلاکت کے گڑھے مین پہنچائے ہوئے ہے اور قوس وَتدِ رابع ہے اور وہ خانہ ہے کامون کے انجام کا اور
مشتری کہ اُس کا صاحب ہے نظر تسدیس رکھتا ہے۔ اور متصل ہے مبارک عطارد کے اور اپنی حد مین اور اپنا
مثلثہ ہے جس کام مین کہ وہ توجہ فرمائے گا بہت آسانی کے ساتھ انجام کی روشنی پائے گا اور اُس کے کام
کا انجام کامروائی کے ساتھ ہوگا اور خانۂ پنجم کہ خانۂ فرزندان ہے جدی ہے اور وہ ایک برج ہے بہت فرزند
کا۔ اور مریخ کہ کواکب سیاہ ہے وہان ہے۔ اور کدخداے طالع ہے (طالع کا صاحب خانہ ہے) کہ عمر کے قانون کا
دارومدار اس پر ہے۔ اور بڑی باتون سے وہ ہے کہ یہ کواکب الحبش (لشکر کا ستارہ) بیت الشرف مین ہے اپنے

وجہ اور مثلثہ اور دریجان اور ادرجان اور اثنا عشریہ مین - درازعمر سے فائدہ حاصل کرنے والا کرے گا اور بہت اولاد
اور احفاد (جمع حافد - پوتا) سے حصہ پانے والا کرے گا اور برخوردار کامگار فرزندون سے قوت بازو بخشے گا - اور دُنیا
کی دوڑ لگانے والی سپاہ کو فتح اور مدد کا حصہ پانے والا رکھے گا - اور اچھے اتفاقون سے ایک وہ ہے میرے حضرت
صاحبقران (امیر تیمور) کے طالع کے زائچہ مین بھی مریخ پانچوین مین ہے جیسا کہ ظفرنامہ مین لکھا گیا ہے اور تجربہ
کار حکمت کے پرورش کرنے والے سلاطین کے طالع مین مریخ کی قوت کا اعتبار کئے ہوئے ہین - اور اس قوی
حال پاک مثال زائچہ مین صاحبقران کے طالع سے زیادتی ہے - کہ یہ بزرگ سیّارہ اُن قوتون کے ساتھ کہ جن کا
بیان ہوا بیت الشرف مین ہے چنانچہ یہ بات قدر کی بزرگی اور شان کی بڑائی اور رتبے کی بلندی سے ملکون کے
فتح کرنے اور تابع کرنے مین آگاہ کرتی ہے - اور اشارہ کرتی ہے اس کی طرف کہ صاحب طالع کی جون جون عمر
بڑھتی جائے گی اُسی قدر اُس کا مرتبہ بڑھتا جائے گا اور جوانی کے زمانے سے بہتر ہو گا - اور چاند کی علویات اور
سفلیات کی تاثیر کا واسطہ ہے زائد النّور (نور کا زیادہ کرنے والا) آیا ہے روز افزون دولت کی طرف رہنمائی
کرتا ہے اور ہیلاج بھی وہی ہے کہ مثل روح کے ہے اور پرورش کرنے والا بدن کا - پانچوین خانے مین ہے
متفرق مریخ سے ساتھ تثلیث زہرہ کے واسطہ ہمیشگی کی صحت اور تندرستی مزاج اور بدن کی قوت کا ہوا ہے
اور خانۂ ششم دلو ہے منسوب طرف لشکر کے اور اُس کا صاحب کہ زحل ہے سوم (تیسرے) مین واقع ہوا ہے کہ
خانۂ اعوان وانصار (اعوان جمع عون = مددگار + انصار جمع ناصر = مددگار) ہے اور راس اِس مین ہے - لشکریوں کو
مخلصون اور فدائیون کے گروہ سے رکھے ہوئے ہے - وتد سابع حوت ہے درجۂ ہفتم مین کہ ستارہ زہرہ ہے - اور
اُس کے مثلثہ اور ادرجان سے ہے پاکدامنی کی چاردیواری کی پردہ نشینون کا رضاجوئی کے لوازم اور خدمت گاری
کے آداب مین ثابت قدمی عطا کئے ہے اور نیکو خدمتی سے دولت اور سعادت کا کامیاب کئے ہوئے ہے
اور خانۂ ہشتم حمل ہے - اُس کا صاحب مریخ کہ سعادتِ مذکورہ رکھتا ہے اور طالع مین نظر کرنے والا تثلیث کی نظر
سے ہے اشارہ خدا کی حمایت پرخوف کے مقامون اور خطرہ کے جگاہون مین کئے ہوئے ہے - خانۂ نہم خانۂ سفر
ہے - اُس کا صاحب زہرہ طالع مین قرار پکڑے ہوئے ہے سامان سرور وجمعیت کا دُور کے سفرون مین تیار رکھتا
ہے اور ملک کی زیادتی کا سبب ہوتا ہے اور سہم السعادت وتد عاشر مین ہے کہ دولت اور اقبال کا خانہ ہے
اور اُس کا صاحب مسعود ناظر تثلیث اور اسی طرح سعد اکبر (مشتری) ناظر بنظر تثلیث - بزرگ سلطنت اور عقل اور
عدل کے کمال پر دلالت کئے ہوئے ہے - اور زمانے کے خزانے اس کے تصرّف کے احاطہ اور قدرت کے قبضہ
مین لائے ہوئے ہے - گیارھوان خانہ کہ امید کا خانہ ہے اُس کا صاحب چاند نور کا زیادہ کرنے والا پانچوین
طالع مین بواسطۂ نظر تثلیث بطالع (طالع کے اندر تثلیث کی نظر کی وجہ سے) امیدون اور آرزون کے حاصل

ہونے کا سبب ہوا ہے اور بارھوین خانہ مین کہ دشمنون کا خانہ ہے ذنب جاے پکڑے ہے۔ دائمی جڑ سے دولت کے دشمنون کی نگونساری اور خواری مین اہتمام رکھتا ہے۔ ہر ایک بدبخت کو کہ فرمانبرداری کے قبلے سے رو گردان ہوا نیستی کے بیابان مین سرگردان کئے ہوئے ہے اُس کا صاحب کہ آفتاب ہے تیسرے خانے مین کہ مددگارون کی جگہ ہے جگہ پکڑے ہوئے ہے۔ اور بہت سے مخالفون کو پشیمان کئے ہوئے ہے۔ اور بندگی اور جانسپاری کی راہ مین لائے ہوئے ہے۔ اور اس طالع کی عجیب باتون سے یہ ہے کہ عاشر کہ خانۂ دولت اور سلطنت ہے جوزا ہے کہ اُس کا صاحب صاحب طالع ہے۔ اور مقرر ہے کہ ہر صاحب طالع چاہتا ہے کہ اپنے منسوب کو بلند رتبے پر پہنچاوے لیکن بسبب موانع (جمع مانعہ روکنے والی بات) کے قوت (باطن) سے فعل (ظہور) مین نہین آتا ہے اور اس مبارک طالع مین وہ خانۂ دولت اور سلطنت کی جگہ واقع ہے جبکہ دولت اپنے خانہ مین رکھتا ہوگا کس طرح اپنے منسوب سے مضائقہ رکھے گا۔

میرے حضرت شاہنشاہ کے آسمان کی آراستگی دینے والے طالع کے زائچہ کی تصویر اور ایک مختصر سے احکام ہندوستان کے اختر شناسون کے قاعدہ کے مطابق

آنحضرت کا نیکبختون کے نکلنے کی جگہین رکھنے والا طالع ہندوستان کے نجومیون کے حساب کے موافق اسد قرار پایا ہے کہ برج ثابت ہے۔ اور کمال غلبہ اور دبدبہ اور بلندی رکھتا ہے۔ اور آفتاب کے سارے عالم کے لوگون سے اُس کی ہیبت کی نظر سلاطین پر بڑھکر ہے۔ صاحب طالع واقع ہوا ہے۔ اور یہ ایک روشن نشان ہے کہ صاحب طالع بڑے مرتبہ رکھنے والے حاکمون اور نامور بادشاہون پر غالب اور غلبہ کرنیوالا ہوگا۔ اور روز بروز اُس کی سرداری اور سلطنت کے ستون مضبوطی اور پائداری قبول کرین گے اور اُس کی شوکت اور بلندی کے پائے ہمیشگی اور پائداری کے ساتھ ملین گے۔ اُس کے قہر کا پنجہ بداندیش گردن کشون کے ہاتھ کو مروڑے گا۔ اور اُس کی لڑائی کے نقارہ کا آوازہ شیر مرد صف کے پھاڑنے والون کا پتا پانی بنائے گا اور پاک زائچہ کی صورت ہندوستان کے نجومیون کے اعتبار کے لائق شخص جوتگراے کے لکھنے کے موافق کہ شاہی آستانے کے حاضر باشون سے تھا بیان کے قلم کی لکھی ہوئی ہوتی ہے۔ میرے حضرت شاہنشاہ کی نہایت درجہ بے تعینی اور بے تکلفی کے باوجود اتنی بزرگی اور بڑائی کی شعاعین جو اُس کی دبدبے کی پیشانی سے چمکتی ہین دلالت کرتی ہین کہ ہندوستان کے نجومیون کا قول کہ بہت بزرگ طالع کو اسد بتاتے ہین حقیقت کے نزدیک ہے یا واقعی بات ہے اس گروہ کے احکام کی کتابون مین مقرر ہے کہ اس طالع کا

صاحب بہت مالدار اور دشمنون پر غالب اور گنہگارون پر بخشائش کرنے والا ہوتا ہے اور عدل والنصاف کے
قاعدے کی طرف میل کرتا ہے - اور کامون کو اپنی قوی عقل اور استوار راے کی مدد سے سرانجام دیتا ہے اور
سفر کی طرف مائل ہوکر سفر سے فائدہ اُٹھانے والا ہوتا ہے - اور رضاجو (خوشنودی تلاش کرنے) اقبالمند بیٹون
کا باپ ہوتا ہے اور مشتری اور زہرہ دوسرے خانے مین جمع ہوئے ہین صاحب طالع کو طرح طرح کی ہنرمندی
اور قسم قسم کی دانشمندی کی طرف رہنمائی کرنیوالے ہوئے ہین - اور چونکہ سعد اکبر عطارد کے خانہ مین ہے ساتھ عطا
کرنے حسن صورت اور مناسبت ترکیب عنصری اور سنجیدگی سخن اور آراستگی مجلس اور بلند عقل اور بلند اندیشہ
ہونے کے خداشناسی اور خداپرستی اور نیکوکاری مین اور شائستگی کے ساتھ ہر کام کے انتظام مین ممتاز و سربلند
کئے ہوئے ہے - اور زہرہ سنبلہ مین آراستہ کرنے مین اقبال کے خیمون کی پردہ نشینون کے اور زیادہ کرنے
مین زیور حُسن و جمال کے اہتمام کئے ہے - اور بڑا نورانی ستارہ (آفتاب) تیسرے مین ہے جو کچھ بڑے کامون
سے چاہے گا بغیر کسی کے ملاحظہ کے پورا کرے گا اور قادر (قدرت رکھنے والا) ہووے گا - اور بھائی اُس کے
درجے تک نہ پہنچین گے بلکہ بھائیون کے طالع کا ستارہ جلا ہوا ہووے گا - اور جہان کے لوگ اُس کی خیرخواہی
پر ایکا کرنے والے اور اتفاق کرنے والے ہووین گے - اور چونکہ عطارد تیسرے مین ہے ہنرمند اور کاردان
ہوکر بیکاری کو پسند نہ کرے گا مشقت کرنے والا اور دشمن کا ہلاک کرنے والا ہوگا اور الہیات اور دوسرے
حکمت کے فنون مین اُس کی باریک مین فکرین ذوق و وجدان کے مرتبہ مین ہووین گی اور چونکہ میزان مین
ہے وہ جہان مین مشہور ہوگا اور پسندیدہ کام بہت سے جانتا ہوگا - اور مدت دراز تک بادشاہی اور جہان
کی نگہبانی کرے گا اور راست و درست تدبیرین اور باریکی کو پہنچنے والی فکرین کرے گا - اور زحل چونکہ تیسرے
مین ہے آرام اور چین بہت دیکھے گا اور مرضی کے ڈھونڈھنے والے خدمتگار بے حساب رکھتا ہوگا - اور ذاتی شجاعت
کے ساتھ اپنی کامل عقل کے وسیلے سے کام کرے گا اور چونکہ میزان مین شرف ہے جہان کے خزانون کا مالک
ہوگا اور چونکہ آفتاب جہانتاب کے بزرگ سایہ مین ہے اُس کے بے انتہا خزانے مدتون دراز اور زمانون دراز
تک برقرار رہین گے - اور دل کی خواہش کے موافق بہت سے سفر مقصدوری اور کامیابی کے ساتھ کرے گا
اور اُس سے زیادہ بزرگ روے زمین پر نہ ہووے گا - اور بڑے قد والے سیاہ رنگ کے جانور (ہاتھی)
اُس کی درگاہ پر رہین گے جس قدر عمر اور سال مین بڑھے گا اُس کی قدر زیادہ بزرگ ہووے گی اور بغیر اُس کی
مشقت اور کوشش کے اس کے مرتبہ اور دولت کا کمال اور سپاہ کی کثرت حاصل ہوگی اور دولت و اقبال
کے ساتھ مدت دراز تک رہے گا اسلیئے کہ اُن سے زیادہ آہستہ چلنے والا کوئی سیارہ نہین ہے نیکبختی کا پھیلاؤ
اور سلطنت کی ہمیشگی اور زمانے کی درازی اُس کی عطاؤن سے ہین اور بڑا نورانی ستارہ اور زحل اور عطارد

یک بُرج مین ہین دوست کا پرورش کرنے والا اور دشمن کا گھٹانے والا ہووے گا اور دوستی اور دشمنی کے قوانین
بست اچھی طرح جانے گا اور مریخ قوس مین ہے جہان والے اُس کی تعریف کرین گے۔ اسلیئے کہ مثلثہ مین طالع اپنے
وست کے خانے مین ہے دوستی قوی حال کر، وہ سعد اکبر ہے وہ جہان کے گروہون کے غمون اور اندیشون کو
ور کرے گا اور خوش دل اور مقصد کا روا کرنے والا ہوگا اور ظاہری اور باطنی اور ذاتی اور عرضی قوت سے بزرگون کا
رگ اور بادشاہون کا بادشاہ ہوگا اور اُس کی شہرت کی روشنی جہان کی گھیرنے والی ہوگی اور اُس کی عظمت کی
شہرت ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک پہنچے گی بہت سے سلطان اور حاکم اُس کے حکم کے تحت مین ہونگے
ر اُس سے ڈر کر مطیع اور فرمانبردار ہون گے اور اُس کی آستانے کی خاک کو اپنی اطاعت کی سجدہ گاہ بنا دین گے
ور چاند چھٹے مین ہے اُس کے دشمن بزرگ لوگ ہووین گے لیکن اُس تک پہنچ نہ سکین گے اور اُس کے قہر اور
ظمت کی بجلی کی برداشت نہ لاسکین گے اور ہمیشہ اُس کی دوستی کو ترتیب دین گے تا کہ اُس کی موافقت کی وسیلے
لے حاصل کرنے سے آفتون سے سلامت رہین اور چونکہ جدی مین ہے اور وبال دشمنون کے حال کی کمزوری پر
لالت کرتا ہے اور صاحب طالع کے لیئے مزاج کے موافق ہوگا۔ کہ جھگڑون کا فیصلہ عدل کے موافق اور واقعی
مر کے مطابق کرے گا اور مختلف دینون اور متفرق مذہبون کی تحقیق کر کے ہر ایک گروہ کو نکوکاری کی طرف رہنمائی
رے گا اور اُس کی خواہش یہ ہوگی کہ تقلید (پیروی) کے پست مقام سے نکل کر تحقیق (حقیقت جاننے) کے سیدھے
ستے کی طرف مائل ہون اور چونکہ مشتری اُس پر نظر کرتا ہے اُس کی بادشاہی کی قدرت اور قوت قیاس کے اندازے
سے زیادہ ہوگی اور لائق اولاد والا ہوگا اور چونکہ زہرہ ناظر ہے مبارک جان بزرگ طبیعت پرہیزگار عورتین اُس کی خدمت
ین دراز عمرون کے ساتھ رہین گی اور نیک ذات مرضی ڈھونڈھنے والے بیٹون سے مقصد ور ہووے گا اور چند
عدے ہندوستان کے حکیمون کی کتابون سے کہ اس پاک زائچے کے مرتبے کی بزرگی پر دلالت کرتے ہین۔ وہ بھی
کر کئے جاتے ہین جبکہ چاند کا بارھوان ایک چلنے والے ستارون سے واقع ہوتا ہے مولود دراز زندگانی کے ساتھ
قصود و عیش کا ہوتا ہے اور عارضہ کا غبار اس کی سلامت کے دامن تک بہت کم پہنچتا ہے اور جبکہ وہ عین توسط
ن ہوکر آرام اور چین نیکبختی کی ترازو مین شرف رکھتا ہوگا بزرگ بادشاہی پاوے گا اور زندگی کی درازی
در برکتون کی زیادتی کے ساتھ عالیشان عمارتون اور بلند بنیاد مکانون کے اندر خوشی کو آراستہ کرنے والا ہووے گا
ور چونکہ فیض زائچہ مین چاند کا بارھوان مریخ ہے ان باتون کا حاصل ہونا کامل طور پر صورت پذیر ہوگا اور فتحمند
شکرون کا صاحب ہوکر لڑائی کے میدانون مین صف کا شکست دینے والا اور دشمن کا پچھاڑنے والا ہووے گا
ور جس شخص پر غصہ کی نظر ڈالے گا وہ اُس کی بزرگی کے حملے یا دبدبے سے پگھل جائے گا اور جبکہ آفتاب کا
ھوان کوئی مبارک ستارہ واقع ہووے گا مولود (بچہ) بزرگ بادشاہ سلیم طبع سخن گزار۔ دانش پذیر قوی حال

اور صاحب اقبال ہووے گا اور ایسی جگہ مین کہ بڑے بڑے لڑنے والے اور بہادر لوگ خوف زدہ ہووین گے
اس سعادت کا صاحب ہرگز ڈگمگانے والا نہ ہووے گا۔ اور وقار کا پاؤن ثابت قدمی اور دلیری کے دامن مین
کھنچا ہوا رکھے گا اور خوف و ڈر کی خوشبو اور تغیر کی آمیزش اُس کی احتیاط کے میدان مین راہ نہ پاوے گی اور اس
مبارک زائچہ مین دو مبارک ستارون کا اُترنا بارھوین مین آپڑا ہے سعادت کی فیض رسانی کر رہا ہے جب صاحب طالع
نیّر اعظم (بڑا نورانی ستارہ۔ آفتاب) تیسرے مین واقع ہوگا بہت بزرگ مولود (بچّہ) کو بہت بڑی سلطنت کے رتبہ
مین پہنچاوے گا۔ جیسا کہ اس دیباچہ مین سعادت کی شعاع چمک رہی ہے اور جب مشتری اور زہرہ اور عطارد تینون کے تیز دن
ناظر ہون گے مولود کے کشور کشا ہونے اور فرمانروا ہونے پر آگاہی بخشین گے۔ جیسا کہ اس آراستہ سرنامہ مین دولت
کا چراغ روشن کرتے ہین۔ اور اگر طالع یا قمر کے سوا برج کے نوین حصّہ مین ہوگا اور چار سیّارے یا زیادہ قمر کی طرف
ناظر ہووین گے بائیس سلطنتین صاحب طالع کے ساتھ تعلّق رکھنے والی ہون گی اور بہت سے ملک اُس کے اقتدار
کے قبضے اور تصرّف کے دائرے مین ہمیشگی قبول کرین گے اور اس طالع مین طالع کے سوا ہونے کے ساتھ اور
قمر کے اپنے نُو حصّہ مین ہونے کے قمر کو پانچ سیّارے نظر کرنے والے ہین نیّر اعظم (بڑا نورانی ستارہ۔ آفتاب)
سعد اکبر (مشتری) سعد اصغر (زہرہ) زحل، عطارد اس پاک زائچہ مین صاحب طالع خانۂ سوم مین ہے پاک مولود
(بچّہ) کا اگر کوئی بھائی ہوگا دیر تک نہ رہے گا اور جان صدقے کرنے والے دوست حاصل ہون گے اور وہ نیکوکار
اور بخشش کرنے والا اور قوی حال ہوگا اور بے گزند سلطنت اور بے انتہا سعادت سے حصّہ پانے والا ہووے گا
اور صاحب دوم سوم مین واقع ہے بڑے بڑے کام کرے گا۔ اور بڑے بڑے کام ظہور مین لاوے گا اور قوانین
اور حکمت کی ایجاد کرے گا اور بد اندیشون کو تنبیہ فرمائے گا اور اس سے کسی طرح کا اندیشہ اُس کے بلند دل کے
گرد نہ پھٹکے گا اور صاحب سوم دوم مین ہے۔ عاجز بیکسون کی مدد کرے گا اور نیکبختی کے بڑے عزیزون کے ساتھ
مہربانی سے پیش آئے گا اور سارے نیک اندیشون کو فیض و احسان سے حصّہ پانے والا کرے گا اور وہ اُس کے
افضال و اکرام کے باغون سے میوے توڑین گے اور مقرر ہے کہ اگر صاحب سوم سعد ہوتا ہے بزرگ مولود بلند
سلطنت کو پہنچاتا ہے چنانچہ پاک زائچہ مین صاحب سوم سعد اکبر (مشتری) ہے بیشک دلالت رکھتا ہے بزرگ
خلافت اور بڑی سرداری پر۔ اور صاحب چہارم کہ مریخ ہے پانچوین مین جگہ پکڑے ہے بلند مرتبہ باپ اُس کے
بزرگ وجود (ذات) سے غیبی مددون سے مدد دیا گیا ہوگا اور اُس کے بلند نسل رکھنے والے بیٹے بڑی بڑی عمر
کے ہون گے اور دولت والے اور بڑے اقبال والے ہووین گے اور صاحب پنجم کہ مشتری ہے دوم مین ہے
اُس کے خزانے بہت ہووین گے اور بڑے بڑے ملک تحت تصرّف مین لاوے گا اور چونکہ زہرہ بھی دوم
مین ہے موسیقی کی باریکیون اور دورون کے دقیقون اور نغمون کی پوشیدہ باتون مین باریک بین اور

موشگاف ہووے گا۔ اور صاحب ششم زحل سوم مین ہے اُس کی درگاہ کے بعضے ملازم نالائق اندیشے سوچنے گے
اور اقبال کے زبردست حاکم کے پاؤن مین روندسے جاوین گے اور صاحب ہفتم زحل سوم مین ہے شوکت
اور سرداری کے کام اپنی درست وراست تدبیر سے انتظام دیوے گا اور اس کے دل مین یہ آرزو جگہ کریگی
کہ میرے ایک بھائی نہ ہوا کہ میری خدمت مین سربلند ہوتا اور صاحب ہشتم مشتری دوم مین ہے اپنی بلند تدبیر سے
بہت سے مال اور بے اندازہ خزانون کو تصرف میں لانے والا ہوگا اور ہوسکتا ہے کہ میراث بھی اُس کے
ہاتھ لگے اور صاحب نہم مریخ پنجم میں مشتری کے خانے مین ہے دلالت قوّتِ حافظہ پر کرتا ہے اور یادداشت
قوی رکھتا ہوگا۔ اور جو کچھ مخلوق کے ساتھ کرے گا معقول کرے گا اور خالق کی پرستش پسندیدہ کرے گا اور
نیک قاعدہ کے ساتھ رعیت پروری اور معدلت گستری مین گزارے گا اور اُس کے بیٹے دولتمند حق پرست
ہووین گے اور آداب اطاعت اور رضاجوئی کے ساتھ ادب سیکھے ہووے ہونگے۔ صاحب دہم زہرہ دوم
مین ہے اپنے والدین اور اپنے بزرگ سالون (وہ لوگ جو عمر مین بڑے ہون) کے ساتھ ادب اور رضاطلبی
کے ساتھ ہوگا۔ اور صاحب یازدہم عطارد سوم مین ہے خدمتگارون اور درگاہ کے ملازمون کو دوست
رکھے گا اور جہان والون کے لئے پناہ ہووے گا اور اُس کے دشمن بغیر اُس کی محنت اور مشقّت کے نیست نابود
ہوجاوین گے اور صاحب دوازدہم قمر ششم مین اُس کے مخالف اور منافق بہت ہون گے اور دولت و اقبال
کے نقّارے کی آواز کے دھمکے اور اُس کی بزرگی کی لڑائی کے شور و غوغا سے پریشان اور پراگندہ ہوجاوینگے
اور ناامید اور نقصان پانے والے ہوکر نیستی کے فراموش خانے کی طرف متوجہ ہووین گے اور اگر مشتری زحل
کے ساتھ دوم مین واقع ہوتا ہے مبارک بچّہ بڑا بادشاہ ہوتا ہے اور دشمنون پر غالب ہوتا ہے اور بھی جبکہ قمر
جدی مین کہ خانہ زحل کا ہے واقع ہونا پاتا ہے اور زحل کے لزین حصّہ مین جگہ پکڑتا ہے دلالت کرتا ہے کہ
اکثر عالم تعریف کئے گئے بچّہ کا فرمانبردار ہووے گا اور اُس کے ملکون کے اطراف دریا سے شور تک پہنچنے والے
ہووین گے اور اُس کی مبارک سلطنت کا زمانہ درازی پاوے گا اور یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ جب پیدائش کے زائچہ
مین زحل درجۂ شرف مین ہوتا ہے بہت بزرگ بچّہ بڑی بادشاہی اور دراز عمر کے ساتھ مقصدور ہوتا ہے اور یہ سب ضابطے
اور دلیلین اس مبارک زائچے مین ظاہر ہونے کا نشان رکھتے ہین۔

اُس نیکبختی کے نشان رکھنے والے زائچہ کا بیان کہ زمانے کے زبردست عالم امیر فتح اللہ شیرازی نے استخراج (نکالنا) کیا

اس سال مین کہ زمانے کے عالمون کا پیشوا اور تعلیم دینے والے فلسفیون کا برگزیدہ علمون کی باریکیون کا

درست ترازو۔سمجھون کی مشکلات کی کنجی۔بلند درجون پر چڑھنے والا۔چیزون کی حقیقتون کا ظاہر کرنے والا۔معانی کے جواہر کا پرکھنے والا۔یونانی پوشیدہ باتون کا حل کرنے والا۔روشنی اور تاریکی کے رابطون کا پردہ پھاڑنے والا۔اجرام اور اجسام کی حرکت اور سکون کی باریکی بتانے والا۔بلند پروازی کی بلندی کا عنقا۔زمانہ کا بڑا عالم۔سلطنت کا قوتِ بازو۔امیر فتح اللہ شیرازی جاگتے نصیب کی رہنمائی سے بہت بلند اور بہت اونچے تخت کے پایہ کے نزدیک استادہ ہونے سے مُشَرَّف (شرف و بزرگی دیا گیا) ہوا اور اُس نے بلند مرتبون اور بلند درجون سے سربلندی کا خلعت پایا ایک روز اس نادر کتاب (اکبرنامے) کے لکھنے والے نے ذکر کیا کہ مبارک طالع کا زائچہ مختلف طور پر نظر آتا ہے آرزو یہ ہے کہ آپ بھی بہت درست غور و فکر کے ساتھ ملاحظہ فرما کر حقیقت کو جانچین۔حسب منشا (میر فتح اللہ شیرازی) نے بڑی باریک بینی کے ساتھ فارسی قاعدون اور یونانی قانونون کے موافق بہت بزرگ طالع کا استنباط (نکالنا) کرکے۔اسد (شیر۔ایک برج کا نام) قرار دیا۔چونکہ لکھنے والے کے اعتماد کے موافق یہ سارے زائچون سے زیادہ اعتبار کے لائق ہے اُس کی صورت کو ایک نمونے کے ساتھ مع احکام کے لکھتا ہے۔

مرکز طالع اشرف۔اس پاک زائچہ مین کہ ثوابت اور سیّارہ کے دورون کا روزنامچہ ہے۔اٹھائیس[۲۸] درجہ چھتیس[۳۶] دقیقہ اسد ہے اور قائم الاوتاد واقع ہوا ہے۔اور چونکہ مبارک طالع کا مرکز نیّرِ اعظم (آفتاب) کے خانہ سے ہے۔کوئی صاحب شرف سیّارہ اُس کا خانہ نہیں ہے اور حد مرّیخ ہے اور اُس کے مثلثّہ کا رب (خداوند صاحب) سعد اکبر (مشتری) ہے۔نیّرِ اعظم (آفتاب) کی شرکت مین۔اور خدمت زحل ودجہ و دریجان مریخ ودہر مشتری وآدرجان وہفت بہر مریخ واثنا عشریہ قمر ووبال زحل ہے اور یہ درجہ مذکر ہے اور بہت نورانی۔اور نحوست سے خالی۔اور غالب اس طالع پر نیّرِ اعظم (آفتاب) ہے ایک طور پر شرکت زحل اور زہرہ سے۔برج سنبلہ کے اندر چھبیس[۲۶] درجے تیئیس[۲۳] دقیقے سینتیس[۳۷] ثانیہ ہین۔اور سہم الولد (اولاد کا حصّہ) ایک قول کے موافق چوبیس[۲۴] درجے تیئیس[۲۳] دقیقے ہین۔اور سہم المال (سہم = حصّہ۔سہم المال۔مال کا حصّہ) پچیس[۲۵] درجے سترہ دقیقے ہین اور سہم الموت آٹھ[۱] چوبیس[۲۴] درجے تیئیس[۲۳] دقیقہ ہین اور سہم الاخوۃ (اخوۃ جمع اَخ۔بھائی) آٹھ درجے اور سینتالیس[۴۷] دقیقہ ہین اور سہم عدو الاخوۃ چودہ[۱۴] درجہ اور بارہ[۱۲] سنبلہ ہے۔**مرکز خانہ دوم** اٹھائیس[۲۸] درجہ تینتالیس دقیقہ سنبلہ ہے خانہ اور اشرف عطارد ہے۔اور حد زحل۔اور خداوند اُس کے مثلّثہ کا قمر ہے زہرہ کی شرکت مین۔اور خدمت مریخ ودجہ عطارد و دریجان زہرہ نہ بہر عطارد وادرجان قمر و اثنا عشریہ نیّرِ اعظم ہے ہبوط زہرہ و وبال مشتری ہے اور غالب اس خانہ پر قمر ہے اور یہ درجہ مذکر ہے خالی تاریکی اور نور اور نحوست اور سعادت سے۔اور مشتری پندرہ[۱۵] درجہ اور تیرہ[۱۳] دقیقے اور ساٹھ ثانیہ ہین۔اور عطارد پچیس درجہ چوبیس[۲۴] دقیقے ہین میزان کے

ہے اور سہم الرجا (امید کا حصہ) بارہ١٢ درجے اور ترپن٥٣ دقیقے مین اور سہم النصرہ والظفر (فتحمندی کا حصہ) ایک درجے سترہ١٧ دقیقے مین میزان کے ہے۔ اور جزو اجتماع بیس٢٠ درجے اور چار دقیقے مین میزان کے ہے۔ مرکز خانۂ سوم اٹھائیس٢٨ درجہ اور ایک دقیقہ میزان کا ہے اور زہرہ کا خانہ ہے اور شرف زحل۔ اور حدّ مریخ اور اُس کے مثلثہ کا رب (خداوند) عطارد ہے زحل کی شرکت مین۔ اور خدمت مشتری و وجہ مشتری و دریجان و نہبر و اثناعشریہ و ہفت بہر عطارد و ادریجان و ہبوط نیّر اعظم و وبال مریخ ہے اور غالب اس خانے پر زحل ہے اور یہ درجہ مونث ہے اور خالی نحوست اور سعادت سے۔ اور زحل دس درجے اور چالیس٤٠ دقیقے اور تینتیس٣٣ ثانیہ مین عقرب کے ہے اور سہم الغیب سترہ١٧ درجے پندرہ١٥ دقیقے مین اور سہم السعادة بطلیموس اور محی الدین مغربی کے قول کے موافق اٹھارہ١٨ درجے نہ دقیقے مین۔ اور سہم الاصدقا والنجر و سہم العبید ایک قول کے موافق تئیس٢٣ درجے بارہ١٢ دقیقے مین اور سہم الامراض ایک قول کے موافق ستر٧٠ درجے اور اکیس٢١ دقیقے مین۔ اور نیّر اعظم صفر درجہ اور پینتالیس٤٥ دقیقے اور ستاون٥٧ ثانیہ مین عقرب کے ہے۔ ذکر خانۂ چہارم۔ ستائیس٢٧ درجہ اکیس دقیقہ عقرب ہے اور یہ وتد قائم ہے اور خانۂ مریخ اور حد زحل و وجہ و اثناعشریہ و وبال زہرہ و رب مثلثہ مریخ ہے شرکت مین زہرہ کے و خدمت قمر و دریجان عطارد و نہبر و ہفت بہر مشتری اور غالب اس خانہ پر مریخ ہے اور یہ درجہ مذکر و قیمہ و خالی نحوست و سعادت سے ہے اور سہم سفر البر بارہ١٢ درجے اٹھائیس٢٨ دقیقہ مین قوس کے ہے اور سہم الخصومات ستائیس٢٧ درجہ اور تیئیس٢٣ دقیقہ مین عقرب کے ہے۔ مرکز خانۂ پنجم۔ ستائیس٢٧ درجہ اور گیارہ١١ دقیقہ قوس ہے۔ خانہ اور نہبر مشتری و شرف ذنب و حد مریخ و وجہ زحل و رب مثلثہ اس کے کا مشتری شرکت مین شمس کے۔ اور خدمت زحل ہے اور دریجان شمس اور ادرجان زہرہ۔ اور اثناعشریہ مریخ اور نہبر مشتری اور ہفت بہر زحل اور ہبوط راس اور وبال عطارد ہے غالب اس خانہ پر مشتری ہے بطور ایک شرکت کے زحل سے اور یہ درجہ مذکر ہے اور قیمہ اور نحوست اور سعادت سے خالی۔ سہم السلطنة والملک اٹھائیس٢٨ درجے اور اُنتالیس٣٩ دقیقے مین قوس کے ہے منقار الدجاجہ اور نسر طائر پچیس٢٥ درجے مین اور مریخ دس١٠ درجے اور اڑتالیس٤٨ دقیقے اور تیئیس٢٣ ثانیہ مین اور قمر اُنیسوین١٩ درجے اور اڑتالیس٤٨ دقیقے اور چودہ١٤ ثانیہ مین جدی کے ہے۔ مرکز خانۂ ششم۔ چھبیس٢٦ درجہ اور اڑتالیس٤٨ دقیقہ جدی کا ہے خانہ زحل کا ہے اور شرف اور حد مریخ اور وجہ شمس اور رب مثلثہ اس کے کا قمر ہے شرکت مین زہرہ کے اور خدمت مریخ اور دریجان اور نہبر عطارد اور ادرجان اور اثناعشریہ اور ہبوط مشتری اور ہفت بہر اور وبال قمر کا ہے غالب اس خانہ پر مریخ ہے شرکت مین زحل اور قمر کی اور یہ درجہ مذکر ہے اور تیرہ اور نحس ہے اور راس ستائیس٢٧ درجے اُنتیس٢٩ دقیقے اور تیرہ١٣ ثانیہ مین دلو کے ہے اور سہم المجلس والاساری چوبیس٢٤ درجے چوالیس٤٤ دقیقے

مین جدے ہے اور سہم موت الاخوۃ دُو درجے ایک دقیقے مین دلو کے ہے۔ **مرکز خانۂ ہفتم** اٹھائیس[28] درجہ
چھتیس[36] ہزار دقیقہ ولو ہے خانۂ احد واثنا عشریہ[12] زحل اور رب مثلثہ اسکے کا عطارد ہے اور خدمت مشتری اور درجہ قمر اور دریجان زہرہ
امداد جان وبہ بہر عطارد اور ہفت بہر مشتری اور وبال شمس ہے غالب اس خانہ پر زحل ہے عطارد کی شرکت مین اور ایک طور کی شرکت مشتری
سے اور یہ درجہ مذکر اور تاریک اور خالی نحوست سے ہے الفت اور لقا اور ثبات اور محبت کا حصہ بیس[20] درجے آٹھ دقیقے مین حوت
ہے۔ **مرکز خانۂ ہشتم** اٹھائیس[28] درجہ تینتالیس[43] دقیقہ حوت ہے خانہ وتہ بہر مشتری وشرف زہرہ وحد ودرجہ دریجان
وادرجان ورب اس کے مثلثہ کا مریخ ہے شرکت مین زہرہ کے۔ وخدمت قمر وحد وہفت بہر اثنا عشریہ زحل
وہبوط عطارد ہے غالب اس خانہ پر زہرہ ہے شرکت مین مریخ کے اور ایک طرح کی شرکت قمر سے اور یہ
درجہ مذکر اور قمیہ خالی نحوست اور سعادت سے ہے اور سہم الشرف بیس[20] درجے اور آٹھ دقیقے مین حمل ہے
اور سہم الشجاعۃ دُو[2] درجہ ترپن[53] دقیقہ حمل کا ہے۔ **مرکز خانۂ نہم** اٹھائیس[28] درجہ اور ایک دقیقہ حمل ہے خانۂ مریخ
اور شرف نیر اعظم (آفتاب) وحد زحل وہبوط وادرجان ودرجہ وبال زہرہ کا ہے اور اُس کے مثلثہ کا صاحب
مشتری ہے شرکت مین نیر اعظم کے اور خدمت زحل اور دریجان اور نہ بہر اور اثنا عشریہ اور ہفت بہر مشتری ہے
غالب اس خانہ پر مریخ ہے شرکت مین مشتری کے۔ اور ایک طرح کی شرکت زحل سے۔ اور یہ درجۂ مذکر ہے اور
تاریک اور درجات آبار سے ہے سہم الولد المذکر ایک قول کے موافق تئیس[23] درجہ اور اُنچاس[49] دقیقہ ثور ہے اور
سہم سفر البحر دُو درجے چھتیس[36] دقیقہ مین اور سہم الاّم پانچ درجے ثور ہے۔ **مرکز خانۂ دہم** ستائیس[27] درجہ
اکیس[21] دقیقہ ثور ہے خانہ وادرجان زہرہ وشرف ورب اس کے مثلثہ کا قمر شرکت مین زہرہ کے۔ اور خدمت
مریخ ودریجان زحل ونہ بہر وہفت بہر عطارد واثنا عشریہ وحد ووبال مریخ کا۔ غالب اس خانہ
پر زہرہ۔ شرکت کاملہ قمر اور ایک شرکت مریخ سے۔ اور یہ درجہ مذکر اور تاریک
اور خالی نحوست اور سعادت سے ہے سہم السعادۃ (نیکبختی کا حصہ) بطلیموس اور محی الدین مغربی کے غیر کے
قول پر جوزا کے نو درجے بائیس[22] دقیقے مین ہے۔ اور سہم العقل والنطق (عقل اور گویائی کا حصہ) جوزا کے
نُو[9] درجے اکاون[51] دقیقے مین ہے اور سہم المرض (بیماری کا حصہ) جوزا کے پچیس[25] درجے ستائیس دقیقے مین
ہے اور سہم الولد المذکر (بیٹے کا حصہ) ایک قول کے موافق ثور کے اُنتیس[29] درجے چالیس[40] دقیقے مین ہے
اور سہم الورع (پرہیزگاری کا حصہ) چار درجہ اور صفر دقیقہ۔ اور سہم الاملاک اُنیس[19] درجہ چھتیس[36] دقیقہ اور
سہم الاعدا ایک قول کے موافق پچیس[25] درجہ اور ساٹھ دقیقہ جوزا کا ہے۔ **مرکز خانۂ یازدہم** جوزا کا
چھبیس[26] درجہ اور گیارہ[11] دقیقہ ہے خانہ ونہ بہر عطارد ورب اُس کے مثلثہ کا وہی (عطارد) ہے شرکت
مین زحل اور خدمت مشتری۔ اور شرف راس اور حد اور دریجان زحل اور وجہ شمس اور ادرجان مشتری و

اثنا عشریہ و ہفت بہر زہرہ کا ہے اور یہ درجہ مونث اور قیمہ اور خالی سعادت اور نحوست سے ہے اور سہم
عواقب الامور وسہم التز ویج سرطان کے چودہ درجے مین ہے غالب اس خانہ پر عطارد ہے شرکت مین
زحل کی۔ مرکز خانہ دوازدہم۔ سرطان کا چھبیس درجہ اور چھیالیس دقیقہ ہے۔ خانہ و وجہ قمر و شرف
و نہ بہر و دریجان مشتری وحد و وبال زحل کا ہے اور اُس کے مثلثہ کا رب (صاحب) مریخ ہے شرکت
مین زہرہ کے اور خدمت قمر اور ادرجان اور اثنا عشریہ و ہفت بہر و ہبوط مریخ ہے غالب اس خانہ پر
قمر ہے شرکت مین مشتری و مریخ و زہرہ و زحل کی۔ اور یہ درجہ مونث اور تیرہ اور خالی سعادت اور نحوست
سے ہے اور ذنب ستائیس درجہ اُنتیس دقیقہ اور تیرہ ثمانیہ مین اسد کے ہے۔ اور سہم العلم (دانش کا حصہ)
والحلم (بردباری کا حصہ) والغلبۃ (غلبہ کا حصہ) والنصرۃ (فتحمندی کا حصہ) اٹھارہ درجہ اور بائیس دقیقہ
اور سہم الولد (اولاد کا حصہ) ایک قول کے موافق دو درجہ اور اُنچاس دقیقہ اور سہم الخوف (ڈر کا حصہ) والشدۃ
(اور سختی کا حصہ) بائیس درجہ اور پندرہ دقیقہ۔ وسہم الحیاۃ (اور زندگی کا حصہ) دو درجہ اور اُنچاس دقیقہ
اور سہم الاب (باپ کا حصہ) اٹھارہ درجہ اور بائیس دقیقہ مین اسد کے ہے اور اس زائچہ مین ہیلاج اول جزو
اجتماع مقدم ہے پس سہم السعادۃ پس درجۂ طالع و کدخدا زحل ہے پس مشتری اور سہم السعادہ کے اعتبار سے اول
مشتری ہے پھر زحل اور درجۂ طالع کے لحاظ سے پہلے سورج ہے پھر مریخ۔

اس نادر زائچہ کے احکام کا مفصل بیان کہ ستارون اور آسمانون کے بازو کا تعویذ اور قرنون اور دورون کے سر کا تاج ہے

چونکہ پاک زائچہ کی بنیاد استواری کے ساتھ رکھی گئی ہے۔ ضرور ہے کہ اس پاک زائچہ کے بہت سے عجیب
احکام سے کچھ کی شرح کی جاے۔ احکام خانۂ اول۔ چونکہ مرکز طالع اسد ہے کہ آفتاب کا خانہ ہے دلالت
کرتا ہے فطرت (پیدایش) اور زیبائش کی بلندی پر اور پاک جسم کے قوی اور توانا ہونے پر اور سر کے بڑے
ہونے اور پیشانی کے فراخ ہونے اور سینے اور قدرت کے کشادہ ہونے اور کشادگی اور دلیری اور بزرگی
اور ہیبت ناکی اور خوبروئی اور دماغی قوت کے ہونے پر۔ اور چونکہ اکثر درجے طالع کے برج سنبلہ سے
ہین کہ خانہ و شرف عطارد ہے کہ خانہ مین زہرہ کے دوم طالع مین ہے اور متصل مشتری کے۔ اور حداور
اپنے مثلثہ مین ہے۔ چاہیے کہ سارے کامون مالی اور ملکی مین اپنی پاک ذات سے متوجہ ہووے
اور درست تدبیرون سے اپنے بڑے بڑے کامون کا سرانجام کرے اور چونکہ غالب اس بزرگ طالع پر

آفتاب ہے شرکت مین زحل کی۔ سارا ملک ہندوستان اور بعض حصّے چوتھی اقلیم کے صاحب طالع کے ساتھ
تعلّق رکھنے والے ہون۔ اور چونکہ باعتبار مقام کے آفتاب بعد زحل کے ہے ہندوستان کی بادشاہی
مقدّم ہووے گی چوتھی اقلیم پر۔ اور چونکہ صاحب مرکز دوم کہ عطارد ہے متصل صاحب طالع کے ہو کر دلالت
کرتا ہے اس پر کہ مال اور ملک آسانی کے ساتھ حاصل ہووے گا اور ہونا طالع کا اور سہم السعادۃ اور جزو اجتماع
مقدم از بروج کثیرۃ المطالع دلیل قوی۔ عمر کی درازی اور سلطنت کی درازی پر ہے۔ احکام خانۂ دوم۔ چونکہ
مرکز خانہ دوم کا سنبلہ سے ہے کہ خانہ عطارد ہے متصل شمس کے۔ اور اکثر اس کا میزان سے کہ خانہ زہرہ
کا ہے اور وہ طالع مین ہے کہ خانہ اور شرف عطارد ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ مال اور ملک اچھی تدبیر
اور کامل عقل کے ذریعہ سے حاصل ہووے گا۔ اور پانے والا بادشاہی کے بڑے منصب کا ہووے گا
اور ہونا مشتری کا اس خانہ مین اپنی حد مین اور ملنا عطارد کا اُس کے ساتھ اس بات کو قوت دینے والا
ہے کہ وزیر اس صاحب طالع کی بزرگ عقل کی قوت سے ملک و مال کے کامون کے انتظام مین کوشش
کرین گے نہ اپنی تدبیر سے۔ بلکہ اُن کے خیالات زمانے بھی بادشاہ کی تدبیر کے آگے ظاہر نہ ہونے
پاوین گے اور چونکہ صاحب دوم طالع مین ہے بے حساب خزانے اُس کے پاس جمع ہووین گے
اور چونکہ مشتری اس خانہ مین ہے مال کو خدا کی مرضی کی راہوں مین خرچ کرے گا۔ اور خدا کی مرضیون
مین نگاہ رکھے گا۔ اور اُس کے احوال کا انتظام روز بروز دولت کا بڑھانے والا زیادہ ہوگا۔ اور ہونا مشتری
کا اپنی حد مین دلیل درازی عمر بزرگ کی ہے۔ چنانچہ عالیقدر پوتون کو حاصل کرے گا اور یہ مبارک طبیعت
رکھنے والے اُس کی تربیت کی نظر مین بزرگ حال ہووین گے اور زحل چونکہ دوم مین ہے اور شرف مین
ہرگز کوئی نقصان اُس کے آباد خزانون کو نہ پہنچے گا اور ہیلاج کہ جزو اجتماع مقدم ہے اس خانہ مین ہے قوت
دینے والا اس بات کا ہے اور صاحب خانہ کہ زحل ہے اپنے شرف مین اُس کا شریک کہ مشتری ہے
یہان آیا ہوا ہے پاک عمر کا عطیہ دیتا ہے بسبب دو کد خدا کے اور سوم کہ مریخ ہے عمر طبعی سے کہ ایک سو برس
ہے تجاوز کرنے والا ہوگا اور ہونا قمر کا اس خانہ مین دوسرا مدد کرنے والا ہے اس نیکبختی کی بنیاد کے لئے
احکام خانۂ سوم۔ چونکہ صاحب طالع سوم مین ہے دلالت کرتا ہے اوپر کمال حلم (بردباری) اور آہستگی اور
وقار اور اعزاز اور مدد دینے رشتہ دارون کے اور یہ گروہ نادانی کی وجہ سے یکتائی کے مقام مین نہ ہوگا
لیکن چونکہ وہ مرکز کہ صاحب اُس مین ہے خانۂ مریخ اور مثلثہ اور حد اور وجہ اور ادرجان اور دریجان اُسکا ہے اور وہ
پانچوین طالع مین ہے کہ خانۂ مبارک اور شرف اُس کے کا ہے۔ اور مثلثہ اور وجہ مشتری اور ادرجان صاحب
طالع ہے۔ اس جماعت کے نادرست اندیشے سبب زیادتی مرتبہ اور سبب زیادتی دولت صاحب طالع

کے ہون گے۔ اور چونکہ اوائل سوم کہ تعلق بھائیون کے ساتھ رکھتا ہے جائے اُترنے دبدبے آفتاب
کا ہے۔ دلیل ہے اس پر کہ بھائی پاک ذات کی شوکت کے مقابلے مین حساب مین نہ ہووین گے۔ اور غصّے
(غم و رنج) کے پیالے سے آخری شربت پیوین گے (مرجاوین گے) اور اواسط و اواخر سوم کہ تعلق
بھائیون اور مددگارون کے ساتھ رکھتا ہے محلّ سہم السعادۃ بطلیموس کے قول کے موافق اور بھی وجہ
آفتاب ہے اور وہ شریک کدخدا ہے دلیل ہے اس پر کہ دوست اور مخلص یکرنگی اور جانسپاری کی بنا
پر ہوکر آداب دولتخواہی مین ثابت قدم ہون گے اور صاحب طالع کی طرف سے سعادت اور دولت کو
پہنچین گے۔ اور چونکہ یہ محل خانۂ سوم سے تعلّق مریخ کے ساتھ رکھتا ہے کہ اپنے شرف مین ہے اور وہ
خانۂ مبارک اور خانۂ زحل کہ اُس کا کدخدا مقدم ہے اور وہ بھی اپنے شرف مین ہے سارے دوست شکوہ
و شوکت کے ساتھ ہون گے اور ہونا زحل کا غالب اس خانے پر کہ کدخدا ہے اور واقع شرف مین۔ پوری
دلالت ان باتون پر رکھتا ہے اور ہونا صاحب سوم کا پانچوین مین دلیل ہے اوپر انتظام احوال بزرگ
فرزندون کے اور اس پر کہ نقل و حرکت نزدیک بہت ظہور مین آئے گی کہ سبب خوشی خاطر کا ہو گی اور عجیب
باتون سے وہ ہے کہ سہم الغیب سب نجومیون کے نزدیک اور سہم السعادۃ بطلیموس اور محی الدین مغربی کے قول کے
موافق ایک جگہ مین جمع ہوئے ہین کہ درجہ اٹھارہوان عقرب کا ہے۔ کہ داخل خانہ سوم ہے۔ اور یہ طالعون
مین بہت کم واقع ہوتا ہے دلالت قوی کرتا ہے اس پر کہ ہمیشہ عالم غیب سے سعادت پر سعادت ظہور مین
آئے گی اور بیشک ایک روشن دلیل ہے اس پر کہ باتون کی پوشیدگیون پر آگاہی پائے گا اور اُس کا روشن
دل پوشیدہ باتون کی اُترنے کی جگہ ہووے گا۔ احکام خانۂ چہارم۔ چونکہ صاحب مرکز اس خانہ کا مریخ ہے
اور شرف اور وجہ اور مثلّثہ اپنے مین اور حد مشتری ہے اور وہ غالب ہے اس خانہ پر دلیل ہے اس پر کہ اول
مرتبہ مین ملک لشکریون کی کوشش سے قبضے مین آئے گا۔ اور چونکہ یہ خانہ برج ثابت ہے اور اس کا صاحب
شرف مین ناظر بنظر مودت (دوستی کی نگاہ سے نظر کرنے والا) ہمیشہ ملک و دولت کے دوستدارون کے قبضے مین
رہے گا اور جو کچھ اس کے قبضہ مین آئیگا۔ پائدار ہوگا۔ اور چونکہ ہشتم چہارم باعتبار ان درجون کے کہ اول عقرب سے
ہے جوزا ہے کہ صاحب اُس کا آفتاب کی شعاع کے نیچے پوشیدہ ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ جب صاحب طالع
سنّ تمیز کو پہنچے گا اس کے عقل کا سلطان ظہور کرے گا اور مبارک بچّہ کا بزرگ باپ اس وقت مین مُنہ
طرف پوشیدگی اور پوشیدہ ہونے کے لاکر ہمیشگی کے بڑے شہر کی طرف قدم بڑھاوے گا (مرجاوے گا) اور چونکہ اکثر
اس خانہ کا برج قوس سے ہے اور صاحب حد دوم طالع مین۔ بچّہ دوستدار اور حق گزار باپ کا ہوگا اور باپ
کے ملک سے صاحب نصیب ہووے گا۔ احکام خانۂ پنجم۔ چونکہ صاحب اکثر خانۂ سوم کا کہ تعلق دوستون

اور مخلصون اور مددگارون کے ساتھ رکھتا ہے یعنی مریخ پانچوین مین اور شرف مین ہے - دلیل ہے مولود کے
کے فرزندون کے احوال کی بزرگیون اور اُن کی دوستی اور اخلاص پر - اور چونکہ غالب اس خانہ پر زحل ہے
کہ شرف اور مثلثہ اپنے مین کد خدا ہے اور مشتری کہ وجہ اور مثلثہ اپنے مین ہے اور شریک ساتھ کد خدا کے
اور صاحب مرکز اس خانہ کا ہے دلالت کرتا ہے اس پر کہ مولود کے فرزند نیکبختی قبول کرنے والے اور مددگار دولت
کے ہووینگے اور ادب کا سر رضامندی کی زمین سے نہ اُٹھاوینگے اور نسر طائر کہ مریخ اور مشتری کے
مزاج اور منقار الدجاجہ پر کہ مشتری اور زہرہ کے مزاج پر ہے اس خانہ مین ہے دلیل قوی سعادت اور
خوشی کے تعلقات کی زیادتی پر ہے احکام خانۂ ششم - چونکہ صاحب اس خانہ کا کہ زحل ہے اپنے شرف مین ہے اور راس (سانپ کا سر)
اس گھر مین ہے دلالت کرتا ہے مولود (بچہ) کی ہمیشہ کی خوشی پر اور بہت سے مال و جائداد کے حاصل ہونے پر اور عنصر کی صحت و تندرستی
کی دوامی پر - اور مزاج کے اعتدال پر - اور اگر اور کبھی کچھ تھوڑی جاری پاک مزاج کے گرد بھٹکے گی تو بہت جلدی سے کامل صحت کے ساتھ
بدل ہوگی - اور چونکہ مریخ اس خانے پر غالب ہے زحل کی شرکت مین اور دونون شرف مین ہین خدمتگار اور ملازم سعادتمند
جمع ہووینگے - احکام خانۂ ہفتم - چونکہ صاحب مرکز خانۂ ہفتم زحل اور شرف مین ہے صاحب طالع آغاز جوانی
مین ہندوستان کے فرمانرواؤن کے خاندان کی پاکدامن عورتون کے ساتھ شادی کرے گا اور چونکہ زحل
دوسرے گھر مین ہے دلیل ہے اس پر کہ وہ پاکدامنی کے پردے کی پاکدامن عورتین اُس کے خزانہ کے
آباد کرنے والے اور مالگذار حاکمون کے علاقہ دارون سے ہونگی - اور چونکہ سہم الالفۃ والمحبۃ اس خانہ
مین ہے دلالت الفت اور دوستی مین لذت کی زیادتی پر کرتا ہے خاص کرکے کہ سہم الالفۃ حوت مین ہے
کہ خانۂ مشتری اور شرف زہرہ ہے - احکام خانۂ ہشتم - چونکہ مرکز اس خانہ کا حوت سے تعلّق رکھتا ہے اور اس کا
صاحب مشتری دوسرے مین ہے اپنی حد اور مثلثہ مین اور سہم الشرف اس خانہ مین ہے اور غالب اس خانہ
پر زہرہ ہے مریخ کی شرکت مین - کہ شرف مین ہے دلیل ہے - خوف اور خطرے کے نہ ہونے پر - اور
خدا کی نگہبانی اور حفاظت مین بے خوف رہنے پر - احکام خانۂ نہم - چونکہ مرکز اس خانہ کا برج حمل مین ہے
اور اس کا صاحب کہ مریخ ہے شرف اور فرح (خوشی) مین ہے اور غالب اس خانے پر - مبارک مولود سفر
سے کامیاب ہووے گا - اور اُس کے دُور کے سفر کسی ولایت کے تابع کرنے کو شامل ہوگا - احکام خانۂ دہم
چونکہ اس خانہ کا مرکز ثور سے تعلّق رکھتا ہے کہ زہرہ کا خانہ ہے اور غالب اس خانہ پر - اور طالع مین ہے
دلالت کرتا ہے کامل سعادت اور عام ریاست پر کہ عبارت بڑی بادشاہی سے ہے اور اس پر کہ بلند
منصب صاحب طالع کی قدرۃ کے قبضہ مین مدامی قبول کرے گا اور خاص کرکے کہ یہ خانہ شرف
قمر ہے اور قمر اُس کی طرف نظر کرنے والا - اور طرف طالع کے کہ بالکل دوستی ہے - اور چونکہ سہم السعادۃ

سبب کے قول کے موافق اس خانہ مین پڑے دلیل ہے اوپر کمال سعادت اور زیادتی دولت کے۔ اور اس پر کہ
اکثر اوقات ملک و مذہب کے کاروبار کے انتظام اور سرانجام مین مشغول رہے گا۔ اور چونکہ سہم العقل والنطق
اس خانہ مین ہے دلیل ہے اس پر کہ اُس کی عقل اور اُس کی بات عقلون کی بادشاہ اور باتون کی سردار
ہوگی اور زہرہ کے ساتھ تعلق رکھنے والون پر کہ صاحبان عیش و خوشی ہین اُس کی مہربانی بہت ہو گی۔
احکام خانہ یازدہم۔ چونکہ برج اس خانے کا جوزا ہے اور اس کا صاحب دوم مین کہ بیت المال ہے دلالت
کرتا ہے اس پر کہ اُس کی امیدین اُن تدبیرون مین کہ اپنے ملک و مال مین کرے گا اُس کی دل کی خواہش
کے موافق ظہور پاوین گی اور اس پر بھی دلیل ہے کہ اُس کو ایکدل دوست حاصل ہون گے اور عالم اور دانشمند
لوگ اُس کی خدمت مین بلند مرتبہ کو پہنچین گے۔ اور چونکہ سہم عواقب امور اس خانہ مین ہے دلیل ہے اس پر کہ
اُس کی آرزوون اور امیدون کا انجام ہمیشہ خیر و سعادت کا نتیجہ دے گا۔ احکام خانہ دوازدہم چونکہ اس خانہ
کا مرکز سرطان سے تعلق رکھتا ہے اور اُس کا صاحب قمر وبال اور فرح مین ہے دلیل ہے اس پر کہ دولت کے
دشمن ہمیشہ عذاب اور وبال مین رہین گے جیسے کہ صاحب طالع کی مرضی ہو گی۔ اور ذنب کا اس خانہ کے
اول درجے مین ہونا اس بات کو قوّت دینے والا ہے۔ اور چونکہ سہم العلم اور حلم اس خانہ مین ہے۔ دلیل ہے
اس پر کہ صاحب طالع علم کے ہونے کے سبب سے تیرہ رائے کوتہ اندیشون کے احوال پر مقام حلم اور عفو
(حلم و بردباری نہ برداشت کرنا عفو خطا معاف کرنا باوجود قدرت کے) مین ہو گا اور بردباری اور فراخ حوصلگی
اور عموم مہربانی اُس کی لازمی صفتون سے ہون گی۔ برتر خدا اُس اقبال کے صاحب کو دراز مدتون اور زمانون
تک رکھے کہ خلق عظیم کی صفتین کہ اصل خلاصہ امور جہانداری اور ملک آرائی ہین اور دوست و دشمن کے دل
کے شکار کرنے کا سبب ہین اور دلون کے کھینچنے کا وسیلہ ہین اور خواص و عوام کے دلون کے انتظام کا ذریعہ ہین خدا
کا شکر اور احسان ہے کہ اس خدا کے بزرگی کے مکتب مین تعلیم یافتہ کے آراستہ اخلاق کے مجموعے کے اندر کامل
طور پر اور بخوبی تمام نظر آتی دکھائی دیتی ہین۔ اور وہ اصل فطرت اور مبدء طینت سے اس بلند عطیہ اور خاص
بخشش سے خصوصیت پائے ہوئے ہے اور تحقیق کی راہ سے وہ تمام پسندیدہ خصلتین اور عادتین بغیر
تکلف اور ڈھنگ کے اُس آسمانی برکتین رکھنے والی کی ذات کا ملکہ ہوئی ہین۔ پس اس انصاف کے سرچشمہ
سے فیض حاصل کرنے والون کی استعدادون کے باغون کی نہرون مین جاری اور گردش کرنے والی ہین۔
ترجمہ شعرون کا۔ ہمیشہ جب تک کہ آسمانون پر ستارے ظاہر ہین۔ ہمیشہ جب تک کہ جسم جانون کی بدولت قائم
ہین۔ آسمان کی گردش تیری خواہش یا مرضی کے بغیر مت ہوجیو۔ آسمانی جسمون (ستارون) کی حرکت بغیر
تیری مرضی کے مت ہوجیو۔ یہ ہے ایک نمونہ اقبالمند طالع کے زائچون کے احکام کا۔ اور اگر کواکب (سیارون)

کے عطیات (عطیے) اور سعادات نظرات اور خواص ثبوت وغیرہ تمام وکمال بیان کیئے جاوین بیشک دفترون کی نوبت آوئے اور بہت کتابین لکھی جاوین۔ ترجمہ شعر کا۔ اُس کی بزرگی کی باریکیون کے شمار تک نہین پہنچتی ہے۔ رصد بند مہندسون کی فکر سواے ایک یون ہی سا اندازہ کرنے کے۔

پاک زائچہ کی صورت کہ مولانا الیاس اردبیلی سے موافق زیچ ایلخانی کے نقل کی گئی

اس بزرگ کتاب کے لکھنے کے وقت مین کیی مبارک احوال کے دریافت کرنے کا موقع تھا کہ ایک زائچہ فائدہ اور فیض کے پناہ دینے والے زبردست زمانے کے عالم مولانا اردبیلی کے ہاتھ لکھا ہوا کہ علوم ریاضی مین بلند درجہ رکھتا تھا اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کی قبول کی بارگاہ کے صدر نشینون (بالانشینون۔ بڑے درجے والے لوگون) سے تھا۔ میری نظر مین آیا وہ زائچہ بھی بجنس (جون کا تون) منقول (نقل کیا گیا) ہوا۔ آثار ثبوت اور احکام کے بیان سے خالی۔ کیا باعتبار مستخرج (نکالا گیا) اور کیا باعتبار آن کہ یہ زائچہ دوسرے زائچون کے برخلاف ایلخانی زیچ پر بنایا گیا ہے۔

میرے حضرت شاہنشاہ کے مبارک طالع مین ہندوستان کے نجومیون اور یونان کے حکیمون کے درمیان اختلاف مین حکمت کا بیان

زمانے کے دانشمندون سے ایک گروہ کا یہ گمان ہوا تھا کہ یہ اختلاف جو ہندوستان کے اخترشناسون اور یونان کے آسمان کے پیمائش کرنے والون (منجمون) کے درمیان واقع ہے کہ ایک آنحضرت کے طالع کو اسد بتاتا ہے اور دوسرا سنبلہ قرار دیتا ہے اس وجہ سے ہے کہ حکما کا فلک البروج کی حرکت مین اختلاف ہے سارے متقدمین (اگلے) حکما اور ارسطو اس پر ہین کہ فلک ہشتم (آٹھوین آسمان) کو حرکت نہین ہے اور ابرخس حکیم حرکت کا قائل (کہنے والا) ہوا ہے لیکن اُس نے مقدار کی تعین نہین کی ہے (یعنی یہ نہین بتایا ہے کہ اُس کی حرکت کتنے سال مین کتنی ہے وغیرہ) اور بطلیموس نے کہا ہے کہ اُس کی حرکت سو برس مین ایک درجہ ہے اور چھتیس ۳۶ ہزار برس مین ایک دورہ تمام کرتا ہے اور اکثر حکما اس پر ہین کہ ستر برس مین ایک درجہ قطع کرتا ہے اور پچیس ہزار دو سو برس ۲۵۲۰۰ مین دور تمام کرتا ہے اور حکما کی ایک جماعت کہتی ہے کہ ترسٹھ ۶۳ برس مین ایک درجہ قطع (طے) کرتا ہے اور سارہ دور بائیس ہزار چھ سو اسّی ۲۲۶۸۰ برس مین ہوتا ہے اور اتنے اختلاف کا سبب رصد کے اسباب اور آلات کا اختلاف اور نظر کرنے کی باریکی اور گہرائی کا فرق ہے اور تحقیق وہ ہے کہ حکماے متقدمین ثوابت (وہ ستارے جو ایک ہی جگہ مین ٹھہرے نظر آتے ہین) کی حرکت کو

اُن کے نہایت سُست رفتار ہونے کی وجہ سے واقف نہین ہوئے ہین - اور اس سبب سے کہ اُن کی عمر کی مدت نے وفا نہین کی اُنھون نے اتنا زمانہ کہ ثوابت کی حرکات کی مقدار کو دریافت کر سکتے نہین پایا ہے پس بُروج کے تعیّن (مقرر کرنے مخصوص کرنے) کے وقت مین صورتِ اَسَد کہ چند ثابت ستارون کے اجتماع سے وہم کی گئی ہوتی ہے - فلک الافلاک کے ایک حصّہ کے مقابل اور محاذی (سامنے) تھی کہ اب فلک البروج کی حرکت کے سبب سے اُس حصہ سے ہٹ کر یا چل کر اُس جگہ مین کہ سنبلہ کی صورت اُس وقت کے اندر جہان تھی قرار پکڑے ہوئے ہے اور اسی طرح سے سنبلہ میزان کی جگہ کی طرف اور میزان عقرب کے مکان کی طرف اور اسی طرح پر آخر برج تک (بدل واقع ہوا ہے) پس ہندوستان کے منجّمون کا حساب متقدمین حکما کی رصد کے موافق ہے کہ بنیاد رکھا گیا ہے ثوابت کے حرکت کے نہ ہونے پر - اور جدید (نئی) رصد کا حساب فلک البروج کی حرکت کے اعتبار پر ہے کہ اسد کی صورت کے انتقال (ایک جگہ سے دوسری جگہ مین جانے) کا موضع سُنبلہ مین لازم کرنے والا ہے - اور ایسی مقدار کہ جس سے باہم فرق معلوم ہون ان دو حساب کے درمیان سترہ درجہ ہے کہ ہر ایک برج سترہ درجے اپنی جگہ سے ہٹا ہوا یا سرکا ہوا ہے اور اُس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اُس رصد سے کہ ہندوستان کے حکیمون نے باندھی ہے نئی رصد تک ایک ہزار ایک سو نوّے برس گزرے ہین - اُس قول کے موافق کہ ستّر برس مین ایک درجہ قطع (طے) کرتا ہے - چنانچہ اکثر حکما اس پر ہین کہ ہم کو سترہ کو ستّر کے ساتھ ضرب دینا چاہئے - اور بطلیموس کے قول کے موافق کہ سو برس مین ایک درجہ قطع ہوتا ہے دونون رصدون کے درمیان فاصلہ ایک ہزار سات سو برس کا ہوتا ہے - اور معانی کی حقیقتون کے باریکیون مین اور آسمانی رمزون کے دقیقہ شناس ان خلاف کی جگہون اور اختلاف کے اُترنے کے مقامون سے حیرت کی وادی مین پڑتے ہین - اور اس وقت کہ زمانے کے حکما کے پیشوا دولت (سلطنت) کے قوّتِ بازو امیر فتح اللہ شیرازی نے یونانی قوانین اور فارسی ضابطون (قاعدون) کے موافق میرے حضرت شہنشاہ کے مبارک طالع کا استنباط (نکالنا) کیا ہے اَسَد قرار دیا ہے - جیساکہ اوپر دکھلایا گیا یا ظاہر کیا گیا - یہ بات صاف ظاہر ہے کہ اختلاف کا منشا (سبب) نہ وہ ہے کہ گمان کیا جاتا تھا کہ ہندوستان کے حکما افلاک کے وجود (ہستی) کا انکار کرتے ہین جیساکہ آخری دفتر مین مشروح (شرح کیا گیا مفصّل بیان کیا گیا) ہے یعنی آئین اکبری مین بیان کیا گیا ہے - بلکہ خدا کی حکمت اور خدائی غیرت نے ایسی خواہش کی کہ اس بزرگی کے میدان کے سوار اور خدا کی خلوت سرا کے راز دار کا احوال باریکی جاننے والے کامل نظرون کے اندیشہ (فکر و خیال) کی نظر سے پوشیدہ رہے - اور کور باطن بد اندیشون کی آنکھ سے بھی پوشیدہ اور چھپا ہوا رہے اور اسی سبب سے ہے کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون شاہ) نے کہ اصطرلاب (یونانی لفظ ہے مرکب از اصطر بمعنی ترازو و لاب بمعنی

آفتابا-آفتاب کی ترازو- ایک آلہ ہے جس سے آفتاب اور گردش کرنے والے ستارون کے حالات
دریافت کئے جاتے) والی باریک بینیون اور زیچ اور رصدی حقیقت شناسیون مین نکتہ دانی کے تخت نشینون
کے سردار اور دوسرے اسکندر یونانی تھے باوجود کمال کوشش اور محنت و مشقت کے زمانے کے صاحب
طالع مین جیسا کہ چاہئے صاف صاف طور پر بیان نہین فرمایا ہے-اور اسی طرح سارے علم تنجیم (نجوم جاننے)
کے بھیدون کے پہچاننے والے اختلاف کے پردے مین رہے ہین اور اُنھون نے کوئی راز کی بات اور
امر شگرف (نادر و عجیب امر) سے ظاہر نہین کی ہے اور باوجود حسابی قوانین کی استواری اور درست اندیشہ
مُحاسبون (حساب لگانے والون) کی تحقیق کے کہ زمانے کے دانشمند اس طرح کی باتون مین کمتر اختلاف کرتے
ہین-غیرت الٰہی کے تقاضے کے موافق پاک زائچہ کی حقیقت پوشیدگی کی نقاب مین رہی اور اختلاف کے
پردے مین چھپی رہی-اور حاصل کلام طالع کے زائچون سے ہر ایک کو ہر ایک کا ایک نمونہ بیان کیا گیا ہے اگر
انصاف کی آنکھ سے دیکھا جاوے تو ظاہر ہوتا ہے-کہ خدادانی اور ایزد شناسی کی حالت اور ظاہری اور باطنی
بلندی اور قدر و مرتبہ کی بزرگی مین اُس کا دوسرا نہین ہو سکتا ہے-اگرچہ زائچے باہم ایک طرح کا اختلاف رکھتے
ہین لیکن ظاہر و باطن کی دولت و اقبال کے آراستہ کرنے مین یکسان ہوکر ظاہر و باطن کے پیشوا کو مبارکباد دیتے
ہین اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کے نزدیکون سے جن کا ظاہر اور باطن راستی اور درستی
سے آراستہ تھا سُنا گیا کہ حضرت جہانبانی جنتّ آشیانی جب مبارک طالع کے زائچے کو پیش نظر رکھکر غور فرماتے
تھے بہت بار ایسا واقع ہوا ہے کہ خلوت گاہِ خاص مین دروازے بند کرکے کمال شوق سے رقص مین آتے
تھے-اور نہایت شوق سے جنبش دوری (چکر کی گردش) کرتے تھے سچ ہے ذوق حقیقی کی بارگاہ کے صدر نشین اور دائمی معرفت
کے خوان کے چاشنی لینے والے یا مزہ چکھنے والے کہ وجدان اور عرفانِ آلٰہی کی حلاوت (شیرینی) سے لذّت
پائے ہوئے ہون کیون ان لذّتون کے دریافت کے شکر پر بیخودی نہ کرین-اور خوشی کے جوش اور
زمزمے کی کشادگی سے وجد و حال مین نہ آوین-اسلئے کہ ان کمالون کے بلند درجون پر چڑھنا عین معرفت آلٰہی
ہے-اور حضرت جہانبانی جنتّ آشیانی (ہمایون شاہ) کو دریافت ذاتی کے کمال کی وجہ سے میرے حضرت
شاہنشاہ کی پاک ذات کی آنے والی سعادتین اور کمالات اور آیندہ حالات اور واردات کے چمکارے ہر طور
سے دریافت ہوتے تھے اور وہ سب روشنیان واقع ہونے کے مرتبہ مین آنے سے پہلے زائچہ کے آئینے
سے نظر آتی تھین اور بہت بار اُن لوگون سے جو بات کرنے کی قابلیت اور مرتبہ رکھتے تھے فرماتے تھے کہ
اس اقبال کے آفتاب کا طالع میرے حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کے طالع سے بعضی بلند باتون مین
چند درجے زیادہ ہے جیسا کہ احکام کی جدولون کے تیز دیکھنے والون پر ظاہر ہوتا ہے-اور جب وہ ان دد

بزرگ سعادت ناموں کا مقابلہ کرکے گردش کھانے والوں ستاروں کے عطیوں اور آسمانوں کی سعادتوں کو غور و فکر کی ترازو میں تولیں گے معلوم کریں گے کہ میرے صاحبقران (امیر تیمور) کا زائچہ کیا خبر دیتا ہے اور یہ پاک زائچے کس بات سے آگاہ کرتے ہیں خدا پاک ہے (واہ واہ کیا غریب اور عجیب بات ہے) کہ باوجود زائچہ بنانے والوں کے باہم دُور ہونے کے کہ باعتبار زمان اور مکان اور حال ہے اور اُن کے قاعدے بھی جُدا جُدا ہیں ہر ایک مبارک طالع کے صحیفوں سے کہ بیان کیا گیا ہے باہم موافقت رکھتا ہے۔ کہ یہ مولود (بچہ) کونی (دُنیوی) اور آلہی (روحانی) بلند مرتبوں کے درجہ تک پہنچے گا۔ اور اُس کی پاک ذات ظاہری اور باطنی بزرگیوں کا مجموعہ ہوگی اور قسم قسم کے کمال اور پاک ملکے اور ظاہر اور باطن کی کامروائی اور ظاہر اور باطن کی سلطنت سے موصوف ہوگا اور طرح طرح کے جہانبانی کے حالات اور حکومت کے درجے اور حق پرستی اور خداشناسی اور درویش پرستی اور غریب نوازی کے بلند درجے سے باخبر ہوگا اور عمر کی درازی اور بدن کی تندرستی اور مزاج کا اعتدال اور خواص اور عوام کا مدح کیا گیا ہونا اور چھوٹے اور بڑے کے قابل ہونا اُس کو حاصل ہوگا اور عالم کے احوال اور ملکوں کی نگہداشت اور راہوں کی حفاظت اور ملک رانی اور جہانداری کی ساری باتوں سے کمال درجہ واقف ہوگا۔ اور عجیب باتوں سے وہ ہے کہ یہ حالات کہ نجوم کے بھیدوں کے جاننے والوں نے غور و فکر سے اُن کا سُراغ لگایا ہے وہ لوگ جو ستارہ شناسی کے نقشوں سے بالکل ناواقف ہیں اپنی دُوربینی کی روشنی کے سبب سے آنحضرت کے احوال کی پیشانی سے پڑھتے ہیں لیکن گویائی کی قوت ان مرتبوں کے بیان کے ادا کرنے سے عاجزی اور کوتاہی کا اقرار کرتی ہے۔ ترجمہ بیت کا اے وہ کہ تیری صفتوں نے زبانوں کو بیان کے درجے سے گرا دیا ہے۔ تیری ذات کی عزّت نے یقین کو گمان بنا دیا ہے۔

حضرت شاہنشاہ (جلال الدین محمّد اکبر شاہ) کی روحانی قالب رکھنے والی دائیوں اور نیکبختی کا زیور پہننے والی انّاؤں کے ناموں کا بیان

جبکہ پیدائش کا روز روشن ہوا آسمان نے اُس کی بلند پیدائش کی شوکت کی وجہ سے زمین پر حسد کیا اور زمین نے اُس کی بزرگ آمد سے آسمان پر فخر ڈھونڈھا یعنی اپنے آپ کو آسمان سے زیادہ بڑا اور پُر سعادت سمجھا۔ دانائی اور بینائی کا درجہ بلند ہوا۔ اور آن حضرت (جلال الدین محمّد اکبر شاہ) کا پاک عُنصر اور پاکیزہ گوہر جو خدا کے نور کے بزرگ چشمے میں اور دائمی معرفت کے دریا میں دھویا ہوا اور پاک و صاف کیا ہوا تھا اور اُسکی

پاک ذات پر قبول و اقبال کی روشنیاں چمکی ہوئی تھیں پاکدامن بیوی کا بدن رکھنے والیوں اور نیکبخت سایہ
مین پلی ہوئی عورتوں کے ہاتھ سے دستور کے موافق جو ظاہری عنصری بناوٹ کے پرورش کرنیوالوں کا طریقہ
غسل دیاگیا اور پاک و صاف کیا گیا (پھر) معتدل مزاج پاک طبیعت دائیوں نے مبارک پارچے مین جو پاکوں (فرشتون)
کے پردے سے زیادہ پاکیزہ تھا لپیٹ کر اُس خدائی صورت اور آسمانی جسم کو نہایت ادب اور بڑی عزت
کے ساتھ پاکدامن کی پاکیزہ آغوش مین رکھا یا دیا۔ اور مہربانی کے بستان (چھاتی) اُس کے شیرین لب کو دل
جان کے پرورش کرنے والے شیرہ یا دودھ سے اُس کا تالو یا مُنہ شیرین کیا یا اُس کو خوش مقصد کیا۔ مرکا ہر
آنکھوں نے دودھ اُس کے لب کے لئے آمادہ کیا۔ دودھ اور شکر کو باہم ملایا (یعنی جبکہ دودھ پلانے والی
نے دودھ اُس کے لب سے لگایا گویا کہ دودھ اور شکر کو باہم ملایا اس لئے کہ اُس کے لب کو شکر بتایا ہے پس
ظاہر ہے کہ شیر و شکر باہم ملے) اُس لئے جو دودھ امید کی دایہ سے پیا وہ دودھ نہ تھا۔ بلکہ وہ جو اُس نے پیا
آفتاب کے سرچشمہ کا آب تھا یعنی نور تھا چونکہ نیکبختی کے خاندان کے برگزیدہ یعنی شمس الدین محمد غزنوی سے
قنوج کے اندر ایک نمایاں (عمدہ) خدمت ظہور مین آئی تھی حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون بادشاہ)
نے اُس خدمت کے بزرگ عوض مین اس اقبال کے نورانی ستارہ کے نکلنے کے کچھ پہلے اس بڑی نعمت اور
بخشائش کا وعدہ کرکے ہمیشہ والی دولت کا امیدوار کیا تھا کہ اُس کی پاک طبیعت اقبالمند بی بی جو آج کے دن
جی جی آنکہ کے نام سے بلند خطاب رکھنے والی ہے اُس بادشاہت اور اقبال کی بہارستان کے نئے پودے
یا تازہ میوے کی دایہ بننے کی خدمت کی نیکبختی سے اور اُس بزرگی اور جلال کے خانہ باغ کے گلدستہ کی پرورش
سے فخر کی چادر اوڑھنی اور سربلندی کی چادر اوڑھے گی اس لئے اُن حضرت نے جو حضرت مریمؑ ایسا مرتبہ رکھتی
مین اور پاک ارکان ہین یعنی اُن حضرت مریم مکانی نے جو پاک سرشت ہین اُس آسمانی دسترخوان کی آراستہ
کرنے والی یعنی جی جی آنکہ کو بُلا کر وہ بچہؐ جو فیض و برکت کے اُترنے کی جگہ تھا مبارک گھڑی مین اُس کی امید بھری
گود مین دیا (ترجمہ صفحہ پنجاہ و سوین از کشور ستی) اور چونکہ اب تک اس پاک درجہ رکھنے والی دایہ کے ہان بچہؐ
پیدا ہونے کا وقت نہ ہوا تھا پاک طبیعت دایہ بھاول نام کو جو حضرت جہانبانی کی خاص خادمہ تھی اور پاکدامنی
اور پاکیزگی مین سربلندی رکھتی تھی فرمایا تو اُس نے پہلے دودھ پلایا اور اصل بات یہ ہے کہ پہلے پہل پاک بزرگ
مان ہی نے دودھ پلایا اُس کے بعد فخرالنسا بی بی ندیم کوکہ کی اس بزرگی سے مقصدور ہوئی پھر بھاول آنکہ نے
یہ سعادت حاصل کی اُس کے بعد بی بی خواجہ غازی کی اس دولت سے بلند عزت رکھنے والی ہوئی۔ اُس کے
بعد حکیمہ اس بزرگ بخشائش کے ساتھ خاص کی گئی ہوئی۔ اُس کے بعد پاکدامن بی بی جی جی آنکہ اپنی آرزو کے
موافق ظاہر اور باطن کی دولتمند ہوئی۔ اور اُس کے بعد کوکی آنکہ بی بی تو غ بیگی کی اور اُس کے وابستہ جانے

۵۳

سے بعد بی بی روپا نے یہ لائق خدمت حاصل کی پھر خالدار آنگہ نے جو سعادت یار کوکہ کی مان تھی اس بڑی بخشائش
سے خاص ہوئی اُس کے پیچھے پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی بیجا جان آنگہ جو زین خان کوکہ کی بزرگ مان تھی اُسی
بڑی دولت کے ساتھ نیکبختی حاصل کرکے ہمیشہ کی بزرگی کی پونجی پانے والی ہوئی - اور اور بہت سی صاحب نصیب
پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی بیبیان اس خدمت سے سربلند ہوئین - اور بیشک خدائی حکمت اس گروہ کے اختلاف
مین مختلف مشربون (عادتون خصلتون) کا امانت رکھنا ہے تاکہ پاک ہستی یا پاکیزہ ذات طرح طرح کے درجون
کو پہنچکر خدا کی تجلیون (روشنیوں) کی رنگ برنگ کے طور وطریقون کی پہچاننے والی بنے - یا اس لئے ہے
کہ ہوشمند دانا بینا لوگون پر ظاہر ہوجاوے کہ یہ اقبال کا نیا پودا خدا کی فیض وبرکت کی بڑی نہر کے آب شیرین
سے تعلق رکھتا ہے اور اُس قسم کا نہین ہے کہ ظاہری پرورش سے باطنی درجون پر بلند ہوا ہے اس لئے کہ
اندرونی حالت اس گروہ یعنی دودھ پلانیوالیون کی سب لوگون پر ظاہر ہے کہ کس درجہ مین ہے اور اس خدا کے
مقبول بندے کے پاک مرتبہ کی بلندی کس درجہ مین ہے - اور عجیب نشانون سے یہ ہے کہ حضرت شاہنشاہ
(جلال الدین محمد اکبر شاہ) نے آغاز حال مین اور ہستی کے مُلک مین آنکھ کھولتے ہی دوسرے بچون کی عادت کے
برخلاف مزے دار مسکرانے سے عقلمندون کو باغ باغ کھلایا دانشمند قیافہ شناسون نے مُسکرانے کو دولت
اور اقبال کی بہار کے شگفتہ ہونے کا اچھا شگون سمجھا اور امیدون اور آرزوُن کے غنچہ کے کھلنے کا سبب جانا
اُس کے بعد (یعنی دودھ پلانے کے بعد) ایسے گہوارے مین جو خیال کی صورت سے نازک زیادہ تھا اور
جس کو بادشاہی تخت کے بڑھیون نے صندل اور عوُد (اگر کی لکڑی سے بنایا تھا اور شاخ اور پنکھڑی کی
طرح اُس کے جوڑون کو باہم جوڑا تھا اور قیمتی موتی اور یاقوت اُس کے کنارون اور گوشون سے لٹکتے تھے
اُس نو سپہر (نو آسمانون) کے یکتا گوہر (یعنی شہزادے) کو بہت اچھی طرح سے آرام دیکر یعنی لٹاکر نرمی اور
آہستگی کے ساتھ ہلایا - اور اُس مبارک آغاز اور لائق انجام رکھنے والے کے خوش بنانے اور آرام پہنچانے
کے لئے بزرگ اور برتر خدا کا نام موسیقی کے تال سُر کے موافق گایا - پاکی کے عبادت خانون کی عبادت
کرنے والون اور محبت کی محفلون کے بیٹھنے والون (وکیلان قضاو قدر وفرشتگان آلہی) نے کہ زمین زمان
کے سلسلے کے انتظام کرنے والے اور کون ومکان (موجودات) کے دائرے کے جمع لانے والے ہین اپنے
مقصد پر کامیاب ہوکر جہان اور جہان کے رہنے والون پر احسان رکھا - اور اُس جگر گوشہ (پیارے بچے)
آسمانی کو اس مبارکباد کے ساتھ مبارکباد دی - شعر کا ترجمہ - کہ اے وہ کہ عقل کی شرف وبزرگی تیرے لئے مقرر ہے
جہان کی شہنشاہی کا دور تیرے لئے مبارک ہو - زمین کی سطح تجھ ایسا باغ نہ رکھتی تھی - آسمان کی محراب تجھ ایسا
چراغ نہ رکھتی تھی - خالقیت کے سمندر نے بہت لہرین ماریں - تب تجھ ایسا گوہر کنارے پر پڑا - تقدیر کے قلم نے

بہت نقش باندھے یا بہت نقش بنائے۔ تب حکم خدا سے تجھ ایسا نقش ظاہر ہوا۔ ہستی یا موجودات کی کتاب تیری ہی طرف اشارہ کرنے والی ہے یعنی موجودات تیرے ہی لئے پیدا کی گئی ہے۔ آسمان کا دفتر تیرے ہی تشریح کا دفتر ہے یعنی نو آسمان تیرے ہی پیدا ہونے کا مفصّل بیان کرنے والے ہین۔

حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کے دُنیا مین جاری ہونے والے حکم کے موافق قلعۂ امرکوٹ سے حضرت شاہنشاہ کے آنے اور مبارک ستارون کے ایک بُرج مین جمع ہونیکا بیان

چونکہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) کی جہان دیکھنے والی آنکھ اور مبارک نظر حضرت شاہنشاہ (جلال الدین محمد اکبر شاہ) کے مبارک صورت دیکھنے کی مشتاق تھی۔ مہربانی کے نشان رکھنے والے فرمان نے بھیجنے کی بزرگی پائی یعنی جاری ہوا۔ کہ حضرت مریم مکانی (نام والدۂ اکبر شاہ) کی سپردگی یا حفاظت مین عزت کے پردہ یا خیمے اور اقبال کے خیمہ گاہ کی طرف متوجہ ہون۔ اور خواجہ معظم اور ندیم کوکلتاش اور شمس الدین محمد غزنوی کو بھیجا کہ راستے مین نیکبختی کے ڈولے کے حاضر باش رہین یعنی شاہ بیگم کے ڈولے کے ساتھ ساتھ آئین پس حضرت شاہنشاہ حضرت مریم مکانی کی پرورش کی آغوش اور دولت کی گود مین گیارھوین ماہ شعبان کو مبارک گھڑی مین قلعۂ امرکوٹ سے بزرگی کا خیمہ باہر نکال کر اقبال اور سعادت کے ساتھ چلنے والے تخت پر روانہ ہوئے

شعر کا ترجمہ۔ ابھی تک گہوارے کا زمانہ ختم نہین ہوا ہے بلند نصیب نے اُس کو تخت نشین بنایا ہے۔ آنکھ نہین کھولی ہے اور دل کی آنکھ سے یعنی ابھی تک کہ سن تمیز کو نہین پہنچا ہے مگر دلی نور سے۔ دُنیا اور دین کے انتظام مین نظر کرنے والا ہے۔ ہاتھ نہین کھولا ہے (یعنی ابھی تک اُس کی مٹھیان بند ہین جیسے کہ چھوٹے نو پیدا بچون کو ہوا کرتی ہین) مگر اُس کا دل خواہان ہے۔ کہ جہان کو اپنے نگینہ یا مُہر شاہی کے نیچے لاوے۔ اُس کے ہزار پھولون (یعنی بیشمار اچھی عادتون) سے ایک بھی نہین کھلا ہے۔ مگر جہان اُس کی دولت کے باغ سے پھول توڑنے والا ہے (یعنی فیض و فائدہ اُٹھانے والا ہے) جب تختِ روان حضرت شہنشاہی کا کہ خدا کی معرفت کا روان یا چلتا خزانہ تھا قریب پہنچا۔ اور دو منزل کا فاصلہ رہ گیا۔ جہان کا اطاعت کیا گیا حکم جاری ہوا۔ کہ سلطنت کے بڑے بڑے سردار اور بادشاہت کے مضبوط ستون (اُمراو وزرا) اور اُور اشراف توجہ کرنے والے طرف قبلۂ اقبال کے اور رُخ کرنے والے طرف کعبۂ آمال (آرزوؤن کے کعبہ) کے ہون خوشخبری پہنچانے والے قاصد دم بدم پہنچتے تھے۔ اور بزرگ نزدیک آنے کی خبرین ہر گھڑی پہنچاتے تھے (ترجمہ از صفحہ

۵۵

پنجاہ وپنجمین کشوری) بیت - بادشاہی جلوس پہنچ رہا ہے دونون جہان اُس کے پیچھے ہے - شوق کا قافلہ اُس کے استقبال کو جا رہا ہے - اور شعبان کے آخر مین کہ بزرگی کے اُترنے کا روز تھا اور اقبال کے کیمپ سے ایک منزل کا فاصلہ رہ گیا تھا (ہمایون بادشاہ نے) فرمایا کہ یقیناً خوش نصیب بچّہ قوی طالع رکھنے والا ہے اور دونون جہان کی نیکبختی اسکی ذات مین پیچیدہ ہے - اسلئے کہ جس قدر زیادہ نزدیک آتا جاتا ہے ہستی کے بزرگ شہر مین دوسری ہی جمعیت نظر آتی ہے اور تازہ خوشی ظاہر ہوتی ہے - حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کی دانائی کی روشنی اور باطن کی صفائی سے خدا کی بھیدون کی باریکیون کا دریافت کرنا اور آسمانی خزانون کی حقیقتوں کا معلوم کرنا کیا تعجب کی بات ہوسکتی ہے یعنی کچھ عجب بات نہین ہے - اور حضرت شاہنشاہ سایۂ خدا کے ظاہر ہونے کے کامل نشانون سے روشنیون کا روشن ہونا کیا عجب ہے اسلئے کہ وہ (شاہنشاہ مراد اکبر شاہ) جہان کی نادر چیزون کے سرنامون کی کتاب اور اولاد آدم کے کمالون کی فہرستون کا مجموعہ ہے - اور ایسے گھنٹے مین کہ دو مبارک ستارون کے نزدیک ہونے کی مبارکی اور دو روشن ستارون (سورج اور چاند) کے ایک بُرج مین جمع ہونے کی برکت رکھتا تھا حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) اقبال اور سعادت کے ساتھ بزرگی اور بڑائی کے احاطہ مین اُترے اور روشنی کے اُترنے کی جگہ مین حاضر ہونے سے نیکبختی حاصل کرنیوالے ہوئے اور ہمیشہ والی کامیابی کے ہُما کے سایہ مین ٹھہرے - اور حضرت شاہنشاہ کا مبارک سر حضرت جہانبانی (ہمایون بادشاہ) کے آسمان گھسنے والے تخت کے پایہ کے چھونے سے اس خیال پر کہ خوش قسمتی اور پیری کا کمال حاصل کرین نیکبختی پانے والا ہوا - اور حضرت جہانبانی (ہمایون بادشاہ) نے بڑی مہربانی اور نہایت شفقت سے آغوش مین لے کر آنحضرت (اکبر شاہ) کی نورانی پیشانی پر کہ دونون جہان کی نیکبختی کی تختی اور ہمیشہ والے اقبال کا سرنامہ بھی بوسہ دیا - ع کبھی لب پر کبھی دل پر کبھی سر پر اُٹھایا - اس مبارک روشنی کے دیکھنے کے بعد الہامی زبان سے بزرگ اور بڑی شان رکھنے والے خدا کی شکرگزاری ادا کرنے لگے - اور قرقد گھسنے والے سر کو عاجزی اور اخلاص کے سجدون کے لئے بے نیاز (بے حاجت خدا) کی درگاہ مین جھکایا - شعر کا ترجمہ - سر ہی کا سجدہ دم بدم نہ تھا - بلکہ اُس کے بدن کا ہر بال سجدہ کے لئے جھکا تھا - خدا کی مہربانی کے حفاظت کرنے والون اور بے انتہا نیکبختی کے خزانچیون نے اُس ہمیشہ والی امانت اور دائمی امانت کو بادشاہ کی مہربانی کی آغوش مین سونپ کر اس خوشی کے نغمہ اور آزادی کے راگ کا گانا شروع کیا - شعر کا ترجمہ - یہ خدا کی امانت ہے - جو کچھ کہ تو چاہتا ہے اس خزانے سے حاصل کر - یہی تو ہے کہ جس کے دل مین (کارکنان الٰہی نے) رکھی ہے - خدا کے راز کی حقیقت ہوبہو یعنی جیسی کہ وہ تھی - یہی تو ہے کہ جس کے دروازے کے کعبہ کو - دُنیا کے بادشاہ اپنا قبلہ و کعبہ قرار دین گے - یہی تو ہے جس کی دولت کا پاؤن - بادشاہی تخت کا رونق دینے والا ہوگا -

انسانی صورت کے صفحہ کے پڑھنے والون نے فکر کرنے والی اور تہ کو پہنچنے والی آنکھ سے نظر کیا اور اور انسانی صورت
کے قیافہ شناسون نے غور اور سوچ بچار کی نگاہ سے معلوم کیا۔ قطعہ کا ترجمہ۔ (ترجمہ صفحہ پنجاہ و ششمین از کشوری)
۵۶ اُنھون نے کیا دیکھا۔ ایسا ایک نقش دیکھا (یعنی صورت دیکھی) جو کبھی۔ موجودات یا پیدائش کی تختی مین نہ دیکھا
تھا۔ حیرت سے کوئی بات بولے یا حیرت کی وجہ سے کچھ بول نہ سکے اور اگر بولے تو یہ۔ دیکھو یہ دانائی کی روشنی
دیکھو یہ بینائی کی آنکھ۔ بادشاہ ہونے کی روشنیان اُس کی روشن چمکدار پیشانی سے چمکتی تھین اور خدا کے سایہ
ہونے کے حروف اُس کے بلند ہاتھ کے خطون یا لکیرون سے نظر آتے تھے۔ عقل کی گواہیان اُسکی ہستی
کی بناوٹ سے ظاہر ہوتی تھین۔ خداشناس ہونے کی دلیلین اُس کی ہستی کے مجموعہ سے آشکار تھین انصاف
کے روشن ثبوت اُس کے مزاج کے اعتدال (برابری) سے روشن تھے۔ فیّاض ہونے کی روشن علامتین
اُس کی ذات کے جوہر سے چمکتی تھین۔ صاحبقران ہونے یعنی عظیم القدر شہنشاہ ہونے کے نشان اُس کی
پاکیزہ صورت کی فہرست سے روشن تھے۔ پوشیدہ باتون کے جاننے کا علم اُس کی سرشت کی چہچہ ذکت سے
ثابت ہوتا تھا۔ دُوربین ہونے کے بھید اُس کے تیز بین ہونے سے آشکار ہوتے تھے دوراندیش ہونا
اُس کی بلند نگاہ سے چمکتا تھا۔

حضرت شاہنشاہ کی مبارک پیدائش کی نادر تاریخون سے بعض کا ذکر

حضرت شاہنشاہ کی مبارک پیدائش کی مناسبت تاریخین نظم اور نثر کے باریک بینون نے پائی ہین اور مبارکباد
کے قصیدے کہے ہین اور سب حضرت جہانبانی (ہمایون بادشاہ) کی بارگاہ کی مجلس نشینون کی قبولیت
کی عرض مین جو (بارگاہ) کہ انسانی جوہر کے پرکھنے کا مقام ہے پہنچاکر بڑے بڑے انعامون سے مقصدور
ہوئے ہین منجملہ اُن تاریخون کے اس تاریخ کو مولانا نورالدین ترخان نے پایا جس پر اُن کی بہت تعریف ہوئی
اور صلہ و انعام بھی سب سے بڑھ کر پایا۔ رباعی کا ترجمہ۔ جبکہ حکم الٰہی کے قلم سے تقدیر کا نشان یا فرمان لکھا۔ سار
دائمی نشانون کی تفسیر (مفصّل بیان) لکھی۔ جہان کے شہنشاہ کی ولادت (پیدائش) کی تاریخ
شہنشہ جہان گیر لکھی اور یہ تاریخ بھی عجیب اتفاقات سے ہے کہ اُس زمانہ کے فاضلون سے
ایک فاضل نے پائی ہے۔ شعر کا ترجمہ۔ خدا کا شکر ہے کہ ظہور مین آیا (پیدا ہوا) وہ کہ موجودات کا برگزیدہ (چنا
ہوا) ہے۔ وہ جہان کے بادشاہون سے وہ بادشاہ ہے کہ۔ جس کا نام اکبر اور جس کا لقب جلال ہے (اُسکی
پیدائش کا رات اور دن اور مہینہ اور برس اتوار کی رات۔ رجب (مہینے) کی پانچوین تاریخ ہے۔ شب یکشنبہ پنج رجب
سے تاریخ پیدائش بحساب ابجد یون ہے۔ شب یکشنبہ پنج رجب۔ = (۹۴۹)

اس نادر کتاب (اکبر نامہ) کے لکھنے والے (ابوالفضل) کا شکر گزار ہونا سلطنت کے زمانے کے پانے اور حضرت شہنشاہ (محمد اکبر شاہ) کی دربار کی ہمیشہ کی حاضر باشی پر

اگرچہ یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس نادر کتاب (اکبر نامہ) کا لکھنے والا (ابوالفضل) اس روشن ستارے (اکبر شاہ) کے نکلنے (پیدا ہونے) کے وقت نیستی کے تہ خانے میں ہستی کے سرمایہ سے خالی ہاتھ اور خدا پرستی کے زیور سے ننگا تھا لیکن وہ اس بڑی بخشائش کا شکر کس طرح ادا کر سکتا ہے کہ اس حقیقی اور مجازی بزرگ اور ظاہری اور باطنی پیشوا کے ظاہر ہونے کا زمانہ پاکر ہدایت اور مہربانی کی آنکھ کے منظور کیئے ہوؤں سے ہے اور دوسرا شکر یہ ہیں کہ اس سے پہلے کہ پاک زائچہ (اکبر شاہ کے زائچہ) کو دیکھتا اور اُس کی رقموں کی بزرگیوں کی نادر باتوں اور عمدہ عمدہ باریکیوں پر آگاہی پاتا (اُس کے) خدا شناس ہونے اور ملک و بادشاہی کے آراستہ کرنے کے کمال کو کہ جو نجومی کے پہچاننے کی حد سے باہر ہے معلوم کر کے خدا کی قدرت کا پوجنے والا تھا (ترجمہ صفحہ پنجاہ و ہفتمین از کشوری) خدا کا شکر ہے پھر خدا کا شکر ہے (خدا کا شکر پر شکر ادا کرتا ہوں) کہ مین امام الکلام (کلام کے پیشوا) حسّان العجم (فارس کے حسّان۔ اصل یہ ہے کہ حسّان بن ثابت مدّاح رسولِ خدا تھے پس جبکہ خاقانی نے بھی بہت کچھ رسول خدا کی تعریف مین لکھا۔ لوگون نے اُن کو حسّان العجم کا لقب دیا کہ وہ حسّان عرب کے تھے یہ حسّان فارس کے مدّاح رسول ہین) لسان الحقیقۃ (سچائی کی زبان) حکیم خاقانی کی طرح بادشاہِ وقت کی آرزو مین کہ ظاہر اور باطن کے سلسلہ کا انتظام اُس سے چارہ نہین رکھتا ہے (یعنی بادشاہِ وقت کا اندرونی اور بیرونی انتظام کے لئے ہونا ضروری ہے) نہین ہون جیسا کہ اُس کے سچّائی کے لکھنے والے قلم کا لکھا ہوا ہے کہ شعر کا ترجمہ۔ کہتے ہین کہ دُنیا جہان کے ہر ہزار برس کے بعد۔ ایک خدا کا رازدار وفادار بندہ ظہور مین آتا ہے۔ وہ اس سے پہلے آیا اور ہم نیستی سے پیدا نہ ہوئے تھے۔ اب اس کے بعد آئے گا اور ہم غم سے کر چلے گئے ہون گے۔ اور وہی (خاقانی) دوسری طرح پر کہتا ہے۔ رباعی کا ترجمہ۔ ہر ایک چند مدت کے بعد یعنی ہر ہزار سال کے بعد جہان کمینے بادشاہون سے اُکتا جاتا ہے یا گھبرا جاتا ہے۔ ایک روشن جان رکھنے والا یعنی خدا کے نور سے معمور بندہ آسمان سے نیچے آتا ہے یعنی دُنیا مین پیدا ہوتا ہے۔ اے خاقانی اس قسم کا (بادشاہ) اس زمانے (اپنے اس زمانہ) مین بہت مت ڈھونڈھ۔ راستے پر بیٹھ (اُس کا انتظار مت کر) اس لئے کہ قافلہ دیر مین آئے گا اور تیری خوش قسمتی

۵۷

کی برکت سے اس کل (سارے عالم) کے حکم چلانے والے اور راستون کی گرہ کے کھولنے والے کی ملازمت سے مقصدور ہوا ہون اور اُس کی بزرگ توجہ اور بلند مہربانی کے سبب سے دانا کے فریب دینے والے فریبی زمانہ کے مزاج کو سمجھ کر یا جان بوجھ کر اپنے دل کو کہ سببون کے جنگل مین پریشان تھا مطمئن کرکے یا تسلّی دیکر اسی لگاؤ کے جہان مین اُس کی رضامندی کے حاصل کرنے کے سوا جو بالکل (یا ہُو بہو) خُدا کی رضامندی ہے کسی چیز کی طرف مائل نہین رکھتا۔ اور اپنے دل کو تعلقون کے قیدون اور دُنیا کی پابندیون یا روکنے والی چیزون سے آزاد کرکے نہ گزرے ہوئے کی آرزو مین اور نہ آیندہ کی خواہش مین رنجیدہ خاطر جیسا کہ اپنے احوال کا مفصّل بیان یعنی اُس کی (بادشاہ اکبر کی) ملازمت کی سعادت کے پانے اور اُس کی مہربانی اور عنایت کے سایہ مین آنے اور عزت کی بلندی سے سربلند ہونے اور معرفت (خداشناسی) کی جھروکے سے بزرگ مرتبہ ہونے کا۔ اُس کے موقع پر بیان کرنے والے قلم سے لکھے گا۔

حضرت شہنشاہ (اکبر شاہ کے) بلند لقب رکھنے والے نسبون کی ترتیب اور اُس کے بزرگ مرتبہ باپ دادون کے مبارک نامون کی فہرست

حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے بزرگ دادون اور معزز باپون کے آسمان سے نسبت رکھنے والے پاک لقبون کا شمار کہ جو بلندی کے درجون اور بزرگی کے مرتبون مین بلندی کے باپون یا آسمانی باپون (مراد سات گھومنے والے ستارے یا نو آسمان) سے توامان (ہمزاد یا جڑوان یا برابر) ہین اور سب بادشاہ اور شہنشاہ اور بادشاہی بخشنے والے اور بادشاہ بنانے والے ہوئے ہین اور خدا کی دی ہوئی دانائی اور خدا کی دیکھنے والی بینائی کی بدولت جیسا کہ انصاف اور داد کا حق ہے اُس طرح پر جہان اور جہان والون کا انتظام و بندوبست کرتے رہے ہیں اور نیکنامی کی شہرت کہ دوسری زندگانی بلکہ ہمیشہ والی زندگانی ہے اس دُنیا مین اپنے پیچھے چھوڑ گئے ہین۔ اس طور اور طریقے پر ہے (یعنی شمار اُن کے القاب کا اس طرح پر ہے) کہ ابوالمظفر جلال الدین محمدّ اکبر بادشاہ بیٹا نصیر الدین محمدّ ہمایوں بادشاہ کا (وہ) بیٹا ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ کا (وہ) بیٹا عمر شیخ مرزا کا (وہ) بیٹا سلطان ابوسعید مرزا کا (وہ) بیٹا سلطان محمدّ مرزا کا (وہ) بیٹا میران شاہ کا (وہ) بیٹا صاحبقران قطب الدنیا والدین امیر تیمور گورگان کا (ترجمہ صفحہ پنجاہ و ہشتمین از کشوری) (وہ) بیٹا امیر طراغائی کا (وہ) بیٹا امیر برکل کا (وہ) بیٹا اتکیر بہادر کا (وہ) بیٹا ایچل نویان کا (وہ) بیٹا قراچار نویان کا (وہ) بیٹا سوخوچین کا

٥٨

(وہ) بیٹا ایرادمچی برلاس کا (وہ) بیٹا قاچولی بہادر کا (وہ) بیٹا تومنہ خان کا (وہ) بیٹا بالسینغر خان کا (وہ) بیٹا قائدو خان کا (وہ) بیٹا زوتمین خان کا (وہ) بیٹا لوقاقاآن کا (وہ) بیٹا بوزنجر قاآن کا (وہ) بیٹا آلنقوا یعنی جوسنہ بہادر کی (وہ) بیٹا یلدوز کا (وہ) بیٹا منگلی خواجہ کا (وہ) بیٹا تیموتاش کا اور وہ نسل سے قیان بن ایل خان بن تنگر خان بن منگلی خان بن یلدوز خان بن آئی خان بن کُرخان بن آغوز خان بن قراخان بن مغل خان بن النجا خان بن کیوک خان بن دیب باقوئی بن النجا خان بن تُرک بن یافث بن نوح بن لمک بن متوشلخ بن اخنوخ بن یرد بن مہلائیل بن قینان بن انوش بن شیث بن آدم (اُن پر سلام ہو) ہین پوشیدہ نہ رہے۔ کہ یلدوز تک پچیسوان دادا حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کا ہے ان بلند نسل رکھنے والون کا مبارک احوال بات کے بیان کرنے والون کے سینون صحیفون مین حفاظت کیا گیا اور لکھا گیا ہے یعنی سینہ بسینہ اس طرح پر چلا آتا ہے اور زمانون کی رقمون کے یاد کرنیوالون کی زبانون پر نگاہ رکھا گیا اور ذکر کیا گیا ہے یعنی اس طور پر زبان زد ہے اور منگلی خواجہ سے ایلخان تک۔ کہ دو ہزار برس کا احوال اندازہ کے طور پر ہوسکتا ہے نظر مین نہین آیا ہے یعنی ظاہر نہین ہے۔ چنانچہ اس کا سبب ذکر کیا جائے گا۔ اور ایلخان سے آدم تک کہ پچیس شخص ہین اور صاحبان تاریخ نے (مورخون) نے ذکر کیا ہے مختصر طور پر لکھا جائے گا۔ دُور بین عقلمندون کے نزدیک جنھون نے انصاف پسند دل اور خدا کی دی ہوئی دانائی کے ساتھ گزری خبرون کی تلاش کی ہے بلکہ اُنھون نے سچی باتون کے پہچاننے کو اپنی امانت کا زیور اور دیانت کی آراستگی بنایا ہے اور اس طرح پر درست (ٹھیک) کام یا بات کے وزن کرنے یا تولنے مین دوڑ دھوپ یا کوشش کرتے ہین پوشیدہ نہین ہے کہ وہ جو خبرون کی تحقیقون اور کانون کے صفحون پر مشہور ہونے کی تحریر رکھتا ہے (کہ وہ جو خبرین سُننے مین آتی ہین) کہ آدمیون کا شروع سات ہزار برس بتاتے ہین ایک ایسی بات ہے جو کوئی اصل اُن عقلمندون کے خیالون اور عقلون کی قبولیت کی قابلیت کہ اس چارچمن (دُنیا) کے خزان اور بہار کے تماشا کرنے والے اور اس سات محفلون (ہفت اقلیمون یعنی دُنیا) کی نیچے اور اونچے راگون کے سُر کے پہچاننے والے ہین نہین رکھتی ہے۔ اور اس قسم کی باتون مین دُور کی سوچنے والی اور دُور کی دیکھنے والی عقل کبھی دریافت کی سچائیون کی وجہ سے یعنی اصل مطلب پر غور کرنے کے بعد انکار کردیتی ہے اور کبھی احتیاط کی راہ سے جو اطمینان کے ٹھہرنے کی جگہ اور دانائی کی قیامگاہ ہے اُس کے رد کرنے یا قبول کرنے مین تامل یا تاخیر کرتی ہے۔ عقل کی جہان کی روشنی کی مدد سے اور زمانے کی اعتماد کے لائق خبرون اور معتبر نقلون کی مددگاری سے جیسے کہ ہندی اور خطائی پُرانی کتابون وغیرہ سے جو حادثون کی روندن یا حادثون کے روندے جانے سے محفوظ رہی ہین اور نجوم کے قاعدون اور رصدون کے حکمون وغیرہ کی بنیاد اُن پر ہے اور سچائی اور راستی کی گواہیان ان کے نتیجون

۵۹ سے ظاہر ہین (صفحہ پنجاہ و نہم از کشوری) اور ان اقلیمون کے مورخون کے پیے در پے (لگاتار) تاریخ کے سلسل
اور اس صاحب ریاضت (فلاسفرون) جماعت کے یکے بعد دوسرے کے خیالون سے سمجھ مین آتا ہے کہ اس جہان اور
جہان کے رہنے والون کی ابتدا اور ان خدا کی صفتون اور نامون کے جا ے ظہورون کا آغاز ظاہر نہین ہے
یا تو قدیم ہے جیسا کہ اکثر اگلے حکیمون کی راے ہے یا بڑی لمبی درازی کی وجہ سے قریب قریب قدیم کے ہے
سیورون (جینیون) کا گروہ جو ریاضت (نفس کشی - بڑی سخت عبادت کرنا) اور فقیر یا نفس کی گرفتاری سے
آزادی اور حکمت مین ہندوستان کے کل ملکون مین امتیاز رکھتا ہے زمانہ کو کہ ہندی زبان مین کال کہتے ہین
دو حصون پر تقسیم کئے ہوئے ہے ایک اوا سرپنی یعنی وہ زمانہ کہ جس کا اغاز خوشی سے گزرے اور اُس کا آخر غم
سے بھرا ہو - دوسرے اوت سرپنی یعنی اوّل کے برعکس - اور ان دو قسمون سے ہر ایک کے چھ چھ حصے
جُدا کئے ہین اور ہر حصہ کا نام آرہ ہے اور ہر ایک کا ان آرون سے اُس زمانہ کی خاصیتون کی مناسبت
سے ایک خاص نام رکھا ہے - چنانچہ پہلی قسم کے آرہ کو سُکھمان سُکھمان اس لفظ کی تکرار سے کہتے ہین یعنی ایسا
زمانہ ہے کہ خوشی پر خوشی اور شادمانی پر شادمانی لاتا ہے اور اس خوشی بخشنے والے زمانے کی درازی چار کوڑا کوڑ
ساگر ہے اور دوسرے آرہ کا نام سُکھمان ہے یعنی خوشحالی اور فارغ البالی کا زمانہ اور اُس کی مدّت تین کوڑا کوڑ
ساگر ہے اور تیسرا آرہ سُکھم دُکھمان مشہور ہے یعنی خوشحالی کے وقت مین غم اور بدحالی چھانے والی ہووے
اور اس آرہ کی درازی دو کوڑا کوڑ ساگر ہے اور چوتھا آرہ دُکھمان سُکھمان مشہور ہے یعنی غم اور رنج کے وقتون
مین خوشی اور بےغمی ظہور کرے اور اس آرہ کی درازی ایک کوڑا کوڑ سے بیالیس ۴۲۰۰۰ ہزار برس کم ہے اور پانچوان
آرہ دُکھمان ہے برخلاف دوسرے آرہ کے کہ سُکھمان ہے اس آرہ کی مدّت کی درازی اکیس ۲۱۰۰۰ ہزار برس
ہے - اور چھٹا آرہ دُکھمان دُکھمان ہے برخلاف اوّل آرہ کے - اور اُس کی مدّت بھی اکیس ۲۱۰۰۰ ہزار سال ہے
اور دوسری قسم کے آرون کے نام ہوبہو یہی نام ہین لیکن دوسری قسم کا پہلا آرہ نام اور مدّت مین پہلی قسم کے
چھٹے آرہ کے ساتھ ایک ہونے والا ہے - اور دوسری قسم کا دوسرا آرہ پہلی قسم کے پانچوین آرہ کے ساتھ اور
تیسرا چوتھے کے ساتھ مطابق ہے - اور دوسرے کا چوتھا پہلے کے تیسرے کے ساتھ موافق ہے اور
دوسرے کا پانچوان بالکل پہلے کا دوسرا ہے اور دوسرے کا چھٹا بالکل پہلے کا پہلا ہے اور اسوقت ان کے
خیال کے موافق پہلی قسم کے پانچوین آرہ سے دو ہزار سے کچھ کم گزر چکے ہین پوشیدہ نہ رہے (ترجمہ صفحہ شصتم
۶۰ از کشوری) کہ ہندوستان کے حساب لگانے والے سو ۱۰۰۰۰۰ ہزار کو ایک لاکھ کہتے ہین اور دس لاکھ کو پرایوت کہتے ہین
اور دس پرایوت کو ایک کرور کہتے ہین - اور سو کرور کو ایک ارب کہتے ہین اور دس ارب کو ایک کھرب اور دس
کھرب کو ایک نکھرب کہتے ہین اور دس نکھرب کو مہاسروج یا پدم کہتے ہین اور دس پدم کا ایک سنکھ ہوتا ہے

اور دس سنکھ کو ایک سُمُدر کہتے ہین یا کوراکور نام رکھتے ہین اور پوشیدہ نہ رہے اُن کا خیال یہ ہے کہ اگلے زمانے مین
ایک خاص جگہ کے اندر ہر پیدائش کے وقت ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوتے تھے جیساکہ ہمارے عوام کے
درمیان بھی مشہور ہے اور اس گروہ کا گمان وہ ہے کہ ان کے سر کے بال سے کہ جُگلی کہلاتے ہین ملک دہلی کے
بچّون کے بال چار ہزار چھیانوے گُنے موٹے ہین اور کہتے ہین کہ جُگلی سات روز کے بچّہ کے بال کہ
نہایت باریک ہوتے ہین اُسے اس طرح جزو جزو کرین کہ پھر جزو نہ ہوسکین اور ذکر کیئے گئے بال کے جزون سے
ایسے کنوئین کو کہ جس کی لمبائی اور چوڑائی اور گہرائی دس میل کی ہو بھر دین اور ایک لاکھ برس گزرنے کے بعد
ذکر کیئے گئے جزون سے ایک ایک جزو اُس کنوئین سے نکالین اُس وقت تک کہ وہ کُنوان خالی ہوجاوے
اس قدر زمانے کو کہ جس مین وہ کنوان ذکر کیئے گئے طریقہ کے موافق خالی ہوجاوے پالوپم کہتے ہین اور جب کہ
دس سمدر کہ جس کی شرح ہوچکی ہے (یعنی بیان ہوچکا ہے) پالوپم سے گزر جاتا ہے ایک ساگر ہوجاتا ہے - اور ذکر
کیئے گئے دَورون کی مدّت ان لوگون کے اعتقاد کے موافق بیان کے دائرہ اور ظاہر کرنے کے احاطہ سے زیادہ
ہے - اور اس جماعت کا گمان یہ ہے کہ ظاہر اور باطن جہان کے انتظام کے لیئے ہر چہ آرہ مین چوبیس معزز
آدمی پوشیدگی کی بادشاہت سے ظہور کے جہان مین آتے ہین اور گزر جاتے ہین - ان مین سے پہلے کا
نام آدینا تھ ہے اور رگھونا تھ بھی کہتے ہین اور اس خدا کے پسندیدہ کی حکومت پچاس کڑور لاکھ ساگر ہے - اور
سب سے آخری کا نام مہاویرا ہے اور اُس کے حکمون کے رواج پانے کی مدّت بیس ہزار برس ہین کہ آج
کے دن دو ہزار برس اُس سے گزرے ہین - اور اس جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ کتنی بار یہ چوبیس شخص ہستی
کے پردے سے ہستی مین آچکے ہین اور کتنی بار آوین گے اور ہندوستان کے برہمن کہ سارے ہندو اُن کے
کامون اور باتون کے پیرو ہین اس پر ہین (یہ کہتے ہین) کہ رنگارنگ زمانہ کی گردش کا مدار (مرکز) چار دَور
پر ہے پہلے دَور کو جس کی مدّت سترہ لاکھ اٹھائیس ہزار سال ہے ست جُگ کہتے ہین اور اس دَور مین جہان
والون کا ہر ایک کام دُرستی پر ہے کمینہ - شریف - مالدار - غریب - چھوٹا - بڑا - ہر کوئی سچائی اور درستی کو اپنا قاعدہ
اور دستور بنا کر خدا کی پسندیدہ باتون مین رفتار رکھتا ہے (خدا کی پسندیدہ باتون پر چلتا ہے یعنی وہی کام
کرتا ہے جو خدا کا پسندیدہ ہے) (ترجمہ صفحہ شصت و یکمین از کشوری) اور اس دَور کے آدمیون کی طبیعی عمر ایک لاکھ
برس کی ہے اور دوسرے دَور مین جس کا نام ترتیا ہے اُس کی مدّت بارہ لاکھ چھیانوے ہزار مشہورہ برس ہین
اور اس زمانے مین آدمیون کے چال چلن کے چار حصون سے تین حصے یعنی تین چوتھائی خدا کی مرضی اور
خوشنودی کے موافق ہوتے ہین اور اس دَور مین آدمیون کی طبیعی عمر دس ہزار برس ہے اور تیسرا دَور
جودواپر کے نام سے مشہور ہے اُس کی درازی آٹھ لاکھ چوسٹھ ہزار برس ہے اور اس وقت مین جہان والون

کے چال چلن کے چار حصّون سے دو حصّے سچ بولنے اور ٹھیک کام کرنے مین ہین اور اس زمانے کے آدمیون
کی عمر طبیعی ہزار برس ہے اور چوتھا دور کہ کلجگ کے نام سے مشہور ہے اور اُس کی مدت چار لاکھ بتیس ہزار
برس ہے اس دور میں جہان والون کے چال چلن کے چار حصّون سے تین حصّے ناراستی (جھوٹ فریب)
اور نادرستی (بیڈھنگے کام) پڑھین اور اس زمانے کے آدمیون کی عُمر طبیعی سَو برس ہے اور اس گروہ کا
کامل یقین ہے کہ جہان والون کا زندگی بخشنے والا اور جہان والون کا ظہور مین لانے والا ہر ایک چند مدت
کے بعد ایک آزاد منش (تارک دُنیا۔ زاہد) اور دانائی کی اصل رکھنے والا (پاک عقلمند) کو پوشیدگی اور
پنہانی کے پردہ سے ظہور و پیدائی کے محل پر رکھتا ہے اور نیستی اور پوشیدگی کے میدان سے ظہور و ہستی
کی جلوہ گاہ مین لاتا ہے اور اُس کو جہان کی پیدائش کا وسیلہ (سبب) بناتا ہے اور اس بزرگ کا نام
برہما ہوتا ہے اور اُن کا اعتقاد یہ ہے کہ اس برہما کی عمر سو برس کی ہوتی ہے جس کا ہر سال ایک سَو ساٹھ
روز کا ہوتا ہے اور ہر ایک روز چار ذکر کئے گئے دَور کا ہوتا ہے اور ہر ایک رات دن کے موافق ہزار لکھے
گئے دَور کی ہوتی ہے اور اُن کے خیال کے موافق اُن برہماؤن کا شمار جو پیدا ہو چکے ہین انسانی علم کے
دائرہ سے باہر ہے اور کہتے ہین کہ جو کچھ معتبر لوگون سے برہما کے احوال کا مفصل بیان ملا ہے یا پایا گیا ہے
موجودہ برہما ایک ہزار اور ایک ہے اور اس عجیب غریب شخص کی عمر سے آج کے روز پچاس برس اور آدھا
روز گزرا ہے اور اس خدائی کارنامے (اکبرنامہ) کے لکھنے والے نے ان دونون روایتون کو خود ہندوستان
کے ایک پرہیزگار سچ بولنے والے عالم شخص سے اُن کی اعتبار کے لائق کتابون سے ترجمہ کرا کر لکھا ہے
اور جو کچھ شیخ ابن عربی اور شیخ سعد الدین حمویہ کی تصانیف کے اندر جو بڑے خدا کے مقرّب بندون اور بڑے
صاحبان کشف و وجد سے ہین آلہی روزون اور ربّانی روزون کی شرح و تفصیل مین لکھا ہوا ہے اسی طور پر
ہے کہ ہر ربّانی روز ہزار برس کا ہے اور ہر آلہی روز پچاس ہزار برس کا ہے اور نفائس الفنون کے لکھنے والے
نے بیان کیا ہے کہ تاریخ خطائی مین ایسا لکھا ہے کہ ابوالبشر (آدمیون کے باپ) آدم کے زمانے کے آغاز
سے اس زمانہ تک کہ ساٹ۶۳ سو پینتیس ہجری ہے آٹھ سو ترسٹھون اور نو ہزار آٹھ سو برس ہین اور ون اُن کے
ہان دس ہزار برس کا ہے اور اس طرح کی مختلف روایتین اور حکایتین خدا کی قدرت کے چوڑے میدان مین
(خدا کی بڑی چوڑی بادشاہت مین) عجب نہین ہین کہ سچّائی کی صورت رکھتی ہون (سچی ہون) اور بہت
سے آدم ظہور مین آ چکے ہون۔ جیسا کہ امام جعفر صادق سے اُن پر سلام ہو نقل کیا گیا ہے کہ آدم سے پہلے جو
ہمارے باپ ہین ہزار پر ہزار آدم ہو چکے ہین اور شیخ ابن عربی فرماتے ہین کہ عجب نہین ہے کہ ربّانی ہفتہ
کے بعد کہ سات ہزار برس کا ہوتا ہے اور سات چکر کھانے والے ستارون کی سلطنت کا دَور ہے ایک کی نسل

آخر ہووے اور دوسرا آدم ہستی (زندگی) کا خلعت پہنے اور اب بات کی درازی اور کلام کی کوتاہی کے سبب سے ان باون شخصون کے مبارک احوال کا تھوڑا سا حال کہ آدمؑ سے حضرت شاہنشاہی تک ہین بغیر اس کے کہ لمبے چوڑی تاریخون اور کتابون کی طرف رُخ کرون (اس لئے اُن مین کچھ ٹھیک باتین نہین ہین) اس نادر کتاب (اکبرنامہ) مین لاتا ہون تاکہ واقفیت کی بڑھنے کا سبب ہووے اور اس شناسائی کی (واقفیت کی) روشنی کو حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے احوال کی تمام اور پوری کرنے والی باتون سے سمجھ کر مختصر طور پر کہ مجھ لکھنے والے کا طریقہ ہے بیان کرتا ہون۔

حضرت آدم علیہ السلام (اُن پر سلام ہو) کے احوال کا ذکر

ایسا مشہور ہے کہ اس سے سات ہزار اور کچھ برس پہلے خدا کی کاملہ قدرت کے وسیلے سے بغیر باپ کی پیٹھ اور مان کے بچہ دان کے علاقہ کے اربعہ عناصر (خاک - ہوا - پانی - آگ) کی برابری سے ایک ترکیب پایا ہوا ہستی مین آیا (ظہور مین آیا) اور اُس کے جسم کی قابلیت کے کمال کے موافق بہت فیض پہنچانے والے (خدائے تعالیٰ) کے فیض کے سرچشمے سے رُوح پہنے والی ہوئی - اور انسان کے لقب اور آدم کے نام سے پکارا گیا ایسے وقت مین کہ جدے کا اوّل درجہ مشرقی کنارہ پر برابر ہوئے والا تھا اور زُحل اُس جگہ مین تھا اور مشتری بُرج حوت مین اور مریخ بُرج حمل مین اور قمر (چاند) بُرج اسد مین اور شمس (سورج) اور عطارد بُرج سُنبلہ مین اور زہرہ بُرج میزان مین اور بعض نے کہا ہے کہ اُس وقت مین سا بہے ستارے شرف (بزرگی) کے درجون مین تھے اور ظاہر ہے کہ یہ بات ہیئات اور نجوم کے جاننے والون کے قاعدہ کے موافق درست نہین ہے اس لئے کہ عطارد کی نسبت مشکل ہے اس لئے کہ حضرت نیّرِ اعظم (بہت بڑے نورانی ستارہ یعنی آفتاب) کا شرف (بزرگی) بُرج حمل مین اور عطارد کا شرف بُرج سُنبلہ مین ہے اور عطارد آفتاب سے ستائیس درجون سے زیادہ دُور نہین ہوتا ہے پس آفتاب کے شرف کے وقت مین اُس کا (عطارد کا) شرف کیسے ہو سکتا ہے اور اسی طرح سے عطارد کے شرف کے وقت مین آفتاب کا شرف واقع نہین ہوتا ہے یقیناً اس کہنے والے کی نظر نجومیون کے اُس خاص قاعدہ پر پڑی ہے کہ عطارد جس کے ساتھ ملتا ہے اُسی کا حال (یعنی سعادت یا نحوست) اختیار کر لیتا ہے پس ہو سکتا ہے کہ عطارد اِن ستارون سے ایک ستارہ کے ساتھ جو شرف مین تھے ملنے کی نسبت رکھنے والا ہوا ہو - اور وہ (آدم) بلند قد - گندمی رنگ - گھونگھر والے بال کا خوبصورت چہرہ رکھنے والا تھا - اور اس باون کے باپ کی قد کی لمبائی مین اختلاف کیا ہے (ترجمہ صفحہ شصت وسوم کشوری) بعضون کا اتفاق ہے کہ ساٹھ گز کا تھا - اور برتر خدا نے اُس کی بائین پسلی سے

حضرت حوّا کو پیدا کیا اور اُس کے ساتھ بیاہ دیا اور اس سے بچے پیدا ہوئے اور اس بزرگ (آدم) کے احوال مین تاریخ والون نے بہت سی عجیب غریب باتین بیان کی ہین جو اگرچہ خدا کی قدرت کی چوڑائی پر نظر کرنے سے دور نہین معلوم ہوتی ہین لیکن ایک تجربہ کار دُنیا کے مزاج کا جاننے والا جہان کی عادت یا طریق پر نظر کر کے حساب کے اعتبار سے اُس کے قبول کرنے مین کچھ پس و پیش کرتا ہے۔ نقل کیا گیا ہے کہ اُس کی موت کے وقت چالیس ہزار بیٹے اور پوتے موجود تھے اور اُس کے بے واسطہ بیٹے یعنی وہ لڑکے جو خاص آدم کی پشت سے تھے اکتالیس تھے اکیس بیٹے اور بیس بیٹیان۔ اور ایک قول کے موافق اُنیس بیٹیان تھین اور شیث سب سے بڑا تھا اور بعضون نے کہا ہے کہ اُس کی تعقیلات (فلوسفی) وغیرہ مین اور اَور عجیب علمون مین تصانیف (کتابین) ہین جیسا کہ بڑا زبردست عالم شہروری تاریخ الحکما مین نقل کرتا ہے۔ کہتے ہین اُس کی وفات ہندوستان مین ہوئی اور کوہ سراندیپ کی چوٹی پر جو قطب جنوبی کی طرف واقع ہے مدفون ہوا۔ اور اب وہ جگہ قدمگاہِ آدم (آدم کی قدم کی جگہ) کے نام سے مشہور ہے اکیس روز بیمار رہے اور اُس کے بعد حوّا نے ایک سال اور ایک قول کے موافق سات سال اور ایک روایت کے موافق تین روز کے بعد وفات پائی اور شیث نے کہ قائمقام (ولیعہد) اور وصی (مرنے والا جس کو اپنے گھر کا کارگزار و منتظم بنایا جاوے) تھا اُس کو آدم کے ہمسایہ مین دفن کیا اور نقل ہے کہ نوح طوفان کے زمانے مین اُن کے تابوت (جنازے) کو کشتی مین لایا اور اُس کے بعد وہ اُنھیں مین اور ایک روایت کے موافق بیت المقدس مین اور ایک قول کے موافق نجف کوفہ (اعلیٰ زمین کوفہ) مین دفن کیا۔ شیث۔ سب بیٹون سے شریف تر بیٹا آدم کا ہے ہابیل کے واقعہ کے بعد پیدا ہوا نقل کرتے ہین کہ جبکہ حوّا حاملہ ہوتی تھی ایک بیٹا اور ایک بیٹی جنتی تھی مگر شیث کہ اُس کو اکیلا جنا اور قابیل کی بہن اقلیمیا اُس کے نکاح کی لڑی مین آئی۔ جب آدم کی عمر ہزار برس کی ہوئی اُس کو اپنا ولیعہد (یا قائمقام) بنایا اور سب کو اُس کی فرمانبرداری اور پیروی کرنے کا حکم دیا۔ آدم کے بعد ظاہر اور باطن کے جہان کا بند و بست اُس کی مضبوط رائے پر ٹھہرایا قرار پکڑنے والا ہوا۔ وہ ہمیشہ ظاہر کی آسودگی اور باطن کی آبادی مین دلی توجہ خرچ کرتا تھا نوح کے طوفان مین اُس کی اولاد کے سوا کوئی باقی نہ رہا۔ اور اُس کو اَوریا سے اول کہتے ہین اور اَوریا سُریانی زبان مین مُعلّم کے معنی (سکھلانے والے اُستاد کے معنی) مین ہے ہمیشہ طبعی اور ریاضی اور الٰہی علمون مین مشغول رہتا تھا اور اکثر وقتون مین ملک شام کے اندر قیام رکھتا تھا۔ اُس کے بچون (نسل) سے بہت سے دُنیا کے کاروبار کو چھوڑ کر تنہائی کے گوشہ مین ریاضت (نفس کُشی) مین مشغول ہوئے۔ اور جب اُس کی بزرگ عمر سے نو سو بارہ برس گزرے اُس نے جہان کو رخصت کیا (انتقال کیا) اور بعض یہ کہتے ہین کہ وہ آدم کا پوتا ہے اور اُس کا باپ صلحا تھا اور سچ تو یہ ہے نہ یہ بات راستی کی روشنی

سے روشنی رکھتی ہے (یعنی بے بنیاد ہے) انوش۔ شیث کی چھ سو برس کی عمر مین نیستی کے خلوتخانے سے
ہستی کے جلوہ گاہ (محل) مین آیا تھا (پیدا ہوا تھا) بات کے بیان کرنے والون کی ایک جماعت اس پر ہے
کہ اُس کی مان ایک پاک نسل عورت تھی جس نے آدم کی طرح سے بغیر مان اور باپ کے زندگی کا خلعت پہنا تھا
(پیدا ہوئی تھی) وہ باپ کے بعد وصیت کے موافق خلافت (خلیفہ ہونے۔ قائمقام ہونے) کی مسند آراستہ
کرنے والا ہوا (قائمقام ہوا) اور جس شخص نے کہ پہلے پہل اس دور (دنیا جہان) مین حکم چلانے یا حکومت
کی بنیاد رکھی وہ تھا کہتے ہین کہ چھ سو برس اقبال کے تخت کی کامروائی رکھتا تھا (چھ سو برس بادشاہی کی)
اور یہود اور نصاریٰ کے قول کے موافق نو سو پینسٹھ ٩٦٥ برس اور ابن جوزی کے قول کے موافق نو سو پچاس ٩٥٠ برس
اور قاضی بیضاوی کے قول کے موافق چھ سو برس عمر پائی اور اُس کے ہان بچے بہت ہوئے۔

قینان۔ انوش کے سارے بچون سے زیادہ روشن دل رکھنے والا اور خوش قسمت اور بڑے حوصلے اور ہمت
والا تھا۔ یہ بزرگ نسل رکھنے والا پایہ بہادر شخص باپ کے کوچ کرنے کے بعد وصیت کرنے کے مطابق جہان والون
کے بڑے بڑے کامون کے بندوبست مین مشغول ہوا۔ اور بزرگ باپ دادون کی پیروی اور فرمانبرداری کے
راستہ پر چلا اُس نے بابل بسایا اور شہر سوسُل کی بنیاد ڈالی۔ پھلواریون اور مکانون کی ایجاد بھی اُسی کی طرف
نسبت کرتے ہین (کہتے ہین کہ مکان اور باغ بھی اُسی نے سب سے پہلے بنائے ہین) اور اُس کے زمانے
مین آدمی کے بچے بہت ہوئے یا بہت بڑھے۔ اُس نے اپنی دانائی سے اُن کو (زمین پر) متفرق کیا اور
آپ شیث کی اولاد کے ساتھ بابل کی حدود مین قیام فرمایا اور نو سو چھبیس برس زندگانی کی اور بعضے اس پر
اتفاق کرتے ہین کہ چھ سو چالیس زندگی کا پانی پیتا رہا اور ایک جماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ سو برس
کے قریب زمانے کی پریشانیون کا جمع لانیوالا رہا (اُس نے سو برس کے قریب سلطنت کی) مہلائیل۔
قینان کے لڑکون مین سب سے بہتر تھا جب اُس کی عمر نو سو ٩٠٠ برس کی ہوئی قینان نے اُس کو اپنی جگہ مین
مسند نشین کیا (تخت پر بٹھایا) اور اُس نے تین سو برس دُنیا کی بادشاہی کی اُسکی عمر نو سو چھبیس ٩٢٦ برس کی ہوئی
یا آٹھ سو چالیس برس کی یا آٹھ سو پچانوے ٨٩٥ برس کی۔ جرید۔ مہلائیل کی اولاد مین سب سے زیادہ نیک چلن
تھا بزرگ یا معزز باپ کے حکم کے موافق جہان کا انتظام بخشنے والا ہوا۔ وہ دریا اور نہرین ظہور مین لایا (اُس نے
نہرین اور چھوٹی نہرین بنائین) اور نو سو دو برس اور ایک قول کے موافق نو سو باسٹھ ٩٦٢ برس کی عمر پائی اور یہ سب
اقبال کے خاندان کے بزرگ نسل رکھنے والے آدم کی زندگی کے زمانے مین نیستی کی پوشیدگیون سے ہستی
کے ظہور مین آئے تھے (یہ سب بزرگزادے آدم کی زندگانی مین پیدا ہوئے تھے) اخنوخ کہ ادریس کے
نام سے مشہور ہے۔ ممتاز بیٹا جرید کا ہے کہ آدم کی موت کے بعد پیدا ہوا اگرچہ ساری اولاد سے چھوٹا تھا

۶۵ لیکن دانائی۔ رائے میں سب سے بڑا اور نصیب اور دانائی میں سب سے زیادہ تھا (ترجمہ صفحہ شصت و پنجمین از کشوری) اور شیث کے بعد جس نے کہ نئی شریعت دی وہی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ ادریس آدم کے وقت مین سو برس کا تھا اور بعضون نے تین سو ساٹھ برس کا بتاتا ہے۔ سلطنت کے قوانین اور حکمت کی باریکیون مین یکتا تھا اگرچہ بعضے مقامون مین سارے علمون اور صنعتون کو آدم کی طرف منسوب کرتے ہین لیکن ایک بہت مشہور قول کے موافق ستارہ کے پہچاننے کا علم اور لکھنے پڑھنے اور کاتنے بننے اور سینے کا فن وہ ظہور مین لایا ہے اور اُس نے غاریمون مصری سے کہ اُس کو اوریاے ثانی (دوسرا اوریا) کہتے ہین دانائی سیکھی۔ اور اُس کے بزرگ لقبون سے ہرمس الہرامسۃ ہے اور اُس کو اوریاے سوم (تیسرا اوریا) بھی کہتے ہین اور اُس کو خدا شناسی مین بلند درجہ حاصل ہوا۔ اور اُس نے بہتّر قسم کی زبان مین لوگون کو خدا پرستی کی دعوت کی (یعنی بہتّر طرح کی زبانون مین لوگون کے سامنے خدا پرستی کے لئے وعظ و نصیحت کی) اور نشو شہر آباد کئے۔ اور اُن شہرون مین سب سے چھوٹا شہر رُہا ہے جو جزائر کے شہرون سے ہے بعضے اُس کو داخل حجاز سمجھتے ہین۔ اور یہ شہر ہلاکو خان کے زمانے تک آباد تھا اور کہتے ہین کہ ذکر کئے گئے خان نے اُس کو مُلکی مصلحتون اور لوگون کی بہبودی کے لئے ویران کیا اور اُس نے (ادریس نے) آدمیون کے ہر گروہ اور لوگون کی ہر جماعت کو ایک خاص طور پر اُنکی استعداد کی موافق ہدایت (رہنمائی) کی نقل کرتے ہین کہ اُس نے بڑے نورانی ستارے جہان کے عطیہ بخشنے والے (یعنی آفتاب) کی تعظیم و بزرگی کرنے کی ہدایت کی کیونکہ بہت سے لوگ اُس سے پہلے اُس کی (آفتاب کی) روحانی اور جسمانی برکتون کے معلوم کرنے سے بے نصیب رہکر اُس روشنیون کی روشنی کے شکر گزاری کے طریقے (آفتاب کی شکر گزاری کے طریقے) بجا نہین لاتے تھے اور وہ خود اُس کو (آفتاب کو) ظاہری اور باطنی دولت کا سرمایہ اور سبب سمجھتا تھا اور آفتاب کے ایک بُرج سے دوسرے بُرج مین جاتے کے وقت کہ خاص فیض کے ظاہر ہونے کا وقت ہوتا ہے خاصکر کہ جب آفتاب بُرج حمل جاتا ہے ایک بڑا جشن کرتا تھا اور جب چلنے والے ستارے کہ اُس کے (آفتاب کے) روشنیون کے خوان کے فیض پانیوالے ہین جبکہ اپنے گھرون مین یا اپنے بزرگ ہونے کے مقام مین پہنچتے تھے اُن کو بزرگ سمجھ کر خدا کی نادر موجودات کا شکر بجا لاتا تھا اور اُن وقتون کو خدا کے احسانون اور نعمتون کے ظاہر ہونے کی جگہ اور مقرری وقت جانتا تھا۔ اور اُس کے سبب روز بلند روحون اور پاک جسمون (یعنی ستارون) کی خدمت (تعظیم و تکریم) مین گزرتے تھے اور اہرام مصری کے گنبد کہ ہرمان کے گنبد کے نام سے مشہور ہین اُس کے بنائے ہوئے ہین اور اُس نے اُس بلند عمارت مین ساری صنعتون اور اُن کے اوزارون کی صورتین بنائی ہین۔ تاکہ اگر دل سے اُن کا خیال جاتا رہے تو پھر لاسکیں۔ لکھا گیا ہے کہ اُس نے اپنی سلطنت کے بزرگون سے

۶۶

ایک بزرگ کو اپنی جگہ مقرر کیا کہ اُس نے ذکر کئے گئے گنبدون کی بنیاد ڈالی اور وہ خود تمام جہان کی سیر فرما کر مصر کو واپس آیا اور ابو معشر بلخی نے بیان کیا ہے کہ ہرامسہ بہت ہین لیکن ان مین سے زیادہ فاضل تین شخص ہین (ترجمہ صفحۂ شصت و ششمین ازکشوری) پہلا ہرمس ہرامسہ کہ وہ اَدریس ہے اور فارس کے لوگ کہتے ہین کہ کیومرث کا پوتا یا نواسہ ہے اور دوسرا ہرمس بابلی ہے کہ طوفان کے بعد شہر بابل کا آباد کرنا اُس کے آثار (نشانون) سے ہے اور فیثاغورس اُس کے شاگردون سے ہے اور اس ہرمس بابلی کی کوشش سے جو کچھ کہ علمون سے نوح کے طوفان مین مٹنے والا ہوا تھا۔ اُس کا وطن شہر کلدانیین تھا کہ اُس کو مدینۂ (شہر) فلاسفۂ مشرق کہتے تھے تیسرا ہرمس مصری اُستاد اسقلینوس۔ وہ بھی سارے علمون مین خاص کر کے طب اور کیمیا مین بڑی کامل مہارت رکھتا تھا اور جاے پیدایش ہرمس الہرامسہ کی شہر مُنیف ہے کہ اس وقت مناف کے نام سے مشہور تھا اور مصر کے ملکون سے تھا۔ اور اُس شہر کو اسکندر کے اباد ہونے سے پہلے مدینۃ الحکما کہتے تھے اور اُس کے بعد کہ اسکندر نے اس کو بنایا سارے منیف کے حکیمون وغیرہ کو اسکندریہ مین لایا۔ اور اُس کی باتون سے ہے۔ کہ سب سے بہتر نیکون مین تین چیزین ہین غضب کے وقت مین راستی اور تنگدستی کے زمانے مین بخشش اور قدرت کے وقت مین معاف کرنا۔ اور اُس کے اس غم کے بھرے گھر (دُنیا) سے جانے کی تواریخ مین ایک ایسی عجیب حکایت لکھی ہے کہ عقلمند اُس کے قبول کرنے مین رُکتے ہین ایک روایت کے موافق اس وقت مین آٹھ سو[۸۰۰] پینسٹھ[۶۵] برس اور ایک قول کے موافق چارسو پانچ[۴۰۵] برس اور ایک گروہ کے نزدیک تین سو پینسٹھ[۲۶۵] برس تھے۔ متوشلخ بیٹا اخنوخ کا۔ اُس کے بیٹے بہت تھے چنانچہ دشواری سے شمار مین آتے تھے بزرگوار باپ کے بعد قوم کا بزرگ ہوا اور لوگون کو خداپرستی کی دعوت (تعلیم) کی جب اُس کی عمر نوّے[۹۰] برس کی ہوئی اُسکے ہان ایک بیٹا پیدا ہوا اُس نے اُس کا لمک نام کیا اور اُس کے بعد اَوَر دو سو نوّے[۲۹۰] برس جیتا رہا۔ لمک۔ مرتبے کی بلندی اور تعریف وصفت کی بزرگی مین اپنے زمانے مین یکتا تھا باپ کے بعد سرداری کی مسند نے اُس سے پائداری پائی اور اُس کی زندگانی کی مدت سات سو اسی برس ہوئی اور ایک گروہ اُس کو لمکان اور لامک اور لانخ بھی کہتا ہے۔ نوح بن لمک آدم کی وفات کے ایک سو چھبیس[۱۲۶] برس بعد طالع اسد مین پیدا ہوا اور وہ عبادت کی رسمون کا نیا کرنے والا اور خداپرستی کی بنیاد کا مضبوط کرنے والا ہوا اور لوگون کے ہدایت کرنے کا بیان خداپرستی کے لیئے اور اُس کی قوم کی نافرمانبرداری کرنا اور طوفان وغیرہ کا ظاہر ہونا مشہور ہے اور تواریخ والون نے تین طوفان نشان دیئے ہین۔ پہلا وہ طوفان جو اس مشہور آدم سے پہلے ظہور مین آیا تھا چنانچہ زبردست عالِم سہروردی کہتا ہے کہ آدم پہلے طوفان سے جہان کے خراب ہونے کے بعد پہلے دَور مین ظاہر ہوا۔ اور دوسرا طوفان نوح کے زمانے مین تھا کہ اُس کا آغاز کوفہ مین ہوا نوح کے گھر

کے تنور سے۔ اور چھٹے مہینے تک رہا۔ اور اسّی آدمی کشتی میں تھے اور اسی سبب سے نکلنے کے بعد جس جگہ مین کہ وہ ٹھہرے اُنھون نے اُس کا نام سوق الثمانین (اسّی آدمیون کا بازار) رکھا۔ اور تیسرا طوفان موسیٰ علیہ السلام کے زمانے کا ہے کہ مصریون کے لئے خاص تھا اگرچہ زمانے کے نقل پرستون نے کہ نقل مین ایک طوفان برپا کرتے ہین (دُنیا کے مُورّخ کہ ایک چھوٹی سی بات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہین) اُن دونون طوفانون کو بھی سارے جہان کے ساتھ نسبت دیتے ہین لیکن ظاہر ہے کہ ایسا نہین ہے۔ اس لئے ہندوستان مین کہ کتابین کتنے ہزار برس کی موجود ہین اُن دونون طوفانون کا اُن مین کہین نشان (پتہ) نہین ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ تھوڑی مدت مین اُن اسّی شخصون نے کہ کشتی کے سوار ہونے والے تھے سب کے سب نے زندگی کی امانت واپس دی (مرگئے) سوامے ساٹھ شخصون کے۔ نوح اور اُس کے تین بیٹے یافث اور سام اور حام اور اُن کی عورتین۔ نوح نے شام اور جزیرہ و عراق و خراسان سام کو دیا اور دیار مغرب و حبشہ و ہند اور سرزمین سودان حام کو عطا فرمائی۔ اور چین اور سقلاب اور ترکستان کو یافث کو دیا اور اب مورّخون کے خیال کے موافق ان مقامات کے اصلی رہنے والے اُن کی اولاد سے ہین اور آدم کی اولاد کی نسبت طوفان کے بعد سے انھین تین شخصون کی طرف ہے جب اُس کی (نوح کی) عمر ایک ہزار چھ[۱۶۰۰] سو برس تک پہنچی یا ایک ہزار تین[۱۳۰۰] سو برس کی ہوئی اور اُس کی عمر کے بارے مین دوسرے قول بھی مورخون نے لکھے ہین اور کہتے ہین کہ طوفان کے بعد دو سو پچاس برس یا تین سو پچاس برس جیتا رہا۔ اور حاصل کلام آدم کے مرنے کے ایک سو چھبیس[۱۲۶] برس بعد یا آدم کے آخری زمانے مین پیدا ہوا اور جب وہ پچاس[۵۰] برس کا ہوا یا ایک سو پچاس[۱۵۰] برس کا یا دو سو[۲۵۰] پچاس برس یا تین سو[۳۵۰] پچاس کا لوگون کی رہنمائی کی مسند پر بیٹھا۔ اور نو سو پچاس[۹۵۰] برس تک جہان والون کو ہدایت کرتا رہا لیکن حام کے نو[۹] لڑکے ہوئے۔ ہند[۱]۔ سند[۲]۔ زنج[۳]۔ نوبہ[۴]۔ کنعان[۵]۔ کوش[۶]۔ قبط[۷]۔ بربر[۸]۔ حبش[۹]۔ اور بعضون نے حام کے چھ بیٹے لکھے ہین سندھ اور کنعان کا ذکر نہین کرتے ہین۔ اور نوبہ کو حبش کا بیٹا بتاتے ہین اور سام کے ہان بھی نو لڑکے ہوئے ارفخشد اور کیومرث کہ عجم کے بادشاہون کا باپ ہے اور اسود کہ مدائن وغیرہ اُس کے آباد کئے ہوؤن سے ہے۔ اور اہواز اور پہلو اُس کے لڑکون سے ہین اور فارس پہلو کا بیٹا ہے اور یفین کہ شام اور روم اُس کے لڑکے ہین اور بورج کہ مورخون کے درمیان اُس سے سوائے ایک نام کے نہین رہا ہے اور لاوز کہ مصر کے فراعنہ (جمع فرعون لقب ہے بادشاہ مصر کا) اُس کی نسل سے ہین اور علیم کہ جس نے خوزستان بسایا خراسان اور تنبال اُس کے بیٹے ہین اور عراق خراسان کا بیٹا ہے اور کرمان اور مکرام تنبال کے بیٹے ہیں اور ارم کہ قوم عاد اُسکے پوتون سے ہے اور لود کہ آذربیجان وران وارمن وفرغان اُسکے بیٹے ہین بعضے سام کے بھی چھے بیٹے بتاتے ہین کیومرث اور بورج اور لاوز کا ذکر نہین کیا ہے۔ اور مختصر یہ ہے کہ ان دو گروہون کے

بیٹون مین بہت اختلاف ہے۔ یافث۔ نوح کی اولاد مین سب سے زیادہ شایستہ تھا میرے حضرت شاہنشاہ
کا بلند سلسلہ اُس سے ملتا ہے اور سارے مشرقی شہرون اور ترکستان کے خانون کی نسبت اُس تک پہنچتی ہے
ور اُس کو ابوالترک (تُرک کا باپ) کہتے ہین اور بعضے مورخون نے اس کو الونجہ خان کہا ہے جس وقت مین کہ یافث
نے شوق الثماین سے مع اہل و عیال کے رخصت مشرقی شہرون اور شمالی شہرون کی کہ اُس کے نامزد
ہوئے تھے پائی اُس نے باپ سے عرض کیا کہ اُس کو ایک ایسی دعا سکھاوے کہ جبکہ وہ چاہے مینہ برسے
نوح نے وہ پتھر کہ جس کا خاصہ مینہ کا لانا یا برسانا تھا اُس کو دیا اور ایسا ظاہر کیا کہ مین نے اسم اعظم اُس پر
پڑھا ہے اور یہ بات اس لئے کہی کہ احمق اور بے شعور لوگ اُس تک سُراغ نہ لے جاکر اُس کی صلاح و مشورت
یا حکم و نصیحت سے باہر نہ جاوین یا حقیقت مین اُس نے اُس پر اسم اعظم پڑھا ہو۔ اور اب وہ پتھر ترکون
کے درمیان بہت ہے اُس کو جدہ تاش کہتے ہین اور فارس کے لوگ سنگ یدہ کہتے ہین اور عرب
حجر المطر کہتے ہین اور اُس نے اُن حدود مین جاکر صحرا نشینی اختیار کی۔ اور جب کہ وہ چاہتا تھا اُس پتھر
کے وسیلے سے خدا کی مہربانی کا بادل برسنے لگتا تھا۔ اُس کے ہان رفتہ رفتہ بیٹے پیدا ہوئے اور وہ ایسے
عمدہ قانون کہ کوتہ اندیشون کو بھی تسلی بخش ہوسکین اور والا فطرت بلند ہمتون کے دل کی خوشی زیادہ
کرنے والے بھی ہوسکین درمیان مین لایا اور اُس کے گیارہ لڑکے رہے۔ ترک اور چین اور صقلاب اور
منسج کہ اس کو منسک کہتے ہین اور کماری کہ اس کو کیال بھی کہتے ہین اور خلج اور خزر اور روس اور سدسان
اور غزو اور یارج اور بعضی کتابون مین آٹھ لڑکے ذکر کئے گئے ہین خلج اور سدسان اور غزو کو بیان نہین کیا
ہے۔ ترک۔ یافث کے سارے بیٹون سے بڑا تھا۔ ترک لوگ اس کو یافث اوغلان کہتے ہین اور ہوشیار
دلی اور کارگزاری اور رعیت پروری مین سارے بھائیون سے امتیاز رکھتا تھا باپ کے کوچ (مرنے) کے بعد
فرمانروائی کے تخت پر بیٹھا۔ اور مردی اور مردانگی اور مظلوم پرسی کی داد دی۔ اور اُس جگہ مین کہ ترک لوگ اُس کو
سیلول یا سلیکای کہتے تھے اور وہان آب روان سرد خوشگوار و گرم عافیت بخش کے چشمے اور دلکش مرغزار
(سبزہ زار) تھے قیام فرمایا اور لکڑی اور گھاس کے گھر ایجاد کئے اور خیمہ ظہور مین لایا اور اُس نے چارپایون اور
درندون کی کھال سے پہننے کی پوشاک سی۔ اور نمک اس کے زمانے مین ظاہر ہوا۔ اور اُس کے آئین
(قاعدہ۔ قانون) مین وہ تھا کہ بیٹے کو ایک شمشیر کے سوا میراث نہ دین اور سارا مال متاع بیٹی کو دینا چاہئے
اور کہتے ہین کہ اُس کا ہم زمانہ کیومرث ہے جس طرح سے کہ کیومرث عجم کے بادشاہون کا اوّل ہے وہ (ترک)
ترکستان کے بادشاہون کا اوّل ہے اور اُس کی عمر دو سو چالیس برس کی ہوئی۔ النجہ خان۔ ترک کے بیٹون
مین سب سے بہتر تھا جب ترک کی زندگی کا پیمانہ پُر ہونے لگا اُس نے بزرگون کی مشورت کے موافق اُس کو

سلطنت کے تخت پر بٹھایا اور اُس نے دُوربین عقل کو اپنا پیشوا بنایا اور عدالت گستری مین زمانہ گزارا۔ اور جب بوڑھا ہوگیا گوشہ نشینی اختیار کی۔ دیب باقوی۔ باپ کی گوشہ نشینی کے بعد اُس کے بلند اشارہ کے موافق فرمانروا ہوا۔ کیوک خان۔ اُس کا لائق بیٹا ہے اُس کے باپ نے جہان کے رخصت کرنے کے وقت مین تخت خانی اُس کو عنایت فرمایا اُس نے سلطنت کی قدر جان کر اُس کے لازمون (ضروری باتون) مین کوشش پیش پہنچائی۔ النجہ خان۔ اس کا بیٹا ہے باپ کے آخری عمر مین ولیعہد ہوا اور وہ داد و دہش کو اندازہ سے باہر لے گیا اور ترک اُس کی دولت کے زمانے مین مست دُنیا ہوئے اور عقلمندی کی راہ سے روگردانی کی اور جب ایک مُدت اُس پر گزری اُس کے ہان دو بیٹے ایک پیٹ سے یعنی جوڑوان پیدا ہوئے ایک کا مغل نام رکھا اور دوسرے کا تاتار۔ اور جب وہ کاردانی (تجربہ کاری) کی حد تک پہنچے اُس نے اپنے ملک کو دو حصّون مین بانٹا آدھا مغل کو دیا اور آدھا تاتار کو۔ اور جب اُن کے بزرگوار باپ نے زندگی کی امانت سونپی (مرگیا) بیٹون نے باہم موافقت کی اور ہر ایک اپنی ولایت مین حکومت کرتا رہا اور چونکہ اس بلند سلسلہ (خاندان) کو تاتار اور اُس کی آٹھ شاخون کے ساتھ نسبت نہین ہے اُن کے ذکر کو موقوف رکھ کر مغل اور اُس کے بزرگ بیٹون کے احوال کی طرف مشغول ہوتا ہے۔ مغل خان۔ فرمانروائے دانا تھا اُس نے اپنی ولایت مین ایسا سلوک (برتاؤ) فرمایا کہ رعایا کے دل اُس کی رضاجوئی اور بندگی کی لڑی مین آئے اور سب کوشش کرتے تھے کہ عمدہ خدمت بجالائین۔ اور مغل کی شاخین نو شخص تھے۔ اُن کا اول مغل اور اُن کا آخر ایل خان ہے اور مغلون نے تقوز (نو) کو اسی سبب سے لیا ہے کہ اُنھون نے اس عدد (نو) کو تمام چیزون مین مبارک جانا ہے۔ اور اُس کو جہان پیدا کرنیوالے نے چار بیٹے دئے۔ قراخان۔ اور خان۔ کرخان۔ آوزخان۔ قراخان عمر مین بھی مغل خان کے سارے بیٹون سے بڑا تھا اور جہانداری کے کام مین بھی بڑائی اور امتیاز تمام رکھتا تھا بزرگ ذات باپ کے بعد فرمانروائی کے تخت پر بیٹھا۔ اور قراقرم کے اندر دو پہاڑون کی حدون مین کہ جن کو ارتاق کرتاق کہتے تھے اپنے قیام کے لئے یلاق (وہ مقام سرد جہان گرمی مین جاکر رہین) اور قشلاق (وہ مقام گرم کہ جہان جاڑے کی موسم گزارین) مقرر کیا۔ اعوز خان قراخان کا بزرگ بیٹا ہے کہ حکومت کے زمانے مین بزرگ بیگم سے پیدا ہوا۔ اور نام رکھنے اور خداپرستی کی راہ مین چلنے کے بارہ مین کہانی بیان کرنیوالے چند ایسی باتین اُس کی طرف نسبت کرتے ہین کہ انصاف پسند کرنے والی عقل اُن کو چندان قبول نہین کرتی اور وہ سب کے اتفاق سے ایک عقل کو دوست رکھنے والا حاکم اور ایک عادل خداپرست تھا۔ اور اُس نے ایسے عمدہ قاعدے اور مبارک قانون کہ طرح طرح کے عالم کے انتظام کا باعث اور رنگارنگ جہانے کے اختلاف کے باہم ملنے جلنے کا سبب ہو لوگون کے درمیان رکھے اور وہ بادشاہان ترک کے درمیان مثل جمشید

سے تھا درمیان بادشاہانِ فارس کے۔ اپنی پختہ عقل اور بلند ہمت اور مبارک نصیب اور ذاتی شجاعت سے مُلک ایران اور توران اور روم اور مصر اور شام اور افرنج اور دوسری ولایتوں کو تصرّف (قبضے) کے دائرے مین لایا اور اکثر اہلِ عالم اُس کی مہربانی کے سایہ مین آئے اور اُس نے تُرکون کو مناسب مناسبتون سے ایسے لقب دیئے کہ آج کے روز تک لوگون کی زبان پر جاری ہین جیسے ایغور اور قنقلی اور قبچاق اور قارلغ اور خلج وغیرہ اور اُس کے ہان چھے بیٹے ہوئے۔ کُن (سورج) آئی (چاند) یلدوز (ستارہ) کوک یا گوک (آسمان) طاق (پہاڑ) اور تنگز (سمندر) تین بڑون کو بوزوق کہتے ہین اور تین دوسرون کو اوچوق۔ اور اُس کے پوتے جو ۲۴ شاخون مین تشلغ در تشلغ ہونے والے ہوئے۔ اور سارے تُرک ان بزرگون کی نسل سے ہین اور لفظ ترکمان قدیم زمانے مین نہین تھا جب اُن کی اولاد ایران مین آئی اور اُس سرزمین مین ان کے ہان بچّے پیدا ہوئے رفتہ رفتہ اُن کی صورت تاجیک (اہل فارس) کی مانند ہوگئی اور چونکہ وہ تاجیک نہین ہے تاجکون نے اُن کو ترکمان کہا یعنی ترک کی مانند۔ اور بعضے یہ کہتے ہین کہ ترکمان لوگ ایک علٰحدہ قوم ہین اور تُرکون کے ساتھ قرابت (رشتہ داری) کی نسبت نہین رکھتے ہین اور نقل کیا گیا ہے کہ اغور خان جہان کے تابع کرنے کے بعد اپنے اصلی مقام کو لوٹا اور دولت کی مسند پر بیٹھا شاہانہ بزم مرتب کی اپنے دولتمند فرزندون اور اخلاصمند امیرون سے ہر ایک کو اور سارے ملازمون کو بادشاہانہ نوازشون سے سرفراز کیا اور بلند نصیحتین اور مبارک وصیتین کہ دولت کی پائداری پر ہنمائی کرنے والی ہون فرمائین اور مقرر کیا کہ دہنا ہاتھ کہ ترکمان لوگ برانغار کہتے ہین اور ولیعہدی بڑے بیٹے اور اُس کی اولاد کے لئے مقرر ہو اور بایان ہاتھ کہ جُورانغار کہلاتا ہے اور وکالت چھوٹے بیٹون کے لئے قرار دی۔ کہ پُشت بہ پُشت اس قاعدے پر قائم ہون اور اس وقت ان ۲۴ فرقون سے آدھا دہنے ہاتھ کیساتھ تعلق رکھتا ہے اور آدھا بائین ہاتھ کے ساتھ۔ تہتّر برس یا بہتّر برس بادشاہی کی ضروری باتین بجا لاکر اس جہان کو رخصت کیا۔ کُن خان وصیت کے موافق باپ کی جگہ بیٹھا۔ اور فرماندہی اور جہانداری مین اپنی دُور بین عقل اور ارقیل خواجہ کی پختہ تدبیرون کے وسیلے سے کہ اغور خان کا وزیر تھا مقصدور ہوا۔ اور بھائیون اور بیٹون اور بھتیجون کے ساتھ کہ ۲۴ شخص تھے اس لئے کہ ان چھے بھائیون سے ہر ایک کے چار بیٹے تھے ایسا سلوک (برتاؤ) کیا کہ ہر ایک اپنی حالت جانکر سلطنت کے کاروبار کے انتظام مین آپس مین مددگار تھے اور ستر برس مقصدور و دولت ہو کر آئی خان کو اپنا ولیعہد بنایا اور گزر گیا آئی خان جاگتے نصیبہ اور پائدار دولت کی قوّت سے اپنے بزرگوار باپ کا قاعدہ و قانون رکھتا تھا اور الصاف کو اپنی خوش خصلت کے ساتھ آراستہ کئے تھا اور دانائی کو نیک کامون کے ساتھ جمع لائے ہوئے تھا یلدوز خان بڑا بیٹا اور جانشین اُس کا تھا اُس نے آداب جہانداری اور دادگستری مین بلند درجہ پایا منگلی خان۔ یلدوز خان کا عزیز بیٹا تھا اُس کے بعد حکومت کے تخت پر بیٹھا۔ اور خدا کی مہربانی کی نظر اور خداشناسون کی تعریف کی بدولت

امتیاز پایا یا تنگز خان بزرگ باپ کے کوچ کے بعد سلطنت کے کاروبار کے انتظام کا انجام دینے والا ہوا ایک سو دس
برس مغولستان مین دولت کا تاج سر پر رکھتا رہا - ایلخان - باپ نے پیری اور ناتوانی کے وقت مین جہانبانی کے
کاروبار کا سرانجام اُس کو عطا کیا اور خود کثرت کے زمانے کی عذر خواہی (معذرت چاہنے - معافی چاہنے) کے لئے
وحدت کے گوشہ مین بیٹھا (یعنی خود دنیا کے کاروبار مین مدت دراز تک مشغول رہنے کی عذر خواہی کے واسطے
خلوت کی طرف متوجہ ہوا کہ یاد آلٰہی مین بسر کرے) قیان - فرزند دلنشین ایلخان کا ہے - کہ خدا کی پوشیدہ حکمت کے
تقاضے سے سختیون کے ٹھہرنے یا اُترنے کی جگہ ہوا - جب دانا خدا چاہتا ہے کہ جوہر انسانی کو باطنی کمال تک
پہنچاوے - اوّل چند مرادون کو نامرادی کے پردے کے اندر ظاہر کرتا ہے - اور کتنے ایک پاک طبیعت بزرگون
کو اُس بزرگ پر فدا کر کے اُس کو ظاہر ہونے کا خلعت عطا کرتا ہے اس حال کا مصداق ایلخان کا قصّہ ہے کہ
جب تخت آرائی کی نوبت اُس تک پہنچی - وہ ایسے قاعدے کے ساتھ کہ ظاہری عالم اُس سے آراستگی پکڑے
اور باطنی ملک نگاہ داشت قبول کرے - زندگانی کرتا تھا - اور پریشان دلون کو جمع لاتا تھا یہان تک کہ فریدون
کے بیٹے تور نے ترکستان اور ماوراءالنہر پر غلبہ پایا اور تاتار کے بادشاہ سونج خان اور الیغور کے اتفاق سے
ایلخان کے ساتھ بڑی لڑائی لڑا - اور مغل فوج ایلخان کے شریفانہ برتاو کے سبب سے کہ اُن کے ساتھ کرتا تھا
جان توڑ کر لڑی - اور ترکون اور الیغور اور تاتار سے بہت سے لوگ اس لڑائی مین مارے گئے - اور لڑائی کے
درمیان تور اور تاتار نے مقابلہ نہ کر کے بھاگنا اختیار کیا اور مکر و حیلے مین ہاتھ مار کر مکّاری کی راہ سے بھاگنے کی
طرف متوجہ ہوئے - اور کچھ راہ چل کر ایک نیچی زمین مین اُترے - اور آخری رات یکایک ایلخان کے لشکر پر
چھاپا مارا اور اتنے لوگ مارے گئے کہ ایلخان کے لوگون سے + سوائے اُس کے بیٹے اوقیان اور اُس کے ماموں
کے بیٹے تکوز اور اُن کی دو بیویون کے کہ اُنھون نے اپنے آپ کو مُردون کے درمیان پوشیدہ کیا تھا کوئی
شخص جان سلامت نہ لے جا سکا - جب رات ہوئی اُن چار شخصون نے اپنے آپ کو پہاڑ پر پہنچایا اور بڑی
تکلیفین اُٹھا کر جبکہ وہ نشیبون (ٹیلون) اور چھوٹے درّون سے گزرے اُن کو ایک ایسا سبزہ زار کہ جس مین
خوشگوار چشمے اور بہت میوہ تھا نظر آیا ناچار اُنھون نے اُن تازہ بے عیب مقامون کو وقت کے تقاضے کے
موافق غنیمت جان کر قیام کی بنیاد ڈالی اور ترک لوگ اس جگہ کا ارکنہ قون نام رکھتے ہین اور کہتے ہین کہ آغوز خان
کی موت کے ہزار برس بعد یہ ہولناک واقعہ ہوا - عقلمند جانتا ہے - کہ اس عجیب واقعہ مین میرے حضرت
شاہنشاہ کے گوہر جامع (خوبی و بزرگی کی جمع کرنیوالی ذات) کی پیدائش کی تدبیر تھی - تاکہ فدا ہونے کی نسبت
بھی بجا آوے اور مشقت اور عزلت اور غربت (مسافرت) کے مرتبے بھی اس نادر طرز مین جمع ہو وین - تاکہ میرے
حضرت شہنشاہ کا گوہر یکتا کہ اس بزرگ خاندان کے پیدا کرنے کی اصلی غرض وہی ہے اور اس خدا کی تعریف کے

دفتر کا بھی سرمایہ ہے ہستی کے تمام درجون کا جمع کرنے والا ہووے اور لوگون کے اُن گروہون کی کہ اس حالت
مین ہون قدر جاننے والا ہو کر ظاہر اور باطن کا مقصد جاری کرنے والا ہووے اور اس طرح سے نامرادی کی کوئی گرد
اُس کے مبارک حال کے نزدیک تک نہ پہنچے۔ مختصر طور پر یہ ہے کہ جب قیان ہمراہیون کے ساتھ اُس زمین
مین رہنے لگا اُن کی اولاد ہوئی اور قبیلے ظہور مین آئے۔ اور وہ لوگ جو قیان کی نسل سے تھے قیات کہلائے اور
جو لوگ کہ تکوز کی نسل سے تھے درلگین کہلائے اور قیان کی اولاد کا حال اس وقت تک کہ ارکنہ قون مین تھے
کہ تقریباً دو ہزار برس ہون گے۔ نظر نہین آیا اور یقیناً کہ اُس زمانے اور جگہ مین دستور لکھنے پڑھنے کا نہ ہوگا
اور تقریباً دو ہزار برس گزرنے کے بعد نوشیروان کے زمانے کے آخر مین قیات اور درلگین نے اس سبب سے
کہ زمین ارکنہ قون مین گنجائش ان لوگون کی نہین رہی تھی ارادہ باہر نکلنے کا کیا اور اُن کے راستے کے سرے
کو اُس پہاڑ نے کہ لوہے کی کان تھا بند رکھا عقلمندون نے فکر و خیال کو عمل مین لا کر بارہ سنگے کی کھال کی
دھونکنیان ایجاد کین اور اُس لوہے کے پہاڑ کو پگھلا کر ایک راستہ بنایا۔ اور اپنے ملک کو شمشیر کے زور اور تدبیر
کی مدد سے تاتار وغیرہ کے ہاتھ سے چھڑایا اور مقصدوری اور جہانبانی کے تخت پر قرار پکڑنے والے ہوئے
اور درست اندیش اندازہ کرنیوالے چار ہزار برس اُس سے پہلے کہ بزرگ قدر دادے اٹھائیس شخص تھے اور ہزار برس
اُس کے بعد کہ بزرگ باپ دادے پچیس ۲۵ شخص تھے ایسا قیاس کرتے ہین کہ اس دو ہزار برس مین پچیس ۲۵ شخص
ہون گے۔ پوشیدہ نہ رہے کہ مغولستان مشرقی طرف مین ہے اور آبادی سے دُور ہے۔ اُس کا دُور سات آٹھ
مہینے کا راستہ ہے۔ اُس کی مشرقی سرحد خطا کی سرحد تک ہے اور اُس کی مغربی زمین الیغور تک۔ اور اُس کی شمالی
قرغز اور سلینکا سے ملی ہوئی ہے اور اُس کی جنوبی تبت کے متصل ہے۔ اُن کی خورش شکار کا گوشت اور
اُن کی پوشش چارپایون اور درندون کی کھال ہے۔ تیمورتاش قیان کی مبارک نسل سے ہے سرداری اور
فرماندہی کے ساتھ سربلند تھا۔ منگلی خواجہ بزرگ بیٹا تیمورتاش کا ہے سربلند تاج اور دولت اور سعادت سے
تھا اور سرداری اور عدالت کی مسند رکھتا تھا۔ یلدوز خان بزرگ طبیعت رکھنے والا بیٹا منگلی خواجہ کا ہے کہ قیات
اور درلگین کے نکلنے کے وقت امیر اور سرداری کے ساتھ سربلند تھا اور قیان کے بعد اُنکی اولاد پشت بہ پشت ارکنہ قون
مین قبیلون کی سردار رہی۔ یلدوز خان کا نصیب کی مددگاری سے دولت کا ستارہ رفتہ رفتہ نیکبختی کے اُفق
(کنارہ آسمان) سے نکلا یا بلند ہوا اور اُس نے مغلون کے قبیلون کو شایستہ بنایا اور بلند شوکت کا حاکم ہوا
اور مغلون کے نزدیک وہ شخص درست نسب اور خان ہونے کے قابل ہوتا ہے کہ اپنا نسب یلدوز خان
تک پہنچاوے۔ جوبینہ بہادر شایستہ بیٹا یلدوز خان کا ہے باپ کی عمر کے پیمانے کے پُر ہونے کے بعد
جہانبانی کے تخت پر کامیاب ہوا۔

حضرت پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی پاک نقاب باندھنے والی آلنقوا

عجیب اور نادر چیزون کا پیدا کرنے والا منصف خدا جو کچھ کہ پوشیدگی کے پوشیدہ مقام سے ظہور کی ظاہر ہونے کی جگہ مین لاتا ہے۔ وہ بہت سی عجیب باتون سے ملا ہوا ہوتا ہے لیکن آدمی اُس غفلت کی وجہ سے کہ عالم کثرت اور لباس تعلّق مین اس عالیشان عمارت کا ستون ہے اُس کے دریافت کرنے سے عاجز رہتا ہے۔ اس لئے کہ اگر اس طرح پر نہ ہوتا تو اُس کو نظر کرنے والا ہونے کے سبب سے فرصت نہ ہوتی اور وہ کسی کام مین مشغول نہ ہوتا۔ جہان کا آراستہ کرنے والا آفریدگار اپنی قدرت کے اکثر عجائب کو اہل عالم کی نظر سے چھپاتا ہے اور بقدر ضرورت کہ ایکبارگی خدا کی اندازہ کی گئی عجیب باتون کے تماشے سے بےنصیب نہ ہین چند پردے غیب کی پوشیدہ جگاہون کی پاک چیزون کے چہرہ سے اُٹھاتا ہے۔ اور پھر بہت دیکھنے کے بعد اُس غفلت سے کہ اُن کی سرشت (خمیر طبیعت) مین امانت رکھی ہوئی تقدیر کی ہے۔ اُسی نظر کو یاد کیئے کو شناسائی (پہچاننے) کا پردہ بناتا ہے۔ اور پھر اُس خدائی عام مہربانی سے ایسی ہزار طرح کی حکمتون کے لئے کہ اُن سے ایک اس جہان کے غفلت کے مارے ہوؤن کی آگاہی ہے ایک نئی پیدائش ظہور مین لاتا ہے اور نقاب اور پردے کو کچھ یون ہی سا اُٹھا کر تعجب کے رنگ سے بھرا ہوا کرتا ہے۔ اُن سب سے عجیب غریب احوال حضرت آلنقوا کا ہے اور وہ مبارک نصیب رکھنے والی بیٹی جوبنہ بہادر کی ہے قیات کی قوم اور برلاس کی نسل سے۔ چھٹپن کے زمانے سے بڑی عمر ہونے تک اُس کی ظاہری اور باطنی خوبی ترقی مین رہی۔ یہانتک کہ فطرت کی بلندی اور ہمّت کی بزرگی کے سبب سے اپنے زمانے مین بےمثل ہوئی۔ اور دوست اور دشمن اور اپنے اور بیگانہ کے اتفاق سے بزرگ طبیعت۔ خرد پرور اور خدا پرست تھی۔ خداشناسی کی روشنیان اُس کے چہرے سے آشکارا اور خدا کے راز اُس کی پیشانی پر ظاہر تھے اور پاکدامنی کے خیمون کی پردہ نشین اور خدا کی طرف لَو لگانے کی خلوت اختیار کرنے والی اور پاک روشنیون کی جائے ظہور اور خدا کے فیض و برکت کے اُترنے کی جگہ تھی۔ جب وہ جوان ہوئی اُنھون نے اُس کی بادشاہون کے قاعدے اور دُنیا و دین کے بزرگون کے دستور کے موافق ذوبون بیان کے برابر کہ مغلستان کا حاکم اور اُس کا چچیرا بھائی تھا شادی کردی اور اُس پاک یکتا گوہر کو دنیوی حاکم کا مصاحب بنایا اس سبب سے کہ وہ اُس کے برابر نہ تھا نیستی کے مُلک کو روانہ ہوا (مرگیا) حضرت آلنقوا کہ عالمِ باطن کی آسائش تھی ملکِ دُنیا کی آرائش بھی ہوئی اور ضرورت کی وجہ سے ظاہری کامون مین مشغول ہوئی۔ اور اپنے قبیلے کی سرداری اور تخت نشینی کی طرف متوجہ ہوئی ایک رات وہ نور پروردِ الٰہی استراحت (آرام کرنے) کے بستر پر پہلو رکھے ہوئے تھی اور

آرام سے تکیہ پر تکیہ کئے تھی کہ ایکبارگی ایک عجیب نور نے بڑے خیمے کے اندر شعاع ڈالی اور وہ نور اُس عرفان اور حضور کے سرچشمے کے مُنہ اور حلق میں داخل ہوا۔ اور وہ پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی عمران کی بیٹی حضرت مریم کی طرح اُس نور سے حاملہ ہوئی خدا پاک ہے جس نے انسان کے پاک نقشون کو آدم سے اس نور پرور وہ تک۔ نعمت اور محنت اور فراخی اور تنگی اور فتح اور شکست اور لطف اور غضب اور ساری مختلف صفتون مین مرتبہ بمرتبہ پرورش دے کر پاک نور کی فیض و برکت کے حاصل کرنے کے قابل بنایا اور اس سے پہلے کہ یہ پاک نور پاکی کے آسمان سے اقبال کا اُترنا فرماوے قیان کو تعلّق کے بسے ہوئے شہر اور اقلیم سے نکال کر بے تعلّقی کے جنگل میدان مین پرورش بخشی اور اتنے اُس کے باپ دادون کو پشت بہ پشت دو ہزار برس تک اُس کوہستان مین صفائے دل بھی بخش کر ملک کا آشنا (شناسا) بنایا اور مرتبہ انسانی کو بھی کونی (دُنیوی) اور الٰہی (روحانی) مرتبون کا جمع کرنے والا کیا جب باطنی پرورش تمام ہوئی حکمت کے تقاضے کے موافق یلدوز خان کو پہاڑ سے شہر مین لاکر تخت آراستہ کرنے والا بنایا یہانتک کہ اس پاک سلسلے کی باری حضرت آلنقوا تک پہنچی۔ وہ خدائی نور اتنے دین اور دولت کے بزرگون کے وسیلے سے بغیر انسانی علاقہ اور نسبت کے عالم ظاہر مین ظہور کرنے والا ہوا۔ میرے حضرت شاہنشاہ کے ظاہر ہونے کا شروع وہ روز تھا کہ مختلف درجون مین رفتار کرنے کے بعد حضرت مریم مکانی کے پاک پردہ (پاک بطن) سے عالم ظاہر اور باطن کے انتظام کے لئے عالم ظہور کی طرف پردہ کشا ہوا۔ ایک افلاطون ایسا آزاد خیال کا آدمی چاہئے یادگار ہے کہ یہ باتین ہوش کے کان سے سُنے کہ زمانہ کا صاحب پردے کے اندر ہے اور زمانے کے لوگ آنکھ کے درد اور باطن کے آزردگی کی وجہ سے پردہ پھاڑنے والے ہین (بیقرار ہین) لیکن اب مین قصّے کے آغاز کی طرف پلٹ کر پھر بیان کرتا ہون کہ اُس پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی کا پاک گھر ہمیشہ مبارک وقتون اور مبارک گھڑیون مین اُس نور کی روشنی سے روشن ہوا۔ اور زمان زمان (ہر وقت) اُس پاک نسل رکھنے والی کا ظاہر اور باطن روشنی پاتا تھا۔ جو لوگ کہ ہمّت کے بازو سے بلند پروازی فرماکر اسباب پرستی سے گزر گئے ہین اور سبب پیدا کرنے والے کے (خدا کے) دیکھنے والے ہین اس طرح کی باتون کو خدا کی قدرت کے وسیع ملک مین عجیب و نادر نہین سمجھتے ہین اور عادت پرستان ظاہر بین کا تعجب اور انکار اُن کے اندازے کے مقابلہ مین اعتبار کے قابل نہین ہے۔ اور جن لوگون نے کہ سبب مین رہ کر آگے قدم نہین بڑھایا ہے لیکن جاگتے نصیب کی رہنمائی کی وجہ سے ظاہری محابے سے چارہ نہین رکھتے ہین وہ لوگ بھی حال کے شروع مین کوئی پس و پیش نہین کرتے ہین۔ خاصکر کے اُنھون نے بے ماں باپ کے بیٹے کو کہ اول آدم ہے قبول کرلیا ہے اور بے ماں کے بچّہ کو جس کو حوّا کہتے ہین قبول کرلیا ہے اب وہ صرف بے باپ کے بچّہ کو کیونکر قبول نہ کرین گے جبکہ وہ ایسے ہی واقعہ کو عیسیٰ اور مریم کے قصّے مین یقین کر رہے ہین۔ بیت کا ترجمہ۔ مریم کی حکایتین اگر تو سُنے۔ آلنقوا کی

طرف بھی اُسی تو یقین لاوے ۔لیکن جہان کا آراستہ کرنے والا خدا کہ خالقیت کے آغاز سے ایجاد کے کارخانے (دنیا) کو اپنے جمالی اور جلالی نامون کے جُدا جُدا صفت رکھنے والے اور مختلف خاصہ رکھنے والے تقاضے کے موافق سرانجام دیتا ہے اُس نے جس طرح سے کہ ایک آدمیون کے گروہ کو بلند دانائی اور دُرست تدبیر اور بلند فطرت اور بڑے تصرّف اور نیک خیال سے مخصوص کیا ہے اور روز بروز اُن کے حال کی زیادتی مین کوشش کرتا ہے اُسی طرح سے ایک بڑے گروہ آدم صورت کو کم بینی اور کوتاہ یابی اور کج اندیشی اور بدگمانی اور فتنہ انگیزی اور بے تصرفی سے خصوصیت دیکر آمادہ کار رکھا ہے۔ اور اگرچہ ان مین سے ہر ایک طور مین قابلیت کا پیالہ پُر ہوتا ہے لیکن بہت سی حکمتین ہین کہ اس نادر کام مین داخل ہین یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ تاریکی روشنی کے ساتھ اور نحوست سعادت کے ساتھ اور اقبال اِدبار (بدبختی) کے ساتھ ایک دوسرے کے نزدیک ہونے والے رہتے۔ اور ہمیشہ اندھی عقل کے بدنصیب لوگ تفرقہ کا پتھر آگے پھینکتے ہین اور بہت جلد ظاہر اور باطن کے شرمندہ ہو کر نیستی کے کوچہ کی طرف رادنہ ہوتے ہین اور اس حال کی مثال یہ نورانی واقعہ ہے کہ جب ایسی نادر بات ظہور مین آئی ظاہر پرست اور ناقص خرد کوتہ نظرون کی ایک جماعت کہ حقیقی کی دولت سے بے نصیب ہین اور معرفت کی نعمت سے دُور ہین نادرست اندیشے دل مین لائے اور اُس پاکدامنی کی مسند کی بیٹھنے والی نے کمال مہربانی سے نہین چاہا کہ یہ بے سعادت اندھے اس خیال کے وبا مین گرفتار ہین۔ اُس نے اپنے ملک کے شریفون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور فرمایا کہ اگر کوئی ناقص عقل نادان کہ خدا کی عجیب قدرتون اور خدا کی قسم قسم کی تقدیرون سے خبردار نہین ہے بدگمانی کی بلا مین پڑے گا اور دل کے آئینہ کو بُرے خیالون کے زنگ سے تاریک کرے گا تو بیشک اُسکی سزا مین ہمیشہ ہمیشہ نقصان اور عذاب مین رہے گا۔ بہتر وہ ہے کہ اُن کے خیال کے میدان کو اس دغدغے سے خالی اور صاف کرون اور اس لیئے یہ ضرور ہے کہ حقیقت شناس بیدار دل اور اخلاصمند معتمد لوگ میرے خیمہ کے گرداگرد رات کو زندہ رکھین (رات کے وقت جاگتے رہین) تاکہ شک اور شُبہ کی تاریکی اُن کے دل کی سیاہی خدا کے اُترنے والے نور اور غیبی روشنیون کے دیکھنے سے روشن ہووے اور وہمون کا گمان اِن سیاہ دل رکھنے والون کے اندر سے باہر جاوے چنانچہ کچھ مدّت تک بیدار دل پاسبانون اور دوربین دانشمندون نے اُس کی خوابگاہ کے اِردگرد رہ کر رات کے جاگنے والے ستارون کی طرح آنکھ نہ جھپکائی ایکبارگی آدھی رات مین کہ خدا کی رحمت کے اُترنے کا وقت ہے ایک روشن چاند ایسا چمکتا نور جس طرح پر کہ پاکدامنی کے خیمے کی شریف عورت نے فرمایا تھا بلندی سے نیچائی کی طرف متوجہ ہو کر خیمہ مین داخل ہوا واقف کار موجودہ لوگون سے ایک شور اُٹھا کچھ دیر تک حیرت مین رہے اور بیہودہ خیالات اُن کے وسوسہ پیدا کرنے والے دلون سے جاتے رہے۔ جب وضع حمل کا وقت آیا تین بزرگ مبارک بیٹے پیدا ہوئے ایک بوقون قتقی اور ساری قوم قتقین اُس کی نسل سے ظاہر ہوئی اور دوسرا

بوسقی سالجی کہ قبیلہ سالجیوت اُس سے نکلنے والا ہوا۔تیسرا بوزنجر قاآن اور ان بزرگ نسل رکھنے والون کی اولاد کو
تیردن کہتے ہین یعنی نُور سے ظاہر ہوئے ہوئے۔اور اُن کو سب قومون سے بڑھ کر سمجھتے ہین بوزنجر قاآن۔ نُوان
دادا چنگیز خان اور قراچار یونان کا۔چودھوان دادا میرے حضرت صاحب قران (امیر تیمور) کا اور بائیسوان دادا
میرے حضرت شاہنشاہ کا ہے۔جب وہ سن تمیز کو پہنچا توران زمین کی سلطنت کے تخت کو زینت دی اور ترک وتاتار
وغیرہ کے قبیلون کے سردارون نے کہ ملوکِ طوائف (ہر گروہ پر ایک بادشاہ) کے طور پر زندگانی کرتے تھے خدمتگاری
کا پٹکا جان کی کمر پر باندھا اور وہ تدبیر کی قوّت سے زمانے کی پریشانیون کو جمع لایا اور عدالت اور احسان کا حق
پورا کیا اور مدت دراز تک مردانگی اور دانائی سے زمانے کو آرائش اور آسائش بخشی اور وہ ابو مُسلم مروزی کا
ہم زمانہ تھا جب اُس نے زندگی کا اسباب باندھا (مر گیا) اُس کے دو لڑکے رہے۔بوقا اور توقیا۔بوقا خان اس کا
بڑا بیٹا ہے آٹھوان دادا چنگیز خان اور قراچار نویان کا۔ وصیت کے موافق باپ کی جگہ مین بیٹھا اور بادشاہی
مسند کو عدل اور داد سے آراستہ کیا اور جہانداری اور گیتی ستانی کے لئے قاعدے ایجاد کئے اور اُن کو زمانے
کے بڑے بڑے بادشاہون کا دستور العمل بنایا اور زیر دستون (رعایا) کے ساتھ اس طور پر زندگانی کی کہ خواص
عوام اُس سے خوش وقت ہوئے۔ ذوتمین خان۔ اُس کا قابل بیٹا ہے باپ نے جب آگاہ دل ہونے کے وسیلے
کے زمانے کو معلوم کیا اُس کو ولیعہد اور جانشین اپنا کیا اُس نے حکومت اور ملک کی ترقی دینے والی ضروری باتون
مین کوشش کی۔اُس کے نُو بیٹے تھے اُس کے گزرنے (مرنے) کے بعد لڑکون کی مان منولون کہ عقل اور تدبیر
مین یکتا تھی ایک گوشہ مین جا کر اپنی اولاد کی تربیت (پرورش) مین مشغول ہوئی ایک روز جلائر نے کہ قوم درلگین
سے تھا۔گھات لگا کر منولون اور اُس کے آٹھ بیٹون کو مار ڈالا۔ قائدو خان کہ نوان بیٹا تھا۔ اپنے چچا کے بیٹے
کی اولاد سے ایک کی خواستگاری کے لئے ماچین کی طرف گیا ہوا تھا بچ گیا۔اور ماچین کی مدد گاری سے جلائر اپنی
نادانی پر اقرار کرنے والا ہوا اور ستّر شخصون کو کہ قتل مین شریک تھے منولون اور اُس کے بیٹون کے خون کے عوض
قتل کر ڈالا۔ اور ان کے بیوی بچون کو باندھ کر قائدو خان کے آگے بھیجا۔خان نے بندگی (غلامی) کا داغ اُن کی
پیشانی پر رکھا۔ اور اُن کی اولاد مدّت دراز تک بندگی (غلامی) کی قید مین رہی۔قائدو خان۔ اتنے واقعات
کے بعد ماچین کی کوشش سے سلطنت کے تخت پر بیٹھا۔اور جہان کے آباد کرنے مین کوشش کی بہت سے قصبے
آباد کئے اور اُس کے پاس لشکر اور نوکر چاکر بہت سے ہو گئے۔اور جلائر کے ساتھ لڑائیان لڑا۔ بادشاہی اور
جہانبانی مستقل طور پر کی۔اور جب وہ اس جہان سے گزرا اُس کے تین بیٹے باقی رہے بایسنغر خان اُس کے
سب لڑکون سے بڑا تھا۔ کاردانی اور رعیت اور سپاہ کے انتظام کرنے مین اپنے زمانے کا یکتا تھا۔باپ کی
وصیت کے موافق فرماندہی کے تخت کا آراستہ کرنے والا ہوا۔ تومنہ خان اس کا بزرگ بیٹا ہے باپ نے اس

گزرنے والے جہان سے گزرنے کے وقت ملک و دولت اُس کے حوالے کیا بادشاہی اور جہانگیری کی مسند نے
اُس کی ذات سے رونق پائی مردانگی کے ساتھ عقلمندی اُس کے حال کو زینت بخشنے والی تھی۔ اور بزرگ ذاتی کے
ساتھ بردباری اُس کے زمانے کی رونق بڑھانے والی تھی۔ اُس نے مغلستان اور ترکستان کی مملکت سے بہت
سا حصّہ تدبیر کے بازو کے زور اور اقبال کے پنجہ کی قوت سے موروثی (باپ دادے سے ورثہ مین پائے ہوئے)
ملک پر زیادہ کیا اور سارا ترکستان ہیبت اور عظمت مین اُس کے برابر نہ رکھتا تھا۔ اور اُس کی دو بیویان تھین ایک
سے سات بیٹے پیدا ہوئے اور دوسری سے دو جڑوان بیٹے پیدا ہوئے۔ ان جڑوان بچون سے ایک کا نام قبل
تھا جو تیسرا دادا چنگیز خان کا ہے اور دوسرے کا نام قاچولی تھا۔ قاچولی بہادر۔ میرے حضرت صاحبقران
(امیر تیمور) کا آٹھوان دادا ہے دولت کی روشن دن کا جائے ظہور اور نیکبختون کے نشانون کے پیدا ہونے
کی جگہ تھا۔ بزرگی کی شوکت اُس کے چہرے سے چمکتی تھی۔ اور نصیبہ ور ہونے کی شوکت اُس کی پیشانی سے
روشنی دیتی تھی اُس نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ قبل خان کے گریبان سے ایک چمکتا ستارہ نکلا اور آسمان
کی بلندی تک پہنچکر تاریک ہوگیا اور اسی طرح پے در پے تین بار واقع ہوا اور چوتھی مرتبہ ایک ایسا نہایت نورانی
ستارہ اُس کی دولت کے گریبان سے نکلا۔ کہ جہان کو اُس کی روشنی نے گھیر لیا۔ اور اُس کے نور کی شعاع
اور کئی ستارون تک پہنچی کہ اُن ستارون سے ہر ایک کے وسیلے سے ایک طرف روشن ہوگئی اور جب وہ نورانی
ستارہ غائب ہوگیا جہان کے اطراف اُسی طرح روشن تھے۔ وہ خواب سے جاگا اور اس غیبی نمودار کی تعبیر مین
اندیشہ کے پرندے کو اُڑانے لگا یعنی اُس کی تعبیر جاننے کے لئے فکر و خیال کو دوڑانے لگا۔ یکایک پھر اُس کو
نیند آگئی۔ اور ویسا ہی دیکھا کہ اُس کے گریبان سے سات مرتبہ روشن ستارہ ظاہر ہوا اور غروب ہوگیا اور
آٹھوین مرتبہ ایک بڑا ستارہ نکلا اور اُس نے سارے جہان کو روشنی اور رونق بخشی۔ اور اُس سے دوسرے چند چھوٹے
ستارے نکلے۔ کہ ہر ایک نے جہان کے ایک گوشہ کو روشن کیا۔ اور جب وہ بڑا ستارہ غائب ہوگیا جہان اُسی طرح
روشن رہا اور دوسرے ستارے ویسے ہی روشن رہے۔ صبح کے وقت قاچولی بہادر نے واقعہ کی صورت اپنے
بزرگوار باپ تومنہ خان کے روبرو عرض کی باپ نے تعبیر بیان فرمائی کہ قبل خان کے تین شہزادے خانی کے
تخت پر بیٹھین گے اور ملک مین حاکم ہووین گے۔ لیکن چوتھی مرتبہ ایسا ہوگا کہ اُن کے بعد ایک بادشاہ ظہور
کرے گا کہ اکثر عالم کو اپنے قبضے کے اندر لائے گا اور اُس کے بیٹے ہون گے اور ان مین سے ہر ایک ایک طرف
کی حکومت رکھتا ہوگا۔ اور قاچولی سے سات اقبالمند لڑکے کہ پیشوا ہونیکا تاج اور فرمانبرداری کا تاج سر پر رکھتے ہون گے ظاہر
ہون گے اور آٹھوین بار ایسا بیٹا پیدا ہوگا کہ جہانگیری کرے گا۔ اور جہان والون پر سرداری اور سروری کریگا اور اُسکے
ہان ایسے بیٹے پیدا ہونگے کہ ہر ایک ایک طرف کا حاکم ہوگا۔ اور ایک مملکت کا بادشاہ ہوگا اور جب تومنہ خان

تعبیر سے فارغ ہوا۔ بھائیون نے باپ کے فرمانے کے موافق آپس مین عہد و پیمان باندھا کہ خانی کا تخت قبل خان
کے لئے مقرر ہوگا اور قاچولی سپہ سالار اور صف کا آراستہ کرنے والا اور مدار کُل (وزیر اعظم) اور تیغ زن (تلوار چلانیوالا
لڑنے والا) ہوگا اور مقرر ہوا کہ ہر ایک کی اولاد پشت بہ پُشت یہی طریقہ پیش نظر اور جاری رکھے اور عہدنامہ تُرکی خط
مین اس باب مین لکھا گیا۔ اور دونون بھائیون نے اُس لکھے ہوئے پر اپنی اپنی مُہر لگائی اور تومنہ خان کی سرخ
مُہر اُس پر لگائی گئی۔ آدم سے تومنہ خان تک میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگ باپ دادے کہ اس سلسلے
کی جنبش (حرکت) کا اصلی سبب وہی ہین مطلقہ ریاست اور مستقلہ سلطنت کے ساتھ ممتاز ہوکر عدل و انصاف
کے تخت کے پائداری بخشنے والے رہے ہین اور ایک گروہ نے اس بلند شوکت رکھنے والی جماعت سے مُلک معنی
کی پیشوائی بھی پائی ہے اور ظاہر و باطن کے مقصد پانے والے ہوئے ہین۔ چنانچہ اگلی کتابین اس سے آگاہی
بخشتی ہین۔ اور حکمت الٰہی کہ مراتب کونی اور الٰہی (دُنیوی اور روحانی درجون) کے جامع ہونے والے جہان کے
ظاہر ہونے کے لئے اتنے ظاہر اور باطن کے حاکمون کے وسیلے سے اہتمام رکھتی ہے میرے حضرت شاہنشاہ
کے پیدائش کے زمانے کی منتظر تھی کہ موجودات کا برگزیدہ ہونا اُس کے بزرگ قیمتی خلعت کا نقش ہے یا اُس کے
بزرگ قیمتی خلعت کی آرائش ہے۔ اور اس طرح روز بروز اُس کے اسباب سرانجام دیتی ہے۔ اور جامع ہونے اور خدمت
کا مرتبہ پہچاننے اور انتظام کی لذت کے لئے قاچولی بہادر کو وکالت مُستعار (چند روزہ جانشینی اور چند روزہ قائمقامی)
کا لباس پہنایا تا کہ اس حالت کے مرتبے بھی اس بلند سلسلے کے پیش چشم آوین اور مراتب کی جمعیت کا سرمایہ میرے
حضرت شہنشاہ کے لئے حاصل ہووے اور باوجود رہنمائی کی قوت اور تجربہ کار ہونے اور بزرگ ہونے اور بزرگ ذات
ہونے قاچولی بہادر کے قبل خان ولیعہد ہوا اگرچہ ظاہر مین بڑی عمر کی رعایت کی گئی کہ عقلمندون کی منظور نہین ہے
لیکن حقیقت مین خدا کی قدرت کے حاکم نے عالم جامعیت کو سرانجام دیا (یعنی سچ یہ ہے کہ خدائی حکمت کا کارفرما
کام کے پورا کرنے سے سرانجام مین مشغول تھا کہ اکبر شاہ کے لئے اُس کو کامل کرے) جب تومنہ خان کی زندگی کا
ستارہ نیستی کی مغرب مین پوشیدہ ہوا (مر گیا) قبل خان حکومت کے تخت پر جگہ پکڑنے والا ہوا۔ اور قاچولی بہادر
عہد و پیمان کے پورا کرنے کے لئے کہ دائمی دولت کا سرمایہ ہے یک طرفی اور موافقت کے مقام مین آکر دوستداری اور
بادشاہ بنانے کے قاعدے کے سلطنت کے کاروبار کے انتظام کا انجام دینے والا ہوا۔ اور جب قبل خان ہستی کے فندون
کے گھر سے نیستی کے امن کے گھر کی طرف خوش رفتار ہوا تو بلہ خان کہ اُس کے چھ بیٹون کے درمیان تاج اور
تخت کے لائق تھا سلطنت کے تخت پر بیٹھا۔ اور قاچولی بہادر اُسی بڑے منصب سپاہ سالاری مین مشغول رہا
اور اپنے عہد و پیمان کا لحاظ رکھتا رہا۔ اور دانائی اور مردانگی کی مددگاری سے ملک و دولت کے کارخانے کو سرانجام
دیتا رہا۔ اور قوبلہ خان نے ایک ایسے بڑے مہربان کی مددگاری سے کہ خدا کے جاننے کی عقل بھی رکھتا تھا اور ملک

فتح کرنے کی تلوار بھی - اپنے بھائی کا بدلہ اُلتا خان حاکم خطا سے لیا اور بڑی بڑی لڑائیان کہ لڑنے والے مردون کے یادگار کام ہو سکین - کر کے خطا کے لشکر کو بڑی شکست دی - اور اس سرگزشت کا مختصر حال یہ ہے کہ خطا کے حاکم ہمیشہ اس بلند شوکت رکھنے والے طبقے (گروہ) سے خوف و دہشت رکھتے تھے اور ہمیشہ دوستی کی زنجیر ہلانے والے ہو کر اپنا زمانہ گزارتے تھے - جب خطا کی حکومت اُلتا خان پر قرار پائی تو وہ قبل خان کی بہادری اور تدبیر کا حال سُن کر بہت زیادہ خوف زدہ ہوا اور اُس نے تجربہ کار قاصدون کے وسیلے سے موافقت کی بنیاد کو اس حد تک مضبوط کیا کہ زرخواست کی کہ قبل خان خطا کی طرف آئے - اور خان (قبل خان) راستی اور درستی کے تقاضے سے کہ اس بلند نسل رکھنے والے خاندان کی فطرتی (پیدایشی) ہے - ملک کی حکومت قاچولی بہادر کے حوالے کر کے خطا کی طرف گیا اور دلپسند صحبت کا نقش بیٹھا (یعنی باہم محبت و اخلاص کے ساتھ ملے جُلے) اور عیش و عشرت کی کامیابی کے بعد وہ اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوا اُلتا خان کے سلطنت کے سردارون سے بعض سردارون نے کہ تنگ حوصلہ اور فرومایہ تھے نالائق باتین بیان کر کے اُلتا خان کو خشمناک کیا - اُلتا خان رخصت کرنے سے پشیمان ہوا اور آدمی بھیجکر واپس بُلایا قبل خان نے اُلتا خان کی ناراستی کا نقش زمانے کی پیشانی کی تحریر سے پڑھکر (یعنی قبل خان نے اُلتا خان کے منصوبے کو سمجھکر) جواب بھیجا کہ چونکہ مبارک گھڑی مین مین نے اپنے گھر کی طرف رُخ کیا ہے (چونکہ مبارک وقت مین روانہ ہوا ہون) پلٹنے کو مناسب نہین سمجھتا ہون - خطا کا خان اس سے جوش مین آیا اور ایک لشکر مقرر کیا کہ جس طرح کہ ہو سکے خان کو لوٹاوین - قبل خان نے ایک دوست سالجوتی نام کے گھر مین کہ راہ کے سرے پر قرارگاہ رکھتا تھا خطا کے لشکر کے سردار کو اُتارا اور اقرار کیا کہ پلٹتا ہون - سالجوتی نے پوشیدہ طور سے کہا کہ مین پلٹنے کو مصلحت نہین سمجھتا ہون - میرے پاس ایک گھوڑا تیز دوڑنے والا اور دُور چلنے والا ہے کہ کوئی شخص اُس تک نہین پہنچ سکتا ہے - اب اس وقت کی صلاح یہی ہے (اس وقت یہی مناسب معلوم ہوتا ہے) کہ احتیاط کو عمل مین لائیے اور اُس گھوڑے پر سوار ہو کر اس خطرے سے باہر تشریف لے جائیے - قبل خان اس رائے پر عمل کر کے اُس گھوڑے پر اقبالمندی کے ساتھ سوار ہوا اور اپنے گھر کا راستہ لیا خطا کے قاصدون نے جب خبر پائی تیز دوڑنے والے چالاک پیچھے دوڑائے لیکن وہ اُس سے کہین نہ ملے مگر جبکہ وہ اپنے لشکرگاہ مین پہنچ گیا تھا قبل خان نے ان بداندیشون کو پکڑ کر قتل کر ڈالا - اسی درمیان مین اُس کا بڑا بیٹا اقین برقاق کہ خوبصورتی مین زمانے کے اندر بے مثل تھا جنگل کے اطراف مین ہرنون کے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا یکایک قوم تاتار نے اُس کو دیکھا اور اُس کو گرفتار کر کے اُلتا خان کے روبرو لے گئے اور خان نے اُس سگ جانون بھیڑیے طبیعت کے بدلہ لینے کے لئے بے انصافی (ظلم) کی تلوار اس شیر نسل ہرنوٹے پر چلائی قوبلہ خان کہ دوسرا بیٹا تھا جب تخت آراستہ کرنے والا سلطنت کا ہوا اپنے بھائی کا بدلہ لینے کے لئے اپنے سارے لشکر کے ساتھ آمادہ ہو کر اُلتا خان کی طرف متوجہ ہوا - اور بڑی لڑائی ہوئی - اور

اُس نے ایک عجیب شکست خطا والون کو دی اور اُن کا مال و اسباب لوٹا - اور جب موت کی فوج کے حملے کا وقت آیا اُس کا بزرگ قدر بھائی برتان بہادر سلطنت کے شریفون کی اصلاح کے مواقف خانی کے تخت پر قرار پکڑنے والا ہوا - اور اُس نے اپنے باپ اور بھائی کے قاعدے اور دستور کو تازہ کیا اور چونکہ اُس کے زمانے مین کسی شخص کو وہ قدرت نہ تھی کہ اُس کے ساتھ سپاہ کشی اور مقابلے کا دم مارے اس لئے اُس کا لقب خانی لفظ بہادر کے ساتھ لوگون کے موںھون مین پڑا اور مشہور ہو گیا اور اُنھون نے اُس کی شجاعت کے نقد (سکے) کو اُس ہیبت بڑھانے والے نام سے سکہ کیا گیا کیا - اور اس زمانے مین قاچولی بہادر کہ جان نثار بھائی بھی تھا اور بہادر سپہ سالار بھی تھا - عالم بقا کی طرف متوجہ ہوا (مر گیا) ایردمجی برلاس - بہت لائق اور قابل بیٹا قاچولی بہادر کا ہے کہ دانائی کے راستون اور لڑائی کے میدانون مین بڑا ہوشیار اور بخت بیدار تھا باپ کے بعد سپاہ سالاری کا طغرا (فرمان پروانہ) اُس کے نام سے سربلندی پکڑنے والا ہوا - اور وہ اُس قاعدے اور دستور کے موافق کہ اُس کے بزرگوار باپ نے جس کو رونق دی تھی ملکون کے بڑے بڑے کامون کے انتظام اور بڑے بڑے کامون کی تدبیر مین کوشش کرتا تھا پہلے جو شخص کہ برلاس کے لقب سے مخصوص ہوا وہ تھا اور اُس لفظ کے معنی بانسب شجاع کے ہین سارے برلاس قبیلون کا نسب اُس سے ملتا ہے - اور جب برتان بہادر کی زندگانی ختم ہوئی اُس کے چار بیٹون سے قیرامیسو کای بہادر کہ چنگیز خان کا باپ ہے اور دانائی کے جوشن اور مردانگی کے خود سے آراستہ تھا خانی کا تاج سر پر رکھکر جہانبانی کے تخت کا زینت بخشنے والا ہوا - اور جس وقت مین کہ ایردمجی برلاس نے بقا (زندگی) کے شہر کی طرف قیام کی بنیاد رکھی (مرا) اُس کے اُنتیس ۲۹ بیٹے یادگار رہے - سوغوجیجن (عقلمند) ایردمجی برلاس کے بزرگ قدر بیٹون کے درمیان دلاور دل اور جہاندار راے اور کارساز عقل اور انتظام بخشنے والی مہربانی کے ساتھ سربلندی رکھتا تھا - اور عمر کے اعتبار سے بھی سب مین بڑا تھا اُس نے بلند رتبہ رکھنے والے باپ کی جگہ لی حقیقت مین بادشاہ تھا اور ظاہر مین سپاہ سالار تھا اور یسو کا بہادر نے سوغوجیجن کی جہان آراستہ کرنے والی راے کے موافق تاتار پر فوج کشی کی اور اُن کا گھربار اور مال دولت لوٹ کے پاؤن کا روندا ہوا کیا اور خدا کی مدد اور نصیب کی قوت سے تاتار پر غالب آکر اقبال اور دولت کے ساتھ دیلون بلداق کی طرف متوجہ ہوا - اور جب اُس نیکبختی بڑھانے والے مقام پر پہنچا - بیسوین ۲۰ ذیقعد تنکوزئل سال پانسو انچاس ۵۴۹ ہلالی کو اُس کی بیوی اولون آنگھ کے ہان کہ حاملہ تھی ایک بزرگ مرتبہ بیٹا پیدا ہوا یسوکای بہادر نے کہا کہ حساب دانی کی رمزون اور آسمانی مبارک ستارون کی نظرون سے ایسا دریافت ہوتا ہے کہ یہ وہی دولت کا ستارہ ہے کہ چوتھی مرتبہ قبل خان کے گریبان سے نکلا تھا - اگرچہ میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگ و بلند سلسلے مین کہ اس خدا کی حمد کی کتاب مین اس کا بیان ہو رہا ہے تموجین کے ذکر کی حاجت نہین ہے کہ اس پاک شجرہ کی ایک شاخ ہے لیکن چونکہ ؎

آلنقوا کے پاک نور کی ایک شعاع ہے ایک مختصر سا ذکر اُس کا بھی کرنا ضرور ہوا - تموچین کا مبارک طالع میزان تھا
اور سات ستارے طالع مین تھے اور راس تیسرے مین اور ذَنب نوین مین تھا اور بعضے اس پر ہین کہ سال
پانسو اکیاسی [۵۸۱] مین جبکہ وہ یزون قوم اور قبیلے کا سردار ہوا - ساتون ستارے میزان مین جمع ہوئے تھے - قراچار نویان
سوغوجیچن کا بزرگ بیٹا ہے پادشاہ ایسی طبیعت رکھنے والا اور بادشاہ ایسا نشان رکھنے والا تھا - جب سال
تنکوزئل پانسو باسٹھ [۵۶۲] مین ییسوکائی بہادر گزر گیا - اور اس سال مین تموچین تیرہ [۱۳] برس کا تھا اور سوغوچین کی آوکر
ملک اور سلطنت کا اور حکومت لشکر اور سپاہ کی اُس پر موقوف تھی اُنھین چند روز مین نیستی کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہوا -
قراچار نویان کم عمر تھا یزون قوم تموچین سے روگردان ہو کر تائجوت کے لوگون کے ساتھ جا ملی - اور تموچین نے
تکلیفین اُٹھائین اور قید و بلا مین پڑا اور انجام کار اُس نے آسمانی مدد سے اُن خوفناک خطرون و بھنورون سے
نجات پائی - اور قوم جاموقہ اور تائجوت اور قنقرات اور جلائر وغیرہ سے - لڑائیان کین جبکہ اُس کی عمر کا سال بیس
سے گزرا تھا وہ اپنے فرقے اور قوم کا سردار ہوا - اور ترکستان کے بعضے حاکمون کی مخالفت کی وجہ سے چالیس
برس کی عمر مین قراچار نویان کی ہدایت کے موافق آونگ خان حاکم قوم کرایت کے پاس کہ ییسوکا بہادر کے ساتھ
پُرانی دوستی رکھتا تھا گیا اور اُس کی خدمت بہت اچھی طرح بجا لایا اور عمدہ عمدہ نمایان کار ظہور مین لایا اور اُس کی
قرب منزلت اور علو مرتبت کا رتبہ اُس سرحد تک پہنچا کہ اُس کے حُسنِ اخلاق کا دماغ دوستی کی خوشبو سے معطر
ہوا - اس طور پر کہ بڑے بڑے امیر اور عزیز و رشتہ دار اس پر حسد لے گئے - جاموقہ کہ جاجرات کا سردار تھا - اُس
آونگ خان کے بیٹے سانکو کے ساتھ اتفاق کر کے اُس کے بارے مین نالائق باتین اور ناپسندیدہ سخت باتین
جوڑین یا بنائین اور آونگ خان کو راہِ راستی سے ہٹا کر بُرے اور بدخیال مین ڈالا اور تموچین فکرمند ہوا اور
قراچار نویان کی مشورت کی مدد اور اُس کی درست تدبیرون کے وسیلے سے اُس ہلاک کے مقام سے باہر نکلا
اور دو بار اُن کے درمیان بڑی بڑی لڑائیان ہوئین اور تموچین نے فتح پائی - اور اُنچاس [۴۹] برس کی عمر مین اور
اور ایک قول کے موافق پچاس برس کی عمر مین ماہ رمضان کے اندر پانسو ننانوے [۵۹۹] مین سلطنت اور جہانداری کی
دولت سے مقصد ور ہوا - اور جب تین [۳] برس اُس کی فرمانروائی اور جہانبانی کے گزرے - بُت تنگری نے کہ خدا کی
درگاہ سے خوشخبری پہنچانے والون اور عالم غیب کی بشارت دینے والون سے تھا خدا کے الہام کے موافق
تموچین کو چنگیز خان کے خطاب سے خطاب دیا گیا یعنی بادشاہون کا بادشاہ - روز بروز اُس کی سعادت کا
ستارہ زیادہ چمکتا جاتا تھا اور سال بسال اُس کی دولت کا کوندا زیادہ روشن ہوتا جاتا تھا سارے خطا اور
ختن اور چین اور ماچین اور دشتِ قبچاق اور سقسین اور بلگیہ یا اور آس اور روس اور آلان وغیرہ پر سردار ہو گیا
اُس کے چار بیٹے تھے - جوجی - چغتائی - اوکتائی - تولی - مغل اور شکار کا انتظام جوجی کے متعلق تھا اور تحقیقات

کرنے اور سزا دینے کا کام کہ ملک آرائی کا انتظام اس کے ساتھ آویزان ہے چغتائی کی اُستواررائے کے سپرد تھے اور جہانبانی
کی تدبیرین اور ملکی کامون کی ترتیب اور اوکدائی کے ساتھ خصوصیت رکھتی تھی۔ اور سپاہ کے کاروبار کا سرانجام
اور لشکر کی محافظت تولی کے متعلق تھی۔ اور ۶۱۵ھ چھ سو پندرہ کے مہینون مین اُس نے سلطان محمد خوارزم شاہ
کے قصد پر ماور النہر کی طرف توجہ کی اور اُس ملک کے لوگ شاہی سزا سے گوشمالی پا سزا کو پہنچے۔ اور جب وہ ماورالنہر
کے کام سے فارغ ہوا۔ دریاے آمویہ سے عبور کرکے اُس نے ملک فتح کرنے کی باگ بلخ کی طرف پھیری۔ اور تولی
خان کو بڑے لشکر کے ساتھ خراسان کی ولایت کی طرف روانہ کیا۔ اور وہ ایران اور توران کے ملکون کے فتح کرنے
کے بعد بلخ سے تالقان کو آیا اور وہان سے سلطان جلال الدین منگبرنی کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا۔ اور ماہ رمضان
۶۲۰ھ چھ سو بیس ہلالی مین سلطان جلال الدین کو دریاے سندھ کے کنارے پر شکست دی اور وہان سے
ماورالنہر کی طرف جاکر اپنے اصلی لشکر گاہ یا قرارگاہ کی طرف قرار پکڑا۔ اور تنکوزئل مطابق چوتھی صفر ۶۲۴ھ مین کہ پیدائش
کا سال بھی اور سلطنت کے جلوس کا سال بھی تھا اُس نے ولایت تنقوت کی حدود مین زندگی کی امانت سونپی
اور اُس سے پہلے اُس نے وصیت کی تھی کہ جب ضروری واقعہ (موت) اس حملہ مین منہ دکھاوے پوشیدہ رکھین
تاکہ تنقوت کے لوگون کا کام پورا ہووے اور دُور دراز ملکون مین کوئی فتور نہ جاوے یا نہ پڑے۔ اور اُس کے
بیٹون اور امیرون نے اُس کی وصیت کے موافق عمل کرکے اس حال کے چھپانے مین کوشش کی یہان تک
کہ تنقوت کے لوگ باہر آئے اور تلوار کی گھاس بنے (تلوار سے کاٹے گئے) اور اُسکے بعد اُس کی نعش کا صندوق
اُٹھا کر روانہ ہوئے اور جس مخلوق کو کہ راہ مین دیکھتے تھے مار ڈالتے تھے تاکہ خبر مختلف ملکون مین جلدی سے نہ پہنچے
اور اُسی سال کی چودھوین رمضان کو اُس کی نعش بزرگ لشکرگاہ کی طرف لائے اور ضروری واقعہ (مرنے) کا اظہار
کیا اور اُس درخت کے نیچے کہ اُس نے ایک روز شکارگاہ مین اپنی قبر کے لئے پسند کیا تھا دفن کیا۔ اور تھوڑے عرصے
مین قسم قسم کے درختون کی شاخین اتنی بڑھین کہ قبر درختون کے جھنڈ مین چھپ گئی یہان تک کہ کوئی شخص اُس
سرزمین تک سُراغ نہ لے جاسکا۔ اور یقیناً اس بات مین ایک عجیب راز ہے کہ دوربین عقلمند دانا کے سوا کوئی اُس کا پتہ
نہین لگا سکتا یعنی جس طرح سے کہ زندگانی مین خدا کی نگہبانی مین تھا اُس کے بعد بھی خدا کی نگہداشت کی پناہ مین داخل
ہوا۔ تاکہ کوئی کوتاہ اندیش اُس مقام پر گستاخی کا ہاتھ دراز نہ کرسکے۔ اگرچہ قبر کی بابت ایسا خیال کرنا اپنے آپ کو جہان
والون کا ٹھٹھول بنانا ہے لیکن چونکہ حاکمون کا اکثر معاملہ ظاہر بینون کے ساتھ ہوتا ہے ایسی حفاظت خدا کی بڑی
بخشائشون سے ہے۔ اور کیون خدا کی نگہبانی ایک ایسے بزرگ کی حفاظت نہ کرے کہ ایک عالم جس کی نگہبانی کے
سایہ مین ہووے اگرچہ یہ بزرگ عوام کے آگے اور خواص کی پہلی نظر مین خدا کے بزرگ قہر کی ظاہر ہونے کی جگہ ہون سے
تھا لیکن ہوشمندون کی دُوربین نظر مین خدا کی مہربانیون کی روشنیون کی ظاہر ہونے کی جگہ ہون سے خاصون سے

خاص تر ہے۔ اس لئے خدا کی ایسی عدالت کی کچہری مین کہ خلائق کی فرمانروائی اُس کی شعاع ہے ظلم وستم کا دخل وظہور نہین ہے۔ اور جو چیز اس بنتے بگڑتے جہان مین موجود ہوتی ہے کتنی ایک ایسی باطنی مصلحتون سے بھری ہوتی ہے۔ کہ ظاہر بینون کی آنکھ کو اُس کی حقیقت کے راز تک راستہ نہیں ہے۔ اور دور بین بیدار دلون کے دلون کے سوا کوئی اُس کی حقیقت پر آگاہ نہین ہے۔ اُس کی عمر بہتّر برس پوری ہوئی تھی اور تہتّرویں سال سے بہت سے مہینے گزر گئے تھے۔ اُن سے پچیس ۲۵ برس فرمانروائی اور ملک فتح کرنے مین گزرے اور اُس کی پیدائش اور مرنے کی تاریخ دیکھنے سے کہ تاریخون مین بیان کی گئی ہے اُس کی عمر کی مدت چھہتّر ۷۶ برس اور تین مہینے ہوتی ہے۔ اور یقیناً یہ اختلاف شمسی اور قمری مہینون اور سالون کی وجہ سے ہے یا مشہور وہمون سے اور کسی وجہ سے۔ اس مدّت مین ہمیشہ مہمات ملکی اور مالی کا انتظام قراچار نویان کی آراستہ کرنے والی راے کی مشورت کے موافق رونق رکھتا تھا اور جس بلند شوکت رکھنے والے کا ایک ایسا بھائی کہ جو خون اور روح کے اعتبار سے برابری رکھتا ہو دولت و اقبال کا رہنمائی کرنے والا بنے پھر کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ اس طرح ملک کے فتح کرنے اور سلطنت کے آراستہ کرنے سے زرگی کا سر بلندیون کی اونچائی پر نہ گھسے۔ شعر کا ترجمہ۔ قراچار اور چنگیز چچیرے بھائی ہین۔ ملک کے فتح کرنے مین باہم موافق ہین۔ اور اُس نے کوچ کے نقارے کے بجانے کے وقت خاقانی کے تخت کو اوکدائی کے لئے برقرار رکھا۔ اور اس دل توڑنے والے قصّہ کا مختصر یہ ہے کہ خطا کی یورش مین ایک رات اُس کے خیال کے صحن پر عکسی صورت مین ایسی جھلک ڈالی۔ کہ اس دھوکے کے بھرے جہان سے رخصت کرنے کا وقت قریب ہے۔ اُس نے اپنے بزرگ بیٹون اور قراچار نویان سپاہ سالار اور دوسرے سلطنت کے شریفون اور امیرون کو بلا کر ایسی نصیحتیں کین کہ جس کے نتیجے جہان والون کا انتظام ہوئی اور تختِ خوانی کو اوکدائی کے لئے مقرر کیا۔ اور قاچولی اور قبل خان کا عہدنامہ جس پر تومنہ خان کی سُرخ مہر تھی اور بزرگ ذات اگلے بزرگون نے درجہ بدرجہ اپنے بزرگ نامون کو اُس پر لکھا تھا خزانے سے منگا کر بلند مجمع کے موجودہ لوگون کے روبرو پڑھا کہ مین نے قراچار نویان کے ساتھ اس عہدنامہ کے موافق قول و قرار کیا تھا تم لوگ بھی اس دستور پر عمل کرو اور دوسرا عہدنامہ اوکدائی اور اپنے بیٹون اور عزیزون کے درمیان لکھ کر اوکدائی کے حوالے کیا اور ماوراءالنہر کے ملک اور ترکستان اور خوارزم کی بعضی حدود اور الغور و کاشغر اور بدخشان اور بلخ و غزنین آبِ سندھ تک چغتائی خان کے لئے مقرر کیا اور قبل خان اور قاچولی بہادر کا عہدنامہ چغتائی کے حوالے کیا اور کہا قراچار نویان کی صلاح و مشورت سے تجاوز (گزرنا) جائز نہ رکھیو۔ اور ملک و مال میں اُس کو اپنا شریک سمجھیو۔ اور اُن کے درمیان باپ بیٹے ہونے کا عہد و پیمان باندھا (یعنی کہا کہ تو اُس کو باپ سمجھ اور وہ تجھ کو بیٹا سمجھے اس طرح باہم اخلاص قائم رکھو) اسی لحاظ سے اس پاک بلند سلسلہ (خاندان) کو چغتائی کہا گیا ہے۔ وگرنہ چغتائی اور اس کے بزرگ باپ دادون کو میرے حضرت شہنشاہ کی نسبت کی وجہ سے فخر کرنے اور اپنے

آپ کو بزرگ سمجھنے کا ایسا موقع ہے جو رشتہ دار ہوتے اور مثل و مانند ہونے سے بہت بڑھ کر ہے۔ اور شہزادون اور
نوئینون نے وصیت کے موافق عمل کیا۔ خدا پاک ہے (تعجب کی بات ہے) کہ چنگیز خان ایسے ایک بزرگ دانشمند
شخص سے اس طرح کی عہد شکنی ہووے اُسے لائق تھا کہ وہ پیمان نامہ جو تومنہ خان کی سُرخ مُہر سے زینت دیا گیا تھا اوکتائی قاآن
کو دیتا اور اُس کی تربیت اور مددگاری قراچار نویان کی استوار رائے کے سپرد کرتا تاکہ اُس عہدنامہ کے مطابق عمل
ہوتا۔ یا اُس عہدنامہ کو موجود نہ کرتا تاکہ فراموشی پر جو انسان کے ساتھ جڑوان بھائی ہے گمان کیا جاتا اور
بدنامی کی مد اُس کی دانائی کے دفتر مین بشکل غلطی اور چوک کی نہ ہوتی۔ اور عجیب بات ہے کہ اگلے لکھنے والے
باوجود چنان چنین کرنے اور نکتہ گیری کی حرص رکھنے کے اس اعتراض تک نہین پہنچے ہین۔ اور یقیناً چونکہ
جہان کے آراستہ کرنے والے خدا کی خواہش یہ تھی کہ یہ عارضی لباس سپاہ سالاری کا کہ تومنہ خان نے قرار دیا
تھا اور حقیقت مین ایجاد کے کارکنون نے میرے حضرت شاہنشاہ کے جامع ہونے کا سبب سرانجام دیا تھا اس
بلند سلسلہ (خاندان) کے قد سے اُتار کے اسلئے اس طرح کی ایک سہو اور خطا ظہور مین آئی جو ہزارون قصد صواب
پر شرف و بزرگی رکھتی ہے۔ اور چونکہ خدا کی نگہبانی ہمیشہ اس بلند شوکت رکھنے والے گروہ کی نگاہبان تھی عہد
و پیمان مین فتور قاچولی بہادر کی بزرگ اولاد کی طرف پہنچا۔ کہ یہ گروہ روز افزون دولت کے ساتھ خلافت کی
مسند کا آراستہ کرنے والا ہووے اور عقلمندون کے نزدیک طعنہ دیا گیا نہ ہووے اور یقیناً کہ یہ باتین میرے
حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کے اقبال کے آفتاب کے نکلنے کا آغاز تھین کہ اُس کی پاک ذات میرے حضرت
شہنشاہ کی دائمی جڑی دولت کا پیش خیمہ یا آگے چلنے والی فوج ہے۔ اور چغتائی خان نے باپ کے مرنے کے بعد
بیش بالیغ کو اپنا دار السلطنت بنایا اور سپاہی اور رعیت کی مہمون کی اختیار کی باگ امیر قراچار نویان کی قدرت
کی مُٹھی مین دی۔ اور خود اکثر اوقات اوکدائی قاآن کی خدمت مین گزارتا تھا اور باوجود اس کے کہ اوکدائی
عمر مین اُس سے چھوٹا تھا۔ اطاعت (فرمانبرداری) کی حقیقت کے لازمون مین ذرا سی بات نہین چھوڑتا تھا اور
بیدار النصیب کے سبب سے خان کی وصیت کا لحاظ رکھتا تھا جب چغتائی خان کی ناپائدار زندگی کی مدت آخر
ہوئی اُس نے سلطنت کے کارخانے کے انتظام کے لئے امیر قراچار نویان کو اپنا قائم مقام بنایا اور اپنے بیٹون
کو اُس کے حوالے کیا بعد اوکدائی سے سات مہینے پہلے اودُل ماہ ذیقعدہ ۶۳۸ھ مین اس گزرنے والے گھر سے
گزر گیا اور قراچار نویان اپنے عہد و پیمان کے موافق سلطنت کے کاروبار کے انتظام مین مشغول رہا اور اُس نے
کچھ وقت کے بعد قراہلاکو خان بن موا تکائی بن چغتائی خان کو اُس کے بزرگ دادا کی ولایت کی حکومت پر
اقبالمند کیا اور چند سال کے بعد جب کیوک خان بن اوکدائی خان خاقانی کی مسند پر بیٹھا۔ اُس نے قراہلاکو خان کے
قدرت کے ہاتھ کو حکومت اور اختیار کے تصرف سے روک کر اُس کو معزول کیا اور یسو منکا بن چغتائی کو اُس کی

جگہ مین اُس ملک کا انتظام بخشنے والا کیا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ اوکدائی قاآن نے اپنی سلطنت کے زمانے مین اپنے بڑے بیٹے کوجس کو اپنا ولیعہد بنایا تھا اور اُس نے باپ کی زندگی کے زمانے مین وفات پائی اُس نے ولیعہدی اُسکے بیٹے شیرامون کو اُس کو سب سے زیادہ دوست رکھتا تھا عطا کی اور قاآن کے ضروری حادثہ کے وقت (مرنے کے وقت) کیوک خان کہ روس اور چرکس اور بلغار مین تھا تین چار برس کے بعد بلند لشکر گاہ مین پہنچا اور سلطنت کی مسند کا آراستہ کرنے والا ہوا اور عدل اور رعایا پروری مین بلند بُنیاد رکھی اور جب یسومنککا ہستی کے پردہ مین پوشیدہ ہوا قراچار نویان نے پھر قراہلاکو کو اُن ملکون کی فرمانروائی کے لئے مقرر فرمایا اور اُس کی سلطنت کے زمانے مین تاریخ چھ سو باونّ ۶۵۲ مین اُس مقصد و مُراد بخشنے والے شہزادے نے ۸۹ نواسی برس کا ہو کر ہستی کا اسباب نہ دھار گیا ایچل نویان۔ اُس نے دانائی کی زیادتی اور خداشناسی کی زیادتی کی وجہ سے دو کاردان قابل لڑکون کے درمیان سے خصوصیت کا نشان پایا اور قراہلاکو کی خانی کے زمانے مین وہ دانائی کی زیادتی اور کمال توانائی کے سبب سے باپ کے مقام کو بلندی بخشنے والا ہوا۔ اور ۶۶۲ھ مین نہایت مستقل طور پر سلطنت کی مسند پر قرار پکڑنے والا ہوا۔ اور چغتائی قبائل اُس کی سلطنت کے زمانے مین خوش وقت ہوئے۔ اور جب چغتائی خان کے بیٹون کے درمیان بہت اختلاف اور جھگڑا پیدا ہوا اُس نے ملنے جلنے سے نفرت کرکے شہر کش مین جا سے موروثی تھی قرار پکڑا۔ یہانتک کہ منکو قاآن بن تولی خان بن چنگیز خان نے اپنے بھائی ہلاکو خان کو ایران کی طرف بھیجا اور چارون قبائل جوجی اور چغتائی اور اکتائی اور تولی سے امیرون اور لوگون کو ہمراہ کیا قبائل چغتائی خان سے ایچل نویان کو بڑی دولت سے سالبوری (سرداری) کے لئے مخصوص کیا کہ ہلاکو خان کا مصاحب ہوا اور ذکر کئے گئے خان نے تبریز کا علاقہ (نام ہے گانون کا) اس کو دیا اور بزرگی کے آداب کے موافق برتاو کیا۔ امیر ایلنکر خان ایچل نویان کی بلند نسل رکھنے والی اولاد مین سب سے زیادہ لائق تھا جب ایچل نویان ہلاکو خان کے ساتھ توران سے ایران کو آیا وہ چغتائی خان کے قبائل مین بزرگ باپ کا قائمقام ہوا اور جب ایران مین ایچل نویان نے اس نظر فریب جہان کو رخصت کیا دواخان بن براق خان بن موتون بن مواتکان بن چغتائی خان بن چنگیز اُس کے پاس پہنچا تھا اُس نے اُس کو امیر الامرا بنایا اور سلطنت کے انتظام کی باگ اُس کی تدبیر کے ہاتھ مین دی۔ اور اُس کے باپون کے مرتبے کو اُس کے لئے برقرار رکھا اور اُس نے جیسا کہ دانائی اور بینائی کا تقاضا ہے۔ بادشاہت کے کام کے رواج دینے مین کوشش کی اور وہ روشن مذہب حضرت احمد مین داخل ہوا۔ امیر برکل عظیم قدر قوی حال تھا۔ جب اُس کا بزرگوار باپ امیر ایلنکر خان ترمشیرین خان بن دواخان کے زمانے مین اس آرام سے خالی جہان سے گزر گیا اُس کا صرف یہی ایک اقبالمند لڑکا باقی رہ گیا۔ اور چونکہ وہ ہمیشہ اپنے نفس کے معالجے (اپنی نفس کے تصفیہ اور تزکیہ) مین مشغول رہتا تھا غیر کی طرف توجہ کرنے کی فرصت نہ رکھتا تھا اور اُس نے خاتون کی صحبت سے باز رہ کر بالون کا

آئین چچپرے بھائیون پر چھوڑا اور کش کی حدود مین فارغ البال (بیفکر خاطر) رہتا تھا۔ اور خدا کی خوشنودی کے جمع لانے مین دوڑ دھوپ (ریاضت و مشقت) رکھتا تھا۔ اور اچھی عادتون کے حاصل کرنے مین تلاش و جستجو کرتا تھا اور اُس اطراف مین بعضے مقامات اور مواضع کہ قدیم اَملاک (موروثی جائداد) سے تھے اپنی معاش و روزمرہ کے خرچ مین خرچ کرتا تھا۔ یہان تک کہ پاک عالم اور بقا کے ملک کی طرف روانہ ہوا۔ امیر طراغائی۔ بزرگ نسل اور بزرگ ذات بیٹا امیر برکل کا اور میرے حضرت صاحبقران کا بزرگوار باپ ہے۔ چھوٹی عمر کے شروع اور جوانی کے آغاز سے دولت اور اقبال کی روشنیان اُس کے احوال کے میدان سے چمکتی تھین۔ اور عظمت اور جلال کے آثار اُس کے اطوار کے صحن سے چمکتے تھے۔ اور اُس بزرگ ذات کا ایک چھوٹا بھائی تھا۔ ہیبت نام۔ حق شناس ہونے اور حقیقت تلاش ہونے مین کامل تھا۔ لیکن ظاہری اور باطنی بزرگی کا قرعہ (پانسہ) بڑے بھائی کے نام پر نکلا تھا۔ چونکہ بزرگوار باپ ہمیشہ عاجزی کا مُنہ ارباب ریاضت (پرہیزگار اور عابد لوگون) کے آستانے پر رکھتا تھا اور بے نیازی کی بارگاہ کے مقرّبون کا منظور تھا خاص کر کے وجد و حال کے اصحاب کے پیشوا شیخ کلال کا کہ امیر کی نہایت درجہ عزّت کرتا تھا اور عظمت و بزرگی کی نظر سے دیکھتا تھا اور شیخ کی خدمت نے اُس زمانے کے بزرگ کو باطن کے صاف ہونے سے میرے صاحبقران کے کوکبہ (آمد) کے ظاہر ہونے کی ہمیشہ کی نیکبختی خوشخبری پہنچائی تھی۔

صاحبقران اعظم ثالث القطبین قطب الدنیا والدین امیر تیمور گورگان

خدا کے ارادے اور اُس کی لازوال خواہش نے ہر چیز مین ہزارون حکمتین امانت رکھ کر جہان کو آراستہ کیا ہے۔ اور اسی لئے ان باونؔ شخصون مین کہ میرے شاہنشاہ کا بلند سلسلہ (خاندان) اُن کے ساتھ انتظام رکھتا ہے ہوشمندون کی عبرت بخشنے والی ہین۔ بزرگ خدا نے۔ سرداری۔ حکمت سلطنت۔ ہدایت۔ مہربانی نرم دلی اور اَور کتنی بزرگ تعریفین اور عمدہ عمدہ صفتین اُن کو امانت کے طور پر سونپ کر میرے شاہنشاہ کی خلافت کے یکتا گوہر کا سرانجام کیا۔ مگر قاچولی بہادر سے سات بزرگ شخصون کو اس پاک سلسلے سے ظاہری سلطنت کے انتظام سے نیچے اُتار کر سپاہ سالاری اور شاہنشاہی کا رتبہ دیا تاکہ اس تابع (پیروی کرنے والا) ہونے کے رتبہ کو متبوع (جس کی پیروی کی جائے) ہونے کے لباس مین پاکر جامعیت کے کارخانے کا سامان ولخواستہ طور پر انجام دین اور اُن بلند شوکت رکھنے والون بزرگون کا کہ جنھون نے ارکنہ قون مین زندگی گزاری اگرچہ اُن کا احوال معلوم نہین ہے۔ لیکن اسی طرح پُشت در پُشت بزرگی رکھتے تھے۔ اگرچہ سلطنت کا نام نہ تھا لیکن سلطنت کے معنی ظاہر ہوتا رکھتے تھے۔ اور وہ بھی عزّت کی نگہبانی کے لئے جہان کے رکھنے والون سے باہر ظاہر کئے گئے۔ اور اب کہ تجرد (دُنیا کا ترک کرنا) اور تعلّق (دُنیا کے ساتھ لگاو رکھنا) کے مرتبے باسامان ہوگئے اور ظہور مین آنے کی کامل قابلیت

موجود ہو گئی کہ میرے حضرت شاہنشاہ کا یکتا گوہر ظہور میں آوے تابع ہونے کا عارضی (چہندروزہ) خلعت کہ تومنہ خان کی صلاح سے بظاہر اس سلسلہ میں آیا تھا جہان کے پیدا کرنے والے خدا نے اُس خلعت کو اُتار کر ایسے ایک بزرگ کو ظاہر کیا کہ بزرگ سلطنت کے قابل اور لائق ہو سکے۔ اور اس بات کی مثال ظاہر ہونا حضرت صاحبقران کا ہے کہ ساتوں اقلیموں کا آرائش دینے والا۔ اور تخت و تاج کا بلند کرنے والا۔ اور دُنیا و دین کا قطب امیر تیمور گورگان ہے۔ اور وہ بلند نسل۔ بزرگ مرتبہ سہ شنبہ کی رات میں پچیسویں شعبان ۷۳۶ھ سچقان ئل طالع جدی میں ظاہر ہُئے قصبہ کش میں کہ شہر سبز سے مشہور ہے اور شہروں ایران سے ہے۔ پاک پردے اور صاف بطن حضرت پاکی اور بہار کی کا مرتبہ رکھنے والی اور صفائی اور پاکیزگی کی صفت رکھنے والی دُنیا اور دین کی پاکدامن بیگم تگینہ خاتون نام سے نیکبختی کا جزلا ہستی کی محفل میں رکھکر جہان کا روشن کرنے والا ہوا۔ اور یہ بزرگ خلافت کے دائرہ کا قطب اور بزرگ سلطنت کے حلقہ کا مرکز وہ اقبال کا ستارہ ہے کہ قاچولی بہادر کے آٹھویں بطن سے سعادت اور بزرگی کے مطلع میں طلوع کئے تھا یا نکلا تھا اور منجموں سے ایک کے قول کے موافق قاچولی بہادر کا سچا خواب ظاہر ہوا۔ اور دور بین عقلمندی کی بلند درایت میں آج کے روز پہلے ستارہ کے طلوع کا آغاز اور پہلے ستارہ کے چمکنے کا شروع ہے۔ جیسا کہ پہلے اشارہ کی شعاع اس بات پر چمکتی ہے۔ اس مبارک زمانے میں کہ میرے حضرت صاحبقران نے پیدا ہونے کی مبارکی پائی۔ اور النہر میں ترمشیرین خان بن دوا خان بن براق خان بن مسون توبن مسوکان بن چغتائی خان فرمانروائی رکھتا تھا۔ اور مملکت ایران میں چار مہینے سلطان ابوسعید کی وفات سے گزرے تھے اور اس سبب سے بہت پریشانی اور ابتری اُس سرزمین میں ظاہر ہوئی تھی۔ اور امیر صاحبقران چھوٹی عمر سے جوانی کے آغاز تک ہمیشہ شکار کے آداب (جمع اَدَب۔ پسندیدہ طور و طریقہ) اور رزم و پیکار کے آئین میں مشغولی فرماتا تھا اور سچقائل سات سو باسٹھ میں امیر طراغائی نے اس منزل سے رحلت فرمائی اور اُس کے چار بیٹے دو بیٹیاں تھیں۔ صاحبقران۔ عالم شیخ۔ سیورغتمش اور جوکی قتلغ۔ ترکان آغا۔ اور شیرین بیگی آغا۔ اور جب میرے حضرت صاحبقران کی بزرگ عمر چونتیس سال شمسی کو پہنچی۔ اُس نے مبارک طالع اور بلند بخت کے ساتھ خداداد عقل کے مشورے سے کہ خدا کے الہام کے اُترنے کی جگہ ہے چہار شنبہ کے روز بارھویں رمضان سات سو اکہتر سال ایت ئل میں شہر بلخ کے اندر فرماندہی کا تاج اور مقصدوری اور کشورکشائی کا تاج سر پر رکھکر سلطنت اور جہانبانی کے تخت کو بلند مرتبہ بخشا۔ اور چھتیس برس میں کہ اُس کی سلطنت اور جہان آرائی کا زمانہ تھا۔ وہ ولایت ماوراء النہر اور خوارزم۔ ترکستان۔ خراسان۔ عراقین۔ آذربائجان۔ فارس۔ مازندران۔ کرمان۔ دیار بکر۔ خوزستان۔ مصر۔ شام۔ روم وغیرہ کشورکشائی کی بلند ہمت اور فراخ حوصلہ دانش کی مدد سے تصرف کے احاطہ اور قدرت کے قبضے میں لایا۔ اور اُس نے غلبہ اور استقلال کے جھنڈوں کو ربع مسکون (دُنیا) کے میدان اور ہفت اقلیم کے عرصے میں سربلندی دی جس کسی کی کہ حال کی سلامتی اُس کی دولت کے

زمانے کی رفیق تھی اُس نے اطاعت (فرمانبرداری) کے قدم سے اُس کا استقبال کیا اور سعادت کا پھول اُس کے
بخت کے سر سے شگفتہ ہوا۔ اور جس کسی کا کہ کام کی بدبختی اور انجام کی ناموافقت اُس کا دامن پکڑنے والی ہوئی
اور وہ فرمانبرداری سے سر باہر لایا وہ عدالت کے حاکم کی سیاست گاہ مین بال کھینچتا ہوا پہنچایا یا بال پکڑ کے لایا گیا۔
اور اُس نے اپنے کامون کے نتیجون کے جھاڑی جھنکار اپنی آغوش مین دیکھے۔ اور دوشنبہ کے روز ماہ ذی قعدہ
سات سو نواسی مین اُس فتنے اور فساد کی وجہ سے کہ اصفہان کے لوگون سے واقع ہوا تھا قتلِ عام فرمایا اور وہان
سے ارادے کی باگ دارالملک فارس کی طرف پھیری اور آلِ مظفر اُس کی خدمت مین آملے اور جب تُوقتمش خان
کی مخالفت کی خبر کہ دشتِ قپچاق کے فرمانرواؤن اور آنحضرت کے تربیت یافتہ لوگون سے تھا سُنی دو بار اُس پر
لشکرکشی کی اور فتح کا جھنڈا بلند کر کے واپس پھرا اور دشتِ قپچاق کہ جس کا طول ہزار فرسنگ اور عرض چھ سو فرسنگ
ہے اُس کی بذاتِ پاکِ خود سپہر فرما کے فتنے کے کوڑے کرکٹ سے اُس کو پاک اور خالی کیا اور دوسری بار ایران
کی طرف کوچ فرما کر سات سو چورانوے مین شاہ منصور کو کہ گردنکشی کی ٹوپی ٹیڑھی رکھتا تھا شیراز مین قتل کر ڈالا
اور آلِ مظفر کو گرا دیا جلا برباد کیا اور بلند حوصلگی سے ایسے بڑے بڑے کام کہ رستم اور افراسیاب کے نام اور نمود
کے کامون کے رد کرنے اور مٹانے والے ہون اُس سرزمین مین وقوع و ظہور مین لایا۔ اور فارس کے ملکون کو
زبردست سلطنت کے سردارون کے آرام کے لئے گلزارِ بہار بنایا۔ اور اُس کے بعد دولت و اقبال کے زور سے
بغداد کو فتح کیا اور کئی بار گرجستان پر حملہ آور ہوا اور فتحمندی اور ظفرمندی کے ساتھ کامیاب ہوا بارھوین محرم
ایک مین دریاے سندھ پر عالیشان پُل باندھ کر عبور فرمایا اور دولت و اقبال کے ساتھ ہندوستان کو فتح کیا اور
آٹھ سو تین مین شام کے ارادے پر قدم آگے بڑھا کر اقبال کی تیغ نکالی۔ اور آسمانی فتوحات کی روشنیان اُس
جہان کے آراستہ کرنے والے جہان کے لینے والے کے زمانے پر چمکین۔ اُس وقت شہر حلب فتح ہوا۔ اور وہان سے
دمشق کی طرف لشکرکشی کی اور شام کے سردارون کو کہ قید کی خواری مین گرفتار تھے اُن کا خون مباح فرمایا اور
دوسرے سال روم کے تابع کرنے کے ارادے پر جہان کے روشن کرنے والے جھنڈون کو روانہ کیا اور جمعہ کے
روز انیسوین ذی الحجہ آٹھ سو چار مین انگورہ کی حدود مین لڑائی کا میدان آراستہ کر کے اور لڑائی کے جھنڈے کو فتح کے
ماہچہ سے سجا کے روم کے قیصر ایلدرم کے ساتھ ایک بڑی لڑائی کی۔ اور غیبی مددون سے کہ ہمیشہ اُس شوکت
کے میدان کے شاہسوار کے ساتھ ساتھ تھین فتح اور فتحمندی کے آراستہ لشکر بلند رکاب کے ہمراہ ہوئے اور فتحنامہ
کا فرمان اُس کشورستانی کے ملکون کے بادشاہ کے بزرگ نام پر پڑھا گیا اور ایلدرم بایزید فتحمند فوج کے ہاتھ مین گرفتار
ہوا اور جب اُس کو شاہی تخت کے پائے کے نزدیک حاضر کیا۔ تو اُس نے نہایت مہربانی اور عزت کرنے کی وجہ سے
شاہزادون کے زیردست بیٹھنے کی اجازت پائی اور وہان سے آذربائجان کی طرف لوٹا اور ایک سال چھ مہینے اُس

حدود مین انصاف کی آراستگی مین مشغول ہا اور سلاطین اور سلاطین نسل رکھنے والے اطراف سے خدمت مین آئے مصر کے
حاکم نے بہت سا نقد سُرخ اور سفید سے نام نامی کے ساتھ سکہ کر کے گیتی پناہ درگاہ مین بھیجا۔ اور اُس حدود کے
سارے فرمانرواؤن نے خیرخواہی کے جھنڈے اطاعت و فرمانبرداری کے میدان مین بلند کئے۔ اور حرمین شریفین
(بزرگ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ) اور دوسرے بزرگ مقامون اور پاک عبادت کی جگہا ہون مین فرمانروا ہونے کا خطبہ
آنحضرت کے نام پر پڑھا گیا۔ اور ماہ ذیقعدہ آٹھ سو چھ مین فتح کے آرائش دینے والے جھنڈے فیروزہ کوہ کی طرف
روانہ کئے اور بے توقف اور بغیر تاخیر کے اسی روز مین فتح فرما کر لوٹنے کی باگ خراسان کی طرف پھیری۔ اور یکم ماہ
محرم آٹھ سو سات مین نیشاپور کے راستے سے ماوراالنہر کی طرف اقبال کا سایہ بچھایا اور اُس الفت کئے گئے وطن
مین ایک بڑے جشن کی بنیاد ڈال کر ایک ایسا بڑا جشن کیا کہ ہر چلے والون اور جوانمردی کرنے والون کی حیرت بڑھا دیا
ہو۔ جہان کو انعام اور احسان کے آوازے سے مقصد ور کر کے خطا کے ملکون کے تابع کرنے کی طرف متوجہ
ہوا۔ اور چہارشنبہ کی رات سترھوین شعبان آٹھ سو سات مین مواضع اترار مین کہ سمرقند سے وہان تک چھتر فرسخ
ہے بے مثال خدا کے زبردست حکم کے موافق دارالملک بقا کی طرف رُخ لایا اور زندگانی کا گھوڑا باقی جہان
کے کشادہ میدان کی طرف دوڑایا آنحضرت کا بلند رتبہ جنازہ شہر سمرقند کی طرف ایسی شوکت کے ساتھ کہ اُس
بزرگ کے لائق ہو پہنچایا۔ اور اُس جہان کے آراستہ کرنے والے کے احوال کے ستون کے یاد رکھنے کے لئے
تاریخ مین کہا ہے۔ شعر کا ترجمہ۔ سلطانِ تمر کہ اُس کے مثل شاہ نہین تھا۔ سات سو چھتیس مین پیدا ہوا۔ سات سو
اکہتر مین تخت پر بیٹھا۔ آٹھ سو سات مین جہان کو رخصت کیا۔ اور اُس صاحبقران نیک بختی سے جڑے کے چار بلند ہمت
بیٹے تھے اوّل غیاث الدین جہانگیر مرزا اُس نے اپنے بزرگوار باپ کی سلطنت کے آغاز مین سات سو چہتر کے اندر
سمرقند مین کوچ کیا اُس کے دو بیٹے رہے۔ اوّل محمد سلطان کہ امیر صاحبقران نے اُس کو اپنا ولیعہد بنایا تھا
روم کی فتح کے بعد سترھوین شعبان مین آٹھ سو پانچ اندر روم کے حصار سوری مین کوچ کا نقارہ بجایا (مر گیا)
دوسرا پیر محمد کہ بزرگ بھائی کی رحلت کے بعد ولیعہد ہونے کے فرمان نے اُس کے نام سے سربلندی پائی۔ اور میرے حضرت
صاحبقران نے آخر عمر مین اُس کی سلطنت اور اطاعت کے لئے وصیت فرمائی اور اُس زمانے مین وہ حاکم غزنہ
اور حدود ہند کا تھا چودھوین رمضان آٹھ سو نو مین پیر علی تار کے ہاتھ کہ ایک اُس کے امیرون سے تھا
شہادت (شہید ہونے) کا درجہ پایا اور دائمی لعنت کا داغ اُس نمک حرام کی عمل (کام) کی پیشانی پر چھوڑا یا رکھا
دوسرا فرزند میرے حضرت صاحبقران کا میرزا عمر شیخ ہے کہ فارس کی حکومت رکھتا تھا اور وہ بھی میرے صاحبقران
کی زندگانی کے زمانہ مین ربیع الاول سات سو چھیانوے مین قلعہ خرماتو کے نزدیک گزر گیا تیسرا فرزند جلال الدین
میران شاہ میرزا ہے۔ کہ مختصر طور پر اُس کا مبارک احوال کہ اس سلسلہ مین مقصود بالذات ہے ذکر کیا گیا ہوگا

چوتھا فرزند میرزا شاہ رُخ ہے کہ خراسان کی سرداری رکھتا تھا اور اکثر یورشون مین عالیمقدار باپ کے ہمراہ تھا
میرے حضرت صاحبقران کے بعد تھوڑی مدّت تک مستقل فرمانروا ہوا اور ایران اور توران اور جو کچھ کہ میرے حضرت
صاحبقران کے قبضے کے اندر تھا قبضے کے احاطے مین لایا اور تینتالیس[۴۳] برس سلطنت مین مقصدوری کی۔ اور
اُس کی پیدائش پنجشنبہ کے روز چودھوین ربیع الآخر سات سو ناسی[۷۷۹] ہے اور نوروز سلطانی کے یکشنبہ کی صبح پچیسوین[۲۵]
ذیحجہ آٹھ سو پچاس[۸۵۰] مین عالم بقا کی طرف روانہ ہوا۔ جلال الدین میرانشاہ میرے حضرت شاہنشاہ کا چھٹا دادا
ہے اُس کی بزرگ پیدائش سات سو انہتر[۷۶۹] مین ہوئی۔ حضرت صاحبقرانی کے زمانے مین عراق عرب اور عجم و آذربائیجان
اور دیار بکر اور شام کی حکومت رکھتا تھا اور جب حضرت صاحبقرانی ہند کی طرف متوجہ ہوئے ملک بالکل اُس کی
بلند ہمّت کے اہتمام کے ذمّے تھے چنانچہ اُس نے انصاف کی ضروری باتون اور سلطنت کے قواعد سے ایک ذرا سی
بات بے نگاہ رکھی گئی نہ چھوڑی۔ اُس نے ایک روز شکار مین جنگلی بارہ سنگھے کا سر دوڑتے مین پکڑ کر اُٹھا لیا ایکبارگی
گھوڑا بھڑکا اور میرزا زین کے سر سے زمین پر آیا اور بڑا صدمہ اُس کے سر اور چہرے کو پہنچا۔ دانشمند طبیبون اور
جرّاحون نے موافق تدبیرین اور معالجے کئے اور ورگ صحت کی طرف مائل ہوا لیکن ایک طرح کا غبار اُس راہ
کی گرد سے اعتدال طبیعی کے مرکز پر رہا حضرت صاحبقرانی کے مرنے کے بعد ابابکر میرزا نے کہ بڑا بیٹا میرانشاہ
کا تھا اُس نے خطبہ اور سکّہ اپنے بلند مرتبہ باپ کے نام پر کیا حضرت میرزا اکثر اوقات تبریز مین گزارتے تھے
اور تمامی سلطنت کے کاروبار کو ابابکر سرانجام دیتا تھا اور چوبیسوین[۲۴] ذیقعدہ آٹھ سو دس[۸۱۰] مین قرایوسف
ترکمان کی جنگ کے اندر کہ تبریز کے اطراف مین واقع ہوئی شہید ہو گیا اور آنحضرت کے آٹھ بیٹے تھے۔ ابابکر
میرزا۔ النگر میرزا۔ عثمان جلبی مرزا۔ عمر خلیل۔ سلطان محمد میرزا۔ ایجل میرزا۔ سیورغتمش۔ سلطان محمد میرزا۔ اقبالمند
بیٹا میران شاہ کا ہے۔ اُس کی بزرگ مان کا نام مہر نوش تھا قوم سے فولاد قیا میرزا کے۔ ہمیشہ اپنے بھائی میرزا
خلیل کے ساتھ سمرقند مین رہتے رہے۔ اور جب میرزا خلیل عراق کی طرف متوجہ ہوا ہے میرزا شاہرخ نے
جو کچھ کہ اُس کی عمدہ عادتون اور بزرگ خصلتون سے معلوم کیا تھا میرزا الغ سے کہا ہے اور ان کی قدر کی بزرگیان
بیان کی ہین۔ اور ہمیشہ میرزا عزت و حرمت کرنے مین کوشش کر کے برادرانہ آداب کے ساتھ سلوک فرماتا
تھا اور آنحضرت کے دو سعادتمند بیٹے تھے سلطان ابوسعید میرزا اور سلطان منوچہر میرزا۔ اور بیماری مین کہ عالم
کو رخصت کرین گے میرزا اُلغ بیگ بیمار پُرسی کو آئے ہین میرزا نے اپنے بیٹے سلطان ابوسعید کی بڑی
سفارش کی ہے۔ اسلئے ہمیشہ سلطان میرزا کی مہربانی اور سلطنت کے سایہ مین عیش و عشرت سے مقصدور
رہے اور مہربانی اور تربیت کی نظر کی وجہ سے ہر روز دولت کے درجون اور اقبال کے زینون پر چڑھتے رہے
ایک روز ایک نے شاہی بارگاہ کے مُقرّبون سے کہ بات کرنے کا راستہ رکھتا تھا عرض کی جگہ مین پہنچایا کہ

یہ تمہارے چچا کا بیٹا عجب کوشش و مستعدی کے ساتھ خدمت کرتا ہے میرزا نے جواب مین فرمایا کہ وہ ہماری خدمت نہین
کرتا ہے۔ بلکہ وہ جہانبانی اور گیتی ستانی کے اسباب ہماری صحبت سے سیکھتا ہے سچ تو یہ ہے کہ میرزا نے اپنی نہایت
دریافت و معلوم کے اعتبار سے واقعی حالت کو بیان کیا ہے۔ سلطان ابوسعید مرزا۔ اُس کی پیدائش کی سعادت
آٹھ سو تیس [830] مین ہوئی اور پچیس [25] برس کی عمر مین سلطنت کے تخت کا آراستہ کرنے والا ہوا اور اٹھارہ [18] برس تک فرمانروائی
اور کشورستانی مین مستقل طور پر مشغول رہا ترکستان اور ماوراء النہر اور بدخشان اور کابل اور غزنین اور قندھار اور حدود
ہندوستان تصرف مین لایا اور آخر مین عراق بھی اطاعت کے دائرہ مین آیا اور ایسی بزرگ دولت اور بڑی سلطنت
کے باوجود کہ ہزار طرح کی مستی کا سرمایہ ہوسکتی ہے ہشیار دل اور بیدار مغز رہکر درویشون اور گوشہ نشینون سے توجہ دلی
کی درخواست کرتے تھے آٹھ سو بہتر [872] مین میرزا جہانشاہ بن قرا یوسف آذربائجان کا حاکم کہ اوزون حسن آق قویلہ
کے دفع کرنے کو گیا تھا اور نہایت بے پروائی اور بے تدبیری کی وجہ سے اُس کے ہاتھ سے مار ڈالا گیا۔ سلطان نے
اس پر لشکر کشی کی اوزون نے ہر چند صلح کا دروازہ کھٹکھٹایا فائدہ نہ ہوا ناچار اُس نے راستون کی غلہ [?] کے آنے جانے
سے نگاہبانی کی یہانتک کہ لشکر مین بڑا قحط ظاہر ہوا۔ اس قدر کہ چودہ [14] رات شاہی گھوڑون کو جو (دانہ) نہ ملا اس
موقع پر سپاہ پراگندہ ہوگئی۔ اور اوزون حسن میدان جنگ مین غالب آیا اور بائیسوین [22] تاریخ ماہ رجب آٹھ سو تہتر [873]
مین خدا کے حکم کے موافق سلطان اوزون کے لوگون کے ہاتھ مین پڑے اور تین روز کے بعد یادگار محمد میرزا بن
سلطان محمد میرزا بن بایسنغر میرزا ابن شاہرخ میرزا کے ہاتھ مین کہ اوزون حسن کی ہمراہ تھا دیئے گئے اور اُس بے حقیقت
کم سعادت نے اُس بزرگ قدر بادشاہ کو گوہر شاد بیگم کے خون کا بہانہ کرکے کہ شاہرخ میرزا کے دولت خانہ کی صاحب خانہ
تھی یعنی بیوی تھی۔ شہادت کے درجہ کو پہنچایا اور مقتل سلطان ابوسعید [873] اس واقعہ کی تاریخ ہے۔ عمر شیخ میرزا
چوتھا بیٹا سلطان ابوسعید مرزا کا ہے سلطان احمد میرزا اور سلطان محمود میرزا۔ اور سلطان محمد میرزا سے چھوٹا اور
سلطان مراد میرزا اور سلطان ولد میرزا اور الغ بیگ میرزا اور ابابکر میرزا۔ اور سلطان خلیل میرزا اور شاہرخ میرزا سے
بڑا ہے اس بلند نسل کی پیدائش سمرقند کے اندر آٹھ سو ساٹھ [860] مین ہوئی سلطان ابوسعید میرزا نے پہلے کابل کو میرزا کو
دے کر بابائے کابلی کو اُس کا اتالیق بنا کر رخصت فرمایا تھا۔ اُس کے بعد جشن کے لیے درہ گز سے واپس بُلایا اور
جشن کے انجام کے بعد ولایت اندجان اور تخت آذر جند اُن کو دیا اور امیر اور نواب مقرر کرکے تیمور تاش بیگ کو
اتالیق بنا کر ذکر کی گئی ولایت کی طرف بھیجا۔ اور سبب وہ ہے کہ یہ طرف اُن کو کہ سارے بیٹون سے قابل زیادہ تھے
عنایت ہوئی توجہ کی زیادتی ملک موروثی کی نگہبانی مین تھی چونکہ حضرت صاحبقرانی نے یہ ولایت اپنے بزرگ بیٹے
عمر شیخ میرزا کو کہ کاردانی مین یکتا تھا عطا فرمائی تھی حضرت گیتی ستانی بھی اُس ملک کو ہمنامی کی مناسبت سے
اس بلند عقل رکھنے والے کو عنایت کیا نقل کرتے ہین کہ حضرت صاحبقرانی بار بار فرماتے تھے کہ ہمنے جہان کو تابع

عمر شیخ میرزا کی تلوار کی مدد سے کیا ہے۔ کہ وہ اندجان مین بیٹھا (ٹھہرا) اور ہماری ولایت اور دشت قبچاق کے درمیان استوار دیوار ہو گیا اور اُس کے اہتمام سے کہ سرحدون اور حدون کی نگہبانی مین بجالایا قبچاق کے لوگ بغاوت اور سرکشی کا سر اُٹھا نہ سکے اور فتنہ اور فساد کا ہاتھ کھول نہ سکے! در ہم نے بیفکری کے ساتھ ہمت کی کمر ملک فتح کرنیکے لیے باندھی اور اس تخت و تاج کی قابلیت رکھنے والے نے بھی اُس ولایت کو کہ مغلستان کی حدود تھی اس طرح پر نگہبانی فرمائی کہ بیگانہ لشکر کو گزر دینے کی قدرت اُس حدود کی طرف نہ ہوئی۔ اور یونس خان نے ہر چند تدبیر کی اُس ولایت پر قدرت نہ پائی۔ اور اُس ولایت کی جمعیت کو کسی آسیب کی خراش اور کسی آشوب (پراگندگی) کی شورش نہ پہنچی۔ وہ مبارک نصیب بلند اختر۔ نکتہ سنج اور سخن گستر تھا۔ اور بڑی توجہ ارباب شعر کی طرف رکھتا تھا اور اُس کی طبیعت نظم مین موافق تھی۔ لیکن کہنے کی پروا نہ رکھتا تھا۔ اور اکثر اوقات نظم اور تاریخ کی کتابین پڑھا کرتا تھا اور اس کے حضور اکثر شاہنامہ پڑھتے اور نہایت خوش صحبت اور شگفتہ پیشانی اور نیک محاورہ تھا (نیک محاورہ۔ بات کے وقت بہت ٹھیک جواب دینا) اور ابیات مناسب محل اگلے شعر کے کلام سے اُس کی زبان پر جاری ہوتی تھین بلند حوصلگی اُس کے حال کی تختی سے چمکتی تھی۔ اور اقبال کا جمال اُس کی بزرگی اور مرتبے کی پیشانی سے آشکارا تھا اور قواعد ملک داری اور رعیت پروری اور آداب فرمانروائی اور معدلت گستری کے اندر زمانون اور وقتون مین برابر والا اور شریک نہ رکھتا تھا سخاوت کو شجاعت کے ساتھ ہم زانو کئے تھا اور ہمت کو قدرت کے ساتھ ہمنشین بنائے تھا سلطنت کی مسند آراستہ کرنے والا تھا ایک بار ایسا ہوا کہ ایک خطا کا قافلہ اندجان کے شرقی کوہستان کے ایک طرف مین اترا تھا بڑی برف برسی اور سارے قافلے کو دبا دیا سوائے دو شخصون کے کوئی جان سلامت نہ لے گیا (زندہ نہ بچا) جب یہ واقعہ اُس بلند ہمت عادل طبیعت کو معلوم ہوا اور اُس نے اس قافلے کی جمعیت کی زیادتی سے آگاہی پائی باوجود احتیاج وقت کے مطلق توجہ اُس مال کی طرف نہ کر کے دیندار لوگون کو مقرر فرمایا اور اُس بہت سے مال کی نگہبانی کی اور ایماندارون اور حفاظت کرنے والون کے حوالے کیا تاکہ سارے وارثون کو اُن کے اصلی وطنون سے جمع کر کے ہر ایک کو اُس کا حق دیوین اور سارے شخصون اور لوگون کے حق ٹھیک ٹھیک طور پر پہنچائے گئے۔ ہمیشہ وہ درویش طبیعت بادشاہ خدا شناس درویشون کی صحبت مین متوجہ رہتا تھا اور ہمت کی آرزو خدا کے جاننے والون کے دلون کے دروازے سے کرتا تھا خاص کر کے ولایت کے پناہ دینے والے ہدایت کے آگاہی دینے والے دین کے مددگار خواجہ عبداللہ کے ساتھ کہ خواجہ احرار کے نام سے مشہور ہین۔ اور عالیمقدار باپ کے بعد اندجان مین کہ پایۂ تخت ولایت فرغانہ ہے سلطنت کے تخت کا زینت بخشنے والا ہوا اور تاشکند اور شاہرخیہ اور سیرام اُس بلند شوکت کے قبضے مین تھا کئی بار سمرقند پر لشکرکشی کی اور کئی بار یونس خان کو کہ چغتائی خان کی سلطنت پر قابض تھا اور قبائل مغل کا خان تھا اور نزدیک

کارشتہ دار ہوتا تھا اپنی مدد کو لایا - اور ہر بار مین کہ اُس کو لاتا تھا ایک ولایت اُس کو عطا فرماتا تھا - اور پھر وہ موقع
گزرنے کے بعد مغلستان کو جاتا تھا - اور آخری بار تاشکند اُس کو دیا اور زمانے تاریخ نوسو آٹھ ۹۰۸ تک ولایت تاشکند
اور شاہرخیہ فرمانروایان چغتائی کے تصرف مین رہے اور قبائل مغل کی خانی محمود خان بڑے بیٹے یونس خان
سے تعلق رکھتی تھی یہانتک کہ سلطان احمد میرزا برادر عمر شیخ میرزا والی سمرقند اور سلطان محمود خان مذکور نے
باہم اتفاق کرکے میرزا پر لشکر کشی کی آب خجند کے جنوب کی طرف سے سلطان احمد میرزا اور شمال کی طرف سے
سلطان محمود خان آیا اور اسی وقت مین میرزا کا ضروری واقعہ (اٹل موت) تقدیر کی پوشیدہ جگہ سے ظہور مین آیا اُس کی
تفصیل مجمل طور پر یہ ہے کہ اخسیکت کہ اخسی کے نام سے مشہور ہے ولایت فرغانہ کے سات شہرون سے ایک
ہے اور میرزا عمر شیخ نے اُس کو اپنا پایہ تخت بنایا تھا اور یہ شہر ایک بڑے نالے پر واقع ہوا ہے اُس کی ساری
عمارتین نالے کے اوپر ہین تقدیر کے لکھے کے موافق دوشنبہ کے روز چوتھی رمضان آٹھ سو ننانوے ۸۹۹ مین کبوتر
خانے کے نزدیک کہ عمارتون سے ایک پر تھا بیٹھے کبوترون کا تماشا کر رہے تھے کہ بارگاہ حضور کے کھڑے ہونے
والون سے ایک نے نالے کے پھٹنے کی خبر پاکر اطلاع کی - میرزا فوراً اُٹھے ایک پاؤن جوتی مین ڈالا تھا
دوسرے پاؤن ڈالنے کا موقع نہ پایا کہ وہ نالا بالکل دو ٹکڑے ہوگیا اور وہ چھت گر پڑی - میرزا نے ظاہری
اعتبار سے تو قدم نیچے کی زمین مین رکھا (دھس گئے) لیکن باطنی نظر سے بلندی کی بلندی پر چڑھے - آنحضرت کی
بزرگ عمر اُنتالیس ۳۹ برس کی تھی مبارک پیدائش آٹھ سو ساٹھ ۸۶۰ مین سمرقند مین ہوئی - پوشیدہ نہ رہے کہ فرغانہ
اقلیم پنجم سے ہے - اور آباد جہان کے کنارے واقع ہے - اُس کے مشرق مین کاشغر اور مغرب مین سمرقند اور
جنوب مین بدخشان کی سرحد کا کوہستان - اور اُس کے شمال مین اگرچہ پہلے یہ شہر تھے جیسے المالغ اور الماتو
اور یانگی کہ اترار کے نام سے مشہور ہین لیکن اس وقت اُن کے نشانون اور کھنڈرون سے کوئی نشان بھی باقی
نہین رہا ہے اُس کے مغرب مین کہ سمرقند اور خجند ہے پہاڑ نہین رکھتا - اور اس طرف کے سوا بیگانہ کے گزرنے
کے لئے اور کوئی صورت نہین ہے - اور دریاے سیحون کہ آب خجند کے نام سے مشہور ہے اس کے مشرق
اور شمال کے درمیان سے آیا ہے - مغرب کی طرف جاتا ہے اور خجند کے شمال اور فناکت کے جنوب کی جانب
سے کہ شاہرخیہ کے ساتھ مشہور ہے گزرتا ہے - اور وہان سے شمال کی طرف میل کرکے ترکستان کی جانب
جاتا ہے اور کسی دریا کے ساتھ ہمراہ نہین ہوتا ہے - اور ترکستان کے باہر ریگستان مین جاکر غائب ہوجاتا ہے
اور اس ولایت مین سات قصبے واقع ہین - پانچ دریاے سیحون کے جنوب کی جانب اور دو اُس کے شمال
کی طرف - جنوب کے قصبون سے جان - اوس - مرغینان - اسفرہ - خجند ہے اور شمال کے قصبون سے
اخی اور کاسان ہین اُس سلطنت کے یکتا گوہر کے تین بیٹے پانچ بیٹیان تھین بزرگ بیٹون مین سب سے

بڑے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ تھے اُن کے دو برس چھوٹے جہانگیر میرزا۔ اُس کے پاکدامن مان اللہ جان کی تھی غنچہ جی نام۔ اور ساری پاگدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی بیٹیون سے بڑی بیٹی حقیقی بہن حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی پانچ برس اُن سے بڑی تھی اُس وقت مین کہ شاہ اسمٰعیل صفوی نے اوزبک کو مرو مین زیر کیا (شکست دی) وہ پاکدامنی کے ڈولے کی پردہ مین بیٹھنے والی مرو مین تھی شاہ اسمٰعیل نے حرمت کر کے بڑی عزت کے ساتھ قندز مین حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے پاس بھیجدیا دس برس کے بعد حضرت گیتی ستانی سے ملاقات ہوئی تھی۔ حضرت گیتی ستانی فرماتے تھے کہ ان کے آنے کے وقت مین اور محمدی کوکلتاش روبرو گئے بیگم اور اُن کے نزدیکون نے نہ پہچانا اگرچہ ہم نے اپنے آپ کو صاف صاف طور پر ظاہر کیا۔ ایک عرصے کے بعد اُنھون نے پہچانا۔ دوسری بیٹی مہربانو بیگم حقیقی بہن ناصر میرزا کی آٹھ برس حضرت فردوس مکانی سے چھوٹی تھی ایک اور یادگار سلطان بیگم جس کی مان آغا سلطان غنچہ جی تھی ایک اور رضیہ سلطان بیگم جس کی مان مخدومہ سلطان بیگم تھی جسکو قراکوز بیگم کہتے ہین۔ اور یہ دونون بیٹیان میرزا عمر شیخ کے مرنے کے بعد پیدا ہوئی تھین۔ اور اُنوس آغا بیٹی خواجہ حسین سے ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی کم عمری مین گزر گئی۔

حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ

چار حدون اور سات آسمانون کا بادشاہ یا سات آسمانون کی مسند کا بادشاہ۔ آسمانی تخت اور بلند تاج کا ٹھہرا بلند ہمت کا بلندی بخشنے والا۔ مبارک طالع کی سعات بڑھانے والا۔ آسمان ایسا بلند ہمتی مین زمین ایسا بردبار ہین۔ شیر ایسا دل رکھنے والا۔ اقلیم کا تسکار کرنیوالا بلند شوکت اور بزرگ شان رکھنے والا۔ بیدار مغز۔ دانائی کا تلاش کرنے والا۔ ہفت کا پھاڑنیوالا اور شیر ببر ایسا دبدبہ رکھنے والا۔ بلند مرتبہ پائدار دولت رکھنے والا۔ دریا ایسا دل رکھنے والا۔ گوہر ایسی پاک نسل رکھنے والا۔ درویش ایسی خصلت رکھنے والا بادشاہ۔ حقیقی اور مجازی سلطنت کا مسند نشین (روحانی اور جسمانی بادشاہت کا بادشاہ) ظہیرالدین محمد بابر بادشاہ غازی۔ اُس کی موتی ایسی روشن ذات بڑے بڑے نشانون اور بلند ہمتون کے اُترنے کی جگہ تھی۔ بے تعلقی اور آزادی۔ شان کی بلندی اور بزرگی کے دبدبے کی پابندی کے ساتھ اُس کے اطوار کی شعاع سے ظاہر ہونے کی جھلک دیتی تھی۔ حضرت جنید اور بایزید کا فقر و فنا سکندر ایسی شوکت اور فریدون ایسی ہمت کے ساتھ اُس کے احوال کی پیشانی سے چمکتا تھا۔ آنحضرت کی پاک پیدائش نے چھٹی محرم آٹھ سو اٹھاسی مین پاک بطن اور پاک پردے قتاق نگار خانم سے جو بزرگ نسل رکھنے والی پاک عورتون کا فخر تھی ظاہر ہونے کی بزرگی پائی۔ اور اس دولت و اقبال کے سمندر کے گوہر اور خوش قسمتی کے آسمان کے روشن ستارہ نے سعادت و نیکبختی کے افق (کنارۂ آسمان) سے طلوع (نکلنا) کیا۔ اور وہ پاکدامنی

کی اوڑھنی رکھنے والی - پرہیزگاری کی چادر اوڑھنے والی دوسری بیٹی یونس خان کی اور بڑی بہن سلطان محمود خان
کی تھی - اور اُس پاکدامنی کا زیور پہننے والی کا پاک نسب (خاندان) اس طرح پر ہے - قتلق نگار خانم بیٹی یونس خان بیٹا ویس
خان بیٹا شیر خان بیٹا شیر علی اوغلان بیٹا محمد خان بیٹا حضرت خواجہ خان بیٹا تغلق تیمور خان بیٹا ایسن بوغا خان بیٹا دوا خان
بیٹا براق خان بیٹا میسون توا بیٹا موا تکان بیٹا چغتائی خان بیٹا چنگیز خان اور مولانا جامی قراکولی نے بزرگ
پیدائش کی تاریخ مین کہا ہے (ترجمہ صفحہ نو دو ہشتم از کشوری) شعر - چونکہ چھٹی محرم کو وہ فیاض بادشاہ پیدا ہوا اُس کی
پیدائش کی تاریخ بھی شش محرم (محرم کی چھٹی تاریخ) ہوئی - اگرچہ یہ تاریخ عجیب اتفاقات سے ہے اور فکر و خیال
کی اُس مین گنجایش نہین ہے - لیکن بڑی عجیب بات یہ ہے کہ یہ تاریخ چھے حرف سے کہ حساب لگانے والون کے
نزدیک ایک مبارک عدد ہے جمع ہوئی ہے - اور لفظ شش محرم ۸۸۸ اور نقش عید و خیر بھی دونون
اس پاک ذات کے ظاہر ہونے کی تاریخ غیب کی پوشیدگیون سے ظاہر کرتا ہے - اور اُس کے حرفون کی عجیب
خوبیون سے ایک یہ ہے کہ اُس کے احاد (اکائیان) اور عشرات (دہائیان) اور مئیات (سیکڑے) ایک ہی رتبہ
یا صورت مین واقع ہوئے ہین (یعنی آٹھ سو اٹھاسی کی صورت عدد یون ہے ۸۸۸ جس مین اکائیان دہائیان
سیکڑے ایک ہی صورت پر ہین) اور یہ بات اُس کے اطوار (چال چلن یا عادتون) کی برابری اور اعتدال پر اشارہ
کرتی ہے - کیا ہی عجیب ذات ہے کہ جس کے اندر اتنے غیبی راز کی باتین امانت رکھی ہین یا پوشیدہ کی گئی ہین اور
اس طرح کی نادر باتین اُس کے اندر ظاہر ہوتی ہین - بڑے خدا کے مقرّب پرہیزگار بندون کے پیشوا ناصر الدین
خواجہ احرار نے اپنی فیض و برکت پہنچانے والی زبان سے اس مبارک طالع (اختر نصیب) رکھنے والے کا بزرگ
نام - ظہیر الدین محمد کے ساتھ نام رکھا گیا فرمایا ہے اور چونکہ ترکون کی زبان پر یہ بزرگ لقب لفظی اور معنوی مرتبے اور
بلندی اور قدر کی بڑائی اور وزن کے سبب سے آسانی کے ساتھ جاری نہین ہوتا تھا اسلیئے بابر بھی اُس حضرت
کا بزرگ نام مقرر ہوا (یعنی اُنھون نے بابر کے نام سے پکارا) اور وہ حضرت (بابر) سب سے بڑے اور سب سے
زیادہ نیک بیٹے عمر شیخ میرزا کے بیٹون مین ہین - بارہ برس کی عمر مین سہ شنبہ کے روز پانچوین رمضان ۸۹۹ھ
آٹھ سو ننانوے مطابق ۱۰ ر جون ۱۴۹۴ء دل خوش کرنے والے شہر اندرجان مین سلطنت کے تخت اور خلافت کی
گدّی پر بیٹھے - اور جس قدر تکلیف اور دقت کہ آنحضرت کو ملکون کے تابع اور مطیع کرنے مین پیش آئی کم بادشاہون
کو پیش آئی ہوگی - اور جس قدر دلیری اور دلاوری اور توکل اور تحمل کو کہ آنحضرت نے خطرون اور لڑائی کے میدانون
مین تن تنہا اپنے اوپر روا رکھا ہے انسانی قدرت سے باہر ہے یا کوئی آدمی اُس کی قدرت
نہین رکھتا ہے - جس وقت کہ ان ٹل والد حضرت عمر شیخ میرزا کا مقام اخسی مین ظاہر ہوا - حضرت گیتی ستانی
فردوس مکانی (بابر) اندجان کے چار باغ (نام مقام) مین تشریف فرما تھے - اس حادثے کے دوسرے روز

سہ شنبہ پانچوین رمضان ۔ جان کی کھٹانے والی خبر اند جان مین آئی۔ اُسی دم وہ گھوڑے پر سوار ہوکر اند جان کے قلعے کی طرف گئے۔ دروازے پر پہنچنے کے وقت شیرم طغائی نے آنحضرت کی باگ پکڑی اور نمازگاہ کی طرف لے گیا تاکہ اُن کو اوزکن اور پہاڑ کے دامن کی طرف لے جاے اور اُس کا یہ خیال تھا کہ سلطان احمد میرزا بڑی شوکت اور قوت کے ساتھ آرہا ہے ایسا نہ ہو کہ بے ایمان امیر اور سردار اُس کو ملک کا والی بنا دیوین۔ اور اس صورت مین اگر اُن لوگون کی نمک حرامی (بے ایمانی) سے ولایت (ملک) ہاتھ سے چلی بھی جائے گی تو پاک ذات تو آنحضرت (بابر) کی اس خطرے سے بچ جائے گی اور وہ اپنے مامون النجہ خان یا سلطان محمد خان کی طرف چلا جائے گا۔ سردارون نے اس بات سے واقف ہوکر خواجہ محمد درزی کو جو حضرت عمر شیخ کے قدیمون سے تھا آنحضرت (بابر) کے پاس بھیجا (ترجمہ صفحہ نو دو نہم ازکشوری) کہ اُن شبہات کو جو پاک دل مین (بابر کے) پیدا ہوئے تھے خارج کرے یا دُور کرے۔ بلند سواری نمازگاہ یا عیدگاہ مین پہنچی تھی کہ خواجہ محمد پر تر (معتزز) رکاب کے چومنے سے سرفراز ہوا۔ اور معقول باتون سے آنحضرت (بابر) کا اطمینان کرکے ارادے کی باگ کو موڑا یعنی اُن کو واپس پھرنے کی ترغیب دی۔ جب اُس نے (بابر نے) اند جان کے قلعے مین نیکبختی کا اُترنا فرمایا یعنی قلعے کے اندر جا اُترا۔ سارے سردار اور ارکان دولت بلند ملازمت (بزرگ حاضری) کی بزرگی سے مشرف ہوئے یعنی سارے سردار ملنے کو آئے اور اُس نے اُن کو طرح طرح کی مہربانیون کی خوشخبری دیکر مقصدور کیا یعنی اپنے سے خوش بنایا۔ اس سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ کہ سلطان احمد میرزا اور سلطان محمد میرزا نے باہم اتفاق کرکے عمر شیخ پر چڑھائی کی تھی اب کہ آسمانی تقدیر کے موافق یہ ان ٹل حادثہ (یعنی مکان کے گر پڑنے سے عمر شیخ کا مر جانا) ظہور مین آیا اور خدا توفیق یا مدد سے سارے چھوٹے بڑے سردار یک رنگی اور یکجہتی کا اتفاق کرکے یعنی ایک دل ہوکے قلعہ کی نگاہبانی کے لئے کوشش کے لازمی اور انتظام کے قاعدے عمل مین لانے لگے یعنی خدا کی مدد اور مہربانی سے سارے چھوٹے بڑے سردار قلعے کے نگاہبانی کے لئے متفق ہوئے۔ سلطان احمد میرزا اور اہنتپہ۔ خجند۔ مرغینان جو ولایت فرغانہ سے ہے اپنے قبضے مین کر کے اند جان سے چار کوس فاصلے پر آ اُترا یا آکر اپنا لشکر ڈالا اگرچہ ایلچی (قاصد) بھیجکر صلح کا دروازہ کھٹکھٹایا یعنی صلح کی درخواست کی اُس نے قبول نہ کیا۔ لیکن چونکہ غیبی (خدائی) مدد ہمیشہ اس دائمی کے جڑے خاندان (اس ہمیشہ تک رہنے والے خاندان) کے حال کے ساتھ شامل رہی ہے۔ سلطان احمد میرزا کچھ ہی روز مین قلعے کی بہت مضبوطی اور صاحب قدرت سردارون کے اتفاق یا یکدلی کی وجہ سے اور وبا کے پھیلنے کے سبب سے جو اُس کے لشکر مین واقع ہوئی اور گھوڑون کے مرنے سے وہان ٹھہرنے سے عاجز ہوکر ایک مشکل مین پڑکر اپنے پہلے ارادون سے ناامید ہوگیا اور ایک طرح کی (سرسری) صلح درمیان مین لاکر یعنی صلح کر کے نامراد لوٹ گیا۔ اور دریاے خجند کے شمال کی طرف سے کہ سلطان محمود خان متوجہ ہوا تھا اُس نے اکرخسی

٩٩

کا محاصرہ کیا۔ آنحضرت (بابر) کا بھائی جہانگیر میرزا اور بہت سے اخلاص رکھنے والے سردار وہان موجود تھے محمود خان سے کئنتے ایک حملے کئے۔ اُنہی کے پسندیدہ مقابلے کئے انجام کار محمود خان کچھ نہ کر سکا اور اُس بیماری کی وجہ سے جس مین وہ مبتلا ہوا اس بیہودہ یا جھوٹے نادرست خیال سے باگ موڑ کر یعنی اس نادرست خیال سے باز آکر اپنی ولایت کو لوٹ گیا۔ اور آنحضرت (بابر) بلند ہمت اور قوت اور مبارک نصیب کی مدد سے فتح پا گئے اور کامیاب ہوئے۔ اور وہ گیتی ستان (حضرت بابر شاہ) گیارہ برس تک بادشاہان چغتائی اور اوزبک کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیان لڑا۔ اُس نے تین بار سمرقند کو فتح کیا (حرف بحرف ترجمہ یہ ہے۔ اُس نے مرتبہ بجلی ایسی تلوار کی چمک اور جہان کی روشن کرنے والی عقل کی مشعل کے وسیلے سے سمرقند کو فتح فرمایا ہے۔ ایک تو ۹۰۳ھ ہجری مطابق ۱۴۹۷ء مین۔ جبکہ اُس نے (بابر نے) اندجان سے آکر بائیسنغر میرزا بیٹے سلطان محمود میرزا سے اپنے اقبال کے زور اور تلوار کی چمک کے وسیلے سے سمرقند کو تابع فرمایا۔ دوسرے ۹۰۶ھ ہجری مطابق ۱۵۰۰ء مین شیبک خان سے اور تیسرے ۹۱۷ھ ہجری مطابق ۱۵۱۱ء مین شیبک خان کے مقتول ہونے کے بعد۔ چونکہ خدا کی مرضی حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے یکتا گوہر کے ظاہر کرنے مین تھی اور (خدا) چاہتا تھا کہ ہندوستان کو مقصدور کرے۔ اور اُس حضرت (اکبر شاہ) کو ایک اجنبی سرزمین مین (پردیس) مین مقصدوری اور مراد پوری کرنے کے مرتبون تک پہنچاوے یعنی خوش قسمتی اور بزرگی تک پہنچاوے۔ اسلئے اس نے (خدا نے) اُس کے (بابر کے) اپنے ملک اور اصلی وطن مین کہ سچے خادمون کے جمع ہونے کی جگہ ہے اُس کے زمانے کے مُنہ پر تکلیف کے دروازے کھولے اور اس طرح اُس نے وہان کسی طور سے رہنا اپنی دولت کی آبرو کے لائق نہ دیکھا یعنی۔ پس وہ وہان کسی طرح نہ ٹھہر سکا۔ ناچار وہ تھوڑی سی فوج کے ساتھ بدخشان اور کابل کیطرف بڑھا جب وہ بدخشان پہنچا سارے آدمیون نے خسرو شاہ کے جو وہان کا حاکم تھا اُس کی خدمت اختیار کی اور وہ خود بھی ایسا کرنے پر مجبور ہوا اور حاضر ہو گیا۔ اگرچہ یہ بدبخت ناانصافون کا سرگروہ تھا۔ بائیسنغر میرزا کو شہید کیا تھا۔ سلطان مسعود کی آنکھون مین سلائی ڈالی تھی یعنی سلطان مسعود کو اندھا بنایا تھا اور یہ دونون شہزادے چچیرے بھائی آنحضرت (بابر) کے ہوتے تھے۔ اور ایک مصیبت کے وقت مین کہ بلند لشکر کا گزرنا بدخشان مین ہوا تھا اُس سے (خسرو سے) نامہربانی اور بے رحمی کے نشان ظاہر ہوئے تھے۔ اب کہ اُس نے اپنے کامون کی صورت بدلے کے آئینہ مین دیکھی اور خوش قسمتی نے اُس نالائق سے اپنا مُنہ موڑا۔ آنحضرت (بابر) نے اپنی بڑی انسانیت اور نہایت درجہ کے فیاضی سے بدلا لینے کے درپے نہ ہو کر حکم فرمایا کہ اپنے مال سے جس قدر کہ چاہے لیکر خراسان کو چلا جاوے سو وہ پانچ یا چھ خچر اور اونٹ جواہر اور سونے کے زیور اور دوسری قیمتی چیزون سے لاد کر خراسان کو چلا گیا اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) ملک بدخشان کا انتظام و بندوبست کر کے کابل کی طرف روانہ ہوئے اور اُس وقت مین ذوالنون ارغون

کے بیٹے محمد مقیم نے کابل کو عبدالرزاق میرزا سے جو بیٹا اُلغ بیگ بیٹا سلطان ابو سعید میرزا کا اور چچیرا بھائی حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) کا تھا لیلیا تھا۔ وہ فتحمند جھنڈوں کے آنے کا شور و غوغا سُن کر قلعہ نشین ہوا۔ اور اُس نے چند روز کے بعد امان مانگ کر اپنے مال و اسباب کے ساتھ اپنے بھائی شاہ بیگ کے پاس جو قندھار میں تھا جانے کی اجازت پائی۔ کابل ماہ ربیع الاوّل کے آخر ۹۱۰ھ ہجری مطابق ۱۵۰۴ء میں لازوال دولت کے سرداروں کے ہاتھ میں آیا۔ اُس کے بعد وہ حضرت (بابر بادشاہ) ۹۱۱ھ ہجری میں قندھار کے مطیع کرنے کے لئے متوجہ ہوئے یا گئے اور قلات جو قندھار کے علاقوں سے ہے فتح ہوا۔ اور وہاں سے ملکی پالیسی کے لحاظ سے قندھار کے لینے کا ارادہ بند رکھ کے اُس کے جنوب کی طرف گئے اور سواسانگ اور الاتاغ افغانوں کے قبیلوں پر حملہ آور ہو کر کابل کو لوٹ آئے۔ اس سال کے شروع میں کابل کی حدوں میں بڑا زلزلہ آیا۔ قلعہ کی چار دیواری اور بہت سی عمارتیں قلعہ کی اور شہر کی گر پڑیں اور پغمان گاؤں کے سارے گھر ڈھے گئے (ترجمہ صفحہ یکصد و یکم از کشوری) وہاں ایک روز میں تینتیس[۳۳] مرتبہ زمین ہلی۔ ایک مہینے تک رات اور دن میں ایک دو بار زمین ہلتی رہی اور بہت سے آدمیوں کی زندگی کی بنیاد گر پڑی یعنی بہت سے لوگ مر گئے۔ پغمان اور بیگ توت کے درمیان ایک زمین کا ٹکڑا جس کی چوڑائی ایک پھینکے ہوئے پتھر کے برابر تھی یعنی اتنی چوڑائی تھی کہ جتنی دُور ایک پتھر خوب زور سے پھینکنے کے وقت جا کر گرے۔ کٹ کر یا جدا ہو کر ایک پھینکے ہوئے تیر کے برابر نیچے اُتر گیا یعنی وہ ٹکڑا زمین کا اتنا نیچے کو دھسا کہ جس کا اندازہ ایک تیر کی اُڑان کے برابر ہو سکتا ہے مطلب یہ کہ جتنی دُور تیر کمان سے چھوٹ کر جاوے اتنے فاصلہ پر نیچے کی طرف زمین دھس گئی۔ اور پھٹی جگہ (شگاف) سے چشمے ظاہر ہوئے اور استرغچ سے میدان تک کہ قریب چھ فرسنگ (چوبیس[۲۴] میل) کے ہو گا زمین اس قدر پھٹ گئی کہ اُس کے بعضے طرف ہاتھی کے قد کے برابر اونچی تھی۔ زلزلے کے شروع میں پہاڑوں کی چوٹیوں سے خاک کے بادل اُٹھے اور اسی سال میں ہندوستان میں بھی ایک بڑا زلزلہ آیا۔ اور اس وقت کی نئی باتوں سے ایک یہ ہے کہ شیبک خان ایک لشکر جمع کر کے خراسان کی طرف بڑھا سلطان حسین میرزا اپنے سب بیٹوں کو جمع کر کے اُس کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا اور میر سلطان علی خواب بین کے بیٹے سید افضل کو بھیج کر حضرت فردوس مکانی (بابر شاہ) کے بزرگ آنے کی درخواست کی چنانچہ آنحضرت (بابر شاہ) ماہ محرم ۹۱۲ھ مطابق ۱۵۰۶ء میں اس کی مدد کے لئے خراسان کی طرف روانہ ہوئے راستے کے اندر کہمرد کی حدود میں سلطان حسین میرزا کے مرنے کی خبر پہنچی۔ حضرت فردوس مکانی (بابر شاہ) نے اس وقت کے جانے کو پہلے سے زیادہ ضرور سمجھا اور زمانے کے لوگوں کی صلاح و مشورے کے برخلاف خراسان کی طرف گئے۔ اور اس سے پہلے کہ بلند مرتبہ لشکر خراسان میں پہنچے۔ معاملے کے نہ سمجھنے والے (ناتجربہ کار) کوتہ نظروں نے اتفاق کر کے بدیع الزمان میرزا کے بیٹوں نے مظفر حسین میرزا کو تخت پر بٹھا دیا۔ ذکر کئے گئے سال کے دوشنبہ کے روز آٹھویں ماہ جمادی الاخری کو مُرغاب میں آنحضرت (بابر شاہ)

۱۰۱

کی ملاقات میرزاؤن سے ہوئی اور آنحضرت نے اُن کی درخواست کے موافق ہرات مین مبارک اُترنا فرمایا۔ اور چونکہ
آنحضرت نے میرزا کے بیٹون مین ہدایت یابی اور حکومت کے نشان نہ پائے بلند لشکر کے واپس پھرنے کو مناسب حال
سمجھا اور اس سال کی آٹھوین شعبان کو دارالسلطنت کابل کی طرف روانہ ہوئے۔ اور ہزارہ کے پہاڑون مین خبر
پہنچی کہ محمد حسین میرزا دغلات اور سلطان سنجر برلاس نے مغلون کی اُس جماعت کو جو کابل مین رہی تھی یا چھوڑی گئی
تھی اپنی طرف کھینچا ہے اور خان میرزا کو سردار بنا کر کابل کا محاصرہ کئے ہین اور عام لوگون کے درمیان یہ خبر پھیلائی
ہے کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون نے حضرت فردوس مکانی (بابر بادشاہ) کے ساتھ بدعہدی کر کے اُن کو نظربند
کر لیا ہے۔ مُلّا بابا پشاغری اور امیر محب علی خلیفہ اور امیر محمد قاسم کوہبر اور احمد یوسف اور احمد قاسم کہ کابل کی نگہبانی اُنکے
سپرد تھی (ترجمہ صفحہ یکصد و دو مین از کشوری) قلعے کی نگہبانی مین کوشان ہین + جون ہی کہ یہ خبر اُس نے (بابر شاہ نے) ۱۰۳
سُنی جانورون اور اسباب کو جہانگیر میرزا کے کہ وہ کچھ بیمار تھا حوالہ کر کے چند آدمیون کے ساتھ ہندوکوہ کے دشوار گزار
راستے سے جو برف سے بھرا تھا بڑی سختی کے ساتھ گزر کر ایک صبح کے وقت کابل مین آ پہنچا۔ سب مخالف بلند لشکر کے
آنے کی شہرت کے دبدبے سے پوشیدگی کے گوشے مین جا گھسے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی سب سے پہلے
سوتیلی دادی شاہ بیگم کے پاس گئے جو کہ خان میرزا کے بزرگ بنانے کا سبب ہوئی تھی اور اُس کے آگے زمین پر
زانو ٹیک کر (گھٹنون کے بل کھڑے ہو کر) آداب (اُس کی تعظیم و تکریم) بجا لائے اور اُس کی دلی حالت کو معلوم
کرنے کے بعد بڑی بردباری اور شائستگی اور بزرگ ذاتی سے نہایت اچھے لفظون اور پسندیدہ کلمون مین عرض کیا کہ
اگر ایک مان اپنے ایک بیٹے کے ساتھ اپنی ایک خاص مہربانی کرے تو دوسرے بیٹے کو کیون رنجیدہ ہونا چاہئے۔
اور کس لئے اُس کے (مان کے) حکم سے سر پھیرنا (نافرمانی کرنا) چاہئے + اور آنحضرت نے فرمایا (بابر نے فرمایا کہ یہ
کہنے کے بعد چونکہ) مین جاگتا رہا تھا اور دراز راستہ طے کر کے آیا تھا بیگم کی گود مین سر رکھ کر سو گیا۔ اور وہ (بابر شاہ)
بیگم کی تسلی دینے کے لئے کہ بہت گھبرائی ہوئی اور بے آرام تھی طرح طرح کی مہربانیان ظہور مین لایا ابھی وہ (بابر شاہ)
اچھی طرح سویا نہ تھا کہ مہر نگار خانم کہ آنحضرت (بابر شاہ) کی خالہ کی بیٹی بہن ہوتی تھی آئی اور آنحضرت (بابر شاہ) نے
جلدی سے اُٹھ کر اُس کو سلام کیا + وہ محمد حسین میرزا کو پکڑ کر لائے۔ اور آنحضرت نے (بابر شاہ نے) چونکہ مہربانی کی
کان تھا۔ اُس کی جان بخشی فرما کر اُس کو اجازت دی کہ خراسان کو چلا جاوے اس کے بعد خانم (مہر نگار خانم) خان میرزا
کو اپنے ہمراہ حضرت کے حضور مین لائی اور بولی۔ اے اپنی مان کی زندگی! مین تمہارے گناہگار بھائی کو لائی ہون
تمہاری خوشی یا مرضی کیا ہے۔ آنحضرت نے خان میرزا کو مہربانی سے اپنی آغوش مین لیا۔ اور طرح طرح کی عنایت کے
ساتھ اُس کو پوچھا۔ اُس کے بعد اُس کے رہنے اور جانے کو اُس کی مرضی پر چھوڑا۔ خان میرزا اس قدر شرمندہ تھا
کہ وہ اپنے رہنے کو اپنے دل مین جگہ نہ دے سکا۔ اور اُس نے رخصت مانگی اور قندھار کو روانہ ہوا۔ اور یہ قضیہ

بھی اسی سال مین واقع ہوا۔ دوسری سال وہ (بابر) قندھار کو گیا۔ اور وہان کے حاکم ذوالنّون ارغون کے بیٹے شاہ بیگ اور اُس کے چھوٹے بھائی محمد مقیم سے ایک بڑی لڑائی لڑا۔ اور خان میرزا نے حاضر باشی کی نیکبختی حاصل کی۔ اور آنحضرت (بابر) قندھار ناصر مرزا کو جو جہانگیر میرزا کا چھوٹا بھائی تھا دے کر کابل لوٹ آئے۔ اور شاہ بیگم اور خان میرزا کو اجازت دی کہ بدخشان کو جائین۔ خان میرزا نے بہت خطرون کے بعد زُبیر راغی کو ہلاک کیا اور بدخشان کی حکومت مستقل طور پر اُس کے قبضے کے دائرے مین آئی۔ اور وہ ہمیشہ نیکبختی کا سر فرمانبرداری کی زمین پر گھستا رہا یعنی ہمیشہ بادشاہ کی خیر خواہی ظاہر کرتا رہا۔ یہان تک کہ (ترجمہ صفحہ یکصد و سوم از کشوری) اُس نے ۹۱۶ھ ہجری مطابق ۱۵۱۰ء مین ایک تیز رفتار قاصد بھیج کر عرض کیا کہ شاہی بیگ مار ڈالا گیا ہے مناسب یہ ہے کہ اس طرف کو حرکت فرمائین۔ چنانچہ اس سال کے شوال مین وہ (بابر) خدا پر بھروسہ کرنے کی قوت پر روانہ ہوا اور اوزبکون کے ساتھ بڑی لڑائی اور ہمیشہ فتح اور فتحمندی اُس کے بلند لشکر کی باگ کے ساتھ رہی یعنی برابر فتح پاتا رہا۔ یہانتک کہ تیسری بار نصف ماہ رجب ۹۱۷ھ مطابق ۱۵۱۱ء مین اقبالمندی اور کامیابی کے وسیلے سے سمرقند کو تابع کیا اور آٹھ مہینے تک وہان فرمانروائی کی مگر ماہ صفر ۹۱۸ھ ہجری مطابق ۱۵۱۲ء مین کول ملک کے اندر عُبَید اللہ خان کے ساتھ ایک بڑی لڑائی ہوئی۔ اور اگرچہ وہ (بابر شاہ) جیت گیا تھا یا اگر بابر شاہ کی فتح ہو گئی تھی۔ اچانک آسمان کے بازیگری سے نظر بد لگی یعنی شکست ہو گئی۔ اور اُس نے جہان کے طے کرنے والے گھوڑے کی باگ حصار کی طرف موڑی یعنی حصار کو روانہ ہوا۔ دوسری بار وہ (بابر) نجم بیگ کو ساتھ لے کر غجدوان قلعے کے نیچے اوزبک کے ساتھ ایک بڑی لڑائی لڑا۔ نجم بیگ مارا گیا۔ اور آنحضرت (بابر) کابل کی طرف چلا آیا پھر ایک اور بار اُس نے پوشیدہ یا خدائی الہام سے ماوراالنہر کا جانا ایک طرف رکھ کر ہندوستان کے تابع کرنے کی ٹھانی۔ وہ چار بار ہندوستان کے تابع کرنے کو آیا اور کچھ حوادث پیش آنے کی وجہ اُلٹا پھر گیا۔ پہلی بار ماہ شعبان ۹۲۵ھ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء مین باوام خیمہ اور جگد لیک کی راہ سے خیبر سے گزر کر جم مین اُترنا بزرگی کا فرمایا یعنی اُترا یا مقام کیا۔ واقعات بابری مین کہ ایک تُرکی کتاب آنحضرت کے (بابر کے) سچ لکھنے والے قلم کی لکھی ہوئی ہے۔ اُس نے لکھا ہے کہ جب وہ (بابر) چھٹے کوچ مین کابل سے آدینہ پور تک پہنچا۔ اُس نے اُس سے پہلے کبھی نہ گرم سیر ولایت (یعنی وہ ملک جس مین گرمی رہتی ہے۔ انگریزی مین درم پجنیس کہتے ہین) اور نہ ہندوستان کا ملک دیکھا تھا جُونہی پہنچا ایک نئی دُنیا نظر آئی۔ گھاس مختلف طور کی تھی درخت مختلف طور کے تھے جنگلی جانور مختلف قسم کے تھے۔ پرندے دوسرے بال و پر کے تھے۔ لوگون کے دستور ایک مختلف قسم کے تھے۔ مین دنگ رہ گیا اور فی الواقع حیرت کی جگہ تھی۔ ناصر میرزا نے اس منزل مین فرش چومنے کی عزت سے نیکبختی پائی یعنی ناصر میرزا غزنی سے آداب بجا لانے کو آیا اُس نے (بابر) جام مین مقام کر کے مشورہ کیا کہ بلند لشکر دریاے سندھ کہ نیلاب کے نام سے مشہور ہے۔ کس کون سی طرف سے عبور کرے۔ باقی چغانیان کی نحوست کی وجہ سے سندھ کا عبور کرنا ملتوی رہا اور وہ (بابر) کھت کی طرف روانہ ہوا۔ اور کھت پر حملہ آور ہونے کے لئے

۱۰۳

بنگش اور نبور پر حملہ آور ہوئے - اور وہان سے عیسی خیل کے ملک کی طرف گئے اور تربیلہ کے اطراف مین اقبال کے جھنڈون نے اُترنا فرمایا یعنی مقام کیا جو دریاے سند (انڈس) کے کنارہ پر ایک گانون ملتان کے متعلقات سے ہے اور دریا کے کنارے کنارے چند کوچ کرنے کے بعد اقبال کا خیمہ استادہ ہوا - اور وہان سے دُکی کی حدود مین بزرگی کے اُترنے نے ظہور کیا یعنی پھر وہان سے دُکی کی حدود مین آیا اور کچھ روز کے بعد غزنین اقبال کے لشکر کی ٹھہرنے کی جگہ ہوا یعنی کچھ روز کے بعد غزنین پہنچا اور ماہ ذالحجہ مین کابل کے میدان نے بلند تشریف آوری سے رونق حاصل کی (ترجمہ صفحہ یکصد و چہار مین از کشوری) دوسری بار بلند لشکر ماہ جمادی الاالی ۹۱۳ھ ہجری مطابق ۱۵۰۷ء مین خُرد کابل (چھوٹے کابل) کے راستے سے ہندوستان کے فتح کرنے کو متوجہ ہوا یا آگے بڑھا - پہلے مندور کے اطراف سے طرف عتر اور شیوہ کے گیا پھر ساتھیون (سردارون) کی راے کی مخالفتون کی وجہ سے اُلٹا پھرا - اور کُنیر نُورگل سے بھی عبور واقع ہوا - اور کنیر اور چالہ سے فتحمند لشکر تک پہنچا - اور بادیج کی راہ سے کابل کے میدان پر فضل و احسان کا سایہ ڈالا یعنی کابل آیا اور آنحضرت (بابر) کے حکم کے موافق اس عبور کرنے کی تاریخ اُس پتھر پر کھودی گئی ہے جو بادیج کے اوپر ہے - اور اب تک وہ غیبی تحریر (تعجب خیز تحریر) موجود ہے اور اس وقت تک حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کی بلند نسل رکھنے والی اولاد میرزا کہلاتی تھی - آنحضرت بابر نے حکم دیا کہ اس تاریخ مین (جو پتھر پر کھودی گئی ہے) بادشاہ لکھنا چاہیئے - اور اس مبارک فال سال کی چوتھی تاریخ ماہ ذیقعدہ سہ شنبہ کے روز کابل کے قلعہ مین حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون) کی مبارک پیدائش ہوئی - اس کا بیان آیندہ لکھا جائے گا - تیسری مرتبہ دوشنبہ کے روز یکم محرم ۹۲۵ھ ہجری مطابق ۳ جنوری ۱۵۱۹ء مین جبکہ وہ (بابر) بجور کی طرف متوجہ تھا (بجور پر چڑھائی کی تھی) راہ کے درمیان ایک بڑا زلزلہ آیا جو تخمینی آدھ گھنٹے تک رہا - اور سلطان علاء الدین سوادی ایلچی سلطان ویس سوادی کا خسرباشی کی نیکبختی سے مشرف ہوا یعنی بابر کے حضور مین حاضر ہوا - اور تھوڑے وقت مین بجور کا قلعہ لے لیا گیا - اور خواجہ کلان بیگ کو عنایت ہوا جو مولانا محمد صدر کا بیٹا تھا اور وہ (مولانا محمد صدر) میرزا عمر شیخ کے بہت بڑے سردارون سے تھا - اور ذکر کیا گیا خواجہ پایہ کہ خواجہ آنحضرت کا رشتہ دار ہوتا تھا اُس کے چھے بھائیون نے اچھی خدمت بجالانے کے لئے اپنی جانون کو آنحضرت کی خوشنودی اور رضا کے قدم مین نچھاور کیا ہے - یعنی اُس کے چھے بھائیون نے اپنی جانین آنحضرت کی خدمت مین دی ہین - اور وہ خود (یعنی خواجہ) عقل اور دانائی کی زیادتی سے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) کا ایک خاص رعایت یافتہ تھا جبکہ آنحضرت کے روشن دل کی تجویز یہ تھی کہ ولایت سواد پر چڑھائی ہو اور یوسف زئی فتح کیا جائے شاہ منصور کا چھوٹا بھائی طاؤس خان جو فرقہ یوسف زئی کا سردار تھا اُس کی (شاہ منصور کی) بیٹی کو لایا اور عاجزی اور فروتنی کے الفاظ زبان پر لایا - اور اُس جنگلی جانورون کے ملک مین غلہ کی تنگی بھی تھی - اور در اصل ہندوستان

۱۰۴

پر حملہ آور ہونا بھی جہان کے فتح کرنے والے دل مین جما ہوا تھا۔ یعنی بابر کا پکا ارادہ ہندوستان پر قبضہ کرنے کا بھی تھا
اُس نے (بابر نے) اپنے ارادے کی باگ سواد کی طرف سے پھیری۔ اگرچہ نہ ہندوستان کے سفر کا سامان ٹھیک
طور پر تھا اور نہ سردار اس پر راضی تھے۔ اُس نے (بابر نے) ہمّت کی مشعل روشن کی اور شہر ہندوستان کی تاریکی
دور کرنے کے لئے متوجہ ہوا پنجشنبہ کی صبح سولھوین محرّم کو (ترجمہ صفحہ یکصد و پنجم از کشوری) اُس نے گھوڑون
اونٹ۔ اسباب سمیت دریاے اٹک سے عبور کیا اور اُردو بازار (کمپ کے بازار) کو پڑے مین چھوڑ کر کچھ کوت کے
نزدیک بزرگی کا اُترنا فرمایا اور بھیرا سے سات کوس پر شمال کی طرف ایک پہاڑ ہے جس کو ظفر نامہ اور دوسری
کتابون مین کوہ جود لکھا ہے۔ وہان اقبال کے لشکرون کے خیمے استادہ ہوئے یعنی وہان چھاونی ڈالی آنحضرت
نے (بادشاہ نے) کتاب واقعات مین لکھا ہے کہ اس تاریخ تک اس پہاڑ کے نام رکھنے کا سبب ظاہر نہ تھا لیکن
اس کے بعد معلوم ہوا۔ کہ اس پہاڑ مین ایک باپ کی نسل کے دو گروہ رہتے ہین ایک قبیلہ کو جُود کہتے ہین۔ اور
دوسرے کو جنجوہہ اور اُس نے (بابر نے) عبدالرحیم سقاولی کو بھیرہ کی طرف بھیجا تاکہ لوگون کو دلاسا دے کہ کوئی
دراز دستی کا ہاتھ دراز نہ کرے یعنی کوئی سرکشی نہ کرے۔ اور دن کے آخر (دن ڈھلے) خود بدولت و اقبال نے
یعنی بادشاہ نے بھیرہ کے مشرقی جانب دریاے بہت کے کنارہ پر اُترنا فرمایا۔ اور اُس نے چار لاکھ شہرخی بھیرہ سے
مخالفت کے مال کے طور پر لے کر ہندو بیگ کو عنایت فرمائے اور اس کا انتظام اُس کی (ہندو بیگ کی) استوار
(پختہ صائب) راے پر قرار پایا اور شاہ حسن کو خوشاب حوالہ کر کے ہندو بیگ کی مدد کے لئے مقرر کیا اور مُلّا مرشد کو رسالت
(ایلچی) کے طور پر سلطان سکندر لودی کے بیٹے سلطان ابراہیم کے پاس کہ پانچ یا چھ مہینے سے باپ کی جگہ
ہندوستان کی حکومت کر رہا تھا بھیجا۔ کہ بہت اچھی طرح سے اُس کو سمجھاوے۔ لاہور کے حاکم دولت خان نے
ذکر کئے گئے ایلچی کو روک رکھا اور اپنی نہایت نادانی کی وجہ سے اُس کو بغیر اُس کا مقصد حاصل کئے ہوئے واپس
بھیجا۔ جمعہ کے روز دوسری ربیع الاوّل نیکبختی خبر دینے (نیکبخت) بیٹے کے پیدا ہونے کی خبر آئی۔ چونکہ وہ (بادشاہ)
ہندوستان کے فتح کرنے کے خیال مین تھا اُس نے اس کو ایک نیک شگون سمجھا اور پوشیدہ (خدائی) الہام
کے موافق اُس کا نام ہندال رکھا۔ اُس نے (بابر نے) یکشنبہ کے روز گیارھوین ربیع الاوّل کو ہندو بیگ
کو بھیرہ کے انتظام کے واسطے رخصت کیا اور وہ (بابر) ملکی مصلحتون کے لئے کابل کی طرف واپس پھرا۔ اور
پنجشنبہ کے روز آخری تاریخ ربیع الاوّل کو وہ کابل مین پہنچا اور دوشنبہ کے روز پانچوین ربیع الآخر کو ہندو بیگ
بے پروائی کے سبب سے بھیرہ کو چھوڑ کر کابل چلا آیا۔ چوتھی بار آنے کی تاریخ نظر نہین آئی ہے۔ لیکن ایسا ظاہر
ہوتا ہے کہ وہ (بابر) اس حملہ مین لاہور کو لینے کے بعد واپس آیا ہے یا لوٹا ہے اور دیپالپور کی فتح کی تاریخ سے
جو اس کے بعد ایک موقع پر لکھی جائے گی معلوم ہوتا ہے کہ وہ حملہ سنہ ۹۲۵ ہجری مطابق ۱۵۱۹ء مین ہوا ہے چونکہ

۱۰۵

ہرایک کام ایک خاص وقت رکھتا ہے۔ یا اپنے وقت پر موقوف ہے۔ اس مطلب (یعنی ہندوستان کا فتح کرنا) کا جمال توقف کے پردہ میں رہتا تھا۔ یعنی یہ آرزو پوری نہ ہوتی تھی۔ اور سرداروں کا سُست رائے ہونا اور بھائیون کا مخالفت کرنا ظاہری سبب بنتا تھا۔ یعنی ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا تھا کہ سردارون کی سُستی اور بھائیون کی نا اتفاقی سے یہ کام انجام نہین پاتا ہے۔ یہان تک کہ پانچوین بار خدا کی توفیق (ہدایت) اور لازوال اقبال کی رہنمائی یا رہبری کے وسیلے سے جمعہ کے روز یکم صفر ۹۳۲ھ ہجری مطابق سترھوین نومبر ۱۵۲۵ء مین جبکہ بڑا نورانی ستارہ (آفتاب) بُرج قوس مین روشنیون کے جھنڈے بلند کئے ہوئے تھا یعنی سورج بُرج قوس مین تھا۔ ایسے مبارک نصیب کے ساتھ کہ ایک عالم کی اطراف کی تاریکی کا دور کرنے والا یا زائل کرنے والا ہو سکتا تھا (ترجمہ صفحہ بکصد و ششمین از کشوری) ارادہ کا پاؤن خدا پر بھروسہ کرنے کی رکاب مین ڈال کر یا رکھ کر اور گناہون سے اپنے آپ کو محفوظ رکھ کے ہندوستان کے فتح کرنے کو روانہ ہوا۔ اُس نے (بابر نے) میرزا کامران کو قندھار مین چھوڑا اور کابل کی نگرانی بھی اُس کے سپرد کی۔ اور جب یہ حملہ شروع ہوا تو فتح پر فتح اور اقبال پر اقبال ظاہر ہوا۔ لاہور اور ہندوستان کے کچھ بڑے شہر غالب سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آئے۔ اور سترھوین صفر کو کہ اقبال کے خیمے باغ وفا مین استادہ ہوئے تھے یعنی بابر شاہ باغ وفا مین قیام فرما تھے۔ حضرت جہانبانی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے بدخشان سے اپنے لشکر کے ساتھ آکر بساط بوسی کی عزت سے سرفرازی حاصل کی یعنی سترھوین صفر کو حضرت جہانبانی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون اپنے لشکر سمیت بدخشان سے کمپ مین پہنچا جو باغ وفا مین تھا۔ اور خواجہ کلان بیگ نے بھی اسی روز مین غزنی سے آکر نیکبختی آستان بوسی کی حاصل کی یعنی خواجہ کلان بیگ بھی اسی روز غزنی سے آیا۔ اور اس سال کی یکم ربیع الاوّل کو اُس نے (بابر نے) کچہ کوٹ کے نزدیک دریاے سندھ (اندس) سے عبور فرما کے فوج کا جائزہ (انگریزی مسٹر) لیا بارہ ہزار سوار ترک۔ تاجیک۔ اور سوداگر وغیرہ شمار مین آئے اور جہیلم کے اوپر دریاے بہت سے عبور کیا اور بھول پور کے نزدیک دریاے چناب سے بلند لشکر کا گزرنا یا عبور کرنا ہوا۔ یعنی بھول پور کے نزدیک دریاے چناب سے عبور کر کے چھاونی ڈالی۔ اور جمعہ کے روز چودھوین ربیع الاوّل کو سیالکوٹ کے میدان مین فتح کی کرن رکھنے والے جھنڈے بلند کئے۔ اور جہان کے آراستہ کرنیوالے دل مین (بابر کے دل مین) ایسا آیا کہ سیالکوٹ کو ویران کر کے بھول پور بسائے اور اس وقت مین برابر مخالفون کی خبر آئی تھی (کہ بچاؤ کر رہے ہین) اور جب آنحضرت (بابر) نے کلانور مین اقبال کا اُترنا رکھا یعنی جب بابر کلانور مین پہنچا۔ محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور اَور سردارن نے جو لاہور کی نگہبانی کے لئے مقرر ہوئے تھے زمین بوسی کی بزرگی سے نیکبختی کی کامیابی حاصل کی یعنی حاضر ہو کر آداب شاہی بجالائے سہ شنبہ کے روز چوبیسوین ۲۴ ربیع الاوّل کو ملوت کا قلعہ غالب سلطنت کے سردارن نے فتح کیا اور مال و اسباب لوٹا

یعنی بہت کچھ لوٹ حاصل کی۔ اور غازی خان کی کتابین جو اس قلبیعق تعین قبضے مین آئین۔ اُس مین کچھ کتابین (بابر نے) حضرت جہانبانی (ہمایون) کو عطا کین اور کچھ کتابین قندھار کامران مرزا کو تحفے کے طور پر بھیجین۔ جب برتر ساعت مین پہنچا (جب بابر نے یہ خبر سنی) کہ حصار فیروز کا گورنر حمید خان وہان سے دلیری کے قدم سے دو تین منزل آگے بڑھ آیا ہے یکشنبہ کے روز تیرھوین جمادی الاولی کو کہ بلند لشکر انبالہ سے کوچ کر کے ایک تالاب کے کنارے اُترا ہوا تھا اُس نے (بابر نے) حضرت جہانبانی نصیر الدین محمد ہمایون کو اُس کے (حمید خان کے) مقابلے کے لیئے رخصت فرمایا (بھیجا) اور امیر خواجہ کلان بیگ اور امیر سلطان محمد دلدئی اور امیر ولی خازن اور امیر عبد العزیز اور امیر محب علی خواجہ خلیفہ اور کچھ اور افسران کو جو ہندوستان مین رہ چکے تھے جیسے ہندو بیگ اور عبد العزیز اور محمد علی جنگ اور اور لوگون کو درگاہ کے خاص بندون سے فتح کی نسبت رکھنے والی رکاب کے ساتھ کیا یعنی ہمایون کے ساتھ کے لیئے مقرر کیا (ترجمہ صفحہ یکصد و ہفتم از کشوری) یعنی جو ہندوستان کے بڑے بڑے شریف امیرون سے تھا۔ اس روز مین آستان بوسی کی دولت سے فخر کرنے والا یعنی اس روز مین حاضر ہو کر آداب شاہی بجا لایا۔ اور حضرت جہانبانی (ہمایون) نے جاگتے بلند نصیبے کی رفاقت اور اقبال کی ہمراہی کے وسیلے سے ایک یون ہی سی توجہ مین فتح کا جھنڈا بلند کیا یعنی ایک بہت آسان لڑائی لڑ کر فتح پائی۔ دو شنبہ کے روز اسی مہینے کی ۱۴ تاریخ بلند لشکر کی قرارگاہ یعنی کیمپ کی طرف پلٹے۔ آنحضرت (بابر) نے حصار فیروزہ مع اُس کے متعلق مقامون اور ضلعون کے جو ایک کروڑ (قیمت) کے ہون گے اور ایک کروڑ روپیہ اور اس فتح کے صلے یا معاوضے (بدلے) مین کہ بیشمار فتحون کا اوّل تھی حضرت جہانبانی (ہمایون) کو عنایت فرمایا۔ اور نیکبختی یا خوش اقبالی کے لشکر کے ساتھ برابر کوچ کرتے آگے بڑھے یعنی لشکر کوچ کرتا ہوا آگے بڑھا۔ اور ہمیشہ خبر پہنچتی تھی کہ سلطان ابراہیم ایک لاکھ سوار اور ایک ہزار ہاتھیون کے ساتھ آگے بڑھتا آرہا ہے سرساوہ کے نزدیک اقبال کے خیمہ گاہ ہوئی تھی یعنی سرساوہ کے نزدیک کیمپ پڑا تھا۔ کہ خواجہ کلان بیگ کا ایک نوکر حیدر علی جو جاسوسی (خبرگیری) کے لیئے گیا تھا یہ خبر لایا کہ داؤد خان اور حاتم خان پانچ یا چھے ہزار سوارون کے ساتھ سلطان ابراہیم کے کیمپ سے آگے کی طرف بڑھا ہے۔ اسلیئے یکشنبہ کے روز اٹھارھوین جمادی الاخری کو چین تیمور سلطان اور محمد سلطان میرزا اور مہدی خواجہ اور عادل سلطان سارے جرانغار (بادشاہ کے بائین جانب کی فوج) کے لوگون کے ساتھ سلطان جنید۔ شاہ میر حسین۔ اور قتلق قدم کے زیر حکم کیئے گئے۔ اور اسی طرح غول (درمیانی فوج) سے یونس علی اور عبد اللہ احمدی اور کتہ بیگ اور اور لوگ مقرر ہوئے کہ اُس خونی گرفتہ جماعت (وہ جماعت کہ جس کے سر پر موت کا خون سوار ہو) پر غلبہ کرین اور ان لڑائی طلب کرنے والے بہادرون اور میدان جنگ کے ڈھونڈھنے والے دلاورون نے تند و تیز چل کر باقاعدہ لڑائی کی اور اس دشمن کی جماعت پر فتح پائی اور بہت لوگون کو گرفتار کر لیا اور بہت سے لوگون کو تلوار کے کوندے اور تیغ کے مینہ سے ہلاک کیا اور

حاتم خان کو اور ستر آدمیون کے ساتھ گرفتار کر کے زندہ بلند درگاہ مین بھیجا - اور وہ سب بلند لشکر یا کیمپ مین اُس سزا کو پہنچے جس کے وہ مستحق تھے یعنی بلند کیمپ مین وہ سب قتل کئے گئے ۔ اور جہان کے فتح کرنے والے حکم نے جاری ہونا پایا یعنی یہ حکم جاری ہوا - کہ چھکڑے جمع کرین اور اُستا علی قلی کو ہدایت کی گئی کہ روم کے طریقے یا قاعدے کے موافق چھکڑون کو زنجیر اور بیل کی کھال کے تسمون سے ایک لمبی رسّی کی صورت مین باہم گرہ (آپس مین) جوڑ دین اور ہر دو گاڑیون کے درمیان چھ یا سات تورہ (ایک قسم کا پردہ جس کے نیچے یا آڑ سے لڑنے والے تیر یا برچھے چلاتے ہین) رکھین تاکہ توڑے دار بندوق چلانے والے (انگریزی میچلوک مین) بےفکری کے ساتھ پردے کی آڑ سے فیر کر سکین - پانچ یا چھ روز مین یہ انتظام پورا ہوا - آخر کار پنجشنبہ کے روز آخری تاریخ جمادی الاُخریٰ کو فتحمندی کے ہمانے شہر پانی پت پر اپنے اقبال کے بازوٗن کا سایہ بچھایا - اور لشکرون کی صفین بہت اچھی طرح ترتیب دی گئین - فتحمند لشکر کا برانغار (یعنی دہنے ہاتھ کا حصّہ فوج) شہر مین داخل ہوا - اور گاڑیان اور تورے جو ترتیب دئے گئے - قول (بیچ کی فوج) کے سامنے رکھے گئے - جرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) نے خندق دکھائی (انگریزی ڈِچ) اور درختون سے احکام (مضبوطی - پائداری) پایا - (ترجمہ یکصد و ہشتم از تُزکِ بابری) سلطان ابراہیم نے شہر سے چھ کوس پر ایک بڑے لشکر کے ساتھ لڑائی کا میدان آراستہ کیا تھا - ایک ہفتہ تک ہر روز سپاہ کے جوان اور تجربہ کار بوڑھے دشمن کے لشکر کے کنارے تک جا کر غنیم (مخالف - دشمن) کے ہشیار لشکرون سے لڑتے اور فتح پاتے رہے - آخر کار جمعے کے روز آٹھوین رجب کو سلطان ابراہیم ایک بڑے شاندار لشکر اور پُر زور ہاتھیون کے ساتھ بلند کیمپ کے مقابلے مین آیا اور حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) نے بھی غلبہ رکھنے والی فوجون کو ترتیب دیا اور جنگ کے میدان کو اس طرح (یعنی نیچے لکھے ہوئے قاعدے کے موافق) آراستہ کیا -

۱۰۰

حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) کی لڑائی سلطان ابراہیم کے ساتھ اور لڑائی کی صفون کی ترتیب

جبکہ کام کا بنانے والا اُمحافظ (یعنی خدائے کارساز) چاہتا ہے کہ پُرانے شکستون کا تدارک کرے (یعنی پُرانی شکستون کی مرمت کرے یا پُرانی شکستون کا بدلا کرے) اور مقصد بنا کر گزشتہ مشقّتون (سختیون) کا عوض فرماوے - تو اُس کے مقدّمے یا تمہیدین مرتّب کرتا ہے اور اُس کے اسباب (اُن چیزون کو جو اُس کام کے لئے ضروری ہین) کو ترتیب دیتا ہے - انھین ایسے ہی انتظامات مین سے سلطان ابراہیم کا لڑائی کے قصد پر آنا اور حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) کا فوج آراستہ کرنا ہے - کہ باوجود اس کے کہ مخالف کی کثرت اور موافق کی قلّت (کمی)

تھی (یعنی باوجود اس کے کہ مشکلین بہت سی تھین اور دلخواستہ باتین کم تھین) مگر چونکہ خدا کی مدد ہمراہ تھی اور دن بدن
بڑھنے والا اقبال رہبر تھا بے فکر دل اور اطمینانِ خاطر کے ساتھ بغیر احسان رکھے بڑی فتح دینے والے (خدائے تعالیٰ)
پر بھروسہ کرکے صفون کی ترتیب دینے مین بلند توجہ فرمائی - غول (درمیانی فوج) کو اپنی پاک ذات سے زینت بخشی -
اور غول کے دہنے ہاتھ پر کہ ترک اُس کو اُن غول کہتے ہین چین تیمور سلطان اور سلیمان میرزا اور امیر محمدی کوکلتاش اور
امیر شاہ منصور برلاس اور امیر یونس علی اور امیر درویش محمد ساربان اور امیر عبد اللہ کتاب دار نے قرار پایا یہ سب
مقرر کئے گئے - اور غول کے بائین ہاتھ پر ترک اُس کو سیول غول کہتے ہین امیر خلیفہ اور خواجہ میر میران صدر اور امیر
احمدی پروانچی اور قوج بیگ کا بھائی امیر تروی بیگ اور محب علی خلیفہ اور میرزا بیگ ترخان کو مقرر فرمایا - برانغار (دہنے
ہاتھ کی فوج) نے حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) کی تدبیر کی خوبی اور شوکت کے دبدبے سے آراستگی
پائی (یعنی ہمایوں کے سپرد ہوا) اور امیر خواجہ کلان بیگ اور سلطان محمد دولدی اور امیر ہندو بیگ اور ولی خازن
اور پیر قلی سیستانی اُن کی (ہمایون کی) دولت کی رکاب مین رہے (ساتھ رہے) اور تدبیر اور تلوار کے آرایش بخشنے
والے ہوئے - اور جرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) مین محمد سلطان میرزا اور سید مہدی خواجہ اور عادل سلطان اور سلطان جنید
برلاس - اور خواجہ شاہ میر حسن اور امیر قتلق قدم اور امیر خان بیک (ترجمہ صفحہ یکصد و نہم از کشوری) اور امیر محمد بخشی ۱۰۹
اور دوسرے نامی بہادر مقرر ہوئے - اور ہراول (وہ فوج جو سب سے آگے ہو - انگریزی وینگارڈ) مین خسرو کوکلتاش
اور محمد علی جنگ جنگ تھے اور امیر عبد العزیز حفاظت کے لئے مقرر ہوا - اور جرانغار (دہنے ہاتھ کی فوج) کے بازو مین ولی
قزل اور ملک قاسم اور بابا قشقہ اپنے مغلون کے ساتھ مقرر ہوئے جو کمک دینے والی بازو کی فوج کے مانند استادہ
کئے گئے تھے جس کو ترکی مین تولقمہ کہتے ہین - اور جرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) کے بازو پر قراقوزی اور ابو المحمد نیزہ باز
اور شیخ علی اور شیخ جمال اور تنگری قلی مغل بازو کی فوج کی طرح مقرر ہوئے - اور جیسے کہ لڑنے والے دلاورون اور تلوار
چلانے والے بہادرون کی رسم ہے پائداری کا پاؤن لڑائی کے میدان مین مضبوط جما کے کھڑے ہوئے - اور جان
لینے والے تیرون اور خون پینے والی تلوارون سے بہادری اور دلیری کو ظاہر کیا - ترجمہ شعر - بہادر مضبوط قدم سے
کھڑے ہوئے - درختون نے اُن سے کھڑا ہونا سیکھا - آخر کار بڑے حملون اور زبردست مقابلون کے خدا کی
مدد مین بلند لشکر کے قلب (درمیانی فوج) اور جناح (سامنے کی فوج) کے ساتھ باگ سے باگ ملانے والی ہوئین اور
خدا کی مدد مین بڑی فتحون کا باعث ہوئین اور دشمنون پر شکست پڑی - ایک بڑی فتح خدا سے پناہ چاہنے والے
سردارون کی طرف سے ظاہر ہوئی - سلطان ابراہیم بھاگتے ہوئے ایک گوشہ مین قتل ہوا اور افغانون کے بیشمار
آدمی - بادشاہی اقبال کی غلبہ رکھنے والی تلوار سے گھاس کی طرح کاٹے گئے - اور یہ نیستی کے بڑے شہر کی طرف
جانے والے قافلے فتحمند لشکر کی رہبری اور جہان فتح کرنے والی تلوار کی مشعل سے نیستی کی منزل گاہ کی طرف روانہ ہوئے

اور سلطان ابراہیم کے قالب (بدن) کے نزدیک ایک گوشہ مین پانچ یا چھ ہزار آدمی مقتول پڑے تھے - جہان کا
روشن کرنیوالا - آفتاب ایک نیزہ کے برابر اونچا ہوا تھا کہ اقبال کے نیزون کی شعاع لڑائی کا شعلہ روشن کرنیوالی ہوئی
تھی اور لڑائی اور کشت و خون شروع ہوا تھا اور دوپہر کے وقت فتحمندی کی صبح کی نرم ہوا اور کامیابی کی بہار کی تری
ہوا چلنے لگی - اس بڑی فتح کا مفصل بیان کہ اقبال (خوش قسمتی) کا کارنامہ ہے کس طرح سے بیان کے اندر آسکتا ہے
اور ایسا عقلمند کہ جس کی زبان ہر طرح کی بات بیان کر سکتی ہے کس طور سے اس بیان کو پورے طور سے ادا کر سکتا ہے
اس لئے کہ یہ بیان اندیشہ اور خیال کشادہ میدان سے باہر ہے - جبکہ سلطان محمود غزنوی ہندوستان کو آیا خراسان
اُس کے قبضے مین تھا - سمرقند اور دارالمرز اور خوارزم کے بادشاہ اُس کے مطیع تھے - اور اُس کی بڑی بھاری فوج
ایک لاکھ سے زیادہ تھی اور ہندوستان ایک مستقل فرمانروا نہ تھا - راے اور راجا جا بجا پائداری کا قدم جمائے تھے -
اور اُن کے آپس مین پھوٹ تھی - اور سلطان شہاب الدین غوری ایک سو بیس ہزار سوار جوشن پوش (جن کے بدن
پر زرہ تھی) برگستوان دار (جن کے گھوڑون پر پاکھر تھی) اپنے ساتھ لے کر ہندوستان کے تابع کرنے کو آیا اور اُس وقت
مین بھی اُس بڑے شہر مین ایک ایسا حاکم کہ جس کے سارا ہندوستان تابع ہونہ تھا اور اگرچہ اُس کا بھائی
غیاث الدین خراسان مین تھا - مگر تاہم وہ اُس کے کہنے سے باہر نہ تھا یعنی اُس کے حکم کے تابع تھا (ترجمہ مصرعہ
کہ بند و ہم از گشعدی) اور حضرت صاحبقرانی (امیر تیمور) نے ہندوستان کے فتح کرنے کے وقت سمانہ کے میدان
مین اپنے لشکر کے جائزہ (انگریزی مسٹر) لینے کا حکم دیا - مولانا شرف الدین علی یزدی کہتا ہے کہ آنحضرت کا اولیا
یسال (فوج کی صف) چھ فرسخ کے فاصلے تک لمبائی مین تھی - اور فوج کے کامون مین تجربہ کار لوگون نے یہ انداز
مقرر کیا ہے کہ ایک فرسخ کا بارہ ہزار سوار احاطہ کرتے ہین - پس نوکرون کے نوکر (سوار نوکر کہلاتے ہین اور پیادے
نوکر نوکر کہلاتے ہین - یا نوکر سے مراد سردار اور نوکر نوکر سے مراد سپاہ ہے) بہتر ہزار ہون گے اور اُس کے عرض مین کہ
نوکرون کے نوکرون کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے دو کوس تھی اور اُس کے دشمن ملّو خان کے پاس دو ہزار سوار اور ایک سو بیس
ہاتھی تھے اور باوجود اس سب کے - حضرت صاحبقران (امیر تیمور) کے فتحمند لشکر سے بہت سے لوگ خوف زدہ تھے
یعنی امیر تیمور کے لشکر کے بہت سے آدمی خوف زدہ تھے - اور آنحضرت (امیر تیمور) نے اپنی دانائی سے اپنی فوج
کے خوف کو معلوم کیا اور بعضے کم عقل رکھنے والون کم ہمّت لوگون سے نامناسب باتین سُنین - اور بادشاہانہ ہمت
کی قوت سے دلون کے تسلّی دینے کے لئے احتیاط (ہوشیاری) کی شرطین پیش نظر رکھ کر حکم دیا کہ اُس کے فتحمند لشکر کے
سامنے درخت کی شاخون کا ایک باڑا تیار کرین اور اُس کے آگے ایک خندق کھودین اور اُس کے پیچھے بہت سے
بیل اور بھینسے آمنے سامنے کھڑے کرین اور چمڑے تسمون سے اُن کی گردنین باندھین - اور بہت سے لوہے کے گوکھرو
(انگریزی مین کلٹروپس) بنائے تھے یہ بات قرار دی گئی کہ ان کو پیدل اپنے ساتھ رکھین اور مخالف کے حملہ کے اد

ہاتھیون کے آنے کے وقت اُن کو اور اُن کے راستہ مین پھینکین - اور گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) کی ہمراہ کہ
ہندوستان کے گیتی نوازون سے چڑھا ہے اس بڑی فتح مین جو خدا کی بہت بڑی بخشیشون سے تھی سپاہی وغیرہ بارہ
ہزار سے زیادہ نہ تھے اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ اگرچہ آنحضرت (بابر) کے قبضے مین بدخشان - قندھار اور
کابل تھا مگر ایسا معقول فائدہ حاصل نہ ہوتا تھا کہ لشکر کے خرچ کو مدد دے سکتا - بلکہ دشمنون سے بعضی سرحدون کے
بچانے اور دوسرے ملکی کامون کے لئے آمدنی سے خرچ زیادہ ہو جاتا تھا - اور سلطان ابراہیم ایسے کے ساتھ کہ ایک
لاکھ سوار اور ہزار جنگی ہاتھی (انگریزی - وار ایلیفنٹس) رکھتا تھا اور بہرہ سے لے کر بہار تک اُس کے زیر حکم اور قبضے مین
تھا اور ہندوستان کے خلاصہ ملکون کی حکومت بغیر کسی مخالفت کرنے والے اور کسی جھگڑنے والے کے مستقل طور پر
کرتا تھا - صرف خدا کی مدد اور آسمانی مدد کی زیادتی سے اتنے بڑے کام مین سبقت لے گئے - منصف مزاج تجربہ کار
آدمی اس زمانون کے کارنامہ (انگریزی - ماسٹر پیس آف دی ایجز) کی تعریف اور توصیف سے عاجز ہین - بیشک ایسی
پاک ذات جو حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے جہان کے روشن کرنے والے نور کی اُٹھانیوالی ہے اگر ان باتون کے
نکلنے کی جگہ یا ظاہر ہونے کی جگہ ہووے تو اچنبھا یا تعجب ہی کیا ہے - حاصل کلام حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی
(بابر شاہ) نے فتح کی روشنیون کے نکلنے سے پیشانی کے آئینہ کو شکر کے سجدہ کی خاک سے روشن کر کے اہل عالم کو
عام انعام کی آواز دی اور غالب سلطنت کے سردارون کو ملکون کے ہر چہار طرف اپنے لائق دستون یا اپنے پسندیدہ
دستور کے موافق روانہ کیا اور ایسا کام جو اُن ملک کے فتح کرنے والے بادشاہون کے بلند ارادون پر جنھون نے
بلند نصیب کی قوت سے ہندوستان کو فتح کیا ہے سبقت لے جا سکتا ہے حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون
بادشاہ) کی وہ فتح ہے جو میرے شاہنشاہ (اکبر شاہ) نیکبختی کی جڑی (مبارک) ذات کی برکت سے سرہند کے میدان
مین ہوئی ہے - چنانچہ اُس کا مفصل بیان اس کے بعد لکھا جائے گا - کہ اُس نے (ہمایون شاہ نے) تین ہزار آدمیون
کے ساتھ سلطان سکندر سُور ایسے سے کہ اسّی ہزار سے زیادہ آدمی رکھتا تھا ہندوستان کو چھوڑا لیا اور اس سے زیادہ عجیب
حضرت ظل الٰہی (سایہ خدا مراد اکبر شاہ) کے اقبال کا کارنامہ (انگریزی - ماسٹر پیس آف فارچیون) ہے کہ خدا کی مدد سے
ہندوستان کو تھوڑے سے آدمیون کے ساتھ یعنی باوجود اس کے کہ اکبر شاہ کی ہمراہی تھوڑے سے آدمی تھے -
بہت سے گردنکش سردارون کے ہاتھ سے ایسی خوبی کے ساتھ نکالا کہ زمانے کی زبان (انگریزی ٹنگ آف دی ایج) اُس کی
کیفیت کے بیان مین گونگی ہے - چنانچہ اُس کے مناسب مقام مین اُس کا مختصر حال لکھا جائے گا - ترجمہ شعر -
اگر نصیب میری امید کو پورا کرے گا - آسمان مجھ کو فرصت دے گا اور وقت مدد کرے گا - راست بازون کے جنگ و جدال
کی گرمی کا حال اور داستانین کی داستانین لکھون گا - اس دیر تک رہنے والے دفتر پر آنے والون کی بہبودی
کے واسطے ایک تصویر کھینچون گا - فتح کے اُسی روز مین بادشاہی فرمان کے موافق - حضرت جہانبانی جنت آشیانی

(ہمایون) اور امیر خواجہ کلان بیگ اور امیر محمد کوکلتاش اور امیر یونس علی اور امیر شاہ منصور برلاس اور امیر عبداللہ کتابدار اور امیر علی خازن بہت جلد یا مار امار دار السلطنت آگرہ کی طرف کہ سلطان ابراہیم کا پایۂ تخت تھا روانہ ہوئے کہ خزانون کی حفاظت کرین اور شہر والون کو کہ خدا کی امانتون سے ہین الطاف کی روشنیون کے پھیلانے سے تسلّی اور اطمینان بخشین اور سید مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور امیر جنید برلاس اور امیر قتلق قدم دہلی کی طرف بھیجے گئے کہ وہان کے خزانون اور پوشیدہ ذخیرون کی نگہبانی کرین اور اُس اطراف کے رہنے والون اور رعایا کو بادشاہی مہربانی کی خوشخبری سُنا کر دلجمعی دین۔ اور اُسی روز فتح نامے (انگریزی۔ پروکلیمیشنس آف وکٹری) لکھ کر اقبال کے قاصدون کے ہاتھ کابل اور بدخشان اور قندھار کو روانہ کئے اور خود بدولت سعادت نے (یعنی خود اُس نے مراد بادشاہ سے) چہارشنبہ کے روز ذکر کئے گئے مہینے کی بارھوین تاریخ دار السلطنت دہلی مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور اسی مہینے کی اکیسوین تاریخ جمعے کے روز دار السلطنت آگرہ پر اقبال کا چھتر بلند کر کے اُس شہر بزرگ کا تاریکی دُور کرنیوالا اور اُس پسندیدہ مقام کا رونق بخشنے والا ہوا۔ ہندوستان کے سب چھوٹے بڑون نے بادشاہی مہربانیون اور بخششون سے خاص ہونے کی نظر پائی۔ اور اُس نے (بادشاہ نے) اپنی کامل مہربانی سے سلطان ابراہیم کی مان اور بچون اور متعلقون کو اپنی مہربانی کا شریک کر کے انکا مال اُن کے خاص خزانے اُنھین کو عطا فرما دئے۔ (ترجمہ صفحہ یکصد و دوازدہم [۱۱۲] از کشوری) اور نہایت مہربانیون سے سات لاکھ تنگہ کی جاگیر وظیفہ کے طور پر اُس کی مان کے لئے مقرر فرمائی۔ اور اسی طرح اُس کے رشتہ دار بادشاہی روزینون اور وظیفون اور پنشنون سے مقصد ور ہوئے اور پریشان جہان کو تازہ اطمینان اور معقول چین و آرام حاصل ہوا۔ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) نے کہ اس سے پہلے دار السلطنت آگرہ مین اُترنا نزول کا فرمائے ہوئے تھے۔ ایک الماس آٹھ مثقال وزن کا جسکی قیمت عقلمند جوہریون نے دُنیا کے رہنے والونکے خرچ سے آدھا خرچ جانچی تھی اور کہتے تھے کہ یہ الماس سلطان علاء الدین کے خزانے کا تھا جو گوالیار کے راجہ بکرماجیت کی اولاد سے اُس کے (علاء الدین کے) ہاتھ آیا تھا پیشکش کیا۔ اور حضرت گیتی ستانی (بادشاہ) نے اُن کی (ہمایون کی) دلداری کے لئے پہلے تو قبول فرمایا اور پھر اُنھین کو (ہمایون کو) عطا فرما دیا۔ شنبہ کے روز اُنتیس [۲۹] رجب کو اُن خزانون اور پوشیدہ ذخیرون کو دیکھنا اور بخشنا شروع کیا جو کتنے ایک بادشاہون کے جمع کئے ہوئے تھے۔ ستر لاکھ تنگۂ سکندری حضرت جہانبانی کو عطا فرمائے اور ایک خزینہ خانہ بغیر اس کے کہ اس کے مال و دولت کی حقیقت جانی جاوے اُس انعام کے (ستر لاکھ تنگہ کے) علاوہ دیا اور امیرون کو اُن کے مرتبون اور درجون اور منصبون کے موافق دو لاکھ سے پانچ لاکھ تنگہ تک دیا۔ اور ہر سپاہی اور نوکر کو انعام اور عطیہ اُس کی حالت اور درجے سے بڑھ کر یا زیادہ دیا۔ اور سب اہل سعادت (طالب علمان) خواہ چھوٹے تھے یا بڑے بڑی بڑی بخششون سے خوش وقت ہوئے اور کوئی شخص خواہ وہ کیمپ مین تھا یا کنٹونمنٹ مین ایک بڑے حصے سے بے نصیب نہ رہا

اور بادشاہی خاندان کے پودھون کے لئے جو بدخشان اور کابل اور قندھار مین تھے نقد اور جنس ترتیب وار تحفہ اور سوغات کے طور پر جدا کیا گیا چنانچہ کامران میرزا کے لئے ستر لاکھ تنگہ اور محمد زمان میرزا کے لئے پندرہ لاکھ تنگا اور اسی طرح عسکری میرزا اور ہندال میرزا آمد ساری بالدامنی کے محل کی پردہ نشینون اور بادشاہت کے آسمان کے روشن ستارون اور سب امیرون اور نوکرون کے لئے جو حضور کی حضوری سے غائب تھے اُن کے درجون کے موافق قیمتی جواہر اور نادر ریشمی کپڑون اور اشرفی اور روپے سے انعام اور تحفہ مقرر فرمایا۔ اور بلند خاندان کے سب نسبت رکھنے والون اور بادشاہی مہربانیون کے انتظام کرنے والون کے لئے جو سمرقند اور خراسان اور کاشغر اور عراق مین تھے بڑے بڑے انعام بھیجے۔ اور خراسان اور سمرقند اور دوسرے حدود کے مبارک مزارون اور پاک مقبرون کے لئے بھی نذرانے اور تحفے بھیجے۔ اور یہ فرمان ہوا کہ کابل اور سدارا اور وراسک اور خوست اور بدخشان کے سب رہنے والون کے لئے خواہ مرد ہو خواہ عورت اور خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ایک شاہرخی بھیجین۔ (ترجمہ صفحہ یک صد و سیزدہم از کشوری) اس طرح خاص اور عام لوگ اُس حضرت کے احسان کے خوان سے مقصدور ہوئے۔ ترجمہ شعر۔ موتی بکھیرنے والے ہاتھ کے چھڑکاؤ سے دُنیا مین ایک تازہ خوشی پھٹ پڑی یا ظاہر ہوئی۔ وہ تحفہ جو دُور سے آتا ہے کیا ہی دل کا خوش کرنیوالا ہوتا ہے۔ دیکھئے کہ چاند آسمان سے زمین پر چاندنی بچھاتا ہے۔

یہ ایک مقرّرہ قانون یا قاعدہ ہے کہ جہان کا آراستہ کرنے والا منصف خدا جب چاہتا ہے کہ اپنے معزز بنائے ہوئے لوگون سے ایک کے جوہر کی بے نظیری (بے مانند ہونا) ظاہر کرے۔ عجیب کام یا تعجب انگیز باتین آگے لاتا ہے تاکہ ایسی حالت مین ایک آدمی کی آزمائش خواہ بات اور خواہ کام کے لحاظ سے ثابت قدم ہوئے اور دُور بینی ہوئے مین سب لوگون کے دلون کے اندر شاندار ٹھیرے یا رونق دار معلوم ہووے۔ اُن سب مین سے یہ عجیب واقعہ ہے کہ باوجود ایسی بڑی فتح اور اتنی بخشش کے ہمجنس ہونے کی کمی ہندیون کے مانوس نہ ہونے کا سبب ہوئی (یعنی اگرچہ ایسی بڑی فتح حاصل ہوئی اور بہت کثرت سے انعام واکرام تقسیم کئے گئے مگر چونکہ جنسیت مین غیریت تھی لہذا ہندوستان کے آدمی ہلے ملے نہین گو ظاہر مین فرمانبردار رہے مگر دل سے بیزار رہے) اور سپاہی اور رعیت میل جول سے پرہیز کرتے تھے یعنی نہ ہندوستان کے سپاہی میل جول کے بادشاہ موصوف سے خواہان تھے اور نہ رعایا ہی اگرچہ دہلی اور آگرہ دائرہ تصرّف مین یعنی قبضے مین آگیا تھا لیکن اطراف وجوانب یعنی دہلی اور آگرے کے آس پاس کے مقام مخالفون کے پاس تھے اور اطراف کے قلعے بہت سے سرکشون یا باغیون کے تحت مین تھے سنبھل کا قلعہ قاسم سنبھلی کے پاس تھا اور بیانہ کے قلعے مین نظام خان مخالفت کا نقارہ بجاتا تھا۔ اور میوات کے اندر حسن خان میواتی قدم جمائے تھا اور بغاوت کا جھنڈا بلند کرتا تھا۔ اور دھولپور پر محمد زیتون قابض تھا اور مخالفت کا دم مارتا تھا۔ اور گوالیار کے قلعے کو سارنگ خان کا بیٹا تتار خان قبضے مین کئے تھا اور راپری کو حسین خان لوحانی اور

اٹاوہ کو قطب خان اور کالپی کو عالم خان اپنی نگرانی مین کئے تھا۔ اور مہاون پر جو آگرہ کے قریب ہے۔ سلطان ابراہیم کا غلام مرغوب نام قابض تھا۔ اور قنوج اور وہ سارے شہر جو دریاے گنگ کے اُس طرف واقع ہوئے ہین افغانون کے ہاتھ مین تھے۔ جن کا سردار نصیر خان لوحانی اور معروف فرملی تھا کہ سلطان ابراہیم کے ساتھ بھی لڑتے جھگڑتے رہتے تھے۔ اور سلطان ابراہیم کے مرنے کے بعد بہت سی اَور دوسری ولایتون پر قابض ہوگئے تھے۔ اور ایک دو منزل آگے بڑھ آئے تھے۔ اور دریاخان کے بیٹے بہار خان کا لقب بادشاہ سلطان محمد کیا تھا۔ اور اس سال مین کہ شہر آگرہ اقبال کے خیمون کی خیمہ گاہ ہوا یعنی بادشاہ نے اُس کو اپنا ہیڈ کوارٹر کیا تھا۔ گرم ہوائین نہایت سخت تھین اور گرم لو چلتی تھی ساتھ ساتھ اس کے بیماری بھی پھیلی بلند لشکر (شاہی فوج) کے پست حوصلے اور بھی شکستہ ہوگئے۔ اور بہت سے آدمی اپنے بیہودہ اور احمقانہ خیالون سے بھاگ نکلے۔ اور مخالفت کرنے والون اور ہوا کی سختی اور راستون کے بند ہونے اور سوداگرون کے دیر مین آنے کے ظاہر ہونے کے سبب سے معاش دکھانے کی چیزین انگریزی فوڈ) کی تنگی اور اجناس (انگریزی نیسیسری آرٹکل) کا گم ہونا ظاہر ہوا۔ اور لوگون کی حالت خراب ہوئی۔ بہت سے سردارون نے ہندوستان چھوڑ کر کابل اور اس کے آس پاس جانے کی ٹھانی اور بہت سے بہادر سپاہی یہ مُلک چھوڑ کر بے رخصت چلے گئے (ترجمہ صفحہ یکصد و چہاردہم از کستوری) اگرچہ بہت سے پرانے سردار لو جنگ آزمودہ (انگریزی۔ ویٹیرن) سپاہی نامناسب باتین آگے اور پیچھے یا حضور مین اور پیٹھ پیچھے کہتے تھے۔ اور ایسی باتین جو پاک دل (بادشاہ کے دل) کو پسندیدہ نہ تھین ظہور مین لاتے تھے۔ لیکن حضرت گیتی ستانی کہ دُوربینی (انگریزی۔ فارسی آگے) اور بردباری (انگریزی۔ اینڈورینس) مین یگانہ (انگریزی۔ یونگ) تھے اسکی کچھ پرواہ کر کے ملکون کے انتظام مین مشغول رہتے تھے۔ آخرکار خاص لوگون اور آنحضرت کے تربیت یافتہ (انگریزی۔ ٹرینڈ) لوگون سے کہ اُن سے امید اور ہی تھی۔ اُن سے ایسی بیہودہ حرکتین جو زمانے کے نمکحرام لوگون کی تھین ظاہر ہونے لگین۔ خاص کر کے احمدی پروانچی اور ولی خازن سے اور سب سے زیادہ عجیب بات یہ ہے کہ خواجہ کلان بیگ کہ ساری لڑائیون اور موقعون پر خاص کر کے اس ہندوستان کے حملہ کے بارے مین ہمیشہ بہادر لوگون اور بلند ہمت رکھنے والے لوگون کی مانند راے دیتا تھا اُس وقت اُس کی راے (انگریزی۔ ویوز) بھی بدل گئی اور اُس کا طریق کچھ اور ہی ہوگیا۔ اور وہ سب سے زیادہ کیا صاف طور پر کیا پوشیدہ اشارہ کے طور پر اس ملک کے چھوڑنے کے لیے بہت مبالغہ کرتا تھا۔ آخرکار آنحضرت نے اپنے سردارون کو بلا کر طرح طرح کی معقول (پسندیدہ عقل) نصیحتین کہ نیکبختی کے فرمان کا سرنامہ ہو سکتی تھین فرمائین اور اُن کے دلی خطرون یا وسوسون (انگریزی سیکریٹ اپیہنکس) جو کتنی ایک رد کئے والی باتون سے ملے تھے پوشیدگی کے پردے سے باہر کا ایسی ظاہر کیا۔ اور کبھی بار مبارک زبان پر لائے۔ کہ ایسا عمدہ ملک جو ہم نے بڑی کوشش اور جانفشانی (انگریزی۔ ہارڈ شپ) سے جیتا ہے یا فتح کیا ہے۔

تھوڑی تھکاوٹ اور نا موافقت (انگریزی- کنٹریری ایٹی) کے سبب سے چھوڑ دینا نہ جہان کے فتح کرنیوالون کا طریقہ
ہے اور نہ عقلمندون کا دستور یا قاعدہ ہے۔ خوشی اور غم۔ آرام اور تکلیف آپسمین جڑے ہین اب کہ وہ سب محنتین
اور تکلیفین اپنے انجام تک پہنچ چکی ہین یقین ہے کہ آرام اور سُکھ آسانی کے ساتھ اُسی کی برابر ظاہر ہوگا۔ تم کو چاہیے
کہ خدا پر بھروسہ کرنے کی مضبوط رسّی کو مضبوط پکڑ کر اس کے بعد ایسی باتین جو پریشان بنانے والی اور خوف
بڑھانے والی ہین زبان پر مت لاؤ۔ اور جس کا دل کابل کے جانے پر مائل ہے اور چاہتا ہے کہ اپنی نا قابلیتی
کے جوہر کو ظاہر کرے۔ کچھ پروا نہین ہے چلا جاوے۔ اور ہم نے اپنی بلند ہمت (انگریزی- لوفٹی کرج) پر جو خدا کی مدد
سے آرام پائے ہوئے ہے تکیہ کر کے (بھروسہ کر کے) اپنے دل مین یہ قرار دئے ہوئے یا ٹھانے ہوئے ہین
کہ ہندوستان مین رہین گے۔ آخر کار سارے سردارون نے سوچنے اور غور کرنے کے بعد اتفاق کیا اور اقرار کیا
کہ جو کچھ حضور نے فرمایا سچ ہے۔ اور یہ کہا کہ۔ بادشاہ کی بات باتون کی بادشاہ ہے۔ اور اُنھون نے (سردارون نے)
جان و دل سے رضامندی کا سر حکم اور فرمانبرداری کی زمین پر رکھ کر رہنے اور ٹھہرنے کا اقرار کیا۔ اور (بادشاہ نے) خواجہ
کلان کو دوسرون سے زیادہ ولایت (کابل) جانے کے لئے ارادہ تھا اُس طرف جانے کی اجازت دی۔ اور وہ
تحفے اور سوغاتین جو مقصد در شاہزادون اور دوسرے درگاہ کے خاص لوگون کے لئے جدا کئے تھے اُس کی ہمراہ
کئے اور غزنین اور گردیز اور ہزار جہ سلطان مسعودی اُس کی جاگیر (انگریزی- فیف) مین مقرر ہوا یا دیا گیا (ترجمہ
صفحہ یکصد و پانزدہم از کشوری) اور ہندوستان مین بھی اُس کو پرگنہ گہرام عطا کیا گیا۔ اور میر میران نے بھی کابل
کی طرف جانے کی اجازت پائی۔ پنجشنبہ کے روز بیسوین ذی الحجہ کو خواجہ مذکور (ذکر کیا گیا) رخصت ہوا کہ جا کر وہان
رہے۔ اور خوب ظاہر صحیفون سے آشکارا ہے یعنی یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے۔ کہ جو کہ اچھی طرح بات کو سوچنے
سمجھنے والا اور خوش قسمت آدمی ہوتا ہے اپنے ہر کام مین باریکی جاننے والی عقل کے ساتھ مشورہ کرتا ہے اور اس
طرح بے شک و شبہ بہت ہی کامیابی کے ساتھ بلند درجون کو پہنچ کر اقبالمندی کا مقصدور ہوتا ہے۔ اور اس بات
کا آئینہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا بزرگ احوال ہے کہ ایسی فوج کی ہل چل (انگریزی- کوموشن) اور مخالفون
کی زیادتی مین ملک فتح کرنے والی ہمت کی طرف رجوع کر کے اور خدا کی مہربانی پر بھروسہ کر کے۔ کام کے پورا
کرنے اور مراد کے حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہوئے اور آگرہ کو جو ہندوستان کا سینٹر ہے اپنے تخت کی قرارگاہ
بنایا اور تدبیر اور بہادری کی قوت سے اور انصاف اور سخاوت کی زیادتی سے اُس ملک کی پریشانیون کا انتظام
کیا چنانچہ رفتہ رفتہ ہندوستان کے بہت سے امیر اور ان ملکون کے فرمانروا (حاکم) اُن کی خدمت مین حاضر ہوئے
اُن مین سے ایک شیخ گھورن ہے جو خدمت مین حاضر ہوا اور تین ہزار نامی آدمی اپنے ساتھ بلند چوکھٹ پر لایا
اور اُن مین سے ہر ایک نے اپنی حالت سے زیادہ مہربانیان پائین۔ دوسرے لوگ فیروز خان اور شیخ بایزید

۱۱۵

اور محمود خان لوحانی اور قاضی جیا تھے - کہ نامی سردارون سے ہے اور خدمت کی بزرگی حاصل کرکے اپنی مراد کو پہنچے - فیروز خان کو جونپور سے ایک کروڑ تنگہ اور ایک جاگیر ملی - اور شیخ بایزید کو ولایت اودھ سے ایک کروڑ نافذ ہوا - اور محمود خان کو غازی پور سے نوّے لاکھ تنگہ اور قاضی جیا کو جونپور سے بست لاکھ تنگہ تنخواہ ہوئی - تھوڑے وقت مین امن اور آرام کے اسباب اور عیش و خوشی کے ذریعہ ظاہر ہوئے - اور ایسے کامیابی کے اسباب کہ ایک پرمننٹ گورنمنٹ کے ساتھ تعلق رکھتے ہین موجود ہو گئے - عید شوال کے کچھ روز بعد دار السلطنت آگرے کے اندر سلطان ابراہیم کے محل مین ایک بڑا جشن کیا اور خوش دلی کی داد دی اور انعام کا خزانہ پبلک کی گود مین چھڑکا گیا - اور ولایت سنبل حضرت جہانبانی کے حوالے کی گئی اور سرکار حصار فیروزہ کا اضافہ (انگریزی - ان ایڈیشن) کیا جو پہلے آنحضرت کو انعام کے طور پر عطا ہوا تھا اور امیر ہندو بیگ آنحضرت کے ڈپٹی کے طور پر مقرر ہوا کہ اُس ڈسٹرکٹ کی سرداری کرے - چونکہ بین نے آکر سنبھل کے قلعے کا محاصرہ کر لیا تھا امیر مذکور (ذکر کیا گیا) اور کتہ بیگ اور ملک قاسم اور بابا قشقہ اپنے بھائیون اور مُلا آپاق اور شیخ گھورن اور اُس کے سپاہیون کے ساتھ دوآب درمیان سے وہان جلدی کے ساتھ بھیجا - اُس جماعت کے ساتھ جو فتحمند لشکر کے ساتھ آگے جا رہی تھی بین لڑنے کو بڑھا اور شکست کھائی اور چونکہ اُس نمکحرام اور بدبخت نے ملازمت کی نیکبختی پانے کے بعد اپنی بدذاتی سے پیٹھ پھیری یا موڑی تھی پھر کبھی خوش قسمتی کا چہرہ نہ دیکھا -

حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) کا مشورہ کرنا اور حضرت جہانبانی (ہمایون) کا مشرقی طرف کے حملے کو اپنے اخلاص کے ذمے لینا ۔

جبکہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) نے دار السلطنت آگرہ مین مقصد ور اور مقصد بخشنے والے ہو کر جہان کے فتح کرنے والے دل کو فتح کئے ہوئے ملکون کے انتظام اور بندوبست سے فارغ کیا (یعنی جبکہ بابر بادشاہ فتحمندی اور کامیابی کے ساتھ شہر آگرہ مین قیام فرما ہوئے اور اُس کو دار السلطنت بنا چکے) اور بارش کا موسم کہ ہندوستان کی بہار ہے اور تازگی اور شادابی کا زمانہ ہے دوستون کے ساتھ خوشی منانے اور باغ اور پھلواری سے حظ اُٹھانے مین گزر گیا - اور ملک فتح کرنے والون کے حملہ کرنے اور گھوڑے دوڑانے کا وقت آیا (بابر شاہ نے) روشن دل عقلمندون اور بہادر دلیرون کے ساتھ جو بارگاہ شاہی مین موجود تھے مشورہ کیا کہ یا تو مشرق کی جانب لوحانیون کے دفع کرنے کے لئے حملہ آور ہو کہ پچاس ہزار سوار کے قریب قنوج سے باہر نکل کر مخالفت کی فکر مین تھے یا مغربی طرف رانا سانگا کے مقابلے کے لئے فوج کشی

کر کے اُس کو جڑ بنیاد سے کھو دے کیونکہ وہ بہت زور پکڑ گیا تھا۔ اور حال مین کھندار کے قلعے پر قابض ہوکر غرور کی ٹوپی کا گوشہ ٹیڑھا رکھتا تھا (گوشۂ کلاہِ نخوت کج می نہاد۔ انگریزی۔ اینڈ واز کوکنگ دی کیپ آف ڈِس اوبیڈینس) اور فتنے فساد پر آمادہ تھا۔ اور بڑے بڑے سرداروں اور بزرگ امانت دار لوگون کے ساتھ مشورت کرنے کے بعد دولت کی آراستہ کرنیوالی راے یعنی بادشاہ کی راے اس پر قرار پکڑنے والی ہوئی یعنی یہ ٹھہری۔ کہ چونکہ رانا سانگا ہمیشہ عرضیان (انگریزی۔ ری پری زین ٹیشن) کابل بھیجتا رہا ہے اور فرمانبرداری کے دعوے کو اپنی دستاویز یا سند یا ساٹیفکٹ یا ڈپلوما بنا کر نیک خدمت کرنے کا دم مارتا رہا ہے یعنی اپنے آپ کو ایک سچا خیر خواہ ثابت کرتا رہا ہے۔ اور صرف یہ بات کہ اب چند روز سے اُس کی عرضہ داشت یا ریپریزینٹیشن نہین آئی ہے یا یہ کہ اُس نے قلعہ کندھار کو مکن کے بیٹے حسن سے جو اب تک زمین بوسی کی سعادت سے مشرف نہین ہوا ہے یعنی اب تک ہمارے ہان حاضر ہوکر آداب شاہی نہین بجالایا ہے۔ لے لیا ہے۔ اُس کی بیوفائی یا نمکحرامی یا نادولتخواہی یا ڈِس لائیلٹی کی دلیل یا گواہی کافی طور پر نہین ہے۔ بالفعل اُس کی طرف حملہ آور ہونا مناسب نہین ہے۔ اور ٹھیک یہ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے تجربہ کار آدمی بھیجکر اُس کے احوال کی کیفیت پر واقف ہونا چاہئے اور جب تک کہ اُس کے کام کی حقیقت ظاہر ہو۔ پہلی چیز یہ ہے کہ لوحانیون کے دفع کرنے کے لئے مشرق کی طرف کوچ کرنا چاہیئے اس کے بعد جہان کی آراستہ کرنے والی راے کے یہ خواہش ہوئی یعنی بادشاہ نے اسکی طرف اشارہ کیا۔ بنفس نفیس (اپنی پاک ذات کے ساتھ یعنی خود) اس بڑے کام کی طرف توجہ کرین۔ لیکن اسی وقت مین حضرت جہانبانی (ہمایون) نے کہ جس کے اقبال کا پودا آرزوؤن کے باغ مین بلند تھا عرض کیا کہ اگر یہ خدمت یعنی بڑا کام میرے سپرد ہو تو مجھے ایسی امید ہے کہ بادشاہی روزافزون اقبال (حضور کے روزافزون اقبال) کی مدد سے یہ بڑا کام اُس طور پر کہ پاک دل (بادشاہ کے دل) کو پسند ہو سکے انجام پاوے آنحضرت کو یہ التماس (ری کویسٹ) نہایت پسند آیا (ترجمہ صفحہ یکصد و ہفتدہم از کشوری) اور چہرے کی بشاشت اور پیشانی کی کشادگی یعنی خوشی کے ساتھ اس اَو فر کو قبول فرمایا۔ اس لئے حضرت جہانبانی (ہمایون) نے دولت اور اقبال (انگریزی۔ انرجی اینڈ گڈ فورچیون) کے ساتھ اس کام کے انجام دینے کے لئے ہمت کی کمر باندھی اور جہان کا اطاعت کیا گیا یا فرمانبرداری کیا گیا حکم یعنی شاہی حکم جاری ہوا کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کی فتحمند رکاب مین رہین یعنی ہمایون کے ساتھ شرکت کرین عادل سلطان اور محمد کوکلتاش اور امیر شاہ منصور برلاس اور امیر تلق قدم اور امیر عبداللہ اور امیر ولی اور امیر جان بیگ اور پیر قلی اور امیر شاہ حسین کہ دھولپور اور اُس کے اطراف کے تابع کرنے کے لئے مقرر ہوئے ہین کہ اُس ولایت کو محمد زیتون سے لے لین اور سلطان جنید برلاس کے حوالہ کرکے بیانہ پر چڑھائی کرین اور کابلی احمد قاسم بڑی تاکید

کے ساتھ حکم دیا گیا کہ جلدی سے ان سردارون کو ہدایت کرے کہ آنحضرت (ہمایون) کے بلند لشکر کے ساتھ جُدا جُدا
مین جا ملین - اور سید مہدی خواجہ جاگیردار (انگریزی رفیت - ہولڈر) اٹاوہ اور محمد سلطان میرزا اور سلطان محمد
دُلدی اور محمد علی جنگ جنگ اور عبد العلی میر آخور بھی آنحضرت (ہمایون) کی خدمت کے لئے مقرر ہوئے (ماسٹر
آف دی ہورس) جو سارے لشکرون کے ساتھ قطب خان افغان کے دفع کرنے کے لئے کہ اٹاوہ کے اطراف
مین مخالفت کا جھنڈا بلند کئے تھا بھیجے گئے تھے (ہمایون) پنجشنبہ کے روز تیرھوین ذی قعدہ کو مبارک گھڑی
مین دار السلطنت آگرہ سے باہر نکل کر شہر سے تین کوس کے فاصلے پر اقبال کا اُترنا فرمایا یعنی کمپ ڈالا - اور
وہان سے کوچ پر کوچ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور فتح اور کامیابی کی بہار کی خوشبوئین اور اقبال اور فتحمندی
کے سبزہ زار کی نرم ہوائین روز بروز چلنے لگین نصیر خان جو جاجمئو مین ایک بڑا لشکر جمع کئے بیٹھا تھا بھاگ نکلا
جبکہ فتحمند نیزے (ہمایون کا لشکر) پندرہ کوس کے فاصلے پر تھے - اور دریاے گنگ سے عبور کر کے خرید کے
ملک مین چلا گیا - اور بلند لشکر (ہمایون) بھی خرید کی جانب متوجہ ہوا اور اُس ملک کو کچھ سختی اور کچھ نرمی کے
ساتھ درستی پر لاکر ارادے کی باگ جونپور کی طرف موڑی اور اُن اطراف کو انصاف اور بخشش کے ساتھ آباد
اور آسودہ حال کر کے ملک فتح کرتے اور ملک کی نگہبانی کی ضروری باتون مین بوڑھی عقل کی روشنی اور جوان نصیب
کی قوّت کے ساتھ کوشش کرنے والے ہوئے - اور لوٹنے کے وقت دلمؤ کے نزدیک فتح خان سروانی جو ہندوستان
کے بڑے سردارون سے تھا اور اُس کے باپ نے سلطان ابراہیم سے اعظم ہمایون کا خطاب پایا تھا حضرت جہانبانی
(ہمایون) کی مبارک خدمت مین حاضر ہوا - اور اُنھون نے یعنی ہمایون نے اُس کو سید محمدی خواجہ اور محمد سلطان
میرزا کی سپردگی مین دُنیا کی پناہ دینے والی بارگاہ (بابر کی بارگاہ - امپیریل کورٹ) مین روانہ کیا - اور اُس نے سعادت
کے سر سے دور کر یعنی اُس نے آداب شاہی بجا لا کر بادشاہانہ مہربانیون سے (یعنی بادشاہ کے شاہانہ برتاؤ سے)
فخر و عزّت کا خلعت پہنایا پایا - اور اُس کے باپ کی تنخواہ (الوائنس) اُس کے لئے مقرر ہوئی اور ایک کروڑ
چھ لاکھ تنگہ اُس تنخواہ سے زیادہ پایا - اگرچہ بیوقوفی (سمپلیسیٹی) سے آرزو یہ رکھتا تھا کہ باپ کے خطاب سے
سر بلند ہووے لیکن بادشاہ نے خان جہان کے خطاب سے ممتاز کر کے اُس کو اُس کی جاگیر کی طرف رخصت
فرمایا - (ترجمہ صفحہ یکصد و ہیژدہم از کشوری) اُس کا بیٹا محمود خان ہمیشہ کی خدمت کے حاصل کرنے کے ساتھ سربلند
کیا گیا حضرت گیتی ستانی (بابر) دار السلطنت آگرے کے اندر ظاہر اور باطن کے ساتھ مقصد ور اور مرادین پوری کرنے والے
یا سخاوت کرنے والے تھے ماہ محرّم ۹۳۳ سنہ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء مین کابل سے خوشی کا اثر رکھنے والی خبر آئی کہ ستر عظمیٰ اور
مہد علیا (بڑے پردے اور اونچے ہنڈولے - یہ دونون لفظ مع اپنی صفت کے القاب کے طور پر ماہم بیگم کے ہین)
ماہم بیگم بزرگ والدہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے ہان ایک مبارک بیٹا پیدا ہوا ہے حضرت گیتی ستانی (بابر)

۱۱۸

نے اُس کا نام محمدؐ فارق رکھا اُس کی پیدائش تیئیسوین شوال ۲۳ ۹۳۲ہ ہجری مطابق ۲۶ ۱۵۲۶ء مین ہوئی تھی اور ۹۳۴ہ
مین اس سے پہلے کہ وہ بادشاہی مہربانی کی نظر سے نظر کیا گیا یا دیکھا گیا ہو اُس نے اس جہان کو رخصت کیا
یعنی مرگیا

اس مبارک سال (۹۳۳) کے بعضے حادثے اور رانا سانگا کے بغاوت کی خبر اور حضرت جہانبانی (ہمایون) کا حضرت گیتی ستانی (بابر) سے ملنا

چہارشنبہ کے روز چوبیسوین ماہ صفر کو بلانے کا فرمان حضرت جہانبانی (ہمایون) کے نام صادر ہوا یا جاری
ہوا۔ کہ جونپور کے بعضے سردارون کو سونپ کر۔ خود بہت جلد حضور مین حاضر ہونے کی سعادت حاصل کرو۔ کہ
رانا سانگا نے ایک بڑا لشکر ہندو اور مسلمان کا جمع کر کے دلیری کا قدم آگے بڑھایا ہے اور اس خدمت (نامہ
رسانی کی خدمت) پر مہتر حیدر رکابدار کا بیٹا محمدؐ علی مقرر ہوا۔ اور اس سال مین بیانہ کے گورنر نظام خان نے
بوسیلے خدمت منبع البرکات امیر رفیع الدین صفوی کے (انگریزی۔ تھرو دی انسٹرومینٹیلیٹی۔ آف۔ ڈیٹ فونٹین
آف بلیسنگس رفیع الدین) زمین بوسی کی (بادشاہی آداب بجالایا) اور بیانہ کے قلعے کو زبردست سلطنت کے
سردارون کو سونپ دیا۔ اور تاتار خان نے بھی گوالیار کو پیشکش کر کے آستان بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور
محمدؐ زیتون نے بھی دھولپور بزرگی کے آستانے کے ملازمون کے حوالہ کر کے ملازمت اختیار کی (سب ہیڈ۔
ہمسلف) اور اُن مین سے ہر ایک اپنی سچائی اور اخلاص کے موافق شاہی مہربانیون کا حاصل کرنے والا ہوا۔
اور حادثون کے صدمون سے بے غم ہوا۔ اور ذکر کئے گئے سال کی سولھوین ۱۶ ربیع الاول کو سلطان ابراہیم کی
مان نے باورچیون کے وسیلے ایک قصد کیا تھا خیر کے ساتھ گزرا (یعنی سلطان ابراہیم کی مان نے شاہی باورچیون سے
سازش کر کے شاہ کو زہر دلوانا چاہا تھا مگر خیر ہو گئی کہ وہ فریب ظاہر ہو گیا اور بادشاہ سلامت بچ گئے) اور
بُرا سوچنے والون کے لئے یہ بیہودہ خیال نامبارک ہوا اور سزا کو پہنچے جب مہربانی کا فرمان (شاہی فرمان) حضرت
جہانبانی (ہمایون) کو پہنچا۔ وہ شاہ میر حسین اور امیر سلطان جنید برلاس کو جونپور کی حکومت پر مقرر فرما کے
اور قاضی جیا کو جو حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) کے تربیت یافتہ (ٹرینڈ) لوگون سے تھا ان دونون سردارون
کی مدد کے لئے چھوڑ کر بادشاہت کے تخت کے چومنے کے لئے متوجہ ہوا۔ (ترجمہ صفحہ یکصد و نود و ہم از کشور)
اور بھی اُس نے (ہمایون نے) شیخ بایزید کو اودھ کی طرف مقرر فرمایا۔ اور چونکہ عالم خان کالپی پر قابض تھا
اور اُس کے بڑے کام کا انتظام کرنا خواہ صلح سے ہو اور خواہ جنگ سے۔ ملک کی ضروری تدبیرون سے
تھا۔ اس لئے فتحمند لشکرون کا گزرنا صوبہ کالپی کی طرف سے فرمایا اور امید اور خوف کی باتین عمل مین لا کر اُس کو

۱۱۹

بندون کی لڑی مین داخل کرکے اپنی فتح کی جنگل مارنے والی رکاب مین (اپنی ہمراہ) دُنیا کی پناہ دینے والی بارگاہ مین لائے۔ اور مبارک گھڑی یکشنبہ کے روز تیسری ماہ ربیع الثانی مین دار الخلافۃ آگرہ کے چارباغ کے اندر جو ہشت بہشت (ایٹ پے رے ڈائزر) کے نام رکھا گیا اور از سر نو دولت و اقبال کی بہار سے سرسبزی حاصل کے ہوئے تھا حضرت گیتی ستانی کی ملازمت کی سعادت سے مشرف ہوئے یعنی حضور شاہ مین حاضر ہوئے اور اسی روز مین خواجہ دوست خاوند نے کابل سے پہنچکر عزت اور شرف حاصل کیا۔ اور اس وقت برابر مہدی خواجہ کی عرضیان جو بیانہ مین تھا آرہی تھین اور رانا سانکا کی بغاوت اور لڑائی کی تیاریون کی خبر پہنچ رہی تھی۔

حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا رانا سانکا کے ساتھ صف آرائی کرکے فتح کے جھنڈے بلند کرنا

جو اقبالمند آدمی کے بلند رتبہ عقل کو کہ جہان کے آراستہ کرنے والے خدا نے باطنی یا سچی بادشاہت کا تاج (اُس کو عقل کے) عزّت کے سر پر رکھا ہے بزرگ رکھکر اُس خدا کے بنائے ہوئے بادشاہ (عقل) کے حکمون کی فرمانبرداری جان و دل سے بجالاتا ہے بے شک و شبہ آرزو کا نقد وکیلان قضا و قدر یا کارکنان الٰہی اُسکی آغوش مین رکھتے ہین اور اُس کے کام کو زمانے کے عام لوگون کی اوچھی رایون (کمینہ اور چھوٹی رایون) سے بہت اونچا کرکے اُس کو دین و دُنیا کا مقصود بناتے ہین۔ اور اس بات کا نمونہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا فتح سے ملا ہوا نادر حال ہے کہ جس قدر دولت بڑھی ہوشمندی زیادہ ہوئی۔ اور جس قدر ہستی کے اسباب بہت سے جمع ہوئے ہوشیاری کی روشنی اُن (سببون ہستی) سے زیادہ چمکی ہمیشہ یکتا خدا کی بزرگی کی بارگاہ مین پناہ کے خواہان رہے اور انصاف اور سخاوت اور ملک گیری اور ملکداری کے کامون کے انتظام مین عقل کے روشن راستے سے ایک بال کے سر کے برابر مخالفت نہ کی یا تجاوز نہ کیا اور اس وقت کہ رانا سانکا اپنی جمعیت (لشکر) اور شجاعت پر مغرور ہوا اور غرور کا جنون یا پاگل پن اُس کے دماغ مین لپٹا اور بدمستی (گستاخی اور دلیری) کرنے لگا اور اُس نے صلاحیت (اے کوئینیمٹی) کے دائرہ سے قدم باہر رکھا اور دلیری اور دلاوری کے قدم سے نزدیک آیا آنحضرت (بابر شاہ) خدا کی خاص مہربانی کا قلعہ بناکر اور عام کی کثرت کا اپنے دل مین خیال نہ لاکے اُس اُونکھے نصیب (بدقسمت) زندگانی برباد کرنے والے کے دفع کرنے کو متوجہ ہوئے اور دوشنبہ کے روز ۹ جمادی الاولی کو اس فتنہ (سڈیشن) کے جڑ سے اُکھاڑنے کے ارادے پر دار الخلافۃ آگرہ سے کوچ فرماکے شہر کے اطراف مین بزرگی کے خیمے استادہ کئے (ترجمہ یکصد و سیم از کشوری) اور لگاتار خبرین پہنچ رہی تھین کہ وہ

بدنصیب آدمی (رانا سانکا) بڑا بھاری لشکر لے کر بیانہ پر حملہ آور ہوا ہے۔ اور بیانہ کے قلعے سے جو زوپ باہر نکلے تھے اُنکے مقابلے کی برداشت نہ لاکر واپس پھر گئے ہین۔ اور شنکر خان جنجوعہ مارڈالا گیا ہے۔ اور اُس موقع پر امیر کتہ بیگ زخمی ہو گیا ہے۔ بادشاہ نے اس منزل مین (جس کا بیان اوپر ہو چکا) چار روز توقف فرماکر پانچوین روز کوچ فرمایا اور مندھاکر میدان مین جو آگرہ اور سکری کے درمیان ہے بزرگی کا اُترنا واقع ہوا یعنی کمپ ڈالا۔ اور بزرگ دل مین گزرا کہ یہان سے نزدیک ایسا بہت پانی کہ اقبال کی فوج کے واسطے کفایت کرے قصبہ سکری کے سوا کہ جس کو حضرت گیتی ستانی (بابر) نے اس فتح کے شکر کے ادا کرنے کے بعد نقطے دے کر شکری نقطہ دار شین کے ساتھ نامزد فرمایا ہے اور اس وقت میرے شاہنشاہ (اکبر شاہ) کی روز بروز بڑھنے والی دولت کی برکت سے کر فتح پور کے نام سے کہ دلون کو فتح بخشنے والا ہے مشہور ہے۔ اور کوئی پانی نہین بتلاتے ہین عجب نہین ہے کہ مخالف کا لشکر جلدی کر کے اس پانی پر قابض ہو جاوے۔ چنانچہ اس درست خیال کے موافق دوسرے روز بزرگی کے قاعدہ کے ساتھ فتح پور کی طرف بڑھے اور امیر درویش محمد ساربان کو دولت خانہ کی جگہ مقرر کرنے کے لئے یعنی کمپ ڈالنے کی زمین مقرر کرنے کے لئے) اپنے سے پہلے روانہ کیا امیر مذکور (ذکر کئے گئے) نے فتح پور کی جھیل یا تالاب کے اطراف مین کہ ایک بڑا چوڑا تالاب ہے اور ایک دریا کے برابر حوض ہے۔ کمپ پڑنے کے لئے پسندیدہ جگہ قرار دی۔ اور وہ دل کھولنے یا خوش کرنے والا میدان فتح اور فتحمندی کے خیمون کے استادہ ہونے کی جگہ ہوا۔ اور وہان سے قاصد مہدی خواجہ اور سب اُن سردارون کے بلانے کے لئے جو بیانہ مین تھے روانہ ہوئے اور بیگ میرک حضرت جہانبانی (ہمایون) کا ملازم اور خاص نوکرون کی ایک جماعت جاسوسی کے لئے بھیجی گئی۔ صبح کے وقت قاصد آئے اور یہ عرض کیا کہ مخالف کا لشکر بساور سے ایک کوس آگے اُترا ہوا ہے اور اٹھارہ کوس کا درمیان ہمارے اور اُن کے فاصلہ ہے۔ اور اسی روز مین مہدی خواجہ اور محمد سلطان میرزا اور سارے سردار جو بیانہ مین تھے آئے اور آستان بوسی کی دولت سے سربلند ہوئے۔ ان روزون کے اندر ہر روز قراولون (وہ فوج جو لشکر کے آگے آگے جاتی ہے قراول کہلاتی ہے اس جگہ دونون لشکرون کے قراول مراد ہین اسی لئے جمع ہے) مین لڑائی ہو جاتی تھی اور جنگجو بہادر غلبہ کی داد دے کر بادشاہی شاباش کے اُترنے کی جگہ ہوتے تھے۔ آخر کار شنبہ کے روز تیرھوین جمادی الاخری ۹۳۳ہ ہجری مطابق ۱۵۲۶ء مین سرکار بیانہ کے موضع خانوہ کے اطراف مین ایک پہاڑ کے نزدیک دو کوس کے قریب شاہی کمپ سے دُور۔ بڑے بھاری لشکر کے ساتھ رانا سانگا آگے بڑھا۔ اور آنحضرت (بابر) نے اپنے واقعات مین بیان کی قلم کا لکھا ہوا فرمایا ہے کہ ہندوستان کے قاعدے کے موافق کہ ایک لاکھ کی ولایت کے سو سوار ایک کروڑ کی ولایت کے دس ہزار سوار اعتبار کرتے ہین (یعنی ہندوستان کے قاعدہ کے موافق کہ ایک لاکھ کی آمدنی کی ولایت سو سوار رکھتی اور ایک کروڑ کی آمدنی کی قریب دس ہزار سوار رکھتی ہے (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و یکم از کشور ہی)

رانا سانگا کی ولایت دس کروڑ تنکہ پہنچی تھی کہ ایک لاکھ سوار کی جگہ ہوتی ہے۔ اور بہت سے ایسے نامی سردار کہ اُس سے
پہلے کبھی کسی لڑائی میں اُس کی پیروی او مدد نہ کی تھی اس وقت اُس کے فرمانبردار بنکر اُس کے لشکر میں آملے
تھے۔ جیسے کہ سلہدین حاکم رائسین اور سارنگ پور وغیرہ کا کہ تیس ہزار سوار کی ولایت رکھتا تھا اور راول اودے سنگھ
باگری بارہ ہزار سوار اور حسن خان میواتی حاکم میوات بارہ ہزار سوار اور بہاری مل ایدری چار ہزار سوار اور ترمپت ہاڑا سات ہزار سوار اور سترواہی کچی
چھے ہزار سوار اور پرم دیو میرٹھ کا حاکم چار ہزار سوار اور نرسنگہ چوہان چار ہزار سوار اور سلطان سکندر کا بیٹا محمود خان
اگرچہ ولایت نہ رکھتا تھا لیکن اپنے گزشتہ بزرگوں کی سرداری کی امید پر دس ہزار سوار اپنے ہمراہ لیکر آیا تھا۔
پس مخالف گروہ کا مجموعہ دو لاکھ ایک ہزار سوار تھا۔ جب مخالفوں کے آنے کی خبر برتر سماعت میں پہنچی یعنی بادشاہ
نے سُنی۔ فتحمند لشکروں کے ترتیب دینے میں مشغول ہوئے۔ بادشاہی خاص موکب (باڈی گارڈس) قول (درمیانی
فوج۔ سینٹر) میں قرار پکڑنے والا ہوا یعنی شاہی مقام سینٹر میں تھا۔ اور اُس کے دہنے ہاتھ کو چین تیمور سلطان
اور میرزا سلیمان اور خواجہ دوست خاوند اور یونس علی اور شاہ منصور برلاس اور درویش محمد ساربان اور عبداللہ
کتاب دار اور دوست ایشک آغا اور دوسرے بہت سے بڑے بڑے سردار مقرر ہوئے۔ اور بائین ہاتھ پر سلطان بہلول
لودی کا بیٹا علاؤالدین اور شیخ زین خوافی اور نظام الدین علی خلیفہ کا بیٹا امیر محب علی اور قوج بیگ کا بھائی
تردی بیگ اور قوج بیگ کا بیٹا شیر افگن اور آرائش خان اور خواجہ حسین اور بہت سے لوگ سلطنت کے
ملازموں اور امیروں اور سرداروں سے قرار پکڑنے والے ہوئے۔ اور برانغار (رائٹ ونگ) حضرت جہانبانی
(ہمایون) کی مبارک موجودگی سے آراستہ ہوا۔ اور حضرت جہانبانی کے فتحمند دہنے پر قاسم حسین سلطان اور
احمد یوسف اوغلاقچی اور ہندو بیگ قوچین اور خسرو کوکلتاش اور قوام بیگ۔ اردو شاہ۔ ولی خازن قراوزی
پیر قلی سیستانی۔ خواجہ پہلوان بدخشی۔ اور عبدالشکور اور دوسرے بہت سے بہادر لوگ تھے اور حضرت جہانبانی
کے فتحمند بائین پر میر ہمہ۔ محمدی کوکلتاش اور خواجگی اسد جامدار نامزد ہوئے تھے۔ اور برانغار (رائٹ ونگ)
میں ہندوستان کے سرداروں سے جیسے خان خانان۔ دلاور خان۔ ملکداد کرارانی۔ اور شیخ گھورن نے
خدمت کے آداب میں قیام کیا یعنی برانغار میں یہ سب سردار تھے۔ اور مبارک کی کا نشان رکھنے والے جرانغار
(لیفٹ ونگ) (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و دوم از کشوری) میں سید مہدی خواجہ۔ محمد سلطان میرزا۔ مہدی سلطان
کا بیٹا عادل سلطان۔ عبدالعزیز میر آخور محمد علی جنگ جنگ۔ قتلق قدم قراول۔ شاہ حسین باریگی۔ جان بیگ
آتکہ اور ہندوستان کے سرداروں سے جلال خان۔ کمال خان بیٹے سلطان علاؤالدین کے۔ اور علی خان
شیخ زادہ فرملی۔ نظام خان بیانہ۔ اور بہت سے بہادر غازیوں اور چُست و چالاک بہادروں نے بندگی
کا ٹیکا یا فرمانبرداری کی کمر کامل اخلاص (سچے دل کے ساتھ) باندھی۔ اور تولقمہ کے لیے (ریزاسٹ فلینک پارٹی)

۱۲۲

دہان تھے۔تردی بیگ اور ملک قاسم بھائی باباقشقہ کا۔اور بہت سے مغل رائٹ ونگ پر تھے۔اور مومن اتکہ اور
رستم ترکمان بہت سے بادشاہی لوگون کے ساتھ لیفٹ ونگ پر قرار پکڑنے والے تھے اور حفاظت کے لئے
روم کے غازیون کے قاعدہ کے موافق (دی پریکٹائز آف دی ہولی واریرس آف روم) بندوق چلانیوالون
اور توپ چھوڑنے والون کی اوٹ کرنے کے واسطے جو اقبالمند فوج کے آگے تھے ایک ارابہ (کارٹس) کی
صف (لائن) ترتیب دی گئی تھی اور وہ صف زنجیرون کے ساتھ جوڑی گئی تھی اوراس صف (لائن) کے
انتظام ترتیب کے واسطے نظام الدین علی خلیفہ مقرر ہوا تھا (یعنی حفاظت کے واسطے روم کے مبارک لڑنیوالون
کے دستور کے موافق عمل کیا گیا تھا اور وہ یہ تھا کہ ایک ارابہ کی صف ترتیب دی گئی تھی جس کو زنجیرون کے ساتھ
باہم جوڑا تھا تاکہ بندوقچیون اور توپچیون کے لئے ایک آڑ ہووے جوکہ سپاہ کے سامنے تھے۔اور
نظام الدین علی خلیفہ اس صف کی حکم دہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا) اور سلطان محمد بخشی غالب فوجون کے کمانڈرون
اور افسرون کو اُن کی جگہون (پوسٹس) ترتیب دینے کے بعد بادشاہ کے نزدیک کھڑا ہوا کہ اُس کے (بادشاہ
کے) احکام سُنے جو خدا کے الہام (انسپیریشن) کے تعلق رکھتے تھے۔اور تواچیون (اڈجوٹینٹس-چوبدارون)
اور پیاولون (کوریرس-نقیبون) کو سب طرفون کو روانہ کرے کہ سردارون اور افسرون کو شاہی حکم پہنچاوین
اور جب لشکر کے ستون (پلرس آف دی آرمی) اس معقول یا پسندیدہ قاعدہ مین ترتیب پا چکے اور ہر
شخص اپنی جگہ مین کھڑا ہو گیا۔شاہی حکم جاری ہوا کہ کوئی شخص بغیر حکم کے اپنی جگہ سے حرکت نہ کرے اور
نہ بغیر اجازت کے لڑائی کے میدان مین اپنا قدم بڑھائے۔ایک پہر (دواچ) دن چڑہا یا گزرا تھا کہ لڑائی آگ
شعلہ زن ہوئی۔ترجمہ شعر۔رات اور دن باہم ملے۔جبکہ دونون طرف یا ہر طرف کی فوج نے حرکت کی دھاد
(مارامار۔انگریزی۔وار۔کرائی) ہر طرف سے یا ہر طرف پر اُٹھی۔دو کینہ (انگریزی۔ایچ-اے-ٹی-ای ہیٹ)
کے سمند لبون پر کف (جھاگ۔انگریزی۔فوم) لائے ہوئے۔فولادنعل تیز رفتار گھوڑون کے سُم۔دلیرون کے
خون سے زمین سُرخ کئے ہوئے۔جہاندار (دی ورلڈ۔ہولڈر) اپنے خاص موکب مین (ہڈ ہز گلوریس کمپ)
اپنے ناچنے والے کبک (گھوڑے) پر خرامان (انگریزی۔موووڈ ایکز لٹینٹ آن ہز برلنگ ہیڈ) برانغار اور جرانغار
(دی رائٹ اینڈ لیفٹ ونگس) پر ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ زمین لرزی اور جہان (یونیورس) شور و غوغا (کلینگ)
سے گونج اُٹھا (ری سئون ڈیڈ) جرانغار (لیفٹ ونگ) نے مخالف (دشمن) کے شاہی برانغار (رائٹ) کے
مقابل حرکت کی اور خسرو کوکلتاش اور ملک قاسم اور باباقشقہ پر حملہ کیا۔چین تیمور سلطان بادشاہی حکم کے
موافق اُن کی مدد کو گیا اور بہادرون کی طرح غلبہ کر کے دشمنون کو رگید کر اُن کے قول (سینٹر) کے پیچھے (انگریزی
ریر) کے نزدیک پہنچا دیا اور ایک بڑا انعام اُس کے واسطے اس فتح کے عوض مین مقرر ہوا۔اور مصطفیٰ رومی

۱۲۳

حضرت جہانبانی (ہمایون) کے غول (سینٹر) سے آرالون (کارٹس) کو آگے لایا (ترجمہ صفحہ یکصد وبست وسوم
از کشوری) اور بندوق اور ضرب زن (انگریزی۔ سی ئو ایل کلوریانس) سے دشمنون کی صفون کو اس طرح
توڑا کہ بہادرون کے دلون کے آئینہ سے زنگ (مورچہ۔ انگریزی۔ رسٹ) صاف کردیا (ایس۔سی۔او۔یو۔
آر۔ آئی۔ڈی۔او۔ڈبل الیف۔ سکورڈ اوف) اور بہت سے دشمنون کو خاک کے برابر کھدیا فنا ہوگئے یا دشمنون
سے بہت سے لوگون کو موت کی خاک کے برابر کرکے نیستی کے ہوا پر اڑا دیا۔ اور چونکہ ہردم دشمنون کی فوجین (دی
ہوسٹل ٹروپس) برابر آگے بڑھ رہی تھین حضرت گیتی ستانی بھی آدمیون کو چن چن کر سیکے بعد دیگرے فتحمند فوج
کی مدد کے لئے بھیجتے تھے ایکبار قاسم حسین سلطان۔ احمد یونس۔ اور قوام بیگ کو حکم ہوا۔ اور دوسری بار ہندو
بیگ قوچین کو۔ اور پھر محمد کو کلتاش اور خواجگی اسد کو حکم پہنچا۔ اور اس کے بعد یونس علی اور شاہ منصور برلاس
اور عبداللہ کتابدار کو اور اُن کے بعد دوست ایشک آقا اور محمد خلیل آختہ بیگی مدد کے لئے حکم دئے گئے ہوئے
اور دشمن کا برانغار (رائٹ ونگ) باربار فتحمند لشکر کے جرانغار (لیفٹ ونگ) پر حملہ آور ہوا۔ مگر ہر بار اخلاص مند
(انگریزی۔ لائل۔سولڈ) غازی بعض کو بلا کے مینہ کے تیر سے (انگریزی۔ بائی اے رین آف کلیمیٹیس آیروز)
زمین سے ملاتے تھے اور بعض کو کٹار تلوار کے کوندے سے (انگریزی۔ وِتھ دی لائٹننگ آف ڈیگرس اینڈ
اسکمیٹرس) راکھ کرتے تھے۔ اور مومن اتکہ اور رستم ترکمان شاہی حکم کے موافق عمل کرکے عقب (انگریزی۔ ریئر)
سے سیاہ ظلمت آئین (انگریزی۔ بی نائی ٹیڈ ہینڈس) پر حملہ آور ہوئے۔ اور ملا محمود اور علی اتکہ باشلیق جو خواجہ
خلیفہ کے نوکر تھے اُن کی مدد کو گئے اور محمد سلطان میرزا اور عادل سلطان اور عبدالعزیز میر آخور اور قتلق قدم قراول
اور محمد علی جنگ جنگ اور شاہ حسین باربیگی اور مغل غانچی لڑائی مین مشغول ہوئے اور پائداری کا پاؤن مضبوط
جمایا اور خواجہ حسین دیوانیون کی جماعت کے ساتھ (انگریزی۔ وِتھ اے بوڈی آف ہوئس ہولڈ ٹروپس) ان کی مدد
کو گیا۔ اور سب فتحمند لشکر کے بہادرون نے کہ جانفشانی کا ارادہ کرکے جان بلینے پر آمادہ ہوئے تھے دشمن سے
بدلہ لیکر اپنے مقصد یابی کا جھنڈا بلند کیا اور دشمنون کے امید کے چشمے کو نامراد ہونے کی خاک سے پاٹ دیا یا بند
کردیا۔ ترجمہ شعر۔ پیکان (گانسی) چلانے والون (انگریزی۔ جیویلین تھروارس) کے ہاتھ گرہ برگرہ تھے (انگریزی
ورنوٹ الپولونٹ) روئین تنون (انگریزی۔ بریزن بوڈیڈونس) کی پشت زرہ برزرہ تھی (انگریزی۔ ورکنورس
اپون کنورس) ہرطرف سے چٹائی کی سوراخدار بنانے والے تیرون نے (دی روک۔ پیرسنگ اس پیرس) کانون
سے سلامت کا راستہ بند کیا تھا بنفشہ رنگ کی روشن تلوارین۔ اپنی چمک سے آنکھ کی بینائی اُچکتی تھین زمین
کے غبار نے چاند پر سائبان تانا۔ اور سانس کا گلے کے اندر راستہ بند کردیا (انگریزی۔ اینڈ اسٹوپڈ دی بریتھ
اِن دی تھرودت) اور جبکہ دشمن کے فوج کی کثرت کے سبب سے لڑائی دیر تک رہی بادشاہی حکم جاری ہوا کہ

خاص شاہی ملازم (انگریزی۔ ہوس ہولڈ ٹروپس) جوانون (کارٹس) کے پیچھے زنجیردار شیرون (چینڈ۔ ٹائگرس)
کی طرح تھے غول (سینٹر) کے راست و چپ (رائٹ اینڈ لیفٹ) سے باہر نکلین اور بندوقچیون کی جگہ درمیان مین
چھوڑ کر دونون طرف سے لڑائی کرین۔ شاہی حکم کے موافق بہادر جوانون اور چست و چالاک دلاورون نے زنجیر
توڑنے والے شیرون کی طرح اپنے آپ کو اپنے اختیار مین پا کر یعنی آزاد پا کر دلیری اور دلاوری کا حق ادا کیا اور تلوار
کی چکا چاک (انگریزی۔ دی کلٹینگ آف سورڈس) اور تیر کی شپاشاپ (انگریزی۔ اینڈ دی وھیزنگ آف ایروز)
۱۲۴ آسمان تک پہنچائی۔ (ترجمہ یکصد وبست و چہارم از کشوری) اور زمانہ کا یکتا یا نادر علی قلی اپنے پیرو لوگون کے ساتھ
غول (سینٹر) کے آگے کھڑا تھا اور گولے پھینکنے اور توپ اور بندوق چھوڑنے مین یا فائر کرنے مین عجیب باتین
ظاہر کر رہا تھا۔ اور اسی حالت مین خدا کے حکم کی طرح جاری ہونے والا زبردست حکم جاری ہوا۔ کہ غول کے ارابے
(انگریزی۔ دی کیریجیز آف دی سینٹر) آگے کی طرف بڑھین یا چلین۔ اور آنحضرت نے عود دولت اور اقبال کے
ساتھ دشمن کی فوج کی طرف درست ارادے اور بڑی ہمت کے ساتھ حرکت فرمائی۔ اور ہر طرف سے شاہی لشکر
یہ دیکھ کر ایک موج زن سمندر کی طرح حرکت مین آئے اور سب اقبالمند دلاورون نے ایکبارگی دشمنون کی
صفون پر حملہ کیا اور دن کے آخر مین لڑائی کی آگ ایسی بھڑکی کہ فتحمند فوج کا میمنہ اور میسرہ (دی رائٹ
اینڈ لیفٹ) دشمن کے خواری کی راہ مین چلنے والے میمنہ اور میسرہ پر سبقت لے گیا اور ان کو ایسا ہانکا کہ
وہ اپنے سینٹر کے ساتھ جا ملے ایسے دلاوری کے صدمون کے دبدبہ کے ساتھ ان بدبخت لوگون پر حملہ کیا
کہ وہ سب بدنصیب اپنی جان سے ہاتھ دھو کر اور اپنی زندگانی سے دل برداشتہ ہو کر بادشاہی غول کے
راست و چپ پر حملہ آور ہوئے۔ اور انھون نے اپنے آپ کو بہت نزدیک پہنچا دیا اور بلند درجہ رکھنے والے غازیون
نے بلند ہمت کے ساتھ پائداری کا پانون اور قیام کا قدم مضبوط جما کے لڑائی کے تھپیڑون کی بہادر لوگون
کی طرح برداشت کی اور آسمانی مدد سے مخالف (دشمن) کو ٹھیرنے کی قدرت اور پانون جمانے کا موقع نہ ملا اور
وہ بدبخت بدقسمت ناچار ہو کر پائداری کی باگ تدبیر کے ہاتھ سے چھوڑ کر بھاگ نکلے اور ایسی ہمت آزما لڑائی
سے (انگریزی۔ فروم سچ اے کرج ٹیسٹنگ کنٹیسٹ) اپنی ادھ مری جان کے بچانے کو مفت (انگریزی
ایز میری ٹوریس) سمجھے۔ فتحمندی اور فتح کی نرم ہوا مین دولت کے پھل رکھنے والے جھنڈون کے درختون پر چلنے
لگین (انگریزی۔ دی بریزیز آف وکٹری آر سکیس بلوان دی گروو آف فورچیونیٹ سٹینڈرڈس)
اور فتحمندی اور مدد کے غنچے توکل اور تردد کی شاخون سے شگفتگی مین آئے (انگریزی۔ اینڈ دی بڈس آف
سٹرینتھ اینڈ ہیلپ بلوسمڈ اون دی برانچیز آف فیتھ اینڈ ایکزرشن) دشمن کے لشکر کے بہت سے آدمی خون
پینے والی تلوار (انگریزی۔ دی بلڈ ڈرنکنگ سورڈ) اور شاہین پرواز تیر (انگریزی۔ دی ہاکنگ ایرو) کی

نمذا (فوڈ) ہوئے۔ اور بہت سے زخمی بقیۃ السّیف (انگریزی۔ دی ریمینز آف دی سورڈ) ہمت کار خسار بدبختی
کی گرد سے آلودہ کئے ہوئے (دی ڈسٹ سٹینڈ چیک آف کرج) اپنی ہستی کے کوڑے کو شکست کی جھاڑو سے
لڑائی کے میدان سے صاف کرنے والے ہوئے۔ اور حرکت کرنیوالی ریگ کی طرح کانپتے (انگریزی۔ کوٹو رنگ۔
لائک موونگ سینڈس) آوارگی کے صحرا کے گم گشتہ ہوئے (انگریزی۔ دے بی کیم اسے صحرا آف ریڈینس)
حسن خان میواتی بندوق کی گولی سے مارا گیا اور راول اددے سنگہ۔ مانک چند چوہان۔ رائے چندر بھان۔
دیپ رائے، گنگو۔ کرم سنگھ۔ راونا کرسی۔ اور بہت سے اُن کے بڑے بڑے سردار ہستی کے راستہ کا غبار بنے (اینڈ
مینی آف دیر گریٹ چیف ورسلین) اور کئی ہزار زخمی اقبال کے لشکر کے تیز رفتار گھوڑوں کے ہاتھ اور پاؤں
کے نیچے نیست و نابود ہوئے (انگریزی۔ وَرڈس ترائد بائی دی ہینڈس نیتھ دی سُبُفٹ فیٹ آف دی کنورس
آرمی) محمدی کوکلتاش اور عبدالعزیز میر آخور اور علی خان (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و پنجم از کشوری) اور بعضے دوسرون ۱۲۵
کو رانا سانکا کے تعاقب میں بھیجا۔ اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے کامیاب اقبال (فتحمند) ہو کر
اس بڑی فتح اور بزرگ عطا پر حضرت باری (بزرگ ہے نام اُس کا) کے شکرگزاری کے سجدے کہ ظاہری اور باطنی
چیزون کی کھول اور بند اُس کی حکم کی زنجیر کے ساتھ بندھی ہے بجا لا کر لڑائی کے میدان سے ایک کوس تک
دشمنون کا تعاقب کیا (انگریزی۔ ہز مجیسٹی گیتی ستانی فردوس مکانی ہیوونگ بیکم وکٹوریس ریٹرنڈ تھینکس
فور ہس گریٹ وکٹری اینڈ سب لائم بلیسنگ ٹو المائیٹی گوڈ گلوری بی ٹو ہز نیم (ہو ایز ہینجیز دی سپرنگ آف
فیلٹس بائی ری۔ سیٹنگ دی اوپنینگس اینڈ شٹنگس آف تھنگس وزیبل اینڈ ان وزیبل) اینڈ پرسیوڈ دی
اینیمی فوروں کو ہس فروم دی فیلڈ آف بیٹل) یہانتک کہ رات آگئی اور وہ روز دشمنون کے لئے کالا تھا اور
وہ رات دوستون کے لئے خوشی کی بھری (جوائے فل) تھی۔ تب اُس نے اپنی بلند ہمت کو دشمنون کے کام
سے جمع کیا (دین ہی ریکالڈ ہز لوفٹی اسپرٹ فروم دی اینیمی) اور وہ کامیابی کا نقارہ بلند آوازہ کر کے پلٹا
(اینڈ ہینٹنگ ہائی دی ڈرم آف سکسیس ٹرنڈ) اور رات کے چند گھنٹے گزرنے کے بعد کیمپ میں پہنچا (اینڈ ریچڈ
ہز کیمپ سم آورز آفٹر نائٹ فال) اور چونکہ خدا کا حکم نہ تھا (ایز اٹ واز نوٹ اور ڈینڈ آف گوڈ) کہ وہ بدبخت
(رانا سانکا) پکڑا جائے اُن لوگون سے جو بھاگے ہوؤن کے پیچھے گئے تھے اچھا انتظام نہ بن پڑا آنحضرت فرماتے
تھے (ہز میجسٹی اوبزروس ویراولی) کہ وقت نازک تھا (دی ٹائیم واز کریٹیکل) مجھکو خود جانا چاہئے تھا
اور کسی پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے تھا۔ شیخ زین صدر نے کہ بڑے مرتبہ رکھنے والے فاصلون سے تھا اس بڑی فتح
کی تاریخ۔ فتح بادشاہ اسلام (۹۳۳)۔ پائی اور میر گیسو نے بھی کابل سے یہی تاریخ (دی سیم ود گرام) لکھ کر بھیجی تھی اور
وہ حضرت (بابر) واقعات (ان ہز میموریز) میں لکھتے ہیں کہ اگلی فتحون میں بھی ایسا ہی توارد (اے سیمیلر

کوائنسی ڈیپنس) دیپال پور کی فتح مین ہوا تھا کہ ماہ ربیع الاوّل کے وسط (درمیان) مین دو شخصون نے تاریخ پائی تھی۔ جب ایسی بڑی فتح ملک فتح کرنیوالی ہمّت کی بدولت حاصل ہوئی سانگا کا تعاقب کرنا اور اُس کی ولایت پر حملہ آور ہونا موقوف رکھ کر میوات کا فتح کرنا بلند ہمّت کے پیش نظر ہوا اور محمد علی جنگ جنگ اور شیخ گھورن اور عبدالملوک قورچی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ الیاس خان کے مقابلے کو بھیجا۔ کہ دوآبہ کے درمیان فتنہ (سیڈیشن) کا سر بلند کئے تھا اور اُس قصبۂ کول کو گھیرے تھا۔ اور وہان کے حاکم کچک علی کو قید کر لیا تھا۔ جب فتحمند لشکر نزدیک پہنچا وہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکا کنارے پر ہوا اور جب فتحمند لشکر دارالخلافۃ آگرہ مین پہنچا اُس بدنصیب باغی کو گرفتار کر کے بزرگ بارگاہ مین لایا اور سزا کو پہنچا یعنی مار ڈالا گیا۔ چونکہ میوات کا فتح کرنا جہان کے آراستہ کرنے والے دل مین مستحکم تھا یا جما ہوا تھا اُس طرف کو تشریف لے گئے چھٹی رجب چہارشنبہ کے روز الور کی اطراف مین کہ میوات کا کیپیٹل ہے جا کر اُترے اور الور کے خزانے حضرت جہانبانی (ہمایون) کو عطا ہوئے۔ اور جب یہ ملک بھی داخل ممالک محروسہ ہو گیا (اینڈ دین دس ٹیریٹوری ہیڈ بین اینکسڈ) مشرقی ملکون کے انتظام (ریڈکشن) کے ارادے پر مستقر خلافت (کیپٹیل) کی طرف لوٹے۔

(ترجمہ صفحہ یکصد و بست و ششم از کشوری)

۱۳۶

حضرت جہانبانی کا کابل اور بدخشان کی طرف رخصت ہونا اور حضرت گیتی ستانی کے جہان طے کرنے والے جلوسی لشکر کا مستقر خلافت کی طرف کوچ کرنا

چونکہ کابل اور بدخشان کا انتظام اور اُن ولائیون کا استحکام برتر سلطنت (بادشاہ بابر) کے ذمے ضروری تھا یعنی چونکہ کابل اور بدخشان مین عمل دخل رکھنا (ایڈمینسٹریشن) بہت ضروری تھا۔ اور وقت تقاضا کرنیوالا تھا (اینڈ ایز دی ٹائم واز ایکزیجینٹ) اور ۹۱۰ ہجری مطابق ۱۵۰۴ء مین جبکہ خان میرزا نے طبیعی موت سے کوچ کرنے کا اسباب اس جہان سے باندھا یعنی مر گیا حضرت جہانبانی (ہمایون) کو بدخشان عطا ہوا تھا۔ اور چونکہ بہت سے نوکر وہان مشغول رہتے تھے۔ اس لئے حضرت جہانبانی (ہز ہائنس جہانبانی) ملک فتح کرنے کے زیور (ڈاورنمنٹ آف ورلڈ سبڈوائنگ) اقبال کی تلوار کے گوہر (جوئل آف دی سورڈ آف فورچیون) بزرگی کی پیشانی کی روشنی (فورہیڈ آف گلوری) فخر و بلندیون کے سرنامہ (فرونٹس پیس آف سپلینڈر اینڈ گلوری) بیشانی کی مثال کے طغرا (بری ایبل آف دین انکمپیریبل موڈل) سلطنت اور خلافت کی آنکھون کی ٹھنڈک یا پُتلی (پیوپل آف دی آیز آف سورینٹی اینڈ دی خلافت) فتح کے باپ (ابوالنصر۔ دی فادر آف وکٹری) نصیر الدین محمد ہمایون کو

اس مبارک فال سال کے (آن دس آسپیشس ایئر) ماہ رجب کی نوین تاریخ الور سے تین کوس پر ان ملکون کی طرف رخصت فرمایا اور اسی زمانے مین بادشاہ (بابر) جلدی سے خود اس طرف مشغول ہوے کہ بین افغان کی بیخ کنی کرین کہ وہ رانا کے آشوب (ڈسٹربینس) کے زمانے مین لکھنؤ کا محاصرہ کر کے اُس پر قابض ہو گیا تھا۔ اور قاسم حسین سلطان اور ملک قاسم بابا قشقہ۔ اور ابوالمحمد نیزہ باز اور حسین خان اور ہندوستان کے سرداروں مین سے علی خان فرملی اور ملکداد کرارانی اور تاتار خان اور خان جہان کو محمد سلطان میرزا کے ساتھ ہمراہ کر کے بھیجا اور وہ بدنصیب شاندار لشکرون کی آمد سنکر اپنا اسباب اور چیزین چھوڑ کر نقد جان ہاتھ مین لیکر بھاگا (لیفٹ آل ہز گڈس بی ہائنڈ ہم اینڈ فلیڈ وِتھ ناٹ (این۔ اے۔ یو۔ جی۔ ایچ۔ ٹی) بٹ دی کوائن آف لائف اِن ہز پام) اور آنحضرت نے اس سال کے اخیر مین سیر فرمائی (وزیٹیڈ) فتح پور (سیکری) اور باری کی۔ اور اپنی بلند تشریف فرمائی سے دارالخلافہ آگرہ کو درجہ آسمان کا عطا فرمایا۔ اور ۹۳۴ھ ہجری مین کول کا معائنہ فرمایا اور پھر وہان سے سنبھل کی طرف شکار کھیلنے کو گئے اور اُس دلکشا کوہستان کا تماشا کرنے کے بعد (اینڈ آفٹر وِیوانگ دیز ڈیلائٹ فل ہائی لینڈس) دارالخلافہ کی طرف بزرگی کا اُترنا فرمایا (لوٹے) اور ماہ صفر کی اٹھائیسون تاریخ فخر جہان بیگم اور خدیجہ سلطان بیگم کابل سے تشریف لائین۔ اور آنحضرت کشتی پر سوار ہو کر (اینڈ ہز میجسٹی ایمبارکڈ آن اے بوٹ) اُن کے استقبال کو گئے (اینڈ وینٹ ٹو میٹ دیم) اور مروت کے لوازم بجا لاے (اینڈ بی ہیوڈ وِتھ لیبرلیٹی ٹو ڈس دیم) اور چونکہ خبر پے در پے (رقری کو ئیٹلی) پہنچتی تھی۔ کہ میدانی راے حاکم (رولر) چندیری کا لشکر (ٹروپس) جمع کر رہا ہے اور رانا بھی لڑائی کی تیاری کر کے اپنی بربادی کے اسباب جمع کر رہا ہے (اینڈ پٹنگ ٹو گیدر دی میٹیریلز آف ہز اون ڈِسٹرکشن) اسلئے

۱۲۷ (بادشاہ) مبارک ساعت مین چندیری کی طرف متوجہ ہوئے (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و ہفتم از کشوری) اور چھے سات ہزار سوار جان نثار (جان نچھاور کرنے والے) کارگزار (گیلنٹ مین) چین تیمور سلطان کے ہمراہ کالپی سے چندیری کے سر پر (ٹو چندیری) بھیجے اور چہارشنبہ کی صبح ساتوین جمادی الاولی چندیری کی فتح دلخواستہ طور پر نقش پذیر ہوئی (اے سپلینڈڈ وکٹری واز گینڈ ایٹ چندیری) اور فتح دار الحرب ۹۳۴ (کن کوئسٹ آف دی ہوسٹل کنٹری) اس تائید الٰہی کی تاریخ ہے (ازوی کرونوگرام آف دس ڈِوائن ہیلپ) اور اس امید کے حاصل ہونے کے بعد چندیری کو سلطان ناصر الدین کے پوتے احمد شاہ کو عنایت فرمایا اور یکشنبہ کے روز گیارھوین جمادی الاولی کو لوٹ آئے۔ بعضے اعتبار کے قابل نقل کرنیوالون سے سُنا گیا ہے (اِٹ ہیز بین اسٹیٹیڈ بائی ٹرسٹ ورذی اینالسٹس) کہ چندیری کی طرف نیزون کے جانے سے پہلے (بادشاہ کے چندیری کی طرف مارچ کرنے سے پہلے) رانا (سانکا) بغاوت کا ارادہ کر کے چڑھائی کر رہا تھا یا فوج کشی کر رہا تھا جب وہ (رانا) ایرج تک آیا آفاق نام حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے ایک نوکر نے اُس کو (ایرج کو) بچایا یا اُس کی حفاظت کی (وہیڈ پُٹ اِٹ اِن ٹو اے کنڈیشن آف ڈیفینس) اور سیکبخت (بلیک ہیڈ) نے آکر محاصرہ کیا

(میسجڈ دی پلیس) لیکن ایک رات اُس نے (رانا نے) ایک خواب مین دیکھا (بی ہیلڈ) اپنے ایک بزرگ (انسیسٹر) کو خونناک ہیبت میں (انڈر اے اڑیڈفل اپیرنس) اور اُس نے اُس کو دھمکایا - چنانچہ وہ وحشت اور دہشت سے (ان ٹیرر اینڈ ہورر) جاگ پڑا اور اُس کے سارے اعضا (جوڑ - لمبس) تھرتھرانے (ٹریمبل) لگے اور بخار چڑھ گیا اور اسی حال مین لوٹ گیا اور راستہ کے درمیان موت کی فوج اُس پر حملہ آور ہوئی - اور اس میدان سے اُس کو شکست دی (ہرگیا) اور فتحمند لشکر برہانپور کے دریا سے عبور کرتے رہے برتر ساعت مین پہنچا یعنی بادشاہ کے کانون مین یہ خبر آئی - کہ معروف بین - اور بایزید نے اپنی فوجین جمع کی ہین اور بادشاہی نوکر قنوج کو چھوڑ کر رابری کو چلے آئے ہین - اور اُس مخالف نے شمس آباد کے قلعے کو ابوالمحمد نیزہ باز سے بزور لے لیا ہے اس لئے ارادے کی باگ اس طرف کو پھیری (اکیوزنگی دی رینز آف ریزولیش ورٹرنڈ ٹو ڈیٹ کوارٹر) اور بہت سے کار طلب بہادرون کو اپنے سے پہلے (آون ان ایڈوانس) روانہ کیا - معروف کا بیٹا فوج کے دیکھتے ہی قنوج چھوڑ کر بھاگا اور بین اور بایزید اور معروف شاہی لشکر کی آنے کی خبر سنکر گنگ کے پار گئے اور قنوج کے مقابل گنگ کے مشرقی جانب پر گذر بندی (راستہ بند کرنے) کے خیال سے (ود اے ویو ٹو ڈسپیوٹ دی پیسیج) بیٹھے - شاہی لشکر برابر آگے بڑھتا گیا اور جمعہ کے روز تیسری محرم سال نوسو پینتیس ۹۳۵ مطابق ۱۵۲۸ء میرزا عسکری جس کو کابل سے ملتان کے کامون کی صلاح کرنے کے لئے چندیری پر حملہ آور ہونے سے پہلے بلایا تھا آکر حاضر باشی کی بزرگی سے نیکبختی ڈھونڈھنے والا ہوا (رایراوڈ اینڈ ایمٹرڈ اپون اے سپلینڈس سروس) اور جمعہ کے روز کہ عاشور (دسویں محرم) تھا گوالیار بزرگی کے خیمون کی استادگاہ ہوا - اور اُس کی صبح کو راجہ بکرماجیت اور مان سنگھ کی عمارتون کا تماشا فرماکر متوجہ دارالخلافہ کو ہوئے (اینڈ نیکسٹ مورننگ سروئیڈ دی پیلیسیز آف ..... اینڈ دین پروسیڈڈ ٹوورڈس دی کیپٹل) پنجشنبہ کے روز پچیسوین محرم کو دارالخلافہ بزرگ تشریف آوری کی شوکت سے نیکبختون کے اُترنے کی جگہ ہوا - دوشنبہ کے روز دسوین ربیع الاول کو حضرت جہانبانی کے قاصد بدخشان سے آئے اور طرح طرح کی خوشدلی اور خرمی کی عرضیان لائے (اینڈ بروٹ سیورل پیپرز آف گڈ نیوز) لکھا تھا کہ یادگار طغائی کی پاکدامن بیٹی سے حضرت جہانبانی کے ہان ایک بیٹا پیدا ہوا ہے (اِٹ واز ریٹن ڈیٹ اے سن ہیڈ بین بورن ٹو ہر ہائینس جہانبانی بائی دی جیسٹ ڈاٹر آف یادگار طغائی) اور اس کا نام آل آمان رکھتا ہے (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و ہشتم از کشوری) (ترکی مین لفظ الآمان کے معنی لٹیرا ہین) چونکہ یہ لفظ عوام کے نزدیک ناپسندیدہ معنی رکھتا ہے - پسند نہ آیا - اور بھی چونکہ پاک خاطر کی خوشنودی طلب کرنے کے بغیر تھا پسند نہ ہوا (اور یہ سبب بھی تھا کہ بادشاہ کی رضامندی اس مین شامل نہ کی گئی تھی لہذا ناپسند ہوا) باپ کی خوشنودی خاص کر کے ایسے ایک باپ کی اور ایسے ایک بادشاہ کی - ظاہری اور باطنی (وزیبل اینڈ ان وزیبل) سعادتون (بلیسنگس) سے بارور ہے (از فروٹ آف) اور اُس کی نارضامندی (اینڈ دسپلیزنگ آف ہم) تسو طرح کی ظاہری اور باطنی ناپسندیدگی کا باعث ہے

(ازوی کاز آف اے ہنڈریڈ الیور اکیسٹرنیل اینڈ انٹرنیل) کیا تعجب کی بات ہے (واٹ اے مارویل وین) اگر تجربہ کار
لوگ اس سلطنت کے پہلے میوے کا ایسی جلدی غائب ہونا اسی ناخوشنودی کی وجہ سے سمجھین (اِٹ ہین آن ایکسپیرینس
ریگارڈ دی ریڈ پڈس ایمپرینس آف دس فرسٹ فروٹ آف سورنٹی ایز اے مارک آف دس دِ پلیزر) حاصل کلام
جب دار الخلافہ بلند جھنڈون کے ٹھہرنے کی جگہ ہوا یعنی جب بادشاہ (ہز مجسٹی) دار الخلافہ مین تشریف فرما ہوئے (ہیڈ بین سٹلڈ
اِن دی کیپیٹل) دولت کے ستونون اور عزّت والے سلاطینون کے ساتھ جو ترکی اور ہندی تھے ایک بڑی شان
شوکت کا جشن کیا (ہی کنویڈ دی ترکی اینڈ انڈین نوبلز اینڈ ہیلڈ اے سپلینڈڈ فیسٹ) اور مشرقی ملک کے پاک صاف
کرنے اور نافرمانون کی سرکشی و بغاوت کی آگ کے شعلے کے بجھانے کے لئے مشورہ کیا (اینڈ ہیلڈ اے کنسلٹیشن
اباؤٹ دی سیٹلمنٹ آف دی ڈسٹرکس اینڈ دی ایکسٹنگیشنگ آف دی فلیم آف ریبلین) اور بہت گفتگو کے
بعد یہ قرار پایا یعنی بہت گفتگو کے بعد اس پر اتفاق ہوا۔ کہ بلند جھنڈون کے جانے کے پہلے (دیٹ بیفور ہز مجسٹی
ٹک دی فیلڈ) میرزا عسکری کو بڑے لشکر کے ساتھ مشرق کی طرف بھیجنا چاہیئے دریائے گنگ کے اُس طرف کے
امیر (سردار) اپنے لشکرون کے ساتھ ہمراہ ہو کر اس خدمت (کار) مین بڑی کوشش پیش پہنچادین (بجالادین)
اس قرار داد کے موافق دوشنبہ کے روز ساتوین ربیع الآخر کو میرزا عسکری رخصت پا کر متوجہ ہوا (روانہ ہوا) اور خود
(بادشاہ خود) سیر و شکار کے لئے دھولپور کی طرف توجہ فرما ہوئے (گئے) تیسری جمادی الاخری کو خبر آئی کہ سکندر کے
بیٹے محمود نے بہادر کو گرفتار کر لیا ہے اور پریشانی پھیلانے کا خیال رکھتا ہے (یعنی بغاوت پر آمادہ ہے) شکار سے
لوٹ کر دار الخلافہ آگرہ مین اقبال کا اُترنا فرمایا (تشریف فرما ہوئے) اور یہ بات قرار پائی کہ خود بھی دولت اور اقبال
کے ساتھ مشرقی ملکون پر یورش فرما ہون (حملہ آور ہون) اسی عرصے مین (اسی مدت یا وقت مین) قاصد بدخشان سے
آئے اور یہ خبر لائے کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) ان طرفون کے لشکر کو جمع کر کے اور سلطان ویس کو اپنے ساتھ
ہمراہ لیکر چالیس یا پچاس ہزار آدمیون کے ساتھ سمرقند پر چڑھائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہین اور صلح کا حرف بھی
درمیان مین ہے اُسی دم مہربانی کے فرمان نے جاری ہونا پایا یعنی بادشاہ نے یہ فرمان ہمایون کے نام
بھیجا۔ کہ اگر کام مصلحت سے نہ گزرا ہو یعنی اگر نامناسب بات نہ ہو یا سلطنت کے واسطے کوئی نقصان پہنچانے
والی بات نہ ہو تو ہندوستان کی مہم کے صاف ہونے تک ایک طرح کی صلح کر لینا چاہیئے اور اسی مہربانی کے
فرمان مین ہندال میرزا کے بلانے اور کابل کے خالصہ بنانے (خالصہ۔ خالص واسطے مصارف شاہی کے)
کا ذکر کیا اور لکھا تھا کہ اگر پاک خدا نے چاہا تو ہندوستان کا کام انجام پانے کے قریب ہے سرانجام دینے کے بعد
فراخ حوصلہ تجربہ کار خالص خیر خواہون کو یہان چھوڑ کر ہم خود ولایت موروثی (سمرقند وغیرہ) کی طرف متوجہ
ہو وینگے تم کو چاہیئے کہ اس یورش (حملے) کے لئے اُن اطراف کے سارے بندون کو آمادہ کر کے شاہی

۱۲۹

کے منتظر رہو۔ (ہمارے آنے کا انتظار کرو) (ترجمہ صفحہ یکصد و بست و نہم[۱۲۹]) پنجشنبہ کے روز ستر ھوین ماہ مذکور کو خود بدولت
و اقبال (یعنی بادشاہ خود) دریاے جون سے عبور فرماکر مشرق کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی روز مین بنگالے کے حاکم نصرت شاہ
نام کے ایلچی قیمتی تحفے یا نذرانے لائے اور بندگی کا اظہار کیا اور دو شنبہ کے روز انیسوین جمادی الاخری کو دریاے
گنگ کے کنارے میرزا عسکری نے ملازمت کی سعادت حاصل کی یعنی حضور شاہی مین حاضر ہوا۔ اور حکم شاہی ہوا
کہ میرزا اپنے لشکر سمیت دریا کے اُس پار اترا رہے اور کڑہ مانک پور کے نزدیک سلطان سکندر کے بیٹے محمود خان
کے ویران ہونے (یعنی اُس کی فوج اور خود اُس کے پراگندہ ہونے) کی خبر پہنچی اور بادشاہ نے غازی پور کے
اطراف تک پہنچکر بھوج پور اور بہیہ مین بزرگی کا اُترنا اور اقبال کا داخل ہونا فرمایا یعنی اُترے اور داخل ہوئے
اور اُس جگہ مین ولایت بہار میرزا محمد زمان خان کے لئے قرار پائی۔ اور پانچوین تاریخ رمضان دو شنبہ کے روز
بنگالے اور بہار سے دلجمعی فرماکر بلن اور بایزید کے شر (بدی) کے دُور کرنے لئے سردار کی طرف کوچ کرنے کا اتفاق
ہوا۔ مخالفون نے زبردست یا غلبہ رکھنے والی فوجون کے ساتھ لڑائی کرکے شکست پائی اور آنحضرت خرید اور
سکندر پور تک سیر فرماکے اور دل کو ان حدود سے جمع کرکے مارا مار یا بڑی جلدی یا تیزی کے ساتھ متوجہ دار الخلافہ
آگرہ کو ہوگئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ یا مدت مین اس اقبال کے خیمے کے گڑنے کی جگہ (یعنی آگرہ) کے میدان
پر تشریف بری سے پاک پاکیزہ گھر یعنی بہشت کا شرمندہ کرنے والا بنایا۔ اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون
شاہ) ایک سال تک بدخشان کے اندر مبارکی کے ظاہر ہونے والے دل کو خوش بنانے والے رہے۔ اچانک
یکبارگی حضرت گیتی ستانی کی بلند محفل کا شوق جو ظاہری اور باطنی کمالون کا ایک جہان تھی گریبان پکڑنیوالا
ہوا بے اختیار ہوگئے اور اپنے آپ کو روک نہ سکے اور بدخشان میر سلطان ویس کے جس کا داماد میرزا سلیمان تھا
حوالہ کرکے اُس اقبال کے قبلے اور آرزوؤن کے کعبے یعنی بادشاہ کی طرف تیز رفتار ہوئے چنانچہ ایک روز مین کابل
پہنچے میرزا کامران قندھار سے کابل مین آیا ہوا تھا عیدگاہ مین اُن حضرت (ہمایون شاہ) کی ملاقات سے حظ اٹھانیوالا
اور نیکبختی حاصل کرنے والا ہوا۔ اور حیران ہوکر توجہ (آنے) کا سبب پوچھا (ہمایون شاہ نے) فرمایا بادشاہ کا
اشتیاق مجھے کھینچتا گھسیٹتا لے جا رہا ہے اگرچہ مین خیال اور تصوّر کی آنکھ سے اس آرزوؤن کے کعبہ کا جمال
ہمیشہ دیکھتا تھا اور غائبانہ اُس اقبال کے قبلے کی جان بڑھانے والی صورت معائنہ کرتا تھا لیکن آنکھون سے
دیکھنے کے مرتبہ کی وہ حالت ہے کہ بیان جس کی حقیقت تک نہین پہنچ سکتا ہے بعد میرزا ہنڈال کو کابل سے
بدخشان کی نگہبانی کے واسطے رخصت فرمایا اور وہان سے ارادہ کا قدم ہمت کی رکاب مین لاکر شوق کے شوخ
گھوڑے کو ارادے کی شاہ راہ (بڑی سڑک) مین گرم (تیز) کرکے کچھ عرصے مین دار الخلافہ آگرہ کے اندر کہ بادشاہی
تخت کے پایہ کی شوکت سے روے زمین کے سعادتمندون کی سجدہ گاہ بنا ہوا تھا پہنچ کر حاضر باشی کی نیکبختی

مقصد پانے والے ہوئے (ترجمہ صفحہ یکصدوسی ام از کشوری) اور عجیب حالات سے یہ ہے (عجیب بات یہ ہے) کہ حضرت گیتی ستانی اُن کی (ہمایون کی) بزرگ مرتبہ ماں کے ساتھ تخت پر بیٹھے ہوئے انھین کا (ہمایون کا) ذکر کر رہے تھے کہ ایکبارگی یا اچانک روشن ستارہ بدخشان کے مطلع (ستارہ کے نکلنے کی جگہ) سے نکل کر نیکبختی یا خوش قسمتی کے ستارے کی طرح پر چمکنے والا ہوا دل باغ بن گئے آنکھین روشن ہوگئین - مقرر ہے کہ بادشاہون کا ہر روز عید ہے لیکن اُس روز حضرت جہانبانی کے خوشی بخشنے والے آنے سے ایک اور ایسی دوسری عید کی خوشی ترتیب پائی یا ظہور مین آئی - کہ جس کو دولت واقبال کے روزنامہ کی فہرست اور مسرت وخوشی کی تاریخ کا سرنامہ بنا سکتے ہین اور میرزا حیدر نے تاریخ رشیدی مین لکھا ہے کہ سنہ نوسو پینتیس [۹۳۵] مین حضرت جہانبانی حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے بلانے کے موافق ہندوستان کو متوجہ ہوئے یا آئے اور فقر علی کو بدخشان مین چھوڑا - اور انھین دلون مین سلطنت کے آنکھ کی روشنی میرزا الور (نام شاہزادہ) خدا کی رحمت سے وصل ہوا تھا یا ملنے والا تھا یعنی مرگیا تھا اور آنحضرت کو اس واقعہ سے بہت بڑا غم ہوا تھا حضرت جہانبانی کے بزرگ آنے نے آنحضرت کی پاک خاطر کو تسلّی بخشی اور حضرت جہانبانی ایک مدت تک آنحضرت کے حضور مین یا آنحضرت کے ساتھ دین اور دولت کا حصہ پانیوالے رہے اور آنحضرت اُن کے (ہمایون بادشاہ کے) ساتھ مُصاحبانہ برتاو کرتے تھے اور بہت بار اُن کی مبارک زبان پر جاری ہوتا یا گذرتا تھا کہ ہمایون ایک بے بدل یا بے مثل مصاحب ہے اور سچ تو یہ ہے کہ انسان کامل آنحضرت کی پاک ذات سے مراد ہو سکتی ہے - اور جب بدخشان سے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوئے سلطان سعید خان کہ کاشغر کے خاقون (تُرک اپنے بادشاہ کو خان کہتے ہین) سے تھا اور رشتہ دار بھی ہوتا تھا اور باوجود اس سب کے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی ملازمت مین آکر رعایتین اور تربیتین پا چکا تھا سلطان ویس اور دوسرے بدخشان کے سردارون کی طلب کے موافق کچّے خیال (بیہودہ خیال یعنی بغاوت کے خیال) سے رشید خان کو یارکند (نام مقام) مین چھوڑ کر بدخشان کی طرف متوجہ ہوا اور اس سے پہلے کہ وہ بدخشان تک آوے میرزا ہندال نے بدخشان مین پہنچ کر قلعہ ظفر کو اپنے حضور کا عیش خانہ بنایا تھا یعنی قلعہ ظفر مین جا ٹھہرا تھا سعید خان تین مہینے تک قلعہ کا محاصرہ کیے رہا آخر کار نامراد کاشغر کو لوٹ گیا اور ہندوستان مین حضرت گیتی ستانی کی جاے عرض مین ایسا پہنچا کہ کاشغریون نے آکر بدخشان پر قبضہ کر لیا ہے آنحضرت نے بدخشان کے بڑے کامون کے انتظام کے واسطے خواجہ خلیفہ کو جانے کا حکم فرمایا خواجہ نے معاملہ نافہم ہونے کی وجہ سے سُستی کی یا دیر لگائی آنحضرت نے حضرت جہانبانی (ہمایون) کو کہ جوان نصیب اور جاگتی دولت کے ساتھ حضور کے حضور مین یا دربار مین سعادت سے مقصدور تھے فرمایا کہ اپنے جانے مین کیا صلاح دیکھتے ہو اُنھون نے عرض کیا کہ مین نے حضور کی حاضری کی سعادت کی بدنصیبی

سے بہت تکلیف پائی ہے یعنی حضور کی دربار کی غیر حاضری کی وجہ سے مجھ کو بہت تکلیف ملی ہے اور مین نے عہد وپیمان
خدا کے ساتھ کرلیا ہے کہ دوسری بار اپنے اختیار سے اس بے نصیبی کو (حضور سے غیر حاضر ہونے کو) اپنے لئے
۱۳۱
پسند نہ کرون گا اور حضور کے حکم کی فرمانبرداری سے چارہ نہین ہے (ترجمہ صفحہ یکصد وسی ویکم از کشوری) یعنی مجھ کو
حضور کے حکم کے ماننے سے کوئی عذر نہین ہے اب جیسا ارشاد ہو بجالاؤن - اس لئے آنحضرت نے میرزا سلیمان
کو بدخشان رخصت فرمایا اور سلطان سعید کو لکھا کہ اتنے گذشتہ حقوق کے باوجود (جو ہمارے تم پر ہین) اس بات
کا ظاہر ہونا نہایت عجیب نظر آیا اب ہم نے میرزا ہندال کو طلب کرلیا ہے یا بلا لیا ہے اور میرزا سلیمان کو بھیجا ہے
اگر تم حقوق کا لحاظ رکھ کر بدخشان سلیمان میرزا کو جو ہمارے ساتھ نسبت فرزندی رکھتا ہے دیدو تو بے موقع
نہ ہوگا ورنہ ہم تو اپنے ذمے سے جدا کرکے میراث کو وارث کے حوالے کرچکے ہین آیندہ تم جانو میرزا سلیمان اس سے
پہلے کہ کابل پہنچے بدخشان بداندیش کے آسیب وصدمے سے محفوظ اور نگاہداشتہ ہوکر امن وامان کا مقام ہوچکا تھا
جیساکہ بیان ہوا (یعنی ہم نے اوپر لکھا) اور جب میرزا سلیمان بدخشان مین پہنچا ہندال میرزا نے بلند حکم کے
موافق (بادشاہی حکم کے موافق) بدخشان میرزا سلیمان کے حوالے کیا اور خواجہ متوجہ ہندوستان کی طرف
ہوا اور آنحضرت نے جہانبانی (ہمایون) کو چندمدت کے بعد کہ ملازمت مین تھے سنبل کی طرف جو اُن کی
جاگیر مین مقرر تھا رخصت فرمایا اور وہ (ہمایون) چھے مہینے تک سنبل مین کامیاب عیش وعشرت رہے
یہانتک کہ تپ کا عارضہ اُن کے (ہمایون کے) معتدل مزاج پر چھانیوالا یالاحق ہونیوالا ہوا - اور رفتہ رفتہ بڑھتا گیا حضرت
گیتی ستانی اس جان گھٹانے والی خبر سے بیقرار ہوئے اور مہربانی کی زیادتی سے فرمایا کہ (اُن کو یعنی ہمایون
کو) دہلی لاوین اور وہان سے کشتی مین روانہ کرین تاکہ ہوشیار دانشمند طبیب ہمارے حضور مین اُن کا علاج
کرین اور بہت سے دانشمند طبیب کہ دارالسلطنت مین حاضر ہین ٹھیک اور درست فکرون کے ساتھ علاج مین
متوجہ ہون تھوڑے عرصہ مین دریا کی راہ سے بزرگ تشریف آوری ہوئی - بہتیرا کچھ تدبیر معالجون مین عمل
مین لائے (طبیبون نے بہتیری تدبیر اُن کے علاج مین کی) اور صحیح اور درست تدبیرین کین مزاج کی برگشتگی
یا ناسازی دُور ہونے والی صحت وتندرستی کو واپس لانے والی نہ ہوئی - اور جب بیماری پُرانی ہوگئی ایک روز
بادشاہ دریاے جون کے اُس طرف بیٹھے ہوئے زمانے کے دانشمندون کی راے کے موافق علاج کرنیوالون
کا خیال فرماتے تھے میر ابو البقانے جو اُس زمانے کے بہت بڑے فاضلون سے تھا عرض کیا کہ اگلے عقلمندون
سے ایسا پہنچا ہے کہ اس طرح کے کامون مین کہ ظاہری طبیب جس کے معالجے سے عاجز ہین اُنھون نے کلام کی تدبیر
ایسی دیکھی ہے کہ سب سے اچھی چیز کو صدقہ کرکے خدا کی درگاہ سے صحت کی درخواست فرماوین دُنیا کے فتح
کرنے والے ملک کے تابع کرنے والے حضرت نے فرمایا کہ سب سے اچھی چیز ہمایون کے نزدیک مَین ہون اور

ہمایون مجھ سے بڑھ کر اور مجھ سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہین رکھتا ہے اور مین اپنے آپ کو اُس پر فدا کرتا ہون جہان کا پیدا
کرنے والا خدا قبول کرے۔ خواجہ خلیفہ اور دوسرے برتر بساط (دربار شاہی) کے مقربون نے بزرگ عرض مین پہنچایا
کہ وہ (ہمایون) خدا کی عنایت سے بہت جلد آینوالی تندرستی حاصل کرین گے (بہت جلد تندرست ہو جائین گے) اور
۱۳۲
آنحضرت کے دولت کے سایہ مین عمر طبیعی کو پہنچین گے (ترجمہ صفحہ یکصد وسی و دوم از کشوری) حضور یہ حرف مبارک
زبان پر کیون لاتے ہین۔ مقصود اُس سے جو اگلے بزرگون سے نقل کیا گیا ہے یہ ہے کہ دُنیا کے مال سے جو چیز
سب سے بڑھ کر ہو صدقہ کرین پس وہی اُن مول الماس (ہیرا) جو غیبی بخشایشون سے ابراہیم کی لڑائی مین
ہاتھ لگا تھا اور وہ حضور نے اُن کو (ہمایون کو) عنایت فرمایا ہے صدقے کر دینا چاہیئے۔ بادشاہ نے فرمایا کہ دُنیا
کا مال کیا وقعت (قدر۔ عزت) رکھتا ہے اور ہمایون کا عوض کیسے ہو سکتا ہے مین اپنے آپ کو اُس پر فدا
کرتا ہون اسلیئے کہ کام اُس پر سخت ہو گیا ہے اور مجھ مین اب ایسی طاقت نہین رہی ہے کہ اُس کی بے طاقتی۔
(کمزوری) کو دیکھ سکون اور اُس کی اس سب تکلیف کی برداشت کر سکون۔ اُس کے بعد مناجات کی خلوتگاہ
مین داخل ہوئے (اس کے بعد خلوتگاہ مین جا کر خدا کے حضور مین بڑی عاجزی کے ساتھ رو رو کر دعا مانگنے لگے)
اور ایک خاص شغل (ایک خاص دعا کہ اس پاک جماعت (شاہان مغلیہ) کے لیئے خاص ہے بجا لا کر (پڑھ کر) تین
مرتبہ جہانبانی جنت آشیانی کے گرد پھرے جب اُن کی دعا قبولیت کی عزت کو پہنچ گئی (قبول ہو گئی) گرانی (بھاری پن
یعنی بیمار ہونے) کا اثر اپنے مین پا کر فرمانے لگے ہم نے اُٹھا لیا یعنی ہمایون کے بیماری کے بوجھ کو ہم نے
اپنے اوپر لے لیا ہم نے اپنے اوپر لے لیا۔ اُسی دم بیرونی گرمی آنحضرت کے بدن کو لاحق ہوئی یعنی بدن
آنحضرت کا کچھ گرم سا ہو گیا یا آنحضرت کو بخار سا چڑھ آیا۔ اور حضرت جہانبانی (ہمایون) کے عنصر بدن
مین ایک سُبکی (ہلکا پن یعنی بخار کی کمی) طاری ہوئی یا معلوم ہوئی۔ چنانچہ تھوڑے عرصے (مدت) مین کامل
صحت نے صورت دکھائی (ظاہر ہوئی) حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی بلند صفتین رکھنے والی ذات
دمبدم زیادہ بوجھل ہوتی جاتی تھی (بخار بڑھتا جاتا تھا) اُس حد تک پہنچی کہ کمزوری نے مزاج مین زیادہ
ہوتا اور دو چند ہونا پکڑا۔ اور کوچ و انتقال کے نشانات اُن کے حال کے رخسارون سے ظاہر ہوئے
یہانتک کہ جاگتے دل اور سچائی دیکھنے والے باطن کے ساتھ دولت کے ستونون اور سلطنت کے شریفون
کو حاضر فرما کر خلافت (قائم مقام ہونے) کے بیعت (عہد و پیمان کرنے) کے ہاتھ کو ہمایون کے ہاتھ پر
رکھکر (ہمایون کو اپنا قائم مقام بنا کر) اپنی جانشینی اور ولیعہدی کے واسطے مقرر فرمایا اور خلافت کے تخت
پر بٹھا کر خود خلافت کی جا سے بازگشت کے تخت کے پایہ کے قریب بیمار پڑے یا بچھونے پر لیٹ گئے
خواجہ خلیفہ اور قنبر علی بیگ اور تردی بیگ اور ہندو بیگ اور اَور بہت سے لوگ حضرت کی ملازمت مین

موجود تھے بلند نصیحتین اور بڑی بڑی وصیتین جو ہمیشہ والی دولت کا سرمایہ اور لازوال سعادت کی آراستگی ہو سکتی ہین
جگہ مین لائے یا زبان مبارک سے ادا فرمائین اور انصاف اور سخاوت اور عدل و احسان اور خدا کی رضامندی کا حاصل
کرنا اور رعیت کی رعایت کرنا اور خلائق کی نگہبانی اور کوتاہی کرنے والون (گنہگارون) کا عذر قبول کرنا اور خطاکارون
کی خطاؤن سے درگزر کرنا اور تجربہ کارون کی دُور اندیشی (راے) کا لحاظ رکھنا اور سرکشون اور ظالمون کا پانون
سے گرانا (ہلاک کرنا) ان سب باتون کی رہنمائی فرمائی اور مبارک زبان پر لائے۔ کہ ہماری وصیتون کا خلاصہ وہ
ہے کہ تم بھائیون کا قصد مت کرنا (یعنی اُن سے مت لڑنا جھگڑنا) اگرچہ وہ اُس کے لائق ہین (یعنی اگرچہ بھائی
کیسے ہی بے عنوانی کرین مگر تم اُن سے لڑنے یا اُن کے ہلاک کرنے کا ارادہ مت کرنا) اور بیشک آنحضرت (بابر)
کی وصیتون ہی کا لحاظ تھا کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) نے اتنے ظلم بھائیون کے کھینچے (ترجمہ صفحہ
یکصد و سی و یم از کشوری) اور بدلہ لینے کی کوشش نہ کی۔ جیسا کہ احوال کے اخبار سے روشن ہوگا اور حضرت گیتی
ستانی فردوس مکانی کے مرض کی شدت اور زیادتی مین میر خلیفہ اس سبب سے کہ عالم بشریت ہے (اس وجہ سے کہ
ایک آدمی ہی تو تھا پس خیال بھی آدمیون کے سے رکھتا تھا) اُس وہم کی سبب سے جو حضرت جہانبانی (ہمایون)
کی طرف سے اُس کے دل مین راستہ پائے ہوئے تھا کم سمجھ بنکر چاہتا تھا کہ مہدی خواجہ کو سلطنت کے لئے اُٹھاوے
(یعنی بادشاہ بناوے) اور خواجہ بھی بدعقلی اور بدمستی اور نامعاملہ فہمی کی وجہ سے اپنے دل مین بیہودہ خیال کو راستہ دیکر
ہر روز دربار مین آکے ہجوم کا مجمع گرم کرتا تھا آخر کار دو بین دُرست بات کہنے والون کے وسیلے سے میر خلیفہ سیدھے
راستہ پر آیا اور ایسے خیالون سے باز آیا اور ذکر کئے گئے خواجہ کو حکم فرمایا کہ وہ دربار مین حاضر نہ ہووے اور منادی کی
گئی کہ کوئی اُس کے (خواجہ کے گھر نہ جاوے) اور خدا کی مدد سے کام نے اپنی جگہ پر اور حق (راستی) نے اپنے مرکز پر قرار
پکڑا اور چھٹی تاریخ جمادی الاولی سنہ نوسو سینتیس اُس چہار باغ مین کہ دریاے جون کے کنارے دار الخلافہ کے اندر
اُس اقبال کی بہار کا سرسبز کیا ہوا تھا۔ اس بے وفا جہان کو رخصت کیا (زمانے کے فاضلون نے آنحضرت کے مرثیون
اور تاریخون مین قصیدے اور ترکیب بند کہے ہین۔ اُن مین سے مولانا شہاب الدین معمائی نے یہ مصرع تاریخ پایا ہے۔
ہمایون بود وارث ملک وے۔ ہمایون اُس کی بادشاہت کا وارث ہے۔ محال ہے (ناممکن ہے۔ ہو ہی نہین سکتا)
کہ اس پاک نشان رکھنے والے کی ذات کے ذاتی اور صفاتی کمال دفترون مین لکھے جاسکین اُس کا مجمل (مختصر بیان)
یہ ہے کہ جہان کی نگہبانی کے آٹھ اصول کو کہ اوّل بخت (خوش قسمتی) ہے دوسرے بلند ہمت تیسرے ملک فتح کرنے کی
قدرت۔ چوتھے ملکداری پانچوین شہرون کی آبادی مین کوشش۔ چھٹے بندون کی آسودگی پر ہمّت (توجہ دلی)
کو مصروف رکھنا۔ ساتوین سپاہی کو خوش دل کرنا آٹھوین اُن کو تباہی سے روکنا۔ کامل طور پر پورے پورے
رکھتے تھے (یہ آٹھون اُصول اُن کو کامل طور پر حاصل تھے) اور زمانہ کی رسمی مشہور حاصل کی گئی فضیلتون مین بھی

۱۳۳

سب سے بڑھے چڑھے تھے اور آنحضرت کو نظم و نثر کے اندر بڑا کمال حاصل تھا خاص کر کے زبان تُرکی کی نظم مین - اور
آنحضرت کا تُرکی دیوان نہایت فصیح اور شیرین زبان ہے اور تازہ مضمون اُس مین درج ہین اور کتاب مثنوی کہ مُبین
جس کا نام ہے آنحضرت کی ایک مشہور تصنیف ہے اور اس زبان کے جاننے والون کے نزدیک بڑی تعریف کے
قابل ہے - حضرت خواجہ احرار کے رسالہ والدیہ کو جو معرفت (خداشناسی) کے سمندر کا یکتا موتی ہے نظم کی لڑی یا دھاگا
مین کھینچا یا پرویا ہے - اور نہایت دلچسپ ہے - اور اپنے واقعات کو اپنی سلطنت کے آغاز سے کوچ کرنے یا رحلت
فرمانے کے وقت تک قرار واقع طور پر (جون کا تون - ٹھیک ٹھیک) فصیح و بلیغ عبارت مین لکھا ہے کہ جہان کے
حکم چلانے والون کے واسطے ایک دستور العمل (کام کرنے کا قاعدہ بتلانے والی کتاب - انگریزی مین ماسٹر پیس کہتے)
اور زمانے کی دانائی سیکھنے والے تجربہ لینے والے لوگون کے لئے (یا زمانے کے دانشمند تجربہ والے لوگون کے لئے) صحیح
فکرون اور درست خیالون کے سکھلانے مین ایک قانون ہے (ترجمہ صفحہ یکصد و سی و چہارم از کشوری) اور اُس
دولت اور اقبال کے دستور العمل کا پیرے عظیم القدر بادشاہ (اکبر شاہ) کے جہان کے فرمانبرداری کئے گئے حکم کے موافق
سنہ ۳۴ چونتیس الٰہی (اکبر شاہ کی تخت نشینی کے چونتیسوین سال) مین جس وقت کہ بلند جھنڈون نے کشمیر اور کابل
کی بہارستان کے سیر و تماشے سے لوٹنا فرمایا بیرام خان کے بیٹے میرزا خان خانان نے فارسی مین ترجمہ کیا تاکہ
اُس کا خاص الخاص فیض سارے نیکبختی کے قطرون کے پیاسے ہونٹ رکھنے والون کو پہنچے اور اُس کا پوشیدہ خزانہ
دانائی کے خالی ہاتھ رکھنے والون کی نظر مین ظاہر ہوئے اور آنحضرت فنون موسیقی مین بھی بڑی قدرت رکھتے
تھے - اور اسی طرح سے فارسی زبان مین بھی دل کو بہانے والے یا پسند آنے والے شعر کہتے ہین اُن مین سے یہ باغی
آنحضرت کی فیض پہنچانے والی طبیعت کی صادر ہونے والی باتون سے ہے - ترجمہ رباعی کا - اگرچہ ہم درویشون کے
خویشون (قریبون یا ہمجولیون یا بہت نزدیک ہونیوالون) سے نہین ہین لیکن دل و جان سے اُنکے ساتھ اعتقاد
رکھنے والے ہین - یہ مت کہو کہ شاہی درویشی سے دُور ہے - ہم شاہ تو ہین لیکن درویشون کے بندے یا غلام
ہین - اور یہ دو مطلع (غزل یا قصیدے کے پہلے شعر کو جس کے دونون مصرعون مین قافیہ ہوتا ہے مطلع کہتے ہین)
بھی اُس کے بہت روشن دل کی روشنیون سے ہین - ترجمہ شعر - مین جانتا ہون (مین سمجھ گیا ہون) کہ تیری جدائی
مجھے مار ڈالے گی - اور اگر یہ بات نہ ہوتی (یعنی تیری جدائی مین مجھے مرنے کا خوف نہ ہوتا) تو مین اس شہر سے چلے
جانے کی قدرت رکھتا تھا - جب سے کہ مین نے اُس کی کالی زلف کے ساتھ دل باندھا (یعنی اُس کی کالی زلف کا عاشق
بنا) جہان کی پریشانی سے چھوٹ گیا (یعنی زلف کے عشق مین سارے عالم کی پریشانی کو بھول گیا اس لئے کہ زلف
کی خواہش کے سوا کوئی خواہش ہی نہ رہی کہ جس کے پورا نہ ہونے کی وجہ سے پریشان ہون - یا یہ مطلب ہے کہ
دُنیا کی پریشانیان اس قدر پریشان بنانے والی نہین جیسے کہ زلف کی پریشانی پریشان بنانے والی ہے پس

اُس کی پریشانی نے ساری دُنیا کی پریشانیون کو میرے دل سے بھلا دیا اور لطف یہ ہے کہ زلف کے ساتھ پریشانی
کو خوب نسبت ہے کہ اُس کی خاص صفت ہے) اور آنحضرت کے علم عروض (وہ علم کہ جس سے شعر کا وزن جانا جاتا
ہے) بہت عمدہ عمدہ رسالے ہین (رسالہ مختصر کتاب کو کہتے ہین) اور ان مین سے ایک کتاب جو بہت شرح کے ساتھ
لکھی گئی ہے کہ جس کو اس فن (علم عروض) کی شرح کہہ سکتے ہین - اور آنحضرت سے چار بیٹے جو بادشاہی کا حق رکھتے
تھے اور نیک نصیب بیٹیان رہین - اوّل حضرت جہانبانی نصیر الدین محمدؐ ہمایون بادشاہ دوسرے کامران میرزا
تیسرے عسکری میرزا چوتھے ہندال میرزا - پاکدامن بیٹیان - گلرنگ بیگم - گلچہرہ بیگم - گلبدن بیگم - یہ تینون ایک مان سے
ہین - اور اُن لوگون مین سے جو بہت بڑے مصاحبون اور مقربون اور کاملون سے تھے اور حضرت فردوس مکانی
کی حضور مین حاضر ہونے کی سعادت سے مقصد ور تھے ایک میر ابو البقا ہین جو علم اور حکمت مین بڑا مرتبہ رکھتے تھے
دوسرے شیخ زین الدین خوانی کے پوتے یا نواسے شیخ زین صدر دو واسطے سے ہین مشہور (رواجی) علمون سے
واقف اور تیز طبع تھے - اور نظم و نثر سے آگاہ تھے آنحضرت کی صحبت کی ہمیشگی سے سربلند رکھتے تھے اور حضرت جہانبانی
جنت آشیانی (ہمایون) کے دولت و اقبال کے زمانے مین درجۂ امیری بھی پایا تھا - اور ایک اَور شیخ الواحد فارغی ہمون
شیخ زین کے تھے کہ خوش صحبت اور خوش طبع تھے اور شعر بھی کہتے ہین اور ایک اور سلطان محمدؐ کوسہ کہ پاکیزہ طبیعت اور شعر شناس تھے اور میر علی شیر کے مصاحبون
سے تھے اور ملازمت شاہی عزّت کے ساتھ زندگی بسر کرتے تھے - ایک اَور مولانا شہاب معمائی جس کا
تخلص حقیری تھا علم اور فضل اور شعر کا بڑا حصّہ رکھتا تھا (یعنی بڑا عالم فاضل شاعر تھا) اور ایک اَور مولانا یوسفی طبیب
تھا جس کو آنحضرت نے خراسان سے طلب فرمایا تھا اور اچھی عادتون اور ہاتھ کی مبارکی (یعنی دست شفا رکھتا تھا)
اور توجہ کی زیادتی سے ممتاز تھا - اور ایک اَور سُرخ وداعی ایک پُرانا شاعر غیر مخصوص تھا فارسی اور تُرکی مین
شعر کہتا تھا (ترجمہ صفحہ یکصدوسی و پنجم از کشوری) اور ایک اَور ملا بقائی تھا شعر مین سلیقہ درست رکھتا تھا اُس نے
مخزن (مولانا نظامی کی مثنوی کا نام ہے) کی زمین (بحر - وزن) مین آنحضرت کے نام نامی پر ایک مثنوی کہی ہے
ایک اور خواجہ نظام الدین علی خلیفہ ہے اس سبب سے کہ وہ مدت سے خدمت مین تھا اور رازدار تھا اور عقل کی ہوشیاری
اور تدبیر کی درستی رکھتا تھا آنحضرت کی نظر مین بلند مرتبہ پائے ہوئے تھا (یعنی آنحضرت اُس کی بہت عزت کرتے تھے)
فضیلتون اور کمالون خاص کر کے طب سے حصّہ پانے والا تھا اور ایک اَور میر درویش محمدؐ ساربان مرید اور نظر کردہ
ناصر الدین خواجہ احرار کا خوش صحبت ہونے اور فضیلت مین امتیاز رکھتا تھا - اور پاک درگاہ مین بہت معزز تھا -
اور ایک اَور اخوند میر تاریخدان اور فاضل اور خوش صحبت تھا - اور مشہور تصانیف جیسے تاریخ حبیب السیر اور خلاصۃ الاخبار
اور دستور الوزرا وغیرہ رکھتا ہے اور ایک اَور خواجہ کلان بیگ تھا کہ بڑے امیرون اور پاس کے بیٹھنے والون سے
تھا اور اطوار کی سنجیدگی (عمدہ چال چلن) اور فضیلتون کی شایستگی مین ممتاز تھا اُس کے بھائی کیچک خواجہ مُہردار

۱۲۵

اور معتمد خاص اور پاس کے بیٹھنے والون سے تھا اور ایک اور سلطان محمد دولدی بڑے امیرون سے تھا اخلاق پسندیدہ رکھتا تھا چونکہ اس نادر کتاب (اکبرنامہ) سے مقصود (اصلی غرض) حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے بلند خاندان کا حوال ہے دوسرون کے احوال سے باز رہ کر حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون) پاکیزہ اطوار مین شروع کرتا ہے اور ان بزرگون کی سرگزشت (احوال) کو ختم کر کے اپنے آپ کو دین اور دُنیا کے بزرگ اور ظاہر باطن کے صاحب کے احوال لکھنے کے لیے تیار کرتا ہے۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی

بلند کرامتون کا ظاہر کرنے والا۔ برتر الہامون کا جاے ظہور۔ بزرگ بادشاہت کے تخت کا بلند کرنے والا بڑی سرداری کے جھنڈے کا قائم کرنے والا۔ ملک بخشنے والا۔ ولایتون کا لینے والا یا فتح کرنے والا۔ مسند کا بیٹھنے والا۔ نیکبختی یا خوش قسمتی کے نشان رکھنے والا۔ انصاف اور عدالت کے قانون کی بنیاد ڈالنے والا یا مضبوط کرنے والا بزرگی اور بڑائی کے روشن ثبوتون کا ترتیب دینے والا۔ احسان اور مہربانی کے چشمون کا سرچشمہ۔ عرفان (خداشناسی) اور علم کے اُترنے کی جگہ۔ صفا اور پاکی کا بہت برسنے والا ابر۔ وفا اور جوانمردی (مروّت) کا بہت موج مارنے والا سمندر حق (راستی) کا پسند کرنے والا حقیقت کا پہچاننے والا۔ کثرت کا آئین رکھنے والا وحدت کی بنیاد ڈالنے والا (یعنی اگرچہ ظاہر مین مخلوق کے درمیان ہے اور رات دن دنیا کے کاروبار مین مشغول ہے مگر دل سے ہر وقت خدا کے ساتھ لو لگائے ہے اور اُس کی حضوری مین حاضر ہے۔ کثرت سے مراد ماسواے خدا ہے اور وحدت سے مراد خدا ہے) یعنی بادشاہ ہے درویش کا سرمایہ رکھنے والا۔ (یعنی دیکھنے مین بادشاہ ہے شان و شوکت دنیوی کے لحاظ سے مگر دل مین اُس کے وہی محبّت و نور الٰہی جو درویش کو حاصل ہوتا ہے) یعنی درویش ہے بادشاہ کا خطاب رکھنے والا (یعنی کہنے کو بادشاہ ہے مگر اصل حقیقت کے اعتبار سے درویش ہے اسلئے کہ دل اُس کا خدا کے ساتھ ہے) دُنیا اور دین کے سلسلہ یا انتظام کا چمن آراستہ کرنیوالا۔ باطن اور ظاہر کی بہار کا باغبان۔ ازلی اور ابدی رازون کے کرہ کی کرسی۔ حکمت علمی اور عملی کے اصطرلاب کا بازو ریاضت (نفس کُشی) کی دشواریون یا دشوار گزار راستون اور فیض رسانی کی منزلون مین یونانی افلاطون (ترجمہ صفحہ یکصد و سی و ششم از کشوری) حکمت کے فنون اور ہمّت کے راستون مین دوسرا اسکندر۔ سات سمندرون (سات آسمانون یا سات اقلیمون) کا گوہر۔ چار گوہر (اربعہ عناصر۔ خاک۔ باد۔ آتش۔ ہوا۔ کہ ان سے سب چیزین عالم کی پیدا ہوئی ہین کیونکہ جزہی ہین) کی روشنی۔ بہت بڑی روشنیون کی نکلنے کی جگہ۔ بہت بڑے مبارک ستارے کے نکلنے کی جگہ (سعد اکبر۔ مشتری کو کہتے ہین کہ نجومیون کے نزدیک سب سے بڑھ کر مبارک ہے) بلند پروازی کی بلندی کے آسمان کا

۱۳۶

نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ غازی - اللہ تعالیٰ اُس کی دلیل روشن کرے - سبحان اللہ (واہ واہ کیا کہنے ہین) گویا کہ پاک ذات اور پاک نور پر انسانی نقاب اور عنصری چادر ڈالی تھی (یعنی مجھے حیرت ہے کہ یہ کس قسم کا آدمی ہے میرے خیال مین تو یہ آتا ہے کہ وکیلان قضا و قدر نے خدائے تعالیٰ کے مبارک نور اور پاک ذات کو انسانی پردہ اور عنصری چادر کے اندر آراستہ کیا ہے یعنی ایسا مبارک پاک سرشت پاک دل شخص ہے کہ جس پر آدمی کا خیال ہی نہین ہو سکتا یا نفس قدسی و نور قدوسی سے مراد فرشتہ ہے یعنی گویا کہ فرشتہ کو انسانی صورت مین بنا دیا ہے) عبارت کا میدان اُس کی تعریفون کی دوڑ دھوپ مین ویران ہے (دستور ہے کہ جس جگہ بہت آمد و رفت رہتی ہے وہان کوئی درخت نہین اُگتا ہے) اور اشارہ کی دوڑ اُس کی اچھی صفتون کے بڑے شہر سے بہت دُور ہے (یعنی وہان تک نہین پہنچا ہے) اللہ کا شکر ہے کہ نزدیک ہوا کہ بے اختیار بلند سلسلہ (خاندان) سے اپنے ہاتھ کو باز رکھ کر (روک کر) اصلی مطلب کے دامن مین اُلجھون یا اٹکون - اب شروع ایک مختصر طور پر حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کے نادر واقعات سے کرتا ہون جو میرے دُور بین مقصد کے نزدیک پہنچنے کا سبب بھی ہے اور میرے پیر (مرشد - رہنما - گرو) اور بادشاہ کے احوال کے مفصل بیان کو بھی شامل ہے - مین اس خدا پرست بادشاہ کے مجازی خدا ہونے کا حال لکھ کر دانائی کے پیاسا ہونٹ رکھنے والون کو بھی معرفت کے شربت سے سیراب کرتا ہون اور اپنے آپ کو بھی ایسے حال مین کہ پیاسا جگر رکھنے والا ہون اس کامل ذات کی پاک عادتون کے بیان کے دریا کے کنارے تک نزدیک لے جاتا ہون - خدا کی پناہ ؟ اس جوہر فرد (اکیلا موتی) - وہ جزو جس کے اور جزو نہ ہو سکین) کے کمالون کا بیان کہان مجھ ایسے سے ہو سکتا ہے - اُس کا تعریف کرنے والا کوئی اُسی کی مانند ہونا چاہیئے - ہائے ہائے (یعنی مین نے یہ کیا بات تھی جو کہہ دی) اُس معرفت کے دریا کے یکتا گوہر کا مثل و مانند کہان ہے - اپنے کلام کو رونق دیتا ہون اور اپنے واسطے ایک کام کرتا ہون (یعنی جبکہ بادشاہ کی تعریف مین کر ہی نہین سکتا ہون اور اُس کے اچھے اخلاق کا بیان لکھ ہی نہین سکتا ہون تو کوئی پوچھے گا کہ پھر یہ کیا کر رہے ہو - اُس کا جواب مین یہ دیتا ہون کہ سچ ہے مین نہین لکھ سکتا ہون اور یہ جو لکھتا ہون اس سے میرا مطلب سوائے اس کے نہین ہے کہ اپنے کلام کو زینت دار بناؤن اور دُنیا اور آخرت مین اس کے وسیلے سے عزت پاؤن اور بامراد بنون) دل کو معرفت کا تیرنے والا یا واقفکار یا جان پہچان بناتا ہون اور زبان کو معنی کی روشنی سے نورانی بناتا ہون اے اخبار شاہی کے دریافت کرنے والے آگاہ ہو اور بات کا قبول کرنیوالا ہو - کہ حضرت جہانبانی جنّت آشیانی (ہمایون) کی مبارک پیدائش سہ شنبہ کی رات کو چوتھی ماہ ذیقعدہ سنہ ۹۱۳ ہجری مین کابل کے قلعے کے اندر حضرت پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی - پاکدامنی کے خیمون کی پردہ نشین ماہم بیگم کے پاک شکم سے واقع ہوئی اور وہ پاکدامنی کی پناہ دینے والی خراسان کے شریفون اور بزرگ سردارون کے خاندان

سے ہین اور سلطان حسین میرزا کے ساتھ رشتہ داری کا علاقہ یا نسبت رکھتی ہین - اور بعضے معتبر لوگون سے سُنا گیا ہے کہ
اُن کا (سلطان حسین میرزا کا) بلند نسب میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کی بزرگ والدہ کے نسب کی طرح حضرت شیخ جام
تک پہنچتا ہے - اُس پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی (ماہم بیگم) کا بھی نسب اسی پاک سلسلہ تک انتہا پذیر ہوتا ہے - حضرت
گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر شاہ) نے جس وقت کہ سلطان حسین میرزا کے بیٹون کی مزاج پرسی کے لیئے اقبال کا اُترنا
عطا فرمایا (یعنی تشریف لے گئے) اُس پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی (ماہم بیگم) کو نکاح کے پھندے مین لائے تھے
مولانا مسندی نے آنحضرت (ہمایون) کی پیدائش کی تاریخ - سلطان ہمایون خان - پائی ہے - اور شاہ فیروز قدر اور بادشاہ
صف شکن اور کلمۂ خوش باد بھی اس نیکبختی کے ساتھ نزدیکی رکھنے والے زمانے کی تاریخ ہوتی ہے - جو زمانے کے فاضلون
نے پائی ہین (ترجمہ صفحہ یکصد وسی وہفتم از کشوری) اور خواجہ کلان سامانی نے کہا ہے - شعر - سال مولود ہمایونش ہست ۱۳۸
(اُس کی پیدائش کا سال ہمایون (مبارک) ہے یا یہ کہ شین کی ضمیر بطرف بابر کے جائے - یعنی اُس کے (بابر کے) ہمایون
کی پیدائش کا سال ہے اس لیئے یہ سال بھی ہمایون ہے) زادک اللہ تعالیٰ قدراً (خدائے برتر تجھے قدر و مرتبہ
مین بڑھائے) بردہ ام یک الف از تاریخش (مین نے اُس کی تاریخ سے ایک الف لے لیا ہے) تا کشم میل دو چشم بدرا
(تاکہ بد کی دونون آنکھون مین سلائی کھینچون کہ وہ اندھا بنکر بدبینی سے باز رہے آنحضرت کی تخت نشینی حکومت
کے تخت پر نوین جمادی الاولیٰ ۹۳۷ھ نو سو سینتیس مین دار الخلافہ آگرہ مین ہوئی ہے - خیر الملوک مبارک تخت نشینی کی
تاریخ ہے اور چند روز کے بعد دریا کی سیر فرمائی اور خوشی کی کشتیان شوق کے سمندر مین ڈال کر ایک زر سے بھری کشتی
اُس روز مین انعام فرمائی اور اس زر بخشنے سے اپنی دولت کی عمارت کی سونے کی بنیاد رکھی - سچ ہے جس کو کہ (وکیلان
قضا و قدر) جہان کا حاکم بناتے ہین اُس سے پہلے (حاکم بنانے سے پہلے) انصاف اور سخاوت اُس کو عطا فرماتے
ہین - شعر کا ترجمہ - ہر ایک آدمی سر بلندی نہین کر سکتا ہے - سردار وہی بنتا ہے کہ آدمیون پر مہربانی کرتا ہے - شیر درندے
اور جار پایون کا اسی وجہ سے بادشاہ ہوا ہے - کہ شکار گاہ مین مہمان نوازی کرتا ہے - اور فاضلون مین سے ایک
فاضل نے اس بخشش کی لہر کی تاریخ کشتی زر پائی ہے ۹۳۷ھ - اور آغاز حال سے تخت آرائی کے وقت تک کہ بزرگ عمر چوبیس
برس کی تھی نصیبہ وری اور مقصد وری کے نشان اُس کے اقبال کی پیشانی سے ظاہر تھے اور سردار ہونے اور
بادشاہ بننے کی روشنیان اُس کی بزرگی اور بڑائی کی چمک سے روشن تھین - اور کیسے ہو سکتا ہے کہ بزرگی اور بزرگ ذاتی
کی روشنی اُس کی روشن پیشانی سے نہ چمکے اسلئے کہ وہ میرے شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے نور کی اُٹھانے والی اور خدا
کے معرفتون کے خزانے کی خزانچی تھی اور یہی نور تو تھا جو حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر) کی فتوحات مین ظاہر
ہونا رکھتا تھا - اور یہی نور تو تھا کہ حضرت میرے صاحبقران (امیر تیمور) کے جہان فتح کرنے کے نوردن کی جھلکین
ظاہر ہوئین اور یہی نور تھا کہ آلنقوا کی پاکی کی مہر رکھنے والی سیپی سے مُؤالید راجع ہے مولود کی جس کے معنی پیدا

ہوا اور بچہ ہین) کی نقاب مین یعنی شاہانہ موتیون اور سیپیون سے ظاہر ہوا (یعنی یہی نور تھا جو آلنقوا مین پہلے سمایا اور
پھر برابر پشت بہ پشت نقل کرتا ہوا حضرت جہانبانی تک آیا) اور یہی نور تھا کہ جس کی روشنی مین اغرخان دولت کا آراستہ
کرنے والا ہوا اور یہی نور تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک قابلیت کے اندازے کے
موافق روشنی بڑھانے والا رہا - اس نور بلند ہونے والے یا چمکنے والے راز اور اس ظہور کے (ظاہر ہونے کے)
عجیب عجیب نشانات گھیرنے اور شمار کرنے کے دائرہ سے باہر ہین ہر شخص کو اس معنی (پوشیدہ بات) کے راز یا حقیقت
کے پہچاننے کی قوت نہین ہے اور ان دقیقون (باریک باتون) کے دریافت کرنے کی قدرت نہین ہے اب مختصر
طور پر حضرت جہانبانی (ہمایون) کا حال سُنو اس خدا کے نور کی قوت سے جو اتنے زمانون اور وقتون تک ایک
خاص طور پر ایک خاص پوشاک پہنکر جان کا روشن کرنے والا رہا تھا اور اب وہ وقت آگیا تھا کہ کامل طور پر ظاہر
ہوے جیسا کہ ظاہری اور باطنی بزرگیون کی شوکت آنحضرت (ہمایون) کی نورانی پیشانی کے صفحے سے ظاہر ہونے
کی جھلک رکھتی ہے اور نہایت درجہ کی حیا (شرم ولحاظ) ساتھ بڑے درجے کی بہادری کے پاک ذات مین جمع ہوئی
ہے کہ ہمیشہ بلند حوصلہ ارادہ بزرگوار آسمان ہمپایہ مرتبہ رکھنے والے باپ کی مرضی ڈھونڈھنے پر مصروف رکھا اور شجاعت
(بہادری) کی زیادتی کو بڑی بردباری کے ساتھ جوڑے ہوئے تھے (ترجمہ صفحہ یکصد وسی وہشتم از کشوری) اور باوجود
اس بزرگی اور بزرگ ذات ہونے کے نظر اپنے آپ پر نہین ڈالی - اور اپنے آپ کو درمیان مین نہین دیکھا (یعنی
ہمیشہ اپنے آپ کو ہیچ سمجھے) اور یہی سبب تھا کہ درست نیت اور بلند ہمّت کی برکت سے جس کام کی طرف کہ رُخ کیا
یا توجہ کی اور جس خدمت (کام) پر کہ حکم کیے گئے ہوئے فتحمند اور کامیاب ہوئے اور اپنی ساری مبارک زندگی مین
دانائی کو دولت کے ساتھ اور دولت کو شفقت (مہربانی) کے ساتھ جمع کرکے جہان کے آراستہ کرنے والے رہے
قسم قسم کے علمون مین خاص کرکے ریاضی مین اپنے زمانہ کے اندر کوئی اپنا مانند اور مثل نہ رکھتے تھے - سکندری دبدبے
کے ساتھ ارسطو کی حکومت و دانائی بلند صفت رکھنے والی ذات مین جمع تھی اور جب وہ وصیت کے عمل مین لانے
کے لئے ظاہری بادشاہت کی تقسیم مین مشغول ہوئے یا جب وہ وصیت کے موافق ظاہری سلطنت کی تقسیم کرنے
مین متوجہ ہوئے - تو نہایت درجہ کا انصاف عمل مین لائے اور کامل انصاف بلکہ فضل و احسان بیحد بجا لائے - اور
باطنی کمالون کا پہنچانا یا حاصل کرنا کہ سچی بادشاہت وہی ہو سکتی ہے وہ تو خود خدا کی عطا فرمائی ہوئی تھی جو آنحضرت
کے بہت بزرگ ذات کے ساتھ خصوصیت رکھتی تھی کہ بھائیون سے کسی کو اُن میراث کے خزانون کی نعمتون اور
برکتون سے کوئی حصہ نہین ملا تھا اور ہر ایک کو درگاہ کی نسبت رکھنے والون سے مواجب (جمع ہے موجب کی جس کے
معنی مقرری وظیفہ ہین) اور مناصب (جمع ہے منصب کی جس کے معنی مرتبہ کے ہین) عنایت فرمائے میرزا کامران
کی جاگیر کے مقام کابل اور قندھار مقرر ہوئے اور سرکار سنبل میرزا عسکری کے ساتھ خاص ہوئی - اور سرکار الور میرزا

۱۳۸

هندال کو عطا فرمائی۔ اور بدخشان میرزا سلیمان کے لئے مقرر اور مسلّم کی اور درست تدبیر کے ساتھ تمام دولت (سلطنت) کے ستونون (امیرون وزیرون) اور سلطنت کے شریفون اور فتحمند لشکر کے عام لوگون کے دلون کو فرمانبرداری اور اطاعت کی قید یا زنجیر مین لائے۔ اور جو شخص کہ مخالفت کا دم مارتا تھا جیسے کہ محمد زمان میرزا بیٹا بدیع الزمان میرزا پوتا سلطان حسین میرزا کہ حضرت فردوس مکانی گیتی ستانی (بابر شاہ) کی خدمت مین رہ چکے تھے آنحضرت کے داماد ہونے سے سربلند تھے اور کوتہ نظر ہونے (نادان ہونے) اور ناقص بین ہونے (انجام نہ سوچنے) کے سبب سے جھگڑے فساد کی آستین جھٹکتا تھا۔ اُس نے خدمتگاری کا پٹکا موافقت کی کمر پر باندھا۔ اور آنحضرت دولت اور اقبال کے ساتھ پانچ یا چھ مہینے کے بعد قلعہ کالنجر کے تابع (مطیع۔ فرمانبردار) کرنے کے متوجہ ہوئے اور ایک مہینے کے قریب تک اُس قلعہ کا محاصرہ کئے رہے۔ جب قلعے کے رہنے والون کا کام تنگ ہوا کالنجر کے حاکم نے اطاعت (فرمانبرداری) کی اور بارہ من سونا دوسرے اسباب کے ساتھ پیشکش (نذرانہ) بھیجا۔ اور آنحضرت نے اُسکی عاجزی (گڑگڑانے) اور زاری پر نظر کرکے اُس کو معاف کردیا اور وہان سے لوٹنے کا جھنڈا بلند کرکے قلعہ چنار کی طرف متوجہ ہوئے اور دُنیا کی فتح کرنے والی فوجون نے پہنچکر اُس کا محاصرہ کیا۔ پوشیدہ نہ رہے کہ یہ قلعہ آسمان ایسی بنیاد رکھنے والا سلطان ابراہیم کے تصرف (قبضے) مین تھا اور اُس کی طرف سے جمال خان سارنگ خانی گروہ کا خاص سردار اُس کی (قلعہ کی) نگہبانی کے لئے مشغولی رکھتا تھا۔ سلطان ابراہیم کا جھگڑا ختم ہونے (مرنے) کے بعد جب جمال خان کی عمر کا پیمانہ (پیالہ) اُس کے نالائق بیٹے کی بداندیشی (عداوت۔ دشمنی) سے لبریز ہوا (مر گیا) شیر خان نے فریب اور دھوکے بازی (پھسلانے اور بہکانے) سے اُس کی بی بی کو جس کا لاڈ ملک نام تھا اور سیرت (عادت) اور صورت مین ممتاز تھی اپنی بی بی بنایا اور اس حیلہ سے اس ایسے بلند قلعے کو ہاتھ مین لایا (ترجمہ صفحہ یکصد وسی ونہم) شیر خان نے جب جہان فتح کرنے والی فوجون کے آنے کی خبر پائی۔ اپنے بیٹے جلال خان کو ایک معتمد جماعت کے ساتھ اُس قلعے مین چھوڑ کر خود باہر نکلا اور تجربہ کار ایلچیون کو بھیج کر مکاری کی آڑ مین بات بنانے والا ہوا آنحضرت نے زمانہ سازی (ٹیمپورائز ٹائم سرونگ موقع کے مناسب) فرماکر اُس کی بات کو قبول کرلیا اور اُس نے اپنے بیٹے عبد الرشید کو حضرت جہانبانی کی خدمت کے لئے بھیجا تاکہ خود بادشاہی لشکرون کے صدمون سے محفوظ رہ کر غرور اور تکبر کے اسباب درست کرے۔ یہ لڑکا ہمیشہ ملازمت مین رہا اور ہمیشہ خدمت کرتا تھا اور جس وقت مین کہ جہان کے فتح کرنے والے جھنڈے سلطان بہادر کے بیدار کرنے اور ادب (سزا) دینے کے واسطے مالوہ کی طرف پہنچے وہ بدبخت مبارک لشکر سے بھاگ گیا اور سنہ ۹۳۹ مین کہ افغانون کے گروہ سے بین اور بایزید فتنہ اُٹھائے ہوئے تھے آنحضرت مشرقی طرف کو متوجہ ہوئے بایزید اخلاص مند بہادرون کی لڑائی کے مقابلے مین نیستی کے نیچے گھر کی طرف اُتر گیا اور بادشاہ

۱۳۹

اِن شریرون کے گروہ کے آشوب کے کوڑے کرکٹ کو پاک صاف کرکے اور سلطان جنید برلاس کو جونپور اور وہ حدود (مقام) مرحمت فرماکر خلافت کے مرکز (دار الخلافہ) کو لَوٹ آئے۔ جبکہ آنحضرت کی فتحمندی اور ملک گیری کا کرّوفر ملکون کے طرفون مین بلند ہوا ۹۴۰ھ مین گجرات کے حاکم سلطان بہادر نے تحفے اور ہدیے عقلمند ایلچیون کے ہاتھ بھیجے اور اخلاص (دوستی) کی زنجیر ہلانے والا ہوا (دوستی کی تحریک کی) اور آنحضرت نے اُس کے قاصدون (ایلچیون) کو بادشاہانہ مہربانی سے سربلند کیا اور مہربانی کے فرمان شاہی بھیج کر اُس کے دل کو دلجمعی فرمایا یا اطمینان حاصل کرنے والا فرمایا۔ اور اسی سال مین دار الملک دہلی کے قریب دریاے جمنا کے کنارے پر ایک شہر کی بنیاد ڈالی یا ایک شہر تعمیر کیا اور اُس کا نام دین پناہ رکھا اور فاضلون سے ایک فاضل نے اُس شہر کی تاریخ "شہر بادشاہ دین پناہ" پائی ہے۔ اور اس کے بعد محمّد زمان میرزا اور محمّد سلطان میرزا مع اپنے بیٹے الغ بیگ میرزا کے راستہ بغاوت اور سرکشی کا چلے یا اختیار کرنے والے ہوئے۔ اور آنحضرت نے ارادہ کی باگ اس گروہ کی طرف موڑ کر بھوج پور کے اطراف مین گنگا کے کنارے پر بزرگی کا اُترنا فرمایا (اُترے) اور یادگار ناصر میرزا کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ پانی سے گذران کرایا پار کراکے باغیون کے سر پر (مقابلہ کے) بھیجا وہ خدا کی مدد سے جنگ کرکے فتح کرنے والا ہوا اور محمّد زمان میرزا اور محمّد سلطان میرزا اور ولی خوب میرزا ہاتھ مین پڑا (گرفتا ہوا) آنحضرت نے محمّد زمان کو قید کرکے بیانہ کو بھیجدیا اور اُن شخصون کی آنکھون مین سلائی کھینچکر (اندھا کرکے) اعتبار کے درجے سے گرایا (بے اعتبار اور خوار بنایا) اور محمّد زمان میرزا سلامت کی قدر نہ جانکر فرمان لباسی (جعلی فرمان) ظاہر کرکے قید خانہ سے باہر آیا اور بھاگ کر سلطان بہادر کے پاس گجرات کی طرف گیا اور بہت سے ہندوستان کے دلکشا (دل کھولنے والے۔ دل خوش کرنےوالے) آباد مقام جو حضرت فردوس مکانی گیتی ستانی (بابر) کے مبارک زمانے مین بباعث کم فرصتی اور کم قدرتی کے فتح نہ ہوئے تھے آنحضرت نے اپنے اقبال کی قوّت اور دولت کے بازو کے زور سے فتح کئے (ترجمہ صفحہ یکصد و چہلم از کشوری) ۱۴۰

میرزا کامران کے کابل سے پنجاب مین آنے کا بیان

جب میرزا کامران نے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے شُنقار ہوئے (چغتائی بادشاہون کے مرنے کو شُنقار شدن یعنی مرنا استعمال کیا گیا ہے) کی خبر سُنی بے حوصلہ ہونے کی وجہ سے قندھار میرزا عسکری کے حوالہ کرکے ہندوستان کی طرف متوجہ ہوا (آیا) کہ شاید کوئی کام آگے لے جاسکے (یعنی کچھ گڑبڑ مچاکر کسی سلطنت کے حصّہ کا مالک بن سکے) جبکہ دولت کا تاج کسی دولتمند (اقبالمند) کے سر پر سربلندی پاتا ہے اور خدا کی حمایت اور خدا کی حفاظت اُسکی نگہبانی کرتی ہے تو تباہ خیال کو سواے تباہ ہونے کے چارہ نہین ہوتا اور ایسا بیان کرتے ہین کہ ان دنون مین میر یونس علی حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے حکم کے موافق لاہور کا حاکم تھا میرزا کامران نے یہ ارادہ دل مین لاکر قراچہ بیگ

کے ساتھ مکر و فریب دینے کی راہ سے ایک رات روگردانی کی اور سخت سخت باتین اُس کو کہین اور قراچہ بیگ دوسری رات
کو اپنے سپاہیون کے ساتھ میرزا کامران کے لشکر سے بھاگ کر لاہور کو آیا (یعنی میرزا کامران نے یہ ارادہ کرکے کہ میر یونس علی
سے لاہور لے لے اور خود اُس پر قابض ہو جاوے یہ تدبیر سوچی کہ قراچہ بیگ سے کہا کہ مین تم سے روگردانی کرونگا اور
تم کو بہت سخت سُست کہونگا اور میرا سب برتاؤ تمہارے ساتھ صرف دکھاوے کو ہوگا تاکہ سب لوگ سمجھین کہ مین
تم سے ناراض ہون پس جب مین ایک رات ایسا کرون تم دوسری رات یہان سے اپنے لشکر سمیت لاہور کو بھاگ
جانا چنانچہ قراچہ بیگ نے ویسا ہی کیا) اور میر یونس علی اُس کے آنے کو بزرگ رکھکر نہایت مردمی بجا لایا (اور میر
یونس علی نے بڑی تعظیم اور تکریم سے اُس کو اپنے شہر مین اُتارا) اور اکثر وقتون مین اُس کو اپنے گھر بلاتا تھا اور
دوستون ایسی صحبت اُس کے ساتھ رکھتا تھا اور قراچہ فرصت کا انتظار کرنے والا تھا (یعنی موقع دیکھتا تھا کہ تابو
پائے تو اُس کو گرفتار کر لیوے) یہانتک کہ ایک رات شراب کے جلسے یا مجلس مین کہ اُس کے (میر یونس علی کے) معتمد
(اعتبار کے قابل) سپاہی جاگیر پر گئے ہوئے تھے قراچہ بیگ نے اُس کو گرفتار کرکے قید کر دیا اور اپنے آدمیون کو لاہور
کے قلعے کے دروازون مین مقرر کیا اور بہت جلد میرزا کامران کے بُلانے کو آدمی بھیجا میرزا کامران کہ اس بات کا
انتظار کرنے والا تھا دوڑتا مارتا (حملے کرتا) جھٹ لاہور تک جا پہنچا اور شہر پر قابض ہو گیا اور میر یونس علی کو قید سے
نکال کر عذر چاہا اور کہا اگر تم یہان رہتے ہو تو لاہور کی حکومت تمہارے ساتھ تعلق رکھتی ہے میر یونس علی نے
اُس کی بات قبول نہ کی اور اُس سے رخصت لیکر حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی ملازمت مین آیا اور میرزا کامران نے
اپنے آدمیون کو سرکار پنجاب کے پرگنون پر مقرر کیا اور دریاے ستلج کے کنارے تک کہ آب لودیانہ (دریاے
لودیانہ) کے نام سے مشہور ہے اپنے قبضے مین لایا اور مکّاری کی راہ سے دانا ایلچی بھیجکر عقیدت اور اخلاص کا اظہار
کیا اور درخواست کی کہ یہ مقامات اُس کے لئے خاص ہو جاوین۔ حضرت جہانبانی نے بھی اس سبب سے کہ
اُن کی سخاوت و بخشش کا دریا موج خیز تھا ان مقامات کو ظاہری عقیدت کی نسبت اور حضرت گیتی ستانی فردوس
مکانی کی دولت بڑھانے والی نصیحتون کی نگہبانی کرنے کے موافق اُس کے لئے مقرر رکھا (ترجمہ صفحہ گیتیہ وجہل کم ۱۴۱
از کشوری) اور برتر فرمان (شاہی فرمان) کابل اور قندھار اور پنجاب کے مُسلّم رکھنے کے بارہ مین جاری ہوا (اور
میرزا نے اس غیر مُترقّب (جو بلا انتظار اور بے مشقّت حاصل ہو) مہربانی سے اُن کا شکریہ بجا لاکر بلند بارگاہ مین
پیشکش (نذرانہ) بھیجا اور اس کے بعد میرزا ہمیشہ خطوط اور قاصدون کے دروازے کھلے رکھکر حضرت جہانبانی (ہمایون)
کی تعریفین لکھکر بھیجتا رہا۔ اُن مین سے ایک بار یہ غزل لکھکر آنحضرت کے حضور مین بھیجی۔ ترجمہ غزل۔ تیرا حسن مدام
بڑھنے والا ہو جیو۔ تیرا طالع (دیدار۔ نصیب۔ اختر) مبارک اور بابرکت ہو جیو۔ جو گرد و غُبار کہ لیلی کی راہ سے اُٹھے۔
اُس کی جگہ مجنون کی آنکھ ہو جیو (جو غُبار کہ تیری راہ سے اُٹھے۔ مجھ غمگین کی آنکھ کا نور ہو جیو۔ جو شخص کہ تیرے

گردپرکار کی طرح نہ گھوما۔ وہ اس دائرہ (جہان کے دائرے) سے باہر ہوجیو۔ اے کامران جب تک کہ جہان کو بقا (زندگی۔ قیام) ہے۔ زمانہ کا بادشاہ ہمایون ہوجیو۔ اور یقیناً اُس کی دُعا قبولیت تک پہنچی تھی کہ اپنی کم اخلاصی کی وجہ سے اعتبار کے دائرہ بلکہ ہستی کے دائرہ سے باہر آیا جیسا کہ اپنے موقع پر بیان ہوگا۔ حاصل آنحضرت ذاتی مہربانی کے تقاضے سے ظاہر پر نظر ڈال کر شاہانہ مہربانیون کا شامل کیا گیا رکھتے تھے اور خاص توجہ سے غول کے انعام کو وسیلہ ٹھہرا کر حصار فیروزہ اُس کو عطا فرمایا اور ہمیشہ میرزا ظاہر کا لحاظ رکھ کر فرمانبرداری کی جگہ مین کھڑا ہوتا تھا۔ اور مہربانیون کا شامل کیا گیا اور عنایتون کا گھیرا گیا ہوتا تھا۔ اور ۹۳۳ھ ہلالی مین میرزا کامران نے قندھار کی حکومت خواجہ کلان بیگ کو دی اور اسکا سبب یہ تھا کہ میرزا عسکری کابل کو آتا تھا راہ کے درمیان ہزارون سے جنگ کر کے شکست پائی میرزا کامران کو یہ ناپسند ہوا اور قندھار کو اُس سے بدل دیا۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی پاک سواری کا بنگالے کے تابع کرنے کے لئے کوچ کرنا اور پھر اُس ارادہ کا توڑ دینا اور مستقر خلافت (دار الخلافت) کی طرف لوٹنا

جب حضرت جہانبانی کا پاک دل نگاہداشتہ ملکون کے مشکل بڑے کامون سے فارغ ہوا ۹۴۱ھ مین ارادے کی باگ شرقی ملکون کے فتح کرنے کے لئے پھیری کہ اقبال کی قوت سے بنگالہ کے ملک فتح ہووین۔ اقبال کے جھنڈے قنعہ کنار مین جو کالپی کی حدود مین ہے پہنچے تھے یہ خبر ساعت مین پہنچا کہ سلطان بہادر نے قلعہ جیپور کا محاصرہ کیا ہے اور بہت سے لوگ تاتار خان کی ہمراہ کئے ہین اور وہ تباہ خیال رکھنے کی وجہ سے ناممکن (بیہودہ) خیال سر مین رکھتا ہے۔ آنحضرت نے جاگتے نصیب کی مشورہ کے موافق ماہ جمادی الاولی ۹۴۱ھ مین مخالفون کے دفع کرنے کے لئے توجہ مقرر فرماکے (دل مین ٹھان کے) لوٹنے کا نقارہ بلند آوازہ کیا تجربہ کار روشن دل لوگون پر پوشیدہ نہین ہے کہ سلطان بہادر ہمیشہ اپنے خیال مین بہت اونچی اُڑان اڑتا تھا (بہت بڑے بڑے خیال باندھتا تھا) اور تباہ آرزو کا کانٹا جان کے حلق مین ٹوٹا ہوا رکھتا تھا (ہمیشہ اس آرزو مین بیقرار رہتا تھا۔ لیکن جب کہ وہ گجرات کی حکومت کے زمانے سے پہلے کہ مجرّد دن (ننگون۔ لچّون) کی طرح سے پھرتا تھا اور عبرت کی آنکھ سے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے لڑائی کے کارنامے کہ سلطان ابراہیم کے ساتھ واقع ہوا تھا دیکھے ہوئے تھا کسی طور سے اس بلند خاندان کی فتحمند فوج کا مقابلہ اپنے ساتھ قرار نہین دیتا تھا اور اس بات کو بار بار اپنے خاص رازدارون سے ظاہر کرتا تھا جب تاتار خان نے آکر اُس کو دیکھا (اُس سے آکر ملا) ہمیشہ بیہودہ باتین اُس کے دلنشین کرتا تھا اور ادب کی

چار دیواری (معزز بادشاہ) کا مقابلہ کرنا آسان دکھاتا تھا مگر سلطان بہادر اُس پھندے مین نہ آتا تھا (اُس کی بات کو گوش
دل سے نہ سُنتا تھا) یہانتک کہ ایک روز سلطان بہادر نے کھلّم کھلّا صاف طور پر تاتار خان سے کہا کہ مین اس نادر بزرگ
فوج کے غلبہ کرنے کا تماشا دیکھ چکا ہون گجرات کا لشکر اُن کا مدّ مقابل (جوڑ کا) نہین ہے - مین تدبیرون اور حیلون
سے اُن کے لشکر کو اپنی طرف مطیع بناؤن گا - اور اسی ارادے پر خزانون کے دروازے کھول کر زر بخشی (روپیہ لٹانا - دینا)
کرتا تھا مگر اس قسم کا لشکر حکم لغو بے بود کا رکھتا تھا (یعنی کہان وہ پا سکتا تھا جبکہ دنیا ہی مین موجود نہ تھا) یہانتک کہ اُس نے
دس ہزار آدمی اپنے ہان نوکر رکھے تھے - اسی درمیان مین محمّد زمان میرزا یادگار بیگ طغائی کے نوکرون کے اتفاق
(موافقت) سے جو اُس کے نگاہ بان تھے قید خانہ سے نکل کر گجرات کو گیا اور وہان کے حاکم نے اپنے کچّے (ناقص ادھورے
بیہودہ) دیوانہ خیال کے موافق کہ پکاتا تھا میرزا کے آنے کو غنیمت سمجھ کر اُس کے احوال کی رعایت مین مشغول ہوا (متوجہ ہوا)
حضرت جہانبانی نے سلطان بہادر کو لکھا کہ عہد و پیمان کا تقاضہ یہ ہے کہ جو لوگ کہ خدمت کے حقوق کو نافرمانی (نمکحرامی)
کے ساتھ بدل کر اُس طرف کو بھاگ گئے ہین پکڑ کر بلند درگاہ مین بھیجدو - یا یہ کرو کہ اپنے پاس سے ہنکا کر نکال دو تاکہ
یکجہتی (یک طرفی - دوستی) کے نشان اہل عالم پر ظاہر ہون - سلطان بہادر نے یا تو معاملہ نافہم ہونے یا دُنیا کے
مال و دولت کی مستی (بیہوشی - غرور) کے سبب سے جواب مین لکھا کہ اگر کوئی بڑے آدمی کا بیٹا ہمارے پاس پناہ پکڑے
اور کچھ کسی قدر رعایت پاوے تو یہ بات محبّت اور اخلاص کے قاعدے کے مخالف نہین ہو سکتی ہے اور عہد و پیمان کو کوئی
نقصان نہین پہنچا سکتی ہے - چنانچہ سکندر لودی کے زمانے مین باوجود اس کے اُن کے اور سلطان مظفر کے درمیان
نہایت درجہ کی موافقت تھی اور سلطان علاؤ الدین اُس کا بھائی اور کتنے ایک سلطانون کی نسل رکھنے والے موقع
بموقع اگر مے اور دہلی سے گجرات کو آئے اور اُنھون نے یہان مردی اور جوانمردی کے نشان دیکھے (یعنی اُن سے یہان
مروّت کا برتاؤ کیا گیا) اور یہ بات ہرگز دوستی کے مقدمات مین خلل پڑنے کا سبب نہ ہوا حضرت جہانبانی نے نیکبختی کا
فرمان جواب مین بھیجا اس مضمون کا - کہ عہد و پیمان کے راستے پر پائداری اور استواری کی علامت سوا اس کے
نہین ہے کہ کوئی ایسی بات جو سچائی اور دوستی کے ستونون کے ہلانے کا سبب ہو عمل مین نہ آوے (ترجمہ یکصد و چہل و
سوم از مکتوبی) تاکہ موافقت (دوستی) کا رخسار خلاف کے ناخن سے چھیلا نہ جاوے اور یہ دو بیتین اُس اقبال کے ۱۴۳
دفتر مین (بادشاہی نامہ مین) درج تھین کہ اے وہ کہ تو دل سے ڈینگ مارتا ہے کہ وہ (دل) عاشق ہے - (اور
بار بار اُس دل سے یہ کہتا ہے کہ طوبیٰ لک یعنی تیرے لئے بشارت ہو - یہ تو مجھ کو بتا کہ) تیرے لئے بشارت ہو یہ فقرہ
تیری زبان کا تیرے دل کے ساتھ بھی موافقت رکھنے والا ہے (مجھے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہین ہے) دوستی کا درخت
لگا کہ دل کے مقصد (کے پورا ہونے) کا پھل لاتا ہے - دشمنی کے درخت کو اکھاڑ ڈال کیونکہ بے شمار رنج لاتا ہے - پناہ
سو ہزار بار پناہ - ہماری نصیحت کو ہوش کے کان کے ساتھ سُنکر اُس خوار و ذلیل شخص کو بلند تخت کے پایہ کے نزدیک بھیجدو

یا رعایت کا ہاتھ اُس کی تربیت (پرورش) سے روک کر اُس ولایت مین اُس کو مت رہنے دو۔ وگرنہ کونسی دلیل سے موافقت پر اعتماد کر سکتے ہین اور تعجب کی بات ہے کہ تمنے اُس واقعہ کا قیاس علاؤالدین اور اُس کے مانند لوگون کے قضیہ (مقدمے یا واقعہ) پر کیا ہے یہ قیاس مع الفارق (دو چیزون مین فرق کرنے والی بات ہوتے ہوئے دونون کو یکسان سمجھنا) کیسے قبولیت کا درجہ حاصل کر سکتا ہے وہ اَور چیز (بات) تھی اور یہ اَور طرز (دوسری طرح کی بات) ہے (یعنی اگر تم ایسا نہ کرو جیسا کہ ہم نے تم کو لکھا ہے تو پھر کیسے جان سکتے ہیں کہ تم ہم سے موافقت رکھتے ہو اور بڑی عجیب بات ہے کہ تم نے اُس کا اشارہ علاؤالدین اور اُس کے مانند لوگون کی طرف کیا ہے یہ ٹھیک نہین ہے تمہارے خیال مین غلطی واقع ہوئی ہے وہ اور بات تھی یہ اَور بات ہے تمہارا اس واقعہ کا اُس کے قضیہ پر جو قیاس ہے یہ قیاس مع الفارق ہے کہ دو چیزون مین فرق موجود ہوتے ہوئے تم دونون کو یکسان مانے لیتے ہو) اور شاید تم کو تاریخون کے دفترون سے معلوم ہوا ہو گا کہ حضرت صاحبقرانی (امیر تیمور) باوجود اُس خلاف کے جو ایلدرم بایزید سے ظہور مین آیا تھا دل سے روم کی چڑھائی پر مائل نہ تھے اس لئے کہ اشارہ کیا گیا (ایلدرم بایزید) فرنگ سے لڑائی کر رہا تھا لیکن جب قرا یوسف ترکمان اور سلطان احمد جلائر بھاگ کر اُس کے پاس گئے آنحضرت نے کتنی بار اُس کو بڑی بڑی نصیحتون سے اُن کی رعایت سے منع فرمایا جب اُس نے اس بات کو قبول کرنے سے سر پھیرا (انکار کیا) جو کچھ کہ ہمت کی قدرت تھی ظہور مین پہنچا (یعنی جو کچھ آنحضرت کر سکتے تھے اُنھون نے اُن کے ساتھ کیا) سلطان بہادر نے کہ غرور کے نشہ مین اپنے آپے سے باہر تھا ہوشمندون کی طرح جواب نہ لکھا اسی کے درمیان تاتارخان کام سے دُور (بیہودہ) باتین کہ ناعاقبت اندیشون (کم نظرون غافلوں) کی فریب دینے والی ہوتی تھین سلطان بہادر سے کہتا تھا اور اُس سے تاکید کرتا تھا کہ اُس کو محفوظ ملکون (شاہی ملکون) کی طرف روانہ کرے اور ظاہر کرتا تھا کہ باوشاہی لشکر عیش کا خوگر (آرام طلب) ہو گیا ہے اور بے فکری کو پسند کرتا ہے اور جیسا کہ سلطان نے (تم نے) دیکھا تھا نہین رہا ہے۔ سلطان بہادر نے فتنہ برپا کرنے والون کی بناوٹی باتون (جھوٹی باتون۔ چکنی چپڑی باتون۔ سخن آرائیون) کی وجہ سے تاتارخان کے روانہ کرنے کے اسباب آمادہ (تیار) کر کے بیس کروڑ قدیم زر (پرانا سکّہ یا روپیہ) گجرات کا کہ دہلی کے رواجی زر کے موافق چالیس کروڑ ہوتا تھا تھنبور قلعہ مین بھیجا کہ تاتارخان کی صلاح (مشورے) کے موافق نئی فوج کی تنخواہ مین خرچ کیا جاوے۔ اور تاتارخان کے باپ سلطان علاؤالدین کو ایک بڑی فوج کے ساتھ کالنجر کی طرف بھیجا۔ کہ اُس طرف مین پہنچکر شورش (پریشانی۔ فتنہ و فساد) بڑھاوے یا مچاوے۔ اور بُرہان الملک بنیانی اور گجراتیون کی ایک جماعت کو نامزد کیا (مقرر کیا) کہ ناگور کی حدون مین دوڑ کر (چڑھائی کر کے) پنجاب کا ارادہ کرے اور اس خیال سے کہ فتحمند لشکر مین پریشانی پیدا ہووے یعنی گھبرا اُٹھے اپنے لشکر کو متفرق (پراگندہ۔ جُدا جُدا) کیا اگرچہ تجربہ کار تیز ہوش لوگون نے کہا کہ لشکر کا اکٹھا جانا مناسب معلوم ہوتا ہے کچھ مفید نہ ہوا اور اُنھون نے (تیز ہوشون نے) پیمان توڑنے کی نامبارکی کو بھی اشارہ کنایہ سے اور صاف طور پر

ظاہر ہونے کی تختی پر لکھا (یعنی اُنھون نے اشارہ کنایہ اور صاف طور سے ظاہر کیا کہ عہد و پیمان کا توڑنا بہت بُری بات
ہے) فائدہ نہ کیا اور اُس نے اپنے دل مین نادرست خیال کو راستہ دیا (ترجمہ صفحہ یکصد و چہل چہارم از کستوری) کہ جبکہ
لودیون کا گروہ ہندوستان کی سرداری کا دعوی رکھتا ہے اُس کی تلاش سلطان کے عہد و پیمان مین (میرے عہد
پیمان مین) کوئی نقصان نہ رکھے گی اور عہد و پیمان کے توڑنے کے نتیجے سلطان کی طرف نہ لوٹین گے ۔ یعنی
جب تیز ہوش لوگون نے سلطان بہادر سے کہا کہ عہد و پیمان کا توڑنا بہت نقصان پہنچانے والی چیز ہے تو اُس نے
اپنے دل مین یہ خیال کرکے کہ لودی اس بات کا دعویٰ کرتے ہین کہ ہندوستان ہمارا ہے ۔ پس اب جو لودی اپنے حق
کے پانے کے واسطے بادشاہ سے لڑین جھگڑین تو اس مین میری طرف سے کیا عہد شکنی ہو گی کہ جس کا نقصان مجھے
پہنچے گا) تاتار خان کو بے اصل ارادہ پر دہلی کی طرف روانہ کیا اور اپنے آپ کو خارج (باہر ۔ نکلا ہوا ۔ الگ ۔ جُدا) اور
داخل (اندر آنے والا) کرکے ارادہ کیا کہ قلعہ چیتور کا محاصرہ کرے تاکہ اس قلعہ کو بھی فتح کر لیوے اور حاجت
(ضرورت) کے وقت مین لودیون کی مدد کرنے کے لئے بھی کمر باندھے (یعنی تاکہ دونون باتین حاصل ہو جاوین کہ قلعہ
بھی فتح ہو جاوے اور ضرورت کے وقت لودیون کی مدد بھی کر سکے) پوشیدہ نہ رہے کہ سلطان علاؤ الدین کا عالم خان
نام تھا وہ سکندر لودی کا بھائی اور سلطان ابراہیم کا چچا تھا اُس نے سلطان سکندر کے قضیہ کے بعد (مرنے کے بعد)
سلطان ابراہیم کے ساتھ مخالفت کی اور سرہند کی حدون مین سلطنت کا دعوی کرکے سلطان علاؤ الدین اپنا
خطاب کیا اور دورُو (منافق ۔ جو مُنہ پر کچھ اور کہے اور دل مین کچھ اور رکھے ۔ مکّار) افغانون کی ایک جماعت کے اتفاق
سے آگرہ کی رُخ کیا اور سلطان ابراہیم اُس سے لڑنے کے ارادہ پر آیا اور دھولپور کے نزدیک جب دونون فریق اکٹھا
ہوے سلطان علاؤ الدین نے لڑائی کی قدرت اپنے مین نہ دیکھ کر شبخون (چھاپا) مارا اور کوئی کام نہ کر سکا اور نقصان
کا مارا ہوا واپس چلا گیا اور مکّاری اور دورُوئی کی راہ سے کابل کو گیا اور ابراہیم شاہی لڑائی مین فتحمند لشکر کا شریک تھا
اور تاتار خان گجرات کی طرف گیا اور سلطان بہادر نے اُس کا اعتبار کیا (یعنی اُس سے سازش کی) اور حضرت گیتی ستانی
فردوس مکانی نے ہندوستان کی فتح کے بعد اُس کے دل کے پوشیدہ مقامون پر (دل کے رازون پر) اطلاع پاکر
اُسے بدخشان کو بھیجدیا وہ سوداگر افغانون کی مدد سے قلعہ ظفر سے بھاگ کر افغانستان آیا اور وہان سے بلوچستان پہنچا
اور اُن ملکون سے گجرات کو گیا ۔ حاصل کلام جب یہ فوجین روانہ ہوئین تاتار خان ہاتھ خزانون مین رکھ کر لشکر کے جمع کرنے
مین مشغول ہوا اور افغان وغیرہ سے چالیس ہزار کے قریب اُس کے پاس جمع ہو گئے یہان تک کہ اُس نے آکر بیانہ
کو گھیر لیا یا لے لیا ۔ اور جب حضرت جہانبانی کو کہ مشرقی ملکون کے چڑھائی کرنے اور مطیع کرنے کے لئے کوچ فرمائے ہوئے
تھے یہ خبر پہنچی تو توجّہ کی باگ پھیر کر بہت جلد دار الخلافہ آگرہ مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور میرزا عسکری اور میرزا ہندال اور یادگار
ناصر میرزا اور قاسم حسین سلطان اور میر فقر علی اور زاہد بیگ اور دوست بیگ کو اٹھارہ ہزار سوار کے ساتھ اس فتنہ (فساد)

سے دُور کرنے کے لئے روانہ کیا اور فرمایا کہ اس بڑی فوج کا دفع کرنا کہ تباہ خیال کے ساتھ دہلی کی طرف آرہی ہے اصل مین دوسری فوجون کا بڑے اُکھاڑنا ہے پس وہی بہتر ہے کہ اسی فوج کے دفع کرنے پر دلی ارادہ مضبوط کیا جاوے اور جب زبردست غلبہ رکھنے والی فوجین مخالف کے لشکر کے نزدیک پہنچین غنیم (دشمن) کے لشکر پر غالب آئین - ہر روز ایک جماعت اُن سے جُدا ہوئی تھی (ترجمہ یکصد و چہل و پنجم از کشوری) چنانچہ مخالف کا لشکر رفتہ رفتہ تھوڑے زمانے مین تین ہزار سوار رہ گیا چونکہ اُس نے بڑی ضِد (ہٹ) سے یہ لشکر اختیار کیا تھا اور بہت سا روپیہ خرچ ہوگیا تھا نہ ارادہ جانے کا رکھتا تھا اور نہ ارادہ لڑنے کا - آخرکار اپنی جان سے ہاتھ دھو کر مندرایل مین میدان جنگ مین آیا اور جتنی کہ طاقت رکھتا تھا ہاتھ پانون ہلاکر (لڑبھڑکر) موت کے تیر کا نشانہ اور خونریز لڑنے والون کی تلوار کی گھاس ہوا اور اس لشکر کے پراگندہ (پریشان) ہونے سے وہی نقشہ کہ جس کا پاک دل (بادشاہ) پر عکس پڑا تھا ظاہر ہوا اور وہ دوسری دو فوجین فتحمند لشکر کے اقبال اور فتحمندی کی شہرت (آوازے) آپ ہی آپ پراگندہ ہوگئین -

حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کے گجرات کے تابع کرنے کے لئے کوچ کرنے اور سلطان بہادر کے شکست کھانے اور اُن ملکون کے فتح ہونے کا بیان

ہرچند جہان فتح کرنے والا دل ولایت گجرات کے تابع کرنے کے خیال سے بے فکر تھا (یا خالی تھا) کہ وہان کا حاکم ہمیشہ موافقت اور اخلاص (سچی دوستی) کا راستہ چلتا تھا لیکن جب جہان کا پیدا کرنے والا (خداے تعالی) چاہتا ہے کہ کسی ملک کو ایک منصف بادشاہ کے آنے کی شوکت سے آراستگی دیوے ضرور اُس کے اسباب تیار کرتا ہے اور اس مضمون یا بات کا سچّا گواہ گجرات کے حاکم کا عمل (کام) ہے کہ ذاتی غرور اور خوشامد گویون کے ہجوم اور مستی اور مستون کی زیادتی اور ہوشیاری اور ہوشیارون کی کمی کے سبب سے بغیر کسی وجہ کے عہد و پیمان کا توڑنا اور ظاہری رابطون (تعلقون) کا توڑنا کرکے اتنی نامناسب باتون کے نکلنے (ظاہر ہونے) کی جگہ ہوا اسلئے بلند ہمّت نے اس بات کی خواہش کی کہ بلند شہر (شاہی لشکر) گجرات کی متوجہ ہوئے (جاوے) اور سنہ ۹۴۱ ہجری جمادی الاولی کے آغاز مین دولت کی رہبری اور اقبال کی رہنمائی کے ساتھ مبارک گھڑی مین ارادہ کا پانون رکاب مین رکھکر اقبال کی باگ گجرات کے تابع کرنے کے ارادہ پر پھیری جب قلعہ راسین کے نزدیک بزرگی کا اُترنا واقع ہوا - قلعہ کے لوگون نے عرضیان قیمتی پیشکشون (تحفون نذرانون) کے ساتھ بھیجین کہ قلعہ بادشاہ کا ہے اور ہم بادشاہ کے بندے ہین جبکہ سلطان بہادر کا کام انجام پا جائے گا یہ قلعہ کیا ہوگا - سچ تو یہ ہے کہ چونکہ ارادہ گجرات کے ملکون کے فتح کرنے کا تھا وہان نہ رُکے اور ولایت مالوہ کی طرف متوجہ

ہوئے اور جب سارنگ پور اقبال کے خیموں کی خیمہ گاہ ہوا جہان کی فتح کرنے والی یورش (حملہ آوری) کا آوازہ اور فتحمند
جھنڈوں کا کوچ کرنا منزل بہ منزل سلطان بہادر کو قلعہ چتور کا محاصرہ کئے تھا پہنچا غفلت کی نیند سے جاگا اور اپنے ملازموں
سے مشورہ کیا ایک جماعت نے اس پر اتفاق کیا کہ قلعہ کی مہم ہر وقت میسّر ہے اور قلعہ کے لوگوں سے بالفعل (سردست)
۱۴۶ کوئی نقصان نہین پہنچتا ہے وقت کے مناسب وہ ہے کہ قلعہ کی مہم کو موقوف رکھکر (ترجمہ صفحہ یکصد و چہل و ششم) ہم
بادشاہی لشکر کے مقابل ہووین۔ صدر خان نے جو علم و فضل کی جماعت کا سردار تھا اور بلند مرتبہ رکھنے والے سپاہیوں کے
دائرہ مین تھا اپنی رائے کی پختگی اور تدبیر کی درستی سے کہا مناسب وہ ہے کہ قلعے کے کام کو کہ ہم قریب انجام پہنچا چکے
ہین انجام کو پہنچا لیین اور ہم کہ بیدینوں کے مقابلہ کو آئے ہوئے ہین بادشاہِ اسلام ہمارے اوپر چڑھائی نہین کریگا
اور اگر آئے تو ہم اُس وقت اُس لڑائی کے چھوڑنے اور اُس کے ساتھ لڑنے مین صاحب عذر ٹھہرین گے۔ یہ رائے
سلطان بہادر کو پسندیدہ خاطر ہوئی اور پامرداری کے ساتھ قدم جمایا یہان تک کہ تیسری ماہ رمضان ۹۴۱ھ ہجری مین
سلطان نے قلعہ چیتور کو فتح کرلیا اور شاہی لشکر کی طرف روانہ ہوا۔ اقبال کے خیموں کی خیمہ گاہ اُجین کا میدان تھا
جب سلطان بہادر کی دلیری بر تر سماعت (شاہی کان) مین پہنچی آنحضرت نے بھی بہت جلد توجہ فرمائی (روانہ ہوئے)
اور مندسور کے اطراف مین جو مالوہ کے مضافات (متعلقات) سے ہے ایک پانی کے تالاب کے کنارے جو بڑے ہونے
اور پھیلے ہونے مین ایک دریا تھا اس کے دونوں طرف لشکر اُترا۔ اور حضرت جہانبانی کے ہراول (وہ فوج جو سب سے
آگے جاتی ہے) کے درمیان یہ یکہ بہادر اور ایک جماعت اور سلطان بہادر کے ہراول کے درمیان سید علی خان اور میرزا مقیم
کہ خراسان خان خطاب رکھتا تھا لڑائی ہوئی اور مخالفوں کو شکست ہوگئی اور سلطان بہادر بھی شکستہ خاطر ہوگیا
تاج خان اور صدر خان نے اُس سے کہا ہمارا لشکر نے تازہ طور پر (حال ہی مین) چیتور کو فتح کیا ہے اور ابھی تک
کچھ ایسی مار اور لڑائی (مار دھاڑ) بادشاہی لشکر کی نہین دیکھی ہے امید ہے آیندہ قوی دل ہو کر لڑائی کے کام مین
مشغول ہوگا اب دیر نہ لگانا چاہئے اور لڑائی کی طرف متوجہ ہونا چاہئے۔ رومی خان نے کہ جس کی سپردگی مین توپ خانہ
تھا اور اَور بہت سے لوگوں نے سلطان سے کہا کہ ہمارے ساتھ ایک بڑا توپ خانہ ہے ایسے آگ برسانے کے سامان
کے موجود ہوتے ہوئے اپنے آپ کو تلوار پر مارنا کیا معنی رکھتا ہے (بے فائدہ کام کرنا ہے) مناسب وہ ہے کہ ارابہ (گاڑی
جس پر توپ چڑھا کرلے جاتے ہین) کا حصار (دائرہ) کرکے اُس کے گرداگرد خندق (کھائی) کھود کر پہلے اس دُور تک
پہنچنے والے ہتیار (یعنی توپ) کو عمل مین لائین تاکہ مخالف کا لشکر روز بروز کم ہوتا قبول کرکے (گھٹ کر) متفرق ہوجائے
یا پراگندہ ہوجاے اور تیر اور تلوار کی لڑائی اپنی جگہ مین ہے آخر کار اسی قرارداد (ٹھہرائی ہوئی بات) پر ٹھہرے۔
ہمیشہ لڑائی کا ہنگامہ گرم ہوتا تھا (خوب زور شور سے لڑائی ہوتی تھی) اور برابر گجراتیوں پر شکست پڑتی تھی اور اقبال
(اقبال شاہی) کے ظہوروں سے وہ ہے کہ ایک روز بہت سے بہادر اور یکّہ جوان شراب نوشی کی محفل گرم کئے تھے

(شراب نوشی کر رہے تھے) اور ہر ایک مست ہو کر اپنی مردانگی کا ذکر کر رہا تھا ان مین سے ایک بہادر نے کہ اس مین معاملہ کے سمجھنے کا ہوش بہت کم باقی رہا تھا کہنا شروع کیا کب تک یہ گپ شپ ہوتی رہے گی آج کے دن کہ غنیم (دشمن) مقابل مین ہے اس کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے اور اپنے کام کی کھرائی کو ظاہر کرنا چاہیئے (اور اپنی بہادری کا جوہر ظاہر کرنا چاہیئے) اور بغیر اس کے فتحمند لشکر (بادشاہی لشکر) کے ہوشیار ون کو خبر ہوئے یہ شراب کی مجلس کے شرابخوار لوگ کہ دو سو آدمیون کے قریب تھے (ترجمہ صفحہ یکصد چہل و ہفتم از کشوری) ہتھیار بند ہو کر غنیم کے لشکر کے مقابلے کو روانہ ہوئے جب نزدیک پہنچے گجرات کے شریفون یا سردارون سے ایک سردار چار ہزار آدمیون کے قریب اپنے ساتھ لئے لشکر (چھاونی) کے باہر نکل کر نگہبانی کرتا تھا آگے بڑھا اور لڑائی کا میدان ایسا آراستہ ہوا کہ کہنے مین نہین آتا اور گجراتیون کا دل ہاتھ سے گیا اور شکست پا کر اپنے لشکر مین (چھاونی مین) جا گھسے ۔ اور یہ لڑاکا لوگ کار نمایان یا یادگار کام کر کے لوٹ آئے اس دلیری اور دلاوری کی شہرت (آوازہ) سلطان بہادر کے لشکر کے آرام کی کھو دینے والے (پریشان بنانے والی) ہوئی اور اس کے اپنے اراہ کے قلعے سے کم کوئی نکلتا تھا اور ہمیشہ فتحمند سپاہ طرفون مین جا کر غلہ کے آنے جانے کے راستہ کو لوٹتی تھی یہانتک کہ گجراتیون کے لشکر مین بڑا قحط ظاہر ہوا ۔ عید رمضان کے روز محمد زمان میرزا پانسو یا چھ سو آدمیون کے ساتھ دلیری کا قدم آگے بڑھا کر باہر نکلا اور اس طرف سے بھی ایک جماعت لڑنے کو آگے گئی دو تین مرتبہ گراتی تیر پھینک کر بھاگے اور حیلہ اور مکاری (چھل ۔ فریب) سے بادشاہی فتحمند لشکرون کو توپخانہ کے چلنے کے موقع پر (توپخانہ کی زد پر) پہنچایا اور ایکبارگی توپون کو آگ دی (فیر کئے) اس روز بعضے بادشاہی لوگون کو بدنظر (شکست) پہنچی سترہ روز کے بعد کہ پسندیدہ (شبھ) گھڑی تھی حضرت جہانبانی نے قرار دیا کہ سلطان بہادر کے لشکر کے مقابل جا کر لڑائی کرون ۔ اس درمیان مین روز بروز گجراتیون کا کام طرف خوف اور ڈر کے زیادہ تر کھنچتا جاتا تھا روز بروز گجراتی زیادہ زیادہ خوف و ڈر سے بھرتے جاتے تھے) اور بید ولتی (نحوست) کا اسباب زیادہ موجود ہوتا جاتا تھا ۔ یہان تک کہ حضرت دائمی اقبال سے یکشنبہ کے روز اکیسوین شوال مذکور سلطان بہادر نے خود ویران ہو کر حکم دیا کہ تمام ضرب زنون (بالون) اور بڑی دیگون (شاید مراد بڑی توپین ہین) باروت سے بھر کر آگ لگا دی کہ سب ٹوٹ کر رہ گئین جب شام ہوئی سلطان بہادر میران شجاع اور پانچ یا چھے اپنے نزدیکون (مقربون) کو ساتھ لے کر خیمہ کے شگاف سے باہر نکل کر آگرہ کی طرف متوجہ ہوا اور راستہ بھول جانے کی وجہ سے مندو کی طرف چلا گیا اور صدر خان اور عماد الملک شاہی سوار دونون آپس مین اتفاق کر کے بیس ہزار سوار کے ساتھ سیدھے راستے سے مندو گئے اور محمد زمان میرزا بہت سے لوگون کو لے کر فتنہ اور فساد کے لئے لاہور کی طرف گیا اس روز ایک عجیب شور و غل اور گرد و غبار گجراتیون کے لشکر سے اٹھا اور حال کی شاہی لشکر مین ظاہر نہ تھی اور حضرت جہانبانی تیس ہزار سوار لیے شام سے صبح تک ہتھیار بند کھڑے رہے اور غیبی فتح کی سعیدی کے نکلنے کا انتظار کرتے رہے یہان تک ایک پہر دن چڑھے

معلوم ہوا کہ سلطان بہادر مندو کی طرف بھاگ گیا ہے فتحمند لشکر کے بہادروں نے سلطان بہادر کی لشکر میں گھسکر
ہاتھ لوٹ کے لئے کھولا (خوب لوٹا) اور اسباب اور اموال اور ہاتھی اور بہت سے گھوڑے ہاتھ لگے (ترجمہ صفحہ یکصد و
چہل و ہشتم از کشوری) اور خداوند خان جو اُستاد بھی اور وزیر بھی سلطان مظفر کا تھا ہاتھ لگا (گرفتار ہوا) اور آنحضرت ۱۴۸
نے اُس کو بادشاہانہ مہربانیوں سے خصوصیت (خاص ہونا) عطا فرما کے اپنی ملازمت میں نگاہ رکھا (اپنے ہاں
نوکر رکھ لیا) اور یادگار ناصر میرزا اور قاسم سلطان اور میر ہندو بیگ کو (بادشاہ نے) بڑے لشکر کے ساتھ بھاگے ہوئے
لشکر کے پیچھے بھیجا سچ ہے جو شخص اندھی عقل رکھنے والوں (بدعقلوں) کی سنگت میں بیٹھتا ہے بدعقل بن جاتا ہے
خاص کر کے ایسا شخص کہ جس نے عہد و پیمان توڑا ہو ایسے جہان کے بادشاہ کے ساتھ کہ سچائی اور راستی و درستی کا
قبلہ ہو۔ اور شعبدہ بازوں (بازیگروں۔ مکّاروں) کی طرح آگے آ کر فریب دینے کی گوٹ کھیلا ہو۔ یقیناً اُس کو ایسا ہی
روز آگے آئے گا۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب صدر خان اور عماد الملک وہاں سے روانہ ہوئے سیدھے قلعہ مندو پر چڑھائی
کرنے والے ہوئے اور حضرت جہانبانی نے بھی فتحمند لشکروں کے پیچھے پیچھے چل کر ایک گوشہ میں بزرگی کا اُترنا فرمایا
اور قلعہ کا دروازہ اقبال کی خیمہ گاہ ہوا اور رومی خان مخالف کے لشکر سے بھاگ کر ملازمت میں آ ملا اور سربلندی
کا خلعت پایا اور چودھویں روز سلطان بہادر مختلف راستوں سے گھومتا (چکر کھاتا ہوا) جو لی ہیلسر کے دروازہ سے
قلعہ مندو کے نزدیک آ نکلا اور صلح کی بات درمیان میں لایا کہ گجرات اور چیتور جو ابھی ہاتھ آیا ہے سلطان کا ہے
اور مندو اور وہ حدود حضرت جہانبانی کے ملازموں کے متعلق ہوویں۔ مولانا محمد پیر علی نے حضرت جہانبانی کی
طرف سے اور صدر خان نے سلطان بہادر کی طرف سے نیلی سبیل میں باہم بیٹھکر قرار دیا۔ اور اسی رات کے
آخر میں قلعہ کے نگہبانی کرنے والے کوشش کی محنت سے تھک گئے تھے ناگاہ قلعہ کے پیچھے سے فتحمند فوج کے
دو سو آدمی بعضے سیڑھیاں لگا کر اور بعضے رسّیاں پکڑتے قلعہ پر چڑھ گئے اور قلعہ کی دیوار سے اپنے آپ کو نیچے ڈالا
یعنی نیچے اُترے اور قلعہ کو جو دروازہ اُس جانب (شاہی فوج کی طرف) تھا کھول دیا اور گھوڑے لا کر سوار
ہوئے اور دوسرے سپاہی دروازے کے رستے سے داخل ہوئے یہ خبر صاحب مورچل (مورچہ) کو کہ ملو خان
مندو کا حاکم تھا اور لقب قادر شاہی رکھتا تھا پہنچی وہ گھوڑے پر چڑھکر دوڑاتا دوڑاتا سلطان کے پاس آیا
سلطان ابھی سو رہا تھا قادر کی آواز سے بیدار ہو کر خواب اور بیداری کے درمیان رُخ طرف بھاگنے کے رکھا اور
تین یا چار آدمیوں کے ساتھ باہر کی طرف دوڑا اور راہ کے درمیان بھوپت رائے بیٹا سلہدی کا جو اُس کے
مجلسیوں سے تھا میں سواروں کے قریب پیچھے سے جا کر ملا جبکہ میدان کے سر کے دروازے پر پہنچے فتحمند
فوج کے دو سو سواروں کے قریب روبرو آئے سلطان نے آپ پہلے ان پر حملہ کیا اور کتنے ایک اور پیچھے حملہ آور
ہوئے (ترجمہ صفحہ یکصد و چہل و نہم از کشوری) آخر فوج کو چیرتا ہوا ملو خان اور ایک اور ملازم کے باہر نکل گیا ۱۴۹

اور قلعہ سونگیر پر آیا اور گھوڑون کے رسیان باندھ کر نیچے اُتارا اور خود بھی ہزار تکلیف سے نیچے اُترا اور گجرات کا راستہ لیا اور قلعہ کے اطراف مین قاسم حسین خان کھڑا تھا بوری نام اوزبکی تے جو سلطان کی نوکری سے بھاگ کر قاسم حسین خان کا ملازم ہو گیا تھا اُس نے سلطان کو پہچانا اور خان سے کہا خان نے خام کاری (غفلت ۔ بے پروائی) سے سُننے کو نا سُنا ہوا خیال کیا یہانتک کہ سلطان آدھی جان بچا لے گیا اور اُس کے جاپانیر کے قلعہ کے پہنچنے تک ہزار یا پانسو آدمی آکر سلطان سے ملے جب قلعہ مین پہنچے وہان عمدہ چیزون کے خزانون سے جو کچھ کہ سکا بندر دیپ کی طرف بھیجا بات جب یہانتک پہنچی ہے تھوڑا سا اس مبارک انجام رکھنے والی فتح کے آغاز سے کہنے سے چارہ نہین ہے جب فتحمندی کا پیشہ رکھنے والے بہادر ایسی چالاکی عمل مین لاکر سند و قلعے کے اوپر چڑھ گئے اور ایک ایسا یادگار کام ظاہر کیا اُس صبح مین ٹھیک خبر باہر نہین آئی جب دن کے دو گھنٹے گزرے (دو گھنٹے دن چڑھے) اقبال کے لشکرون کے داخل ہونے کی خبر قلعے کے اندر اور اُس کا فتح ہونا حضرت جہانبانی کی جاے عرض مین پہنچا آنحضرت سوار دولت ہو کر متوجہ قلعہ کی طرف ہوئے اور دہلی دروازے سے داخل ہوئے ۔ صدر خان اُسی طرح پر اپنے سارے لوگون کے ساتھ گھر کے دروازے پر کھڑا لڑائی کر رہا تھا اگرچہ زخمی ہو گیا تھا پایداری کا پانون جاے تھا آخر کار شریف لوگ (سردار) اُس کی باگ پکڑ کر سونگیری کی طرف لے گئے اور بہت سے آدمی اُس کے ساتھ بھاگ کر وہان قلعہ نشین ہوئے اور سلطان عالم بھی وہان گیا فتح کی نزدیکی رکھنے والی سپاہ نے تین روز مخالفون کی منزلون (گھرون) کو لوٹا ۔ اُس کے بعد شاہی حکم جاری ہوا کہ لوٹ مار کرنے والے باز رہین ۔ اور اعتبار کے قابل لوگون کو صدر خان اور سلطان عالم کے پاس بھیجا ان واقفکارون (تجربہ کارون) نے بڑی بڑی نصیحتون سے اُن کے دلون کو اطمینان بخشا ۔ اور بہت کہنے سُننے کے بعد خلاصہ کلام یہ ہے کہ اُن دونون قلعہ نشینون کو امان دیکر حضور شاہی مین لائے ۔ اور چونکہ سلطان عالم سے کئی مرتبہ فتنہ و فساد نے سر نکالا تھا اُس کی کوچین کاٹ کر چھوڑ دیا اور شاہانہ مہربانیان صدر خان کے بارہ مین ظہور مین آئین ۔ اور اس فتح کے تین روز بعد قلعہ سے نیچے آکر دس ہزار تجربہ کار بہادر سوارون کو ہمراہ لیکر بہت جلدی کے ساتھ گجرات کی طرف متوجہ ہوئے اور حکم ہوا کہ شاہی لشکر منزل بہ منزل پیچھے چلا آتا رہے جب فتحمند لشکر جاپانیر کے نزدیک ہوا تو اُس نے دروازۂ ہیلی کی طرف عماد الملک کے حوض کے قریب کہ تین کوس کا اُس کا دورہ ہے کھڑے ہو کر (ٹھہر کر) فوجون کی ترتیب دی (ترجمہ صفحہ یکصد و پنجاہم از کشوری) جب یہ خبر سلطان بہادر کو پہنچی قلعہ کو مضبوط کر کے دوسرے دروازے سے کہ تلاوا کی طرف ہے باہر نکلا اور کھمبایت کی طرف بھاگ گیا اور شہر مین اُس کے اشارہ سے آگ لگا دی ۔ حضرت جہانبانی نے شہر مین اقبال کا اُترنا کر کے حکم فرمایا کہ آگ کو رحمت (مہربانی) کے پانی سے بجھا دین اور میر ہندو بیگ اور دوسرے لوگون کو جاپانیر کی حدود مین چھوڑ کر اور ہزار سوار اپنی ہمراہ لے کر سلطان بہادر کی طرف مارا مار روانہ ہوئے ۔ سلطان کھمبایت مین پہنچکر دیپ کی طرف چل دیا اور سو جنگی کشتیان کہ فرنگ کے خیال سے اُس نے تیار کی تھین ۔ اُن مین آگ لگا دی کہ ایسا نہ ہو کہ شاہی لشکر اُن مین چڑھ کر

۱۵۰

اُس کا پیچھا کرے اور اُسی روز کے آخر کہ وہ دیپ مین گیا حضرت جہانبانی نے کمبایت مین بزرگی کا اثر نا فرمایا - اور دریائے شور کا کنارہ اقبال کی خیمہ گاہ ہوا - اور وہان سے ایک جماعت کو سلطان بہادر کے پیچھا کرنے کے لئے کمبایت سے روانہ کیا - سلطان جب دیپ مین داخل ہوگیا فتحمند بہادر دیپ کی نزدیکی سے بہت سی غنیمتون (لُوٹ کے مال) کے ساتھ لوٹ کر کمبایت مین آئے اور آسانی مددون سے سال نوسو بیالیس ۹۴۲ مین مندو اور گجرات فتح ہوگیا - اور جس کی کہ خدا کی طرف بازگشت (لوٹنا - یعنی ہر بات مین خدا پر بھروسہ کرنا) ہے اور اُس کی کسوٹی درست نیّت ہے (یعنی جو کوئی کہ سچّی نیت کے ساتھ خدا پر بھروسہ کرتا ہے) بیشک اُس کا مقصد (دلی آرزو) اُس کی آغوش مین رکھتے ہین اور اس سال کے ماہ شعبان کی پہلی تاریخ میرزا کامران لاہور سے قندھار کو گیا اور شاہ طہماسپ صفوی کے بھائی سام میرزا کے ساتھ ایک بڑی لڑائی لڑکر فتح کرلیا اور اس سرگزشت کا مختصر حال یہ ہے کہ سام میرزا قزلباشیہ کی ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ قندھار کو آیا خواجہ کلان بیگ نے قندھار کو بڑی پائداری کے ساتھ آٹھ مہینے تک نگاہ رکھا انھین دنون مین میرزا کامران بڑے سامان کے ساتھ لاہور سے روانہ ہوا - اور میرزا کامران اور سام میرزا کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی - اور اغزلوار خان کو جو بڑے سردارون سے قزلباشیہ کے تھا اور میرزا سام کا اتالیق تھا لڑائی مین گرفتار کرکے قتل کرڈالا - اور قزلباش کے لشکر سے بہت سے لوگ نیستی کے بیابان کی طرف روانہ ہوئے (مارے گئے) میرزا کامران فتحمند اور فتحیاب لوٹ کر لاہور کی حدون مین پہنچا - اور میرزا محمد زمان کی فتنہ انگیزی برطرف ہوئی اور اس اقبال کی داستان کی شرح مختصر طور پر یہ ہے کہ پہلے بیان ہوچکا ہے کہ محمد زمان میرزا سلطان بہادر کے شکست پانے کے بعد فتنہ انگیزی کے خیال سے لاہور کی طرف روانہ ہوا جب اشارہ کیا گیا (محمد زمان میرزا) سند کی حدون مین آیا شاہ بیگ ارغون سند کے حاکم کے بیٹے شاہ حسین نے اپنے پاس اُس کو ٹھہرنے نہ دیا اور اُس کو لاہور کی طرف رہنمائی کی کہ میرزا کامران قندھار کی طرف گیا ہے اور ایسا بڑا آباد ملک خالی ہے وہان جانا چاہئے - بدنصیب میرزا (محمد زمان) میدان کو خالی خیال کرکے لاہور کی طرف آیا اور اُس کو محاصرہ کرلیا (گھیر لیا) اسی عرصہ مین میرزا کامران نے لاہور کے اطراف مین آکر دبدبہ کا نقارہ بجالایا میرزا محمد زمان گھبرایا اور اُس نے اپنے کام کی تدبیر اس کے سوا کہ پھر گجرات کو لوٹے نہ دیکھی ناامید اور بے سروسامان لوٹ کر پھر اُس ملک کو گیا - اور اس سال مین میرزا حیدر گورکان کاشغر سے راہ بدخشان طے کرکے میرزا کامران سے لاہور مین آکر ملا - دوسری بہار مین شاہ طہماسپ خود قندھار کی حدون مین آئے اور خواجہ کلان بیگ نے سارے کارخانون کو توشک خانہ وغیرہ سے (توشک خانہ - وہ کمرہ جس مین پہننے کے کپڑے رکھے جاتے ہین) مناسب طریقہ اور قاعدے سے ترتیب دے کر قلعہ اور کارخانون کی کنجیان بادشاہ کے حضور مین قلعہ داری کا سامان نہین رکھتا ہون اور لڑنے کی طاقت نہین ہے اور آکر دیکھنا اور ملاقات کرنا نمک شناسی کے قانون اور آقا ہونے اور نوکر ہونے کے حقوق کی نگہبانی کے مذہب مین جائز نہین ہے - ناچار گھر آراستہ کرکے مہمانون کے حوالہ کرتا اور اپنے آپ کو کنارہ کھینچتا

جاتا ہے - اور خود ٹتہ اور آچ کی راہ سے لاہور کو آیا اور میرزا کامران نے ایک مہینے اُس کا سلام نہ لیا (یعنی ناراض ہونے
کی وجہ سے اُس کو اپنے حضور مین آنے کی اجازت نہ دی) کہ کس واسطے تو اس قدر نگاہبانی نہ کر سکا کہ مین اپنے آپ کو وہان پہنچاتا
اور بہت سرگزشت کے بعد میرزا کامران نے سرانجام (ساز و سامان) کر کے دوسری بار قندھار پر حملہ کے متوجہ ہوا میرزا
حیدر کو بڑے بڑے کامون کے انتظام کے لئے لاہور چھوڑا شاہ طہماسپ میرزا کے رُخ کرنے سے پہلے بداغ خان قجار
کو کہ بڑے سردارون سے تھا قندھار کی حکومت پر چھوڑ کر چلے گئے تھے میرزا کامران نے پہنچکر قندھار کا محاصرہ کیا بداغ
خان اَمان (پناہ) مانگ کر چلا گیا اور میرزا کامران قندھار پر قابض ہوا - اور خوب وہان اپنا انتظام کر کے لاہور کو لوٹا
بات کہان تھی کہان پہنچی - وہی بہتر ہے کہ اس سے ہاتھ روک کر مقصود (مطلوب - چاہی گئی بات) کی طرف متوجہ
ہوؤن - القصہ جب حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) کم لوگون کے ساتھ کمایت کی حدون مین بزرگی کا اُترنا فرمائے
ہوئے تھے - ملک احمد لاد اور رکن داود نے جو سلطان بہادر کے اراکین سلطنت سے تھے اور کولی وارہ کے نزدیک
گزارہ کرتے تھے اُس سرزمین کے کوارون اور کولیون کے ساتھ عہد و پیمان کیا کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے
لشکر مین آدمی کم رہ گئے ہین اس موقع کو غنیمت سمجھ کر رات کے وقت چھاپا مارو اور وہ اس پر آمادہ ہو گئے اور خوش
اقبال ہونے کے اثرون سے یہ ہوا - کہ ایک بڑھیا نے اس بات سے واقف ہو کر اپنے آپ کو بادشاہی خیمہ کے
پاس تک پہنچایا اور درگاہ کے نزدیکون سے ایک سے کہا کہ ایک ضروری بات ہے مین چاہتی ہون کہ بغیر کسی کے
وسیلے کے جائے عرض مین پہنچاؤن جب مبالغہ کے حد سے گزر گیا اور سچائی کے نشان اُس کے حال کی پیشانی
سے ظاہر تھے اُس نے داخل ہونے کی اجازت پائی اور اُس نے رات کے وقت چھاپا مارنے کے عہد و پیمان کو عرض
مین پہنچایا (یعنی پہلے تو شاہی مصاحب نے اُس بڑھیا سے کہا کہ مجھ کو بتاؤ کہ مین کہدون لیکن جب بڑھیا نے نہ بتایا
اور یہی کہتی رہتی کہ مین خود ہی کہون گی وہ بات کسی اور سے کہنے کی نہین ہے تب چونکہ وہ بڑھیا سچی معلوم ہوتی ہے
اس لئے بادشاہ کے حضور لائی گئی اور اُس نے ساری حقیقت بادشاہ کے روبرو بیان کی) (ترجمہ صفحہ یکصد و پنجاہ و دو
از کشوری) آنحضرت نے فرمایا کہ یہ دولتخواہی کہان سے تیرے دل مین پہنچی وہ بولی کہ میرا بیٹا حضور کے نوکرون سے
ایک کی قید مین ہے مین نے چاہا کہ اس خیرخواہی کے انعام اور عوض مین اس کو قید سے چھڑواؤن - اور اگر مین نے
جھوٹ بولا ہو تو مجھ کو میرے بیٹے سمیت سزا دیوین حکم شاہی کے موافق اس کے بیٹے کو لا موجود کیا اور دونون پر
نگہبان مقرر کئے - اور خبرداری کی راہ سے فتحمند فوج کو تیار کر کے کنارہ پر کھینچا صبح کے نزدیک چھے ہزار بھیل اور کوار
بادشاہی خیمون پر آ لوٹے اور حضرت جہانبانی نے اپنے آپ کو مع اقبالمند فوج کے ایک ٹیلے کے اوپر پہنچایا تھا -
کوارون نے آکر چھاونی کو لوٹنا شروع کیا اکثر عمدہ عمدہ کتابین کہ باطنی مصاحب تھے اور ہمیشہ اُن کو اپنے ساتھ
رکھتے تھے ضائع ہوئین اُن سب سے ایک تیمور نامہ تھا کہ ملا سلطان علی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اُستاد بہزاد

۱۵۲

کا تصویردار بنایا ہوا تھا اور اب میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کے کتاب خانے مین موجود ہے - حاصل کلام تھوڑے
حصے مین سلامت کی صبح اقبال کے نکلنے کی جگہ سے نکلی - اور بہادر لوگ کہ بہادری کا طریق رکھنے والے تھے اُن گستاخون
کی طرف متوجہ ہوئے اور اُن سب سیاہ بخت بدنصیبون کو تیرون کی بوچھار سے شکست دے کر پراگندہ کر دیا اور اُس
بڑھیا نے سُرخ روئی پائی اور اپنے مقصد کو پہنچی - اور بادشاہی غضب کی تیزی اور زبردست بادشاہ کے غلبہ کے دبدبے
جوش مین آکر حکم دیدیا کہ کمبایت کو لُوٹ لین اور جلا دین - اور اُس کے بعد سلطان بہادر کے پیچھا کرنے سے قطع نظر
کر کے جاپانیر کی طرف شاہی لشکر کا لوٹنا ہوا اور چار مہینے تک اُس قلعہ کو محاصرہ کئے رہے اور اختیار خان کہ قاضی اودن
قصبہ نرباد سے تھا جو اُس ولایت کے قصبون سے ہے اور نیک چلنی اور کاردانی کے سبب سے سلطان بہادر کے
اعتبار کے لائق لوگون مین داخل تھا - قلعہ کی نگہبانی مین بڑی کوشش بجا لایا اور باوجود اس نگاہبانی اور خبرداری
کے کبھی کبھی پہار کے دروازون سے کہ درخت کی کثرت اور جھاڑیون کی زیادتی سے ایسے تھے کہ پیدل مشکل سے گزر سکتا
تھا سوار کا تو کیا کہنا ہے بعضے پہاڑ کے طے کرنے والے لکڑہارے اپنے نفعون کی مصلحت کے لئے ایک راستہ
پیدا کر کے غلہ اور روغن کی قسم سے منگا بیچنے کے ارادے پر قلعہ کے دامن مین لے جاتے تھے اور قلعہ کے لوگ رسیان
یا ڈوریان لٹکا کر قیمت نیچے بھیجدیتے تھے اور چیز اوپر کھینچ لیتے تھے جب محاصرہ کی مدت بہت دیر تک رہی ایک روز
حضرت جہانبانی قلعے کی طرفون کی سیر خود دولت و اقبال کے ساتھ فرما رہے تھے اور ایسی جگہ کہ جہان سے لشکر دن
کا گزرنا ممکن ہو تلاش کرتے تھے ایک مرتبہ ہالول کی طرف سے کہ باغستان تھا سیر کرتے ہوئے آگے گئے وہ لوگ
کہ غلہ اور روغن بیچ کر جنگل کے درمیان سے باہر نکلتے تھے بزرگ نظر مین آئے - حکم ہوا کہ تحقیق کرین کہ یہ لوگ کیا کام
کرتے ہین اُنھون نے کہا ہم لکڑہارے ہین چونکہ لکڑہاری کے اسباب کلہاڑی اور بسولہ ہمراہ نہ رکھتے تھے اُن کی
بات سچ نہ مانی گئی - شاہی حکم ہوا کہ جب تک سچ بات نہ بتائین سزا سے رہائی نہ پائین ناچار اُنھون نے اقرار کیا
کہ حال یہ ہے حکم ہوا کہ آگے آگے چلین اور اُس جگہ کو دکھاوین جب نظر فرمائی دیکھا کہ ساٹھ یا ستر گز کی اُونچائی
ہے نہایت ہموار ہین - کہ جس پر چڑھنا نہایت مشکل ہے بادشاہی حکم کے موافق لوہی کی ستر یا اسّی میخین حاضر
کین - اور ایک ایک گز کے فاصلے پر داہنے اور بائین پہاڑ کی دیوار مین ٹھونکین اور بہادر جوانون کو حکم ہوا کہ اس
مردانگی کی سیڑھی پر چڑھین بتیس آدمی چڑھے تھے کہ بادشاہ نے بذات خود چاہا کہ چڑھین بیرام خان نے جا کے
عرض مین پہنچایا کہ اس قدر توقف فرما دین کہ آدمی راستے کے درمیان سے اوپر چڑھ جائین اُس وقت خود متوجہ
ہون یہ کہا اور خود آگے بڑھا اور بیرام خان کے پیچھے حضرت جہانبانی نے خود دولت و اقبال کے ساتھ چڑھنا
فرمایا اور آنحضرت اکتالیسوین تھے اُنھون نے خود کھڑے ہو کر تین سو جوانون کے قریب کو اس فولادی سیڑھی سے
سلامت کے ساتھ اوپر اُٹھا لیا اور حکم ہوا کہ فتحمند لشکر کہ مورچون پر مقرر ہوئے تھے قلعہ پر حملہ کرین اندر کے آدمی

اس واقعہ سے بیخبر تھے باہر کے آدمیون کی لڑائی کے لئے متوجہ ہوئے اور اُنھون نے قلعے کے کنگورون سے سر
باہر نکالے کہ ایکبارگی ان تین سو جوانون نے پیچھے سے آکر تیرون کی بوچھار سے قلعہ کے لوگون کو بیقرار کردیا یا گھبرادیا اور
اس بات کی خبر پاکر کہ حضرت جہانبانی خود پاک ذات کے ساتھ فتح کے درجون پر دولت اور اقبال کے ساتھ چڑھنے والے
ہوئے ہین بدعقل مخالفون سے ہر ایک ایک سوراخ مین جا گھسا اور فتح کا نقارہ بلند آوازہ ہوا اور اختیار خان اُس
جگہ سے کہ اُس مین تھا اُس سے زیادہ اونچی جگہ ایک پہاڑی کی چوٹی پر کہ اُس کو مولیہ کہتے ہین چڑھ کر قلعہ نشین ہوا
دوسرے روز بادشاہ نے اُس کو امان دے کر بُلایا وہ باوجود دانائی اور سلطنت کے بڑے کامون کے انتظام کرنے
کے حکمت کے علمون سے خاص کرکے ہندسہ اور ہیئت سے بڑا حصہ رکھتا تھا اور شعر اور معمّے سے بھی حصہ رکھنے والا تھا
یعنی شاعر بھی تھا اور علم معمّا بھی جانتا تھا۔ بادشاہی مجلس مین بیٹھنے کی اجازت پاکر سارے عالمون کے جلسے مین سربلند
ہوا۔ اور بادشاہی مہربانیون سے امتیاز پایا اور سلطنت کے آستانہ کے مقربون مین داخل ہوا اور فاضلون مین سے ایک
فاضل نے اس فتح کی تاریخ اول ہفتہ ماہ صفر پائی ہے اور جب ولایت گجرات آب مہندری تک سلطنت کے سردارون
کے قبضے مین آگئی اور اُس طرف سے کسی شخص کے عمل دخل مین نہ رہی اُس حدود کی رعایا نے سلطان بہادر کو عرضی
لکھی کہ ولایت کا محصول کا وقت آپہنچا اور ایسے عامل (کارکن تحصیلدار۔ کلکٹر) کے بغیر کہ تحصیل کے قاعدہ اور قانون
کو عمل مین لاوے چارہ نہین ہے اگر کوئی مقرر ہووے تو رعایا مال کے ادا کرنے کے ذمہ سے باہر آوے سلطان بہادر
اپنے جس ملازم سے کہ یہ بات کہتا تھا اُس کو خاموش پاتا تھا آخرکار عماد الملک نے دلیری کا قدم آگے بڑھا کر اس خدمت
کی درخواست کی۔ اس عہد و پیمان پر کہ اس کام کے انجام دینے کے لئے ولایت سے جس جگہ اور جس قدر کہ کسی کو دیوے
اُس کی بابت پرسش نہ کی جاوے۔ عماد الملک دو سو سوار لے کر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا راستہ مین جن لوگون کو کہ
جانتا تھا چند تنخواہین یا چند وظیفے لکھ کر دیدیتا تھا جب وہ احمد آباد مین پہنچا دس ہزار سوار اُس کے پاس جمع ہوگئے
جو کہ دو گھوڑے رکھتا تھا ایک لاکھ گجراتی (گجرات کا سکہ ایک لاکھ) اُس کو دیتا تھا تھوڑے عرصے مین تیس ہزار
آدمی اکٹھا ہوگئے مجاہد خان جوناگڑھ کا حاکم دس ہزار سوار کے ساتھ آکر اُس سے ملا اور اُن دنون مین حضرت جہانبانی
چاپانیر کے قلعے کے فتح کرنے کے سبب سے اور بہت سا مال اور اسباب ہاتھ لگنے کی وجہ سے بزم شاہی کی آراستگی
مین مشغول تھے اور ہمیشہ حوض کے کنارے دونون طرف بادشاہانہ جشن اور رنگین محفلین ترتیب پاتی تھین اور
فرماندہی (حکومت) کی بہت بڑی شرطون سے یہ ہے کہ خاص خدمتگارون اور نزدیک کے ملازمون کے لئے چند
قاعدے مقرر کرین اور ہر ایک گروہ مین ایک دوراندیش خبردار عقلمند شخص کو مقرر فرمادین تاکہ ہمیشہ ان لوگون
کے اُٹھنے بیٹھنے اور رہنے سہنے اور آنے جانے سے باخبر رہے اور بُری سنگت سے کہ بُرے خیالات کے ماں اور باپ
یہی بُری صحبت ہے یعنی بُری سنگت سے بُرے خیال پیدا ہوتے ہین۔ نگاہبانی کرے خاص کرکے ایسے وقت مین کہ

زمانے کے بادشاہ کے آگے کاروبار کی زیادتی نے چھوٹی چھوٹی باتون پر پردہ ڈال رکھا ہو - اور صرف انھین پر بس نہ کرکے
خبر پہنچانے والے سچّے اچھے کام کرنے والے مقرر فرماوین تاکہ ہمیشہ اس جماعت کے ولی آرزو کا لبّ لُباب (خلاصہ) اور
احوال کی حقیقت بادشاہ کے کان مین پہنچاتے رہین - وگرنہ بہت سے کم حوصلہ رکھنے والون کو بادشاہ کی بزرگی اور عظمت
کے ساتھ ہمیشہ خاطر باش ہونے کی وجہ سے لحاظ و ادب گھٹ جاتا ہے اور نزدیک ہونے یا مقرّب ہونے کی خراب
یعنی غرور اُن کو بیہوش کرکے ہمیشہ کے نقصان کے پیر پھیلنے کی جگہ مین ڈالتی ہے اور بڑے بڑے فساد اس بدمستی سے
ظاہر ہوتے ہین جیساکہ اس وقت مین پیدا ہوا یا ظاہر ہوا اُس کی شرح یا مفصل بیان یہ ہے کہ اس احوال کے
درمیان غیبی فتوحات کی شادمانی (وہ خوشی جو خدا کی دی ہوئی فتحون کی وجہ سے ظاہر ہوئی تھی) روز بروز بڑھنے والی
دولت کی محفل آراستہ کرنے والی تھی - کتنے ایک ناقص ذات کم حوصلہ لوگون نے کہ سرنوشت (تقدیر) کے موافق
شاہی مجلس کے گرد کھڑے ہونے والون کے اندر دخل پائے ہوئے تھے کتابدار اور سلحدار (ہتھیارون کا داروغہ)
اور دوات دار اور ایسی ہی دوسرے لوگون کے ساتھ اتفاق کرکے باغستان ہالول کے اندر کہ جس کے پھولون
کی بو جنون کی دیوانگی کو تازہ کرتی تھی اور اُس کی دل لبھانے والی ہوا بجھے ہوئے (سرد) خون کو جوش مین لاتی تھی
(گرم بناتی تھی یعنی مرجھائے ہوئے دلون مین ولولہ اور جوش پیدا کرتی تھی) جاکر صراحی اور جام کی محفل ترتیب دی
اور مستی اور سرور کے عالم (حالت) مین کہ عقل اور ہوش کے اسباب کو لوٹ کے حوالے کر چکے تھے - کتاب ظفرنامہ دیبان
مین رکھ کر سیرے حضرت صاحبقران (امیر تیمور) فتحمند احوال کا آغاز پڑھتے تھے کہ آنحضرت دولت و اقبال کی بہار
۱۵۵ کے آغاز مین جان صدقے کرنے والون سچے نوکرون سے چالیس آدمی ہمراہ رکھتے تھے - (ترجمہ صفحہ ۱۵۵ از کشورکشا)
اُنھون نے ایک روز ہر ایک سے دو دو تیر لئے اور اُن کو ایک جگہ یعنی باہم یا اکٹھا باندھ کر ہر ایک کو دیا کہ اُن کو توڑے
ہر چند ہر ایک نے اُن بندھے ہوئے تیرون کو اپنے زانون پر رکھ کر زور کیا کچھ فائدہ نہ ہوا یعنی تیر نہ ٹوٹے اور جب
اُن تیرون کو جُدا کرکے ہر ایک کو دو دو تیر دئے ہر ایک نے اُن کو توڑ ڈالا - آنحضرت (امیر تیمور) نے فرمایا کہ ہم چالیس
ہین اگر اس تیر کی گڈّی کی طرح یکدل اور متفق ہو جاوین جس مقام کی طرف کہ متوجہ ہووین گے فتحمندی ہمارے
ساتھ ہوگی وہ اس درست اندیشے اور بلند خیال کے ساتھ ہمّت کی کمر مضبوط کرکے ملک لینے کی طرف متوجہ ہوئے
تھے - اُن بے عقل بیخبرون نے اس سرگزشت کو سُنکر یہ خیال نہ کیا کہ ہر ایک ان چالیس شخصون سے ایک لشکر تھا آسمانی
مدد کا - صرف وہ صورت یعنی ظاہر پر قیاس و اندازہ کرکے بُرے خیال مین پڑے اور جب اُنھون نے اپنے آپ کو گنا
چار سو شمار مین نکلے دیوانگی اور بیہوشی کے سبب سے اتفاق کے مضمون کو چار سو کے شمار مین بہت قوی پاکر اپنے
دل مین مضبوط ارادہ کیا کہ دکن کو فتح کرین اور اُس بدمستی مین موت کے راستہ کی تیجائی اور راہنمائی کا میدان طے
کرنے لگے دوسرے روز ہر چند ان نزدیکون کا دُور تک نشان ڈھونڈھا یا ان لوگون کا کہ ظاہر مین نزدیک تھے

اور حقیقت مین بے وفائی کے سبب سے دُور تھے نشان ڈھونڈھا کوئی اثر اور نشان نہ پایا آخر کار اُن کے بُرے خیال کا سُراغ یا پتہ و نشان لگاکر ہزار آدمی اُن کے پکڑنے کے ارادہ پر مقرر فرمائے تھوڑے عرصے مین اُن موت پہنچے ہوئے (مرنے والے) بدنصیبون کو ہاتھ اور گردن باندھ کر (مشکین باندھ کر) شاہی دربار مین لائے۔ سہ شنبہ کا روز تھا کہ آنحضرت سُرخ رنگ کا لباس جلاّدِ فلک کے لباس کی مانند (بہرام اس کو عربی مین مریخ کہتے اور نجومی جلاّدِ فلک بتاتے) پہنکر قہر و غضب کی کرسی پر بیٹھے۔ اور گناہگارون کی جماعت کو گروہ گروہ کر کے لاتے تھے اور بادشاہ ہر گروہ کے بارہ مین اُس کی قسمت کی تحریر (لکھے) کے موافق اور کمال عدل و انصاف کے موافق حکم فرماتے تھے بعضوں کے ہاتھ بلند ہیکل پہاڑ ایسا بدن رکھنے والے ہاتھیون کے پاؤن مین روندوایا اور بعضون کے کہ اُنھون نے ادب کے دائرے سے سر باہر نکالا تھا سر تن سے جُدا کرنے کا حکم دیا اُن لوگون نے کہ ہاتھ کو پاؤن سے نہ پہچانکر بُرے خیال کے ساتھ ہاتھ مارا تھا یعنی بُرے خیال کو اختیار کیا تھا بے ہاتھ اور بے پاؤن کے ہوئے یعنی ہاتھ پاؤن کاٹ ڈالے گئے۔ اور جس فرقے نے کہ خود بینی (مغرور ہونے) کی وجہ سے بادشاہی احکام پر کان نہ دیا تھا بے کان اور ناک کے بنے۔ اور اُس جماعت نے کہ ارادہ کی اُنگلی کا سر خطا کے حرف پر رکھا تھا اُنگلی کا نشان ہستی مین نہ دیکھا ان مقدمات اور احکام کے ختم ہونے کے بعد مغرب کی نماز کا وقت پہنچا۔ امام نے کہ جو بیوقوفی سے خالی نہ تھا پہلی رکعت مین سورہ اَلَم تَرَ کیف (اس سورت مین خداے تعالےٰ نے حضرت پیغمبر صاحب کو اُن کو اصحاب فیل کی خبر دی ہے جو کعبۂ خدا کے ڈھانے کو آئے تھے مگر بحکم خدا ابابیلون نے سنگریزے اپنی چونچون سے اُن پر پھینک پھینک کر اُن سب کو رائی کائی کردیا اور اس طرح وہ سب ہلاک ہوگئے) پڑھی۔ سلام سے فارغ ہونے کے بعد آسمان ایسا بدلا لینے والا حکم جاری ہوا کہ امام کو ہاتھی کے نیچے ڈالین کہ اُس نے قصداً سورۂ فیل کنایہ کے طور پر پڑھا ہے اور اس انصاف کو ظلم بتایا ہے اور بُرا شگون نکالا ہے مولانا محمد پرغلی نے عرض کیا کہ یہ امام قران کے معنی نہین جانتا ہے لیکن چونکہ غضب کی آگ کا جوش شعلہ نکالے تھا اُس نے عتاب کے خطاب کے سوا جواب مین نہ سُنا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب امام کی سادہ لوحی (نادانی) کی شعاع پاک دل کے کنارے پر چمکی اور غضب کی آگ کے شعلے نکلنے بند ہوئے بڑا افسوس فرماکر ساری رات گریہ و زاری مین گزاری اور ان کامون کے انجام دینے کے بعد تردی بیگ خان کو چاپانیر مین چھوڑکر فتحمندی کے جھنڈون کو احمد آباد کی طرف متوجہ کیا اور آب مہندری کے کنارے پر بزرگی کا اُترنا فرمایا اور عماد الملک بھی دلیری کر کے آگے بڑھا شاہی لشکر کے ہر کوچ کے ساتھ وہ بھی کوچ کرتا تھا قصبہ نریاد اور محمود آباد کے درمیان میرزا عسکری کے ساتھ کہ ہراول تھا اور کتنی منزل آگے چل رہا تھا مقابل ہوا اور بڑی لڑائی ہوئی اور میرزا کو شکست ہوگئی اتنے مین یادگار ناصر میرزا اور قاسم حسین خان اور ہندو بیگ بڑی جماعت کے ساتھ جا پہنچے اور اقبال کے جھنڈے کو بلند کر کے بادشاہی عظمت کے کوکبہ (کوکبہ۔ ستارہ۔ شکوہ۔ وہ نشان جس مین فولادی گولا لگتا ہے اور شاہون کی سواری کے آگے چلتا ہے) کے پہنچنے کا کھٹکا و فرمخالفون کے کان مین پہنچایا۔ کہ دیکھو یہ شاہی لشکر

آگیا یہ بات کتنا تھا اور آواز کا دشمنون کے کان مین پہنچا اور یادگار ناصر میرزا کو فتح پانا اور مخالفون کا شکست کھانا یادگار ناصر میرزا چونکہ سب آگے آگے تھا اُسی سے مقابلہ ہوا۔ اور مخالفون کی جانب سے عالم خان لودی اور کئی ایک اُدھر سے بڑی کوشش کی تو عماد الملک آدھی جان سلامت لیکر باہر نکلا شجاعت خان کا باپ درویش محمد قراشیر اُس لڑائی مین شہید ہوا اسی درمیان مین بادشاہی جھنڈے بلند ہوئے اور فتح پیر فتح نے صورت دکھائی۔ جس وقت کہ آنحضرت کا پاک لشکر پہنچا تین ہزار سے زیادہ اور چار ہزار سے کم مخالف کے آدمی مرے پڑے تھے خداوند خان سے شاہ نے پوچھا۔ کہ اور کچھ لڑائی کا احتمال باقی رہا ہے یا نہین اُس نے جواب دیا کہ اگر وہ سبروص (جس کو سفید داغ کا مرض ہو) یعنی عماد الملک خود اس لڑائی مین تھا تو لڑائی ختم ہو گئی اور اگر وہ خود موجود نہین تھا تو ظاہر ہے کہ ایک اور حرکتِ مذبوح (تھوڑی سی حرکت جیسے ذبح کئے جانور مین ہوتی ہے) احتمال کی گئی ہے۔ اس بات کی حقیقت کے جاننے کے لئے آدمی مقرر ہوئے۔ دو زخمی آدمیون سے کہ مردون کے درمیان ادھ مرے پڑے تھے ظاہر ہوا کہ یہ لڑائی عماد الملک کی سرداری مین تھی دوسرے روز بلند شوکت شاہی لشکر نے کوچ کیا اور آگے بڑھ کر بزرگی کا اُترنا فرمایا اور میرزا عسکری اقبال کے لشکرون کے ساتھ ویسی ہی آگے آگے چلتا تھا اور جب حوض کانکریہ پر طرف اقبال کی خیمہ گاہ ہوا میرزا عسکری نے عرض مین پہنچایا کہ اگر سارا لشکر شہر مین داخل ہوگا بازاریون کو آزار پہنچے گا حکم ہوا کہ چوبدار شہر کے ہر دروازے پر موجود رہین اور میرزا عسکری اور اُس کے لوگون کے سوا کسی اور شخص کو اندر جانے دین اور جب سعادت کے ساتھ کوچ کرکے سرکیج کے اطراف مین کہ ایک دلکش آباد مقام ہے بزرگی کا اُترنا فرمایا تیسرے روز عزت کی بارگاہ کے خاص لوگون کے ساتھ شہر کی سیر کو نکلے۔ اور اُس کے بعد گجرات کی مہمون کے انتظام کے لئے توجہ صرف فرماکے شایستہ سرانجام دیا اور ہندو بیگ کو ایک بڑی جماعت کے ساتھ چھوڑا کہ جہان کہین کمک کی حاجت پڑے اپنے آپ کو وہان پہنچاوے اور پٹن میرزا یادگار ناصر کو عنایت فرمایا قاسم حسین سلطان کو بروچ اور نوساری اور بندر سورت عطا فرمایا اور دوست بیگ ایشک آقا نے کمبایت اور برودہ پایا اور محمود آباد میر بوچکہ بہادر کے لئے خاص ہوا۔ اور جب گجرات کی مہمون کا انتظام ہو گیا دولت اور اقبال کے ساتھ بندر دیب کی طرف متوجہ ہوئے جس وقت کہ شاہی لشکر وندوقہ سے کہ احمد آباد سے تیس کوس ہے گزرا تھا دار الخلافہ آگرہ سے دولتخواہون کی عرضیان پہنچین کہ چونکہ شاہی جھنڈے۔ بادشاہی کی جائے بازگشت کے پائے سے بہت دور ہو گئے ہین حدون کے سرکشون نے بغاوت اور سرکشی کا سر اُٹھاکر فساد برپا کرنے کے لئے ہاتھ کھولا ہے اور مالوہ سے بھی تیز رفتار قاصد آئے کہ سکندر خان اور ملو خان نے خروج (نکلنا) کیا اور معتزنبور جاگیردار سرکار ہندیہ کے سر پر آئے اور وہ اپنا مال کو لیکر اوجین کو آیا اور سارے سپاہی کہ اُس طرف مین جا بجا مقرر تھے اوجین مین جمع ہو گئے اور فتنہ برپا کرنیوالون نے بڑی جمعیت (بڑی تعداد) کے ساتھ شہر کا محاصرہ کر لیا ہے اوجین کا حاکم درویش علی کتابدار بندوق کے زخم سے گزر گیا۔ باقی قلعے کے قلعہ نشینون نے امان طلب کی ہے۔ دُنیا کے آراستہ کرنے والی رائے اس پر قرار پائی کہ

لوٹ کر چند روز مالوہ مین ٹھہر کر مندو کو اقبال کے تخت کی جاے قرار بنائین تاکہ مالوہ بھی فساد برپا کرنے والون سے پاک صاف ہوجاوے اور ولایت گجرات بھی کہ از سرنو فتح ہوئی ہے باقاعدہ قبضہ مین ہوجاوے اور فتنہ اور فساد کا شعلہ جو کہ اُس سلطنت کی حدود مین بھڑک رہا ہے بجھ جاوے اسلیئے گجرات کو میرزا عسکری اور امیرون کے ایک گروہ کے حوالہ کر کے لوٹنے کی باگ پھیر کر کھمبایت مین اُترنا فرمایا اور وہان سے بروده اور بروج کی طرف اور وہان سے سورت کی جانب اقبال کی باگین کا پھیرنا فرما کر اُس راستے سے اسیر اور برہان پور کی سیر کے لیئے توجہ فرمائی اور سات روز برہان پور مین توقف کر کے وہان سے کوچ فرمایا اور قلعۂ اسیر کے پہلو سے گزر کر مندو کو خیمہ گاہ فتح اور اقبال کا بنایا اور فتنہ جمع کرنے والے اقبال کے جھنڈون کا آوازہ سُنتے ہی پریشان ہوکر ایک ایک گوشہ مین جا گھسا اور آنحضرت کو آب وہواے مالوہ پاک مزاج کے موافق آئی اور اکثر دولت کے ملازمون کی جاگیر اُس ولایت مین فرمائی اور کامرانی اور کامبخشی کے دروازے زمانے کے مُنہ پر کھولے۔

میرزا عسکری کا گجرات کو خیالِ فاسد کی وجہ سے چھوڑنا

جو بزرگ کہ دولت اور نعمت کی قدر نہ پہچان کر ناشکرگزاری کا راستہ چلتا ہے اپنے ہاتھ سے کلہاڑی اپنے پاؤن پر مارتا ہے اور اپنے زور سے ہلاک کے غار مین پڑتا ہے۔ اور اس بات کی مثال میرزا عسکری اور گجرات کے امیرون کا احوال ہے کہ اُنھون نے تنگ حوصلہ ہونے کی وجہ سے تھوڑی سی کامیابی پر طرح طرح کے اندیشے اپنے دل مین لائے اور نالائق زندگی سے اوّل خلاف کی گرد آپس مین ظہور مین لائے اور نفاق (دوروئی) کے غبار نے اُن کے احوال کے میدان کو تاریک کیا چنانچہ تین مہینے کے قریب گزرے تھے کہ مخالفون نے فتنہ کی گرد اُٹھائی۔ خان جہان شیرازی اور رومی خان نے کہ صفر نام رکھتا تھا اور سورت کا قلعہ اُس کا بنایا ہوا ہے آپس مین اتفاق کیا ولایت نوساری کو کہ قاسم حسین خان کے ایک رشتے دار عبداللہ خان کے قبضہ مین تھا لے لیا اور عبداللہ خان اُس طرف کو چھوڑ کر بروج مین آیا اور اسی وقت کے نزدیک بندر سورت بھی اُنھون نے قبضہ مین کر لیا خان جہان خشکی کے راستے سے بروج کو روانہ ہوا اور رومی خان دریا کے راستے سے جنگی کشتیون پر سوار ہوکر توپ اور بندوق کے ساتھ بروج کو آیا قاسم حسین خان ہاتھ اور پاؤن گم کر کے جاپانیر کو روانہ ہوا اور وہان سے احمد آباد کی طرف میرزا عسکری اور ہندو بیگ کے پاس آیا کہ کمک لیوے اور سید اسحٰق کہ سلطان بہادر سے خطاب شتاب خانی کا رکھتا تھا کھمبایت کو تصرف مین لایا اور یادگار ناصر میرزا عسکری میرزا کی طلب مین پٹن سے احمد آباد کو گیا اور دریا خان اور محافظ خان رائسین سے نکل کر سلطان کے پاس دیپ کو گئے پٹن کو خالی پاکر قبضہ کرنے والے ہوئے۔ اور نہایت بے بوجھی اور بے تدبیری کی وجہ سے حال اس حد تک پہنچا کہ غضنفر نامی یادگار ناصر میرزا کے نوکرون سے جُدا ہوکر سلطان بہادر کے پاس گیا اور سلطان کے آنے کی تحریر کرنے والا ہوا اور اُس کے

دولت خواہون کے نوشتے (عرضیان) پے درپے گئین یہانتک کہ سلطان بہادر احمد آباد کی طرف متوجہ ہوا۔ اور جلدی سے
سرکیج کے نزدیک، اُترا عسکری میرزا و یادگار ناصر میرزا و ہندو بیگ و قاسم حسین خان بیس ہزار سوارون کے قریب سلطان
کے بے پروا ساول کے پیچھے جا کر اُترے تین رات دن مقابلہ رہا۔ اور چونکہ نہ حضرت جہانبانی کے ساتھ درست اخلاص
رکھتے تھے اور نہ پختہ رائی اور نادرست اندیشہ سے پاک و جُدا تھے۔ بغیر لڑائی لڑے ہوئے جانپانیر کی طرف روانہ ہوئے
اور طرح طرح کے نقصان ظہور مین آئے۔ مثل ہے کہ جس پتری مین کھانا اُسی مین چھید کرنا۔ اور شکر کے پیش کرنے کے
موقع پر کوتاہی کا میدان اور کم خدمتی کا صحن طے کرنا۔ ظاہر ہے کہ ایسی ہی روز دکھائے گا۔ خدا پاک ہے مین نے مان لیا
کہ اخلاص اختیار کرنے والا دل کہ ایک بیش قیمت گوہر ہے اور دُنیا کے خراب آباد مین کم ہاتھ لگتا ہے نہین رکھتے تھے
معاملہ داقی اور سوداگری کا نقد کہ اس چار بازار (دُنیا) مین رائج ہے کیون ہاتھ سے دیئے ہوئے تھے۔ القصہ سلطان
بہادر کہ ہزار طرح کی اندیشہ مندی رکھتا تھا دلیر ہو کر پیچھے پیچھے روانہ ہوا۔ سید مبارک بخاری سلطان کا ہراول تھا
بادشاہی لشکر کے نزدیک پہنچا چنداول (پچھلی فوج) یادگار ناصر میرزا تھا اُس نے پلٹ کر مردانہ جنگ کی اور سلطان کے
ہراول سے بہت سے لوگون کو قتل کر ڈالا۔ اور میرزا کے ہاتھ مین ایک زخم پہنچا غنیم محمود آباد مین رکا یا ٹھہرا۔ میرزا لوٹ کر
لشکر کے ساتھ ملنے والا ہوا اور میرزا عسکری چونکہ ہمت ہارے ہوئے تھا۔ آبِ مہندری سے کہ راہ کے آگے تھا بیدھڑک
گزرا اور بہت سے فوج کے لوگون نے زندگی کا اسباب نیستی کے بہاؤ مین ڈوبایا۔ سلطان بھی آبِ مہندری تک آیا میرزا
جب جانپانیر مین پہنچا تردی بیگ خان مہمانداری کے لوازمے بجالایا اور اپنی فرودگاہ کی طرف لوٹ گیا دوسرے روز میرزاان
نے بُرے خیال سے تردی بیگ کو پیغام بھیجا کہ ہم پریشان آئے ہین اور لشکر بدحال ہے قلعہ کے خزانون سے تھوڑا سا
مددگاری کے طور پر ہمارے لئے بھیجدیجئے کہ لشکر کو دیوین اور یہان دم لیکر دشمن کے دُور کرنے کے لئے سبقت کرین
اور مندو تک کہ شاہی لشکرگاہ ہے قاصد چھے روز مین پہنچتا ہے ہم عرضیان بھیجتے ہین تردی بیگ نے اس بات کو
قبول نہ کیا اور میرزاؤن نے اُس کے گرفتار کرنے کی مشورت کی کہ سارے خزانون پر قابض ہو جاوین اور سلطنت میرزا
عسکری کے نام مقرر ہووے اگر ہم سلطان بہادر پر غلبہ پا جائین گے بہتر ہوگا ورنہ چونکہ حضرت جہانبانی کو مالوہ کی
ہوا پسند آئی ہے اور حدود دارالخلافہ آگرہ خالی ہے ہم اُس طرف کو رُخ کرین گے تردی بیگ خان قلعہ سے اُتر کر میرزاان
کے پاس جا رہا تھا کہ راہ کے درمیان یہ خبر اُس کو پہنچی۔ لوٹ کر قلعہ کی طرف روانہ ہوا اور آدمی میرزاؤن کے پاس بھیجا
کہ تمہارا یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہے میرزاؤن نے کہلا بھیجا کہ ہم جاتے ہین تو آنا کہ رخصت کر کے بعضی باتین کہکر
ہم روانہ ہووین وہ اُن کے منصوبہ پر آگاہی رکھتا تھا اُن کی بات کا جواب جیسا کہ مناسب تھا دیا اور اُس کی
صبح کو توپ چھوڑی میرزا بدخیال کے ساتھ وہان سے کوچ کر کے گھاٹ گرجی کی راہ سے دارالخلافہ آگرہ کی
طرف روانہ ہوئے اور جب تک فتحمند لشکر جانپانیر کی حدود مین تھا سلطان آبِ مہندری سے کہ پندرہ کوس جانپانیر

ے ہے نہین گزرا۔ اور جب اُس نے میرزاؤن کے لوٹنے اور اُن کے آگرہ کی طرف جانے کا حال سُنا۔ اور اُن کے
بیہودہ خیالون پر واقف ہوا آب سے گزر کر جانپانیر کے سر پر آیا اور تردی بیگ خان نے باوجود مُحکم ہونے قلعہ کے
اور قلعہ داری کے لوازم کے سرانجام کے قلعہ کو چھوڑ کر سلامت کا راستہ اختیار کیا اور مندو مین بساط بوسی کے شرف
سعادت حاصل کرنے والا ہوا۔ اور میرزاؤن کے نادرست ارادون کی صورت کو بہت پاک عرض مین پہنچایا حضرت
جہانبانی نے اس بات کا لحاظ کر کے کہ میرزا بے اعتدالی کر کے دارالخلافہ کی طرف نہ بڑھ سکین چتور کے راستے سے
بہت جلدی کے ساتھ کوچ فرمایا اور عمدہ اتفاقون سے وہ ہے کہ راستے کے درمیان چتور کے اطراف مین مل گئے
میرزا عاجز ہوئے اور ملازمت کی دولت سے مشرّف ہوئے اور آنحضرت نے ذاتی مہربانی اور پیدایشی عفو (معافی) کی
وجہ سے اُن کے ناپسندیدہ اعمال کو پیش نظر نہ کر کے اور اپنی عام مہربانی کو اُن کے گناہون کا معذرت کرنیوالا یا سفارش کرنیوالا نیا کر
مطلق زبان پر نہ لائے اور احسان کے فیض کو ضمیمۂ عفو بنا کر خسروانہ عنایتون سے امتیاز بخشا اور زمانے کی نامو فقتون
سے ایک وہ کہ حضرت جہانبانی کی جلوسی فوج کی توجہ کا باعث ان شہرون سے طرف حدود آگرہ کی ہوئی یہ تھی کہ محمد سلطان
میرزا اور الغ میرزا اُس کا بیٹا کہ اطاعت کی شاہراہ سے برگشتگی کر کے بغاوت اور سرکشی کے راستے مین چلے تھے جیسا کہ پہلے
بیان ہو چکا۔ ان دنون مین اُنھون نے پھر ذاتی بے سعادتی کی وجہ سے گمنامی کے گوشہ سے نکل کر سر شورش
(فتنہ برپا کرنے) کے لئے اُٹھایا اور یقیناً وہ لوگ کہ اُس کے نابینا کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے اُنھون نے احتیاط
کی شرطین پیش نہین پہنچائی تھین اور وہ پرگنہ بالگرام پر حملہ آور ہو کر قنوج تک گئے اور خسرو کو کلتاش کے بیٹون نے
کہ وہان تھے امان طلب کر کے قنوج اُن کو دیا۔ میرزا ہندال کہ آگرہ مین تھا اس فتنے کے دفع کرنے کے لئے نکلا بلگرام
کی حدود مین آب گنگ سے گزر کر دونون لشکر باہم ملے اور لڑائی ہوئی چونکہ حق ناشناس فتنہ سازون کا کام تنکے
کے شعلے کے موافق ہوتا ہے جون ہی کہ اقبال کی نرم ہوا چلی وہ شعلہ بیٹھ گیا اور فتح کی اُمڈی ہوا چلی اور اقبال کے
لشکر نے پیچھا کر کے اُس کو جا لیا اور وہان الغ بیگ میرزا اور اُس کے بیٹے جمع ہو کر پھر لڑنے کو تیار ہوئے اسی درمیان مین
شاہی لشکر کے پہنچنے کی خبر خوش گجرات سے طرف دارالخلافہ آگرہ کے پہنچی۔ بدبخت مخالفون نے پھر لڑائی کے لئے سبقت
کر کے شکست پائی اور میرزا ہندال فتح کے ساتھ لوٹ کر بلند آستانہ کے چومنے سے بزرگی حاصل کرنے والا ہوا اور جب حضرت
جہانبانی کا بلند مرتبہ لشکر آگرہ مین پہنچا بھوپال راے حاکم بیجاگر قلعۂ مندو کو خالی پا کر دلیرانہ داخل ہوا اور قادر شاہ بھی
مندو کی طرف پیچھے پیچھے پہنچا اور میران محمد فاروقی بھی برہان پور سے آیا اور سلطان بہادر دو ہفتہ کے قریب جاپانیر مین
رہ کر پھر دیپ کو گیا۔ چونکہ حضرت جہانبانی کی بزرگی اور دبدبے کی نظرین اور اس بلند دولت کے اقبال کا حاکم اُس سے
برگشتہ تھا جو کام کہ وہ اپنے فائدے کے لئے سوچتا تھا اُس کے نقصان کا سرمایہ ہوتا تھا چنانچہ فتحمند لشکرون سے
شکست کھانے اور بزرگی کے لشکرون کے صدمے دیکھنے بعد لوگون کو تختون اور ہدیون کے ساتھ گورنر فرنگ کے

پاس کہ بندرون کے امیرون سے تھا بھیجکر اپنے پاس اُس کے آنے کی درخواست کی اس درمیان مین کہ میرزا
عسکری گجرات چھوڑکر چلا گیا اور سلطان دیپ مین آیا گورنر مع کشتیون اور سپاہیون کے دریا کی راہ سے بندر
دیپ مین آیا جب اُس کو اُس کا احوال معلوم ہوا تو اُس نے اپنے دل مین سوچا کہ چونکہ اس وقت مین سلطان
ہماری مدد سے بے حاجت ہے ایسا نہ ہو کہ دیکھنے کے بعد بیوفائی سے پیش آوے اُس نے اپنے آپ کو بیمار
بنایا اور آدمی سلطان کے پاس بھیجے کہ آپ کے بلانے کے موافق چلا آیا ہون جب تندرستی حاصل ہوگی خدمت مین
حاضر ہون گا سلطان ہوشیاری کے بڑے راستے کو چھوڑکر تیسری رمضان ۹۴۳ھ مین روز کے آخر چند لوگون کے ساتھ
کشتی پر سوار ہوکر گورنر کی بیمارپرسی کو گیا۔ اور پہنچتے ہی بدون مرض کے مریض بننے کو تاڑ گیا اور آنے سے پشیمان ہوا
فوراً واپس پھرا۔ فرنگیون نے اپنے دل مین سوچا کہ جبکہ ایسا بڑا شکار ہماری قید مین آیا ہے اگر چند بندر اُس سے
لے لیوین تو مناسب ہوگا گورنر نے راستے کے سرے پر آکر ظاہر کیا کہ اس قدر توقف کریں کہ ہم بعضے تحفے نظر سے گزران
سکین سلطان نے کہا پیچھے سے بھیجدین اور یہ بات کہکر جلدی سے متوجہ اپنی کشتی کی طرف ہوا قاضی فرنگ
نے راہ کا سر سلطان پر روک کر اُسے ٹھہرنے کا حکم دیا سلطان نے بے صبری کے ساتھ تلوار میان سے نکال کر
اُس کے دو ٹکڑے کر ڈالے اور اُن کی کشتی سے اپنی کشتی کی طرف کودا۔ فرنگ کی کشتیون نے کہ دُور دُور کھڑی
تھین نزدیک ہوکر سلطان کو چارون طرف سے گھیر لیا اور لڑائی ہوئی۔ سلطان اور رومی خان پانی مین کود
پڑے رومی خان کو فرنگ کے لوگون سے ایک تیراک یا ایک جان پہچان نے ہاتھ پکڑکر اپنی طرف کھینچا اور
سلطان نیستی کے دریا مین ڈوب گیا اور سلطان کے ہمراہی بھی ضائع ہوگئے اور اس واقعہ کی تاریخ فرنگیون نے
بہادر کش ۹۴۳ پائی ہے اور بعضے کہتے تھے کہ وہ سر نکالکر نجات کے کنارے پر پڑا (بعض کا یہ خیال ہے کہ صحیح سالم
کنارے پر پہنچا) اُس کے بعد گجرات اور دکن مین کتنی ہی بار یہ غل مچایا کہ لوگون نے اُسے دیکھا ہے۔ چنانچہ
ایکبار ایک شخص دکن مین ظاہر ہوا اور نظام الملک نے قبول کیا کہ وہی ہے۔ اور اُس نے اُس کے ساتھ
پولو کھیلا۔ اور بہت بھیڑ اُس کے گرد جمع ہوگئی۔ نظام الملک نے اس ہجوم کو دیکھ کر ارادہ کیا کہ اُس کا کام
تمام کر دیوے اور وہ اسی رات خیمہ سے غائب ہوگیا۔ آدمیون نے قطعی طور پر یقین کیا کہ نظام الملک نے
اُس کو ضائع کیا یا مار ڈالا۔ ایک روز میر ابوتراب نے کہ گجرات کے بزرگون سے ہے نقل کی۔ کہ ملا قطب الدین
شیرازی کہ سلطان بہادر کا اُستاد تھا ان دنون دکن مین تھا وہ قسم کھاکر کہتا تھا کہ یقیناً وہ سلطان بہادر
تھا بعضی باتین کہ میرے اور اُس کے درمیان ہوئی تھین اُس کے سوا کسی کو اُن کی خبر نہ تھی مین نے اُن کو
ذکر کیا معقول جواب پایا۔ خدا کی قدرت کے وسیع شہر مین اس طرح کی باتون کا ظہور ناممکن نہین بتا سکتے ہین
بہرحال جب سلطان اُس روز پانی مین ڈوب گیا اور اُس کے نسبت رکھنے والے خاک پر بیٹھے یعنی تباہ اور برباد ہوگئے

محمدزمان میرزا نے نیلا لباس سلطان کی مصیبت پر پہنا اور مکاری کے بھیس مین گجرات کے خزانون سے بعض پر قابض ہوا اور بعضے فرنگ کے ہاتھ لگے اور کچھ تھوڑے سے لُوٹ مین گئے۔ اور اُس نے اپنی سلطان بہادر کی مان کے ساتھ فرزند ہونے کی نسبت درست کی کبھی تو فرنگیون کے ساتھ سلطان کے خون کا دعویٰ ظاہر کرتا تھا اور کبھی بہت سا روپیہ پوشیدہ اور پنہان ان کو بھیجتا تھا کہ خطبہ کی تجویز اُس کے نام پر کرین یہانتک کہ چند روز تک مسجد صفا مین خطبہ اُس کے نام پر پڑھا گیا اور ایک مدت تک اُس نے آوارگی مین اُنھین جگاہون مین گزاری۔ یہانتک کہ عماد الملک نے اُس پر فوج کشی کر کے اُس کو شکست دی۔ اور وہان سے بیچارہ اور شرمندگی مارا ہوا امید کا مُنہ حضرت جہانبانی کی آستانہ بوسی کے لئے لایا۔ چنانچہ مختصر طور پر اپنے محل مین بیان ہوگا۔ اور ان باتون کی تفصیل سے کہ اُن کا ذکر اُن کے موقعون پر درج کرنا کلام کا زینت دینا ہے باز رہ کر اصل مقصد کو شروع کرتا ہون۔ جب حضرت جنت آشیانی نے دار الخلافہ آگرہ مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اطراف و ہر طرف سے وہ بیباک (نہ ڈرنے والے بیخوف آدمی) کہ سرکشی کا سر اُٹھا کر جھگڑا کرنے کی گردن بلند کئے ہوئے تھے اطاعت اور فرمانبرداری کے مقام مین آکر فرمان ماننے والے ہو گئے اور اُنھون نے باج اور خراج کو اپنے امن و امان کا سرمایہ بنایا شاہی ملکون کی طرفین آسودگی اور راستی سے آراستہ ہوئین۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی جلوسی فوج کا بنگالے کے تابع کرنے کے لئے کوچ کرنا اور اُن ملکون کا فتح ہونا اور دار الخلافہ کی طرف لوٹنا اور وہ باتین جو اس درمیان مین ظہور مین آئین

جب جہان کا آراستہ کرنے والا دل اس حدود کی مہمون سے فارغ ہوا۔ شاہانہ ہمّت گجرات کی یورش کے سامان کے سرانجام پر تھی کہ پھر ارادہ کی باگ اُس طرف کو پھیرین اور برخلاف سابق (گزشتہ زمانے کے برخلاف) ملکون کو ایسے جوانمردون کے حوالے کرین کہ جن کے چال چلن سے راستی اور ملکداری کی صفت آشکارا ہو اور احوال کا بدلنا اور اُن کے احوال کی بنیادون مین خلل کا پڑنا راستہ نہ پاوے ہر پاک دل کو اس صوبہ کی اُستواری سے بیفکر کر کے بزرگی اور مرتبہ کی مستقر خلافت (دار الخلافہ) کی طرف لوٹنا فرمادین اسی وقت مین شیر خان کے خروج (نکلنے۔ بغاوت کرنے) اور اُس کی فتنہ انگیزی کی خبر مشرقی حدود کے اندر پاک سماعت مین پہنچی۔ بنگالہ کے تابع کرنے کا ارادہ کہ فیض و برکت کے ظاہر ہونے کی جگہ یعنی شاہی دل پر گجرات کی مہم سے پہلے چہرہ کھولنے والا تھا اور ذکر کی گئی خواہشون کے موافق

توقف اور تاخیر کے پردے مین جلوہ رکھتا تھا اس وقت وہ خواہش از سرِ نو تازہ ہوئی - اور شاہی حکم بنگالہ کی چڑھائی کے سامان درست کرنے کے لئے صادر ہوا اور قرار پایا کہ اُس بلند کوچ مین شیر خان کو دفع کر کے بنگالہ کے ملکون کو فتح کرین

ذکر احوال شیر خان - اور یہ شیر خان افغانانِ سور کی جماعت یا گروہ یا خاندان سے تھا - اُس کا قدیم نام فرید ہے - بیٹا حسن بیٹا ابراہیم شیر دتیل کا - اور یہ ابراہیم ہمیشہ گھوڑون کی سوداگری کرتا تھا - اور سوداگرون کے گروہ مین کچھ خصوصیت اور نام ور رکھتا تھا اور موضع شملہ مین کہ پرگنات نارنول سے ہے رہتا تھا اُس کے بیٹے حسن نے کسی قدر لیاقت کار پیدا کی اور سوداگری چھوڑ کر سپاہگری کی طرف آیا مدت تک رائمل کے یہان کہ دادا رائسال دربار ہی کا تھا کہ اب میرے حضرت شاہنشاہ کی حضوری کی خدمت مین امتیاز کی بزرگی رکھتا ہے نوکری کرتا تھا - اور وہان سے موضع جوند مین کہ پرگنات سہسرام سے ہے نصیر خان لوحانی کے ہان کہ سکندر لودی کے امیرون سے تھا جا کر ملازم ہوا اور اُسے خدمت اور کاردانی کے وسیلے سے اپنے آپ کو برابر والون سے آگے بڑھا دیا جب نصیر خان مرگیا تو اُس نے اُسکے بھائی دولت خان کے ہان خدمت کا پٹکا باندھا وہان سے بہن کے نوکرون کی لڑی مین کہ سکندر لودی کے بڑے سردارون سے تھا پرویا جانے والا ہوا اور اُس کا کام اُسی قدر آگے بڑھا - اکثر مہمون کا سرانجام اُس کی تدبیر سے صورت پاتا اور اُس کا بیٹا فرید بدچلن اور بدذات ہونے کی وجہ سے اپنے باپ کو رنج دے کر اُس سے جُدا ہوگیا اور ایک مدت تاج خان لودی کے نوکرون سے رہا - اور کچھ مدت اودھ مین قاسم حسین خان اوزبک کا ملازم رہا اور ایک مدت سلطان جنید برلاس کا نوکر رہا ایک دن سلطان جنید برلاس ایک موقع پر اُسکو دوسرے دو افغانون کے ساتھ کہ اُس کے ملازمون سے تھے حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی ملازمت مین (خدمت مین) لے گیا تھا جونہی کہ حضرت کی جہان بین نظر اُسی پر پڑی پاک زبان پر گزرا کہ سلطان جنید اس افغان کی آنکھین - اور اشارہ فرید کی طرف فرمایا - شور و فتنہ انگیزی پر دلالت کرتی ہین - اُس کو قید کرنا چاہیئے - اور اُن دوسرے دو پر مہربانی فرمانا چاہیئے فرید حضرت گیتی ستانی کی نگاہ سے اندیشہ اپنے دل مین لایا اور اُس سے پہلے کہ سلطان اُس کو اپنے لوگون کے سپرد کرے بھاگ گیا اسی درمیان مین اُس کے باپ کی موت آگئی اور مال دولت اُس کے ہاتھ لگا اور اُس نے حدود سہسرام اور جنگلستان جوند مین کہ رہتاس کا ایک پرگنہ ہے راہزنی اور دزدی اور مقدم کشی ڈگالون کے سردار کو مار ڈالنے سے فتنہ کا سر اُٹھایا اور تھوڑے زمانے مین مکاری اور نادرستی سے اپنے آپ کو زمانے کے باغی لوگون یا شریرون سے آگے بڑھا دیا - چنانچہ سلطان بہادر گجراتی نے سوداگرون کے ہاتھ روپے کی مدد اُس کو بھیجکر اُسے اپنے پاس بُلایا اُس نے اُس روپیہ کو فساد کا سرمایہ بنایا اور جانے کے لئے کچھ بہانہ کر دیا - اور مواضع اور قصبات کے دست اندازی اور تاخت و تاراج مین اہتمام کیا یعنی لوٹ مار کرنے لگا - تھوڑی مدت مین بہت سے رند اور اوباش (آوارہ - کمینے) لوگ اُس کے پاس جمع ہوگئے انھین دنون مین بہار کہ ایک اُمراے لوحانی سے تھا مرگیا اور ایسا کوئی شخص کہ امیری کے سررشتہ کا انتظام دیوے نہ تھا - شیر خان نے اپنے آوارہ لُچے لوگون کو لے کر مار مار بہت جلد اپنے آپ کو پہنچایا اور بہت مال اُس کے

ہاتھ لگا۔ اور وہاں سے لوٹ کر پھر اپنی جگہ میں آیا اور الغ میرزا پر ایکبارگی حملہ آور ہوا کہ سرو کے نزدیک تھا۔ اور مکّاری کے وسیلے اس پر غالب آیا۔ اور وہاں سے پلٹ کر بنارس پر حملہ کیا اور جب فوج اور مال اُس کو حاصل ہو گیا پٹنہ کی طرف جا کر اُس حدود پر قابض ہوا اور سوراج گنڈہ میں کہ سرحد ملک بنگالہ کی ہے وہاں کے لشکر کے ساتھ لڑائی کر کے فتح پائی اور اُس حدود کو بھی قبضے میں لایا اور ایک سال تک نصیب شاہ حاکم بنگالہ کے ساتھ لڑتا رہا اور مدت دراز تک گور کا محاصرہ کئے رہا اور عجیب باتوں سے یہ ہے کہ شیر خان نے ایک ممتاز نجومی کا حال سُنا کہ راجہ اڑیسہ کے ہاں ہے اُس نے اُس کو بلایا کہ چونکہ بُرے خیال اور بیہودہ ارادے سر میں رکھتا تھا اُس کے کام سے آگاہی بخشے۔ راجہ نے اُس کو اجازت نہ دی۔ لیکن نجومی نے لکھ بھیجا کہ ایک سال تک تجھے بنگالہ پر قدرت حاصل ہوگی اور فلاں تاریخ میں تو غلبہ یا قدرت پائیگا اور اُس روز دریائے گنگ ایک گھنٹے کے لئے پایاب ہو جائے گا اتفاقاً جو کچھ اُس نے لکھا تھا اسی طور پر ظہور میں آیا۔ شعر کا ترجمہ۔ میں نے دانا سے سُنا ہے کہ دانش بہت ہے لیکن لوگوں کے درمیان بکھری ہوئی یا پراگندہ ہے۔ اور اسی زمانے میں کہ فتح کے جھنڈوں نے مالوہ کے فتح کرنے اور گجرات کے تاراج کرنے کے لئے توجہ فرمائی اُس نے اس موقع کو غنیمت جانا اور سرکشی اور بغاوت کو حد سے گزار دیا یہ مختصر طور پر شیر خان کا احوال ہے اور اُس کے کام کا خاتمہ اور انجام کا خاتمہ حضرت جہانبانی کے بزرگ احوال کے درمیان بیان ہوگا۔ تاکہ فتنہ اور فساد برپا کرنے والوں کے واسطے عبرت کا کارنامہ ہووے۔ الحال جب حضرت جہانبانی کے جہان کے آراستہ کرنے والے دل میں مشرقی ملکوں پر حملہ آور ہونے کا خیال جم گیا۔ میر فقیر علی کہ حضرت فردوس مکانی گیتی ستانی کے بڑے سرداروں سے تھا دار الملک دہلی کی نگہداشت کے لئے مقرر کیا گیا اور دار الخلافہ آگرہ کی حکومت میر محمد بخشی کے اہتمام کے ذمے سپرد ہوئی کہ سلطنت کے اعتماد کے لائق لوگوں سے تھا اور یادگار ناصر میرزا آنحضرت کے چچیرے بھائی نے کالپی کو کہ اُس کی جاگیر تھی رخصت پائی کہ اُن حدود میں رہ کر اُس صوبہ کا انتظام بخشنے والا ہووے اور نور الدین محمد میرزا کہ آنحضرت کی ہمشیرہ گلرنگ بیگم اُس کے نکاح کے اندر تھی اور پاکدامنی کے گنبد میں بیٹھنے والی پاک نقاب باندھنے والی سلیمہ سلطان بیگم اُس کی پشت کے پردے سے ظہور میں آئی قنوج اور وہ حدود اُس کی نگہبانی میں خاص ہوئے۔ اور حاصل کلام آنحضرت ملک کی مہموں کا سرانجام فرما کر پاکدامنی کے پردہ کے پردہ نشینوں کے ساتھ کشتی کے وسیلے مشرقی جانب کو روانہ ہوئے میرزا عسکری اور میرزا ہندال ہمراہ تھے۔ اور امیروں سے میرزا ابراہیم بیگ چاپوق اور جہانگیر قلی بیگ اور خسرو بیگ کوکلتاش اور تردی بیگ خان قوچ اور نزدی بیگ اٹاوہ اور بیرم خان اور قاسم حسین خان اوزبک اور بوجکہ بیگ اور زاہد بیگ اور دوست بیگ اور پیر میرک اور حاجی محمد بابا قشقہ اور یعقوب بیگ اور نہال بیگ اور روشن بیگ اور مغل بیگ اور اور بہت سے عالی مرتبہ سرداروں سے فتحمند رکاب میں تھے۔ اور بحر و بر (تری اور خشکی) کے راستے سے فتحمند لشکر چل رہا تھا اور آنحضرت نے خود کبھی کشتی پر سوار ہو کر اور کبھی گھوڑے پر سوار ہو کر ملکی کار و بار میں اور ملک گیری کے ضابطوں میں خود فرماتے ہوئے اور ارادے کی باگ

قلعہ چنار کی طرف کہ شیر خان وہان تھا پھیری اور چونکہ میرزا محمد زمان سعادت سے بہرہ (حصہ) رکھتا تھا جب شاہی لشکر
چنار کے نزدیک پہنچا شرمساری کی گرد پیشانی پر پڑی ہوئی اور حیا کا پسینہ چہرے پر بہتا ہوا گجرات سے پہنچا یا آیا (بڑی شرمساری
اور حیا کے ساتھ حاضر ہوا) اور آستانہ بوسی کی بزرگی حاصل کی۔ اور اس واقعہ کا مختصر یہ ہے کہ اس سے پہلے کہ میرزا
گجرات سے آوے آنحضرت کی ہمشیرہ عزیزہ معصومہ سلطان بیگم نے کہ میرزا کی بیوی تھی آگرہ مین میرزا کے گناہ کی
درخواست کرکے اپنی طرف مائل کرنے کا فرمان حاصل کرلیا تھا و آنحضرت نے ذاتی مہربانیون کی راہ سے معافی کا
نشان اُس کی خطاؤن پر کھینچکر مہربانیون کا مقصدور کرکے اُس کو طلب فرمایا تھا۔ اور جب میرزا شاہی لشکر کے نزدیک
پہنچا بادشاہ نے معتبر سردارون کی ایک جماعت کو استقبال کے لئے بھیجا اور جب ایک روز کا فاصلہ درمیان مین رہ گیا
میرزا عسکری اور میرزا ہندال شاہی اشارے کے موافق گئے اور میرزا عسکری حکم کے موافق تسلیم کا ہاتھ سینہ تک
اور میرزا ہندال تسلیم کے دستور کے موافق ہاتھ سر پر رکھکر آداب بجا لایا۔ اور میرزا کو بڑی آو بھگت کے ساتھ لشکر شاہی مین
لائے۔ اور اُس روز میرزا بادشاہی فرمان کے موافق اپنے خیمہ مین اُترا۔ اور دوسرے روز دولت خانہ عالی مین آکر
پاک فرش کا چومنے والا ہوا۔ اور اُس نے شاہانہ نوازشون سے فخر و بزرگی کی سعادت پائی اور دو مرتبہ ایک مجلس مین
خاص خلعت اور پٹکے اور تلوار اور گھوڑے سے سربلند ہوا۔ سچ ہے خدا کے خاص بندون کی بارگاہ مین بدیان نیکیون
کے برابر خرید کی جاتی ہین۔ اور بدیان نیکیون کے شمار مین شمار کی جاتی ہین اور خدا کے جود و سخا کے کارخانہ مین
اس طور پر مرضی خدا کی واقع ہوئی ہے کہ اُس کی خاص رحمت گناہ اور نافرمانی کے موافق یا برابر پہنچی ہے جس قدر کہ
گناہ اور نافرمانی زیادہ لاتے ہین معافی اور کرم زیادہ پاتے ہین۔ اور یہ صفت بادشاہون کی نسبت کہ خدا کے سایہ
ہین زیادہ مناسب اور زیادہ مطابق ہے کہ گناہون سے درگزر کرنا اُن کی رحمت کی کشادگی اور دولت کی وسعت
کو کوئی نقصان نہین پہنچاتا ہے اور ایسے نامراد کو کہ اپنے نالائق کامون کی وجہ سے شرمندہ ہے عذاب کے وبال سے
نجات کا پروانہ بخشتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی باوجو ایسی بڑی نافرمانی کے کہ بخشش کی
قابلیت نہ رکھتی تھی خدا کی عمدہ عادتون کے ساتھ خوگر ہو کے بدی کے بدلے مین نیکی سے پیش آئے اور خدا کا شکر
ہے کہ حضرت شاہنشاہِ زمان کے لئے یہ عمدہ خصلتین اور یہ پسندیدہ عادتین بلند پیدائش سے جڑی ہوئی اور پاک عنصر
سے ملی ہوئی یعنی اصلی اور ذاتی ہین۔ اور سزاؤن کے احکام کے جاری کرنے مین اس قدر غور اور آہستگی فرماتے
ہین کہ آدم کے زمانے سے اب تک کوئی بلند شوکت بادشاہ ان کامل صفتون سے آراستہ نہ ہوا ہوگا۔ چنانچہ اس نادر
کتاب (اکبرنامہ) مین بہت سے تھوڑا سا بیان کیا جائے گا۔ خدائے تعالیٰ اس نسبت کو روز بروز بڑھائے اور اس بزرگ
عادت کے نتیجون کی برکت سے آنحضرت کی عمر اور دولت پر مبارکیان عطا فرمائے۔ القصہ جب شیر خان فتحمندی کی
شعاع رکھنے والے جھنڈون کے نکلنے سے اطلاع پائی۔ اپنے بیٹے قطب خان کو اور لوگون کے ساتھ قلعہ چنار

مین چھوڑا اور قلعہ کو مضبوط کر کے بنگالہ کی طرف روانہ ہوا اور اُس ملک کو لڑائی مین فتح کیا اور بہت مال اُس کے ہاتھ لگا جب
حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے دنیا کے فتح کرنے والے لشکر نے چنارہ کے حدود مین بزرگی کا اُترنا فرمایا جہان کی
آراستہ کرنے والی رائے اُس قلعہ کے فتح کرنے پر جمی - اور رومی خان کہ استوار قلعون اور آسمان ایسے بلند قلعون کے
فتح کرنے مین یکتائے زمانہ تھا اور مندسور کے فتح ہونے کے بعد سے سلطان بہادر سے جُدا ہو کر درگاہ کے ملازمون
کی لڑی مین پرویا جانے والا ہوا تھا میر آتشی (داروغگی توپخانہ) کے منصب پر بلندی رکھتا تھا اُسنے کشتیون پر چھت پاٹی یا کشتیون کے
اوپر ایک ایسا چھتہ پاٹا اور پختہ قطعون (ٹکڑون) سے تختے کے اوپری رُخ پر ایک ایسی سطح مُرتّب کی کہ باریکی کی باریکی
نکالنے والے عقلمند اور دانشمند ہنرمند لوگ اُس کی صنعتگری مین حیرت کی اُنگلی دانتون مین پکڑنے والے ہوئے
اور اُس نے ایسی نقبین (سُرنگین) دیوار مین کین کہ اُن مین آگ لگانے کے وقت زمین و آسمان لرزے مین آیا
شیرخان کا بیٹا قطب خان وہان سے بھاگا اور سارے قلعے کے لوگ امان طلب کر کے باہر نکل آئے اور قلعہ دولت
کے سردارون کے قبضے مین آگیا - اور امان پائے ہوئے کہ دو ہزار لوگون کے قریب تھے اگرچہ حضرت جہانبانی نے
رومی خان کی بات پر اعتبار رکھ کر اُن کو اُس کی سفارش سے معاف کر دیا تھا لیکن موّید بیگ دولدی نے کہ بادشاہی
بارگاہ کے مقربون سے تھا اپنے دل سے یہ بات گھڑ کر کہ بادشاہی حکم ہے حکم دیا اور اُن کے ہاتھ کٹوا دئے اور ایسی
ایک بناوٹی حکومت اُس سے ظہور مین آئی حضرت جہانبانی نے اُس کو ملامت کی اور رومی خان نے شاہانہ مہربانیون
سے خصوصیت پائی - اور اُس کے اعتبار اور مرتبے نے زیادتی پکڑی اور قلعہ کو اُس کی خدمت کے عوض مین اُسی کو عطا
فرمایا لیکن چند روز مین تقدیر کے لکھے کے موافق دو زمانے کا حسد کیا گیا ہوا اور اُس کو زہر دیا گیا اور اس عالم سے گزر گیا
اور جب بزرگ دل نے اس کام سے فراغ پایا بنگالہ پر حملہ آور ہونا بلند ہمّت کے آگے رکھا ہوا ہوا نصیب شاہ
بنگالہ کا حاکم زخمی جہان کی پناہ دینے والی بارگاہ مین آیا اور شیرخان کی فریاد کی اور یہ بات بنگالے کے باعثون کا ضمیمہ
علاوہ شاہی توجہ کی خواہشون کے ہوا آنحضرت نے اُس کو شاہانہ ہمدردیون سے تسلّی دے طرح طرح کی شاہی مہربانیون
سے امتیاز (سربلندی) کی بزرگی بخشی اور جب اس بڑے حملے کا ارادہ پختہ ہو گیا - جونپور اور اُس کی حدود نیر ہندو بیگ
کوکہ بڑے امیرون سے تھا عطا فرمایا اور چنارہ بیک میرک کو عنایت ہوا اور سامان اور انجام ان شہرون کا فرما کر
خشکی اور تری کے راستے سے فتحمند لشکر حرکت مین آئے اور جب پٹنہ کا میدان آسمان ایسے گنبد رکھنے والے خیمون کی
قیام گاہ ہوا درگاہ کے دولتخواہون نے جائے عرض مین پہنچایا کہ بارش کا موسم پہنچا ہے اگر آنحضرت بنگالے پر
حملہ آور ہونا اس موسم کے گزرنے تک موقوف رکھین تو بیشک ملک گیری کے آئین کے موافق ہوگا اس لئے کہ اس
موسم مین بنگالے کے اندر لشکر کا گزرنا نہایت دشوار ہے اور سپاہ کے تباہ ہونے اور ویران ہونے کا باعث ہے بنگالے
کے حاکم نے اپنی غرضون پر نظر کر کے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ شیرخان نے بنگالہ مین ابتک آپ کو راست نہین کیا ہے یعنی شیرخان ابتک بنگالہ مین مستقل طور سے قائم نہین

ہوا ہے۔ جلدی سے اُس پر حملہ آور ہونا آسانی کے ساتھ اُس کی بیخ کنی کا باعث ہوگا۔ آنحضرت نے اُس ستم رسیدہ (مظلوم)
کی دلداری کرنے کے لئے اور اُس کی صلاح کے معقول ہونے کی وجہ سے جہان کے فتح کرنے والے جھنڈون کے کوچ کرنے
کا حکم فرمایا بھاگل پور مین لشکر کو تقسیم کیا یا دو جگہ کیا میرزا ہندال کو پانچ چھے ہزارون آدمیون کے ساتھ دریا کے پار
بھیجا کہ دریا کے اُس طرف کوچ کرے جب جہانگیر کا میدان اقبال کا لشکر گاہ ہوا خبر آئی کہ شیر خان کا بیٹا جلال خان کہ
جس نے باپ کے بعد اپنا نام سلیم خان رکھا خواص خان اور بریزید اور سرمست خان اور ہیبت خان نیازی اور بہادر خان
کے ساتھ پندرہ ہزار آدمیون کے قریب لیکر آیا ہے قصبے کدھی کو کہ گویا بنگالہ کا دروازہ ہے مضبوط کئے ہے ارادہ فتنے اور
فساد کا رکھتا ہے اور معاملے کی حقیقت وہ ہے کہ شیر خان نے شاہی جھنڈون کے رُخ کرنے کی خبر سُنکر کسی طرح اپنے لئے
لڑنا مناسب نہ سمجھا و چہارکند کا راستہ اختیار کیا کہ جب شاہی لشکر بنگالہ مین داخل ہو جاوے تو اس راہ سے بہار اور اُس
طرف کو جاکر شورش اُٹھاوے اور بھی بنگالے کے اموال کو ایک امن کی جگہ مین پہنچاوے اور جلال خان اور اَور لوگون کو
کدھی کے نزدیک چھوڑ کر اُن سے کہہ دیا کہ دُنیا کی فتح کرنے والی فوجین نزدیک پہنچین گی مین شیر پور تک پہنچ جاؤنگا
تم سب لوگ بھی بہت جلد مجھ تک اپنے آپ کو پہنچانا اور لڑنے پر دلیری نہ کرنا۔ حضرت جہانبانی نے بھاگل پور سے ابراہیم
بیگ جابوق اور جہانگیر قلی بیگ اور بیرم بیگ اور نہال بیگ اور روشن بیگ اور کرک علی بیگ اور بچکہ بہادر اور اَور
بہت سے لوگ پانچ چھے ہزار کے قریب مقرر فرمائے جب بادشاہی لشکر کدھی کے اطراف مین پہنچے جلال خان باپ کی بات
یا ہدایت کے خلاف عمل مین لایا اور فوج کی صف باندھ کر لشکر پر حملہ آور ہوا۔ ان لوگون نے اپنے آپ کو راست نہ کیا تھا
یعنی یہ لوگ ابھی لڑنے کو تیار نہ ہوئے تھے۔ کہ لڑائی کو باقاعدہ انتظام دین۔ اور فوجون کی ترتیب کے طریقے قائم کرین
مخالف کا لشکر بہت تھا اور یہ لوگ مستعد اور لڑائی کے ارادے پر نہ تھے بیرام خان نے چند مرتبہ پلٹ پلٹ کر دشمن کی فوج
پر حملہ کیا اور اُن کو پراگندہ (تتر بتر) کر دیا اور دلیرانہ تلوار کی لڑائی لڑا۔ لیکن زبردست فوجون کی کمک سے بے ترتیبی
کی وجہ سے کوتاہی ہوئی۔ اور دل کی خواہش کے موافق کامون نے انتظام نہ پایا علی خان تہاونی اور حیدر بخشی اور
اَور کتنے ایک سلطنت کے شریف لوگون نے شہادت کا بلند درجہ پایا جب یہ خبر بادشاہ کے کان مین پہنچی آنحضرت نے
بہت جلدی کوچ فرمایا اس سفر مین سمندر کی آراستہ کرنیوالی کشتی کہ خاص شاہ کی سواری کے لئے رکھی کھلگام مین ڈوب گئی
اور جب شاہی لشکر بدقسمت افغانون کے نزدیک پہنچا یہ بدنصیب بھاگ گئے آنحضرت نے میرزا ہندال کو کہ ترہت اور پُرنیا
اُس کے نامزد ہوئے تھے التماس کے موافق رخصت فرمایا کہ اپنی تازہ جاگیر کی طرف جاکر لائق سامان کے ساتھ اُس طرف
سے بنگالہ مین آوے۔ اور حضرت جہانبانی وہان سے کوچ بہ کوچ بنگالے کی طرف توجہ فرمانے والے ہوئے اور خدا
کی مددون سے ۹۴۵ھ مین بنگالہ فتح ہوگیا اور شیر خان سارے افغانون اور بنگالے کے برگزیدہ خزانہ کو لیکر چہارکند کے راستے
سے رہتاس کی حدود مین آیا اور مکاری سے رہتاس پر قابض ہوگیا۔

شیرخان کا رہتاس کے قلعے کو لینا

مختصر طور پر اس سرگزشت سے وہ ہے کہ جب وہ رہتاس کی حدود مین کہ ایک نہایت استوار اور مضبوط قلعہ ہے پہنچا تو اُس نے راجہ چنتامن برہمن قلعہ کے حاکم کے پاس آدمی بھیجکر قدیم مہربانیان اس کو یاد دلائین اور دوستی کی بنیاد ڈال کر عرض کی آج کے روز مجھے ایک کام پیش آیا ہے یعنی ایک مشکل مین پڑ گیا ہون مین چاہتا ہون کہ تو مردی کا برتاو کرے۔ اور میرے اہل و عیال اور میرے ساتھیون کو قلعہ مین جگہ دیوے اور مجھے اپنے احسان کا ممنون و احسانمند کرے سیکڑون مکاری اور خوشامد کی وجہ سے وہ سادہ لوح (نادان) راجہ اُس شعبدہ باز کے فریب مین آگیا اور اُس کی بات کو قبول کر لیا۔ اس آشنائی کے ملک سے بنگالہ نے چھ سو ڈولیان سرانجام دین اور ہر ڈولی مین دو ہتھیار بند جوانون کو داخل کیا اور ڈولیون کے چارون طرف لونڈیون کو مقرر کیا اور اس حیلے سے سپاہیون کو داخل کر کے قلعے کو لے لیا اور اپنے بال بچون اور سپاہیون کو اُس قلعہ مین چھوڑ کر فتنے کا ہاتھ دراز کیا اور بنگالے کا راستہ بند کیا اور حضرت جہانبانی بنگالے کی ہوا کو پسند کر کے عیش و عشرت کے لئے بیٹھے۔ اور اقبال کے لشکرون نے آباد اور وسیع ملک کو پا کر بے پروائی کے اسباب سرانجام دئے۔ اور اسی وقت مین میرزا ہندال منافق (دورُو) اور فتنہ برپا کرنے والے لوگون کی موافقت سے بُرے بُرے خیال اپنے دل مین لاکر بغیر شاہی رخصت کے بارش کے موسم ہی کے اندر دار الخلافہ آگرے کی طرف متوجہ ہوا۔ بادشاہ نے ہرچند نصیحت کے فرمان بھیجے مفید نہوئے اُس نے چند روز کے بعد دار الخلافہ آگرہ مین پہنچکر شورش کے اسباب ترتیب دئے اور دماغ کے خلوت خانے مین کہ خدا کی شوکت سے خالی تھا سلطنت کا خیال پکانے لگا۔ شیرخان نے وقت کو غنیمت جان کر فتنہ اور فساد کا دروازہ کھولا اور آکر بنارس کا محاصرہ کر لیا اور تھوڑے ہی عرصے مین بنارس پر قابض ہو گیا اور وہان کے حاکم میر فضلی کو مار ڈالا اور وہان سے جونپور کو روانہ ہوا۔ جونپور شاہم خان کے پاک بابا بیگ جلائر سے تعلق رکھتا تھا کہ میر ہندو بیگ کے مرنے کے بعد اُس کو عطا فرمایا تھا بابا بیگ جونپور کو اچھی طرح سے قابو مین لاکر اُس کی استواری کے درپے ہوا۔ ابراہیم بیگ کا بیٹا یوسف بیگ اودھ سے بنگالہ کا ارادہ کر کے جا رہا تھا۔ آکر اُسکے ہمراہ ہوا ہمیشہ اطراف و جوانب مین قراولی (وہ جماعت جو لشکر کے آگے آگے غنیم کی خبر لگانے کو چلتی ہے) کے لئے جاتا تھا اور جنگ و لڑائی کا طلبگار رہتا تھا جلال خان یہ خبر سُنکر دو تین ہزار آدمیون کے ساتھ دھاوا کرتا ہوا پہنچا اور یوسف بیگ لشکر کی گرد کو دیکھ کر جنگ کے لئے طیار ہوا اور اگرچہ ہمراہیون نے مخالفون کی کثرت اور اپنی قلت (کمی) بیان کی کوئی فائدہ نہوا اور اُس نے بہادرون کے اطراف مین مردون کی طرح آخری شربت پیا (مارا گیا) مخالفون نے دوسرے روز آکر جونپور کا محاصرہ کیا اور بابا بیگ جلائر نے نگاہبانی مین داد مردانگی اور کاردانی کی دی یعنی حفاظت کرنے مین بڑی بلند ہمتی اور تجربہ کاری عمل مین لایا اور حال کی حقیقت میرزاؤن اور امیرون کو لکھی اور عرضیان پے درپے شاہی درگاہ مین بھی بھیجین میر فقہ علی دہلی سے

دار الخلافہ آگرہ مین آیا اور بڑی عمدہ نصیحتین میرزا ہندال کے روبرو ظاہر کین بہت گفتگو کے بعد میرزا کو آگرے سے نکال کر دریا
کے اُس پار لے گیا۔ اور محمد بخشی کو اس بات پر آمادہ کیا کہ جو کچھ اس وقت ہو سکے میرزا کی مدد کرے کہ جلدی سے اپنے آپ کو
جونپور تک پہنچاوے اور وہان سے فقر علی رخصت لیکر کالپی کے حدود مین گیا کہ یادگار ناصر میرزا کو لشکر کے لئے تیار کرے۔ اور
حدودِ کٹرہ مین میرزا باہم اتفاق کرکے آگے کو روانہ ہوئے۔ اور اسی وقت خسرو بیگ کوکلتاش اور حاجی محمد بابا قشقہ اور
زاہد بیگ اور میرزا نظر اور آدہ لوگ نالایقی اور شورانگیزی کی وجہ سے بنگالہ سے بھاگ کر میرزا نور الدین محمد کے پاس کہ اُسکو
قنوج مین چھوڑا تھا آئے اور میرزا نے اُن کے آنے کا حال میرزا ہندال کو لکھا اور اُن کی دلجوئی کی درخواست کی میرزا
ہندال نے دوستانہ خط محمد غازی توغبائی کی ہمراہ کہ میرزا کے معتمدون سے تھا بھیجے۔ اور امیرون کے آنے کا مفصل
بیان یادگار ناصر میرزا اور میر فقر علی کو بھی لکھ کر روانہ کیا اور ان امیرون نے میرزا نور الدین محمد کے پاس جواب کا انتظار
نہ کیا اور کول (علیگڈھ) کی طرف کہ زاہد بیگ کی جاگیر مین تھا آئے قاصد راستے سے خبر پاکر اُن کی طرف دوڑا ان
کوتاہ اندیش نمکحرامون نے بیہودہ گوئی کی زبان کھول کر صاف صاف طور پر کہدیا کہ ہم دوسری بار بادشاہ کی خدمت
کا ارادہ نہین رکھتے ہین۔ اگر تم جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے اپنے نام پر خطبہ پڑھتے ہو تو ہم تمہاری ملازمت مین رہ کر لائق
خدمتین پیش پہنچائینگے۔ وگرنہ ہم میرزا کامران کے پاس چلے جائینگے اور وہان کامروائی اور بامرادی ہماری آغوش مین
ہے۔ محمد غازی توغبائی نے آکر امیرون کا پیغام پوشیدہ طور پر پہنچایا اور کہا کہ ایک دو کامون سے ضرور ہونا چاہئے یا تو
اپنے نام پر خطبہ پڑھنا چاہئے یا بہانے سے امیرون کو پکڑ کر قید کر لینا چاہئے میرزا ہندال نے کہ ہمیشہ اُس کا سر نامکن
خواہش سے کھیلا تا تھا۔ اس بات کو ایک بہت عمدہ برکتون سے سمجھ کر مہربانی کے وعدون کے وسیلے سے اُن
ناعاقبت اندیش نمکحرامون کو بُلاکر اُن کو دلاسا (تسلّی) دیا اور بُرے خیال کو زیادہ مضبوطی دی۔ اور جب خبر بنارس
اور جونپور اور اُس حدود کی حضرت جہانبانی کی برتر سماعت مین پہنچی۔ اور میرزا ہندال کی بغاوت کا ارادہ معلوم ہوا شیخ
بہلول کو کہ ہندوستان کے بڑے شیخون سے اور بادشاہی بزرگ مہربانیون کا نزدیک کیا گیا تھا۔ بنگالے سے رخصت
فرمایا کہ بہت جلد اپنے آپ کو دار الخلافہ مین پہنچاوے اور حقیقت کی بنیاد رکھنے والی نصیحتون سے میرزا کو بُرے خیالات
سے باز لاکر جلدی سے افغانون کی بیخ کنی کے لئے یکدل اور یک زبان کرے اور ایسے وقت مین کہ امیر نادرست اندیشے
اور بے فائدہ فکرین پیش نظر رکھتے ہین نزدیک ہے کہ میرزا ہندال کو قدیم راستے سے ڈگمگا دیوین اچانک مارا مار
کرتا شیخ آپہنچا میرزا ہندال استقبال کے لئے نکلا اور شیخ کو بڑی عزت اور بزرگی کے ساتھ اپنے خیمے مین لایا شیخ نے
بہت عمدہ خیرخواہانہ باتین کہین اور میرزا کو اُسی خدمت کے ارادے پر کہ جس سے وہ نکلا ہوا تھا ثابت قدم کیا۔ دوسرے
روز محمد بخشی کو لایا کہ جو کچھ سامان اور سرانجام لشکر کا ہو زر اور شتر اور اسپ و سامان جنگ سے سب کو آمادہ کرے
محمد بخشی نے معذرت چاہی کہ خزانہ نہین ہے کہ سپاہیون کو دیا جاوے لیکن اسباب و جنس بہت ہے مین سب کو دل کی

خواہش کے موافق سرانجام دیتا ہون۔ چار پانچ روز اس بات پر نہ گزرے تھے کہ میرزا نورالدین محمدؐ قنوج سے مارا مار آیا اور
یقیناً امیرون نے باہم قرار دیکر اتفاق کر لیا تھا اُس کا آنا امیرون کے ارادے کے قوت دینے کا سبب ہوا۔ اور دوسری بار
محمد غازی تو غبائی کو امیرون کے پاس بھیجا امیرون نے اُسی بات کا اعادہ کیا اور یہ بات قرار دی کہ ہماری بات کے
قبول کرنے کا نشان وہ ہے کہ شیخ بہلول کو کہ بادشاہ کا بھیجا ہوا ہے اور ہمارے کام کی صلاح کو بگاڑتا ہے کُھلم کُھلا قتل
کر ڈالو تاکہ سب کو یقین ہو جاوے کہ تم بادشاہ سے بالکل علیحدہ ہو گئے ہو۔ اور ہم دلجمعی سے ملازمت کرین شیخ سفر کے اسباب کے سامان
مین تھا اور لشکر کا ساز و سامان درست کر رہا تھا کہ قاصد لوٹ کر آیا اور میرزا نورالدین محمدؐ کے اتفاق سے نامبارک ارادہ پختہ
ہو گیا اور میرزا نورالدین محمدؐ نے میرزا ہندال کے حکم کے موافق شیخ کو گھر سے پکڑ کر اور دریا سے پار لیجا کر اُس ریگستان مین کہ باغ
بادشاہی کے نزدیک تھا حکم دیا کہ گردن ماردین۔ اور خوار انجام امیرون نے آکر میرزا سے ملاقات کی اور منحوس گھڑی
اور نامبارک وقت مین خطبہ میرزا ہندال کے نام پر پڑھا اور آگے بڑھے ہر چند پاکدامنی کی جائے بازگشت دلدار آغا بیگم
والدہ میرزا ہندال نے اور دوسری بیگمون نے نصیحت کی مفید نہ ہوئی اور اُس کے حال کی زبان یہ مضمون گاتی تھی
لوگون کی نصیحت میرے کان مین ہوا ہے۔ لیکن ایسے ہوا ہے کہ میری آگ کو اور زیادہ تیز کرے (بھڑکا دے) جب میرزا
نے خطبہ اپنے نام پر پڑھا اور اپنی والدہ کے روبرو گیا وہ پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی نیلا لباس پہنے تھی۔ میرزا نے
کہا ہوگا کہ ایسے خود مرادی کے وقت مین یہ کس طرح کا لباس ہے کہ تم نے پہنا ہے۔ اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی
نے دُور بینی کی راہ سے فرمایا تو کیا دیکھتا ہے مین تیرا ماتم رکھتی ہون۔ تو خردسال ہے حرف و حکایت سے ناعاقبت اندیش
فتنہ سازون کے راہ صواب کو گم کئے ہے اور اپنا ہلاک کے لئے باندھے ہے۔ محمدؐ بخشی نے آکر کہا کہ شیخ کو تو تم نے
قتل کر ڈالا اب میرے مارنے مین کیون دیر لگاتے ہو۔ میرزا نے اُس کی دلجوئی کرکے اُس کو اپنے ساتھ لیا یادگار
ناصر میرزا اور میر فقر علی یہ ناپسندیدہ واقعہ سُنکر کالپی کی حدود سے گوالیار کی راہ مارا مار روانہ ہوئے اور اپنے آپ کو دارالملک
دہلی مین پہنچا کر شہر کی بنیاد و دولت کی استواری اور قلعہ داری کے لازمون مین اہتمام کرنے والے ہوئے۔ میرزا حمید پور
مین کہ فیروز آباد کے نزدیک ہے پہنچا تھا کہ خبر یادگار ناصر میرزا اور میر فقر علی کے مارا مار روانہ ہونے کی دہلی کی طرف پہنچی
میرزا اور امیر مشورہ کرکے دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ اکثر چھوٹے جاگیردارون نے طرفون اور اطراف سے آکر میرزا سے
ملاقات کی اور اُس نے کوچ بہ کوچ پہنچکر دہلی کا محاصرہ کیا یادگار ناصر میرزا اور میر فقر علی نے قلعہ داری مین کمر ہمت باندھی
اور میرزا کامران کو صورت واقعہ لکھ کر عرض کیا کہ فتنہ کے دُور کرنے کے لئے متوجہ ہون۔ میرزا لاہور سے متوجہ ہوا جب
قصبہ سُنپت کی حدود مین پہنچا میرزا ہندال کام نہ کئے ہوئے دارالخلافہ آگرہ کی حدود کی طرف چلا گیا میرزا کامران جب دہلی
کے قریب پہنچا میر فقر علی نے آکر میرزا کامران کو دیکھا۔ اور یادگار ناصر میرزا اُسی طور پر قلعہ کے استحکام مین کوشش
رکھتا تھا۔ میر فقر علی نے ہوش بڑھانے والی باتون کے وسیلے میرزا کامران کو آگرہ کی طرف روانہ کیا میرزا ہندال آگرہ مین

اپنا رہنا قرار نہ دے کر الور کو گیا۔ میرزا کامران نے آگرہ مین آکر پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی دلدار آغاچہ بیگم سے درخواست
کی کہ میرزا ہندال کو دلاسا دے کر ملازمت مین طلب کرین اُس دانائی کے خیمے کی بیگم نے میرزا ہندال کو الور سے لا کر اور رومال
اُس کی گردن مین ڈال کر میرزا کامران سے ملاقات کرائی میرزا لائق آئین سے پیش آیا اور دوسرے روز فتنہ انگیز
امیرون کی خطا معاف کرکے اُن کا سلام لیا اور میرزاؤن اور امیرون نے آپس مین اتفاق کرکے دریاے جمنا سے
عبور کیا کہ شیر خان بدکم فتنے کو دفع کرین لیکن چونکہ سعادت رہنمائی کرنے والی ان بزرگ نسلون کی نہ تھی اُنھون نے اس
سلطنت کی آراستہ کرنے والی خدمت کی توفیق نپائی الحاصل جب آسمانی مددون کی برکتون سے ملک بنگالہ دائمی اُجڑی
دولت کے سردارون کے ہاتھ مین آیا اور اُس شاہی لشکر کی ٹھہرنے کی جگہ کی ولایت کا پایۂ تخت ہوا اور بڑے بڑے
امیرون نے بڑی بڑی ولایتین اپنی اپنی جاگیرون مین پائین ۔اور عیش و عشرت کے سامان مہیا کرکے غفلت کے دروازے
اپنے زمانے کے منہ پر کھولے اور سلطنت کے اُمرا و وزرا ملکی کامون کے انتظام مین کمتر مشغول ہوئے ۔اور فتنہ انگیز
لوگون نے کہ ہمیشہ جہان کا کشائش کا بھرا شہر اُس قسم کے بیباکون سے خالی نہین رہتا ہے سر آشوب و شورش کے لیے
اُٹھایا اور نزدیک پہنچا کہ فتنہ اونگ کی وجہ سے لٹکی ہوئی پلکون کو اُٹھاوے یا اوپر کی طرف اونچا کرے۔ احتیاط کی بنیاد ون
مین خلل نے راہ پائی چنانچہ ایسی خبر کہ اعتماد کے قابل ہو اقبال کے لشکرگاہ مین نہین پہنچتی تھی اور اگر تھوڑی سی بہت سے
عزت کے فرش کے مقربون سے کسی ایک کو معلوم بھی ہو جاتی تھی تو وہ اس کی قدرت نہ رکھتا تھا کہ جاے عرض مین
پہنچاوے اور ایسا نقش بیٹھا ہوا تھا کہ پاک مجلس مین کوئی نامناسب بات ذکر نہ کی جاوے رفتہ رفتہ جب ہندوستان کے
فتنہ کی حقیقت ایسے دولتخواہان حقیقی کے وسیلے سے کہ جو اپنی بہتری کا لحاظ نہ کرکے جو کچھ کہ حق ہو عرض مین پہنچاتے ہین
حضور کے جاے عرض مین پہنچا حضرت جہانبانی نے دولت و اقبال کے ساتھ سلطنت کے اُمرا و وزرا کو بلا کر شاہی
لشکر کے پلٹنے کا ارادہ استوار کیا ہر چند مینہ کی کثرت سے تمام زمین سیلاب کے نیچے تھی اور دریا کے پانی ایک طوفان
برپا کئے تھے و مطلق وہ وقت حملہ آور ہونے کا نہ تھا وقت کے تقاضے کے موافق لوٹنے کو سلطنت کی نگہداشت کی ضروری
باتون سے سمجھا زاہد بیگ کو ملک بنگالہ سونپے تھے وہ بدنصیب باطل اندیش و دغابازون کی چال چلا اور تباہ ارادے عمل مین لایا
اور بدعقلی اور بدنصیبی سے بھاگ کر میرزا ہندال کے پاس آیا آنحضرت بنگالہ کی حکومت جہانگیر قلی بیگ کو عنایت کرکے اور
اور بہت سے لوگون کو اُس کی مدد کے لیے چھوڑ کر نہایت بارش کے اندر لوٹنا کرکے دار الخلافۃ کی طرف رخ کرنے والے
ہوئے شیر خان نے جب شاہی لشکر کے لوٹنے کا آوازہ اور میرزاؤن کے دار الخلافۃ آگرہ سے روانہ ہونے کی خبر سنی
جونپور سے ہاتھ روک کر رہتاس کی طرف متوجہ ہوا اور اُس نے مقرر کیا کہ اگر شاہی جھنڈے اُس کے سر پر آوین گے لڑائی
سے ایک طرف ہو کر جھارکند کے راستہ سے کہ آیا تھا پھر لوٹ کر بنگالہ کا ارادہ کرے گا اور ایسا نقش نہ بیٹھے گا اور دار الخلافۃ کی
طرف متوجہ ہووین گے اور موقع پاوے گا تو پیچھے سے آکر چھاپا مارنے کا قصد کرے گا ۔جب حضرت جہانبانی کا شاہی لشکر زمین

تک پہنچا شیر خان لشکر کی کمی اور شاہی لشکر کی بے سرانجامی معلوم کرکے شیر کا بچہ بن گیا یا دلیر ہو گیا اور بڑے لشکر اور بہت
سامان کے ساتھ قدم آگے بڑھانے والا۔ اور لشکر کے نزدیک نزدیک ہر طرف سے موقع ڈھونڈھتا تھا اور کسی کی وہ قدرت
نہ تھی کہ غنیم کی مکّاری اور فریب سے واقف ہووے ابن علی قراول بیگی جاکر تحقیق خبر لایا اور میرزا محمد زمان کے وسیلے
سے حال کی حقیقت پاک عرض مین پہنچی اگرچہ شاہی لشکر دریاے گنگ سے عبور کرکے دارالخلافہ کی طرف متوجہ تھا جب
شیر خان کے پہنچنے اور اُس کے نزدیک ہونے کی خبر اقبال کی لشکرگاہ تک بادشاہی غضب کی آگ کے شعلہ کی بھڑکانے
والی ہوئی۔ نہایت قہر کے دبدبے سے توجہ کی باگ اُس کی طرف پھیری۔ ہر چند معروض ہوا کہ ایسے وقت مین کہ اقبال کے
لشکرون کی بے سامانی اعلیٰ مرتبے مین ہے کہ گھوڑون نے اتنی دُور دراز راہ کو پاؤن مٹی مین دھنساتے ہوئے طے
کیا ہے۔ ارادے کا رُخ غنیم کی طرف لانا اور اقبال کا میدان جلدی کے قدم سے طے کرنا مصلحت کے موافق نہین ہے
دولت کے لائق وہ ہے کہ ایک جگہ مین قیام کی بنیاد ڈالی اور لشکر کا سرانجام کرکے فتنے کے دفع کرنے کا ارادہ کیا جاوے
آنحضرت نے توجّہ کی شعاع ان باتون پر نہ ڈال کر دریاے گنگ سے لوٹ کر مخالفون کی طرف کوچ فرمایا۔ جاننا چاہیے
کہ ایک قدیم رسم ہے اور ایک جاری قاعدہ کہ جب ملک تقدیر کے کارآگاہ کوئی قیمتی نقد ایک
کے لئے مقرر کرتے ہین۔ اُس سے پہلے نامرادی کے دروازے کھولکر اُس کو غم کی کشاکش مین ڈالتے ہین تاکہ اُس
یکتا گوہر کی خوشحالی جگہ سے خالی جاوے اور اُس غم کی تلافی مین مشغول ہوکر کام کو اعتدال کی طرف لاوے اس لئے
چونکہ اب جہان والون کی روشنی بڑھانے والے اُس ستارہ کے ظاہر ہونے کا وقت کہ قاچولی بہادر کے گریبان سے
آگاہ دلون کو نظر آیا تھا اور انتظار کی دولت سے سربلند کئے ہوئے تھا نزدیک پہنچا ہے بیشک کہ اُس سے پہلے چند
نامرادیان ظاہر مین چہرہ دکھاوین تو دُور نہین عقلمندون کے غور و فکر کا چہرہ خراشیدہ (چھلا ہوا۔ نچا ہوا) نہ ہوگا۔ اسلئے
ایسے لشکر کے باوجود کہ جس سے ایک جہان کو تابع کر سکتے ہین چند بے حیا بدعقل افغانون سے ایسی باتین ظہور مین آئین
چنانچہ دولت کے سردارون کے صلاح و مشورے کے برخلاف شاہی لشکر کی توجہ افغانون کی طرف واقع ہوئی۔ موضع
بہیہ مین کہ بھوج پور کے پرگنون سے ہے شیر خان کے ساتھ مقابلہ ہوا وہان ایک سیاہ آب ہے کنبا اس نام وہ دونون
لشکرون کے درمیان واقع ہوا شاہی لشکر پانی پر پل باندھکر پار اُترا اگرچہ بادشاہی لشکر تھوڑا تھا اور بے سامانی
بہت تھی ہمیشہ دونون طرف کے قراولون مین جو لڑائی کہ ہوتی تھی زبردست سلطنت کے سردارون کی طرف فتح نام
ہوتی تھی اور ہر طرف سے افغان قتل ہوتے تھے یہان تک کہ مقابلے اور قتل کی مدّت درازی کے ساتھ کھنچی اور بزرگ
بھائی کہ ہر ایک ایک اقلیم کے فتح کرنے کے لئے کافی تھا کوتاہ بینی سے دُور از کار اندیشے اپنی سعادت کی راہ کا پتھر بناکر
اتفاق کی سعادت سے فیض یاب نہ ہوئے۔ اور خدمت کے حاصل کرنے کی توفیق ایسے نازک وقت مین اُنکی سعادت کے
زمانے کی مدد دینے والی نہ ہوئی ہر چند نصیحت کے فرمان پر فرمان آتے تھے اُن خدا کی بخششون کے نقش ان لوہے کا دلون

رکھنے والون کے دلون مین صورت پذیر ہوتا تھا اور شیر خان مکّاری کی راہ سے کبھی تو معتبر لوگون کو شاہی درگاہ مین بھیجکر صلح کا دروازہ
کھٹکھٹاتا تھا اور کبھی لڑائی کے جھوٹے خیال کو خیال کے میدان مین دوڑاتا تھا یہان تک کہ فریب اور مکر سے بہت پیدلون اور
ادنی لوگون کو آتشبازی کے اسباب کے ساتھ روبرو چھوڑکر خود دو منزل پیچھے ہٹ کر بیٹھا اور بادشاہی لشکر کہ ہمیشہ فتحمندی
اُن کے لیے تھی اس حیلہ جمع کرنیوالے کی مکر کی باتون سے واقف نہ ہوئے اور پیچھے ہٹ کر بیٹھے اور تقدیر کے موافق
جب کوئی بات ظاہر ہونا چاہتی ہے کسی قدر بے پروائی کار آگاہی کے رکنون کو پہنچتی ہے اور اس سبب سے نگاہبانی
کی شرطون مین بڑی سستی واقع ہوتی ہے یہانتک ایک رات کو محمد زمان میرکا پہرہ تھا اُس سے بڑی غفلت واقع ہوئی
وہ مکار کہ موقع تک رہا تھا رات کے وقت کوچ کرکے صبح سویرے بادشاہی لشکر کے پیچھے سے ظاہر ہوا اپنے لشکر کو تین
حصّون مین تقسیم کئے تھا ایک حصّے مین خود تھا اور ایک حصّے مین جلال خان اور ایک حصّے مین خواص خان
تھا۔ بادشاہی لشکر کو اتنا موقع نہ ملا کہ گھوڑے پر زین کسین یا جبہ پہنین۔ حضرت جہانبانی سپاہ کی غفلت سے اطلاع
پاکر تقدیر کے کارخانے کے نقش کے حیران ہوئے تدبیر کا سررشتہ ہاتھ سے جاچکا تھا سوار ہوتے وقت مین بابا جلائر
اور زردی بیگ قوچ بیگ خدمت مین پہنچے شاہی حکم ہوا کہ جلدی جاکر مہد علیا (اونچے ہنڈولے مین بیٹھنے والی) حاجی بیگم کو لے
آوین اُن دو وفادار غیرت مندون کے عزّت کے خیمے کے دروازے پر شہادت کا شیرین شربت پیا اور میر پہلوان بدخشی نے
بھی اور بہت سے لوگون کے ساتھ عزت کے خیمے کے گرد جان صدقے کرنے کی توفیق پائی وقت نہایت تنگ ہوگیا تھا حضرت
مہد علیا باہر نہ آسکے اور چونکہ خدا کی مہربانی اور حفاظت حال کی ذمّے دار اور مال کی ضامن تھی پاکدامنی کے محل کی چاردیواری
تک بداندیشون کے خیال کی تیز ہوا بھی نہ پہنچ سکی اور سیاہ جانون کے اندیشہ کا غبار بزرگی اور مرتبے کی پردہ نشینون کے پاک
خیمے کے کنارون پر نہ بیٹھ سکا اور خدا کے فرشتون نے بلندی کے پاک گھر سے غیرت کے دربانون کی دورباش کے وسیلے پاکدامنی
کے خلوت خانے کی پردہ نشینون کی نگہبانی کی و بُرا خیال اُن سیاہ دل رکھنے والون کے دل مین راہ پانیوالا نہ ہوا شیر خان نے
اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی کو نہایت حفاظت اور پردہ پوشی مین بڑی آبرو کے ساتھ روانہ کیا اور حاصل کلام جب حضرت پل
کی طرف متوجہ ہوئے پُل کو ٹوٹا پایا ناچار اپنے آپ کو سواری ہی کی حالت مین دریا کے طے کرنے والے مگرمچھون کی طرح پانی
مین ڈالا اتفاق سے گھوڑے سے جُدا ہوگئے اسوقت چونکہ خدا کی نگہبانی آنحضرت کے احوال کی نگہبانی تھی ایک سقا ان کی راہ
کا خضر (رہنما) ہوا اور اُس کے تیرنے کی مدد سے اس فتنے کے بھنور سے نجات کے کنارے پر پہنچے آنحضرت نے اسی حالت مین
اُس سے پوچھا کہ تیرا نام کیا ہے اُس نے عرض مین پہنچایا کہ نظام شاہ نے فرمایا کہ تو اولیا کا نظام (خدا کے پیارے بندون کا کام
کا انتظام کرنے والا) ہے۔ اور عنایت اور مہربانی بجالاکر اُس سے وعدہ فرمایا کہ جب مین سلامت کے ساتھ سلطنت کے تخت پر بیٹھونگا۔ آدھے
دن کی بادشاہی تجھے دونگا اور غصّے (رنج گلوگیر) کا یہ واقعہ نوین صفر ۹۴۶ھ مین دریائے گنگ کے کنارے گزر چوسر پر تقدیر کے پردے سے
ظاہر ہوا میرزا محمد زمان اور مولانا محمد پرغلی اور مولانا قاسم عالی صدر اور مولانا جلال متوی اور بہت سے امیر اور فاضل لوگ نیستی کے سمندر مین

ڈوبنے والے ہوئے۔ اور آنحضرت میرزا عسکری اور چند اور لوگون کے ساتھ جلدی سے آگرہ تشریف لے گئے اور میرزا کامران شاہی آستانہ بوسی سے سرفراز
ہوا اور چند روز کے بعد میرزا ہندال میرزا کامران اور اپنی بزرگ والدہ کے وسیلے سے شرمندہ اور سرافگندہ الور سے آکر خدمت مین حاضر ہوا اور آنحضرت
ذاتی مہربانیون کے تقاضے کے موافق نوازش فرماکر اُس کے قصورون کو اُسکے منہ پر نہ لائے اور بے انتہا مہربانیون سے کہ بشری قدرت سے باہر ہون اُسکے
ساتھ پیش آئے اور چونکہ اچانک بے تدبیری کی راہ سے تقدیری بات ظہور مین آئی ہمیشہ اس بات کی تلافی رہتے تھے اور تلافی کے ساز و سامان و آلات کے سرانجام
مین مشغولی رکھتے تھے سلطنت کے طرفون سے امیر اور سپاہی شاہی آستانے کے چومنے سے مشرف ہوتے تھے۔ اسیوقت مین پاک طبیعت سقا بزرگ وعدے کی
امید پر بزرگی کے تخت کے پایہ کے نزدیک حاضر ہوا حضرت جہانبانی نے کہ ملک مروت اور احسان کے تاج دینے والے اور تخت بخشنے والے تھے جب اُنھون نے مفلس
بے سروسامان سقے کو دور سے دیکھا اُسیوقت اپنے شاہی قول و قرار کو وفا کے تخت پر جگہ دی اور سلطنت کے تخت کو اُس راہ کے خضر (رہنما) کے لیے خالی کر کے
سقے کو وعدے کے موافق آدھے روز تک تخت پر بٹھایا اور اُسکو ملک نیمروز کے تخت نشین کے برابر بنایا اور بعضے بادشاہی احکام کہ اُسکا ظرف (برتن۔ حوصلہ
ہمت) اُنکی گنجائش نہ رکھتا تھا مستثنی (جدا کیے گئے) کر کے حکمرانی کے ساتھ اُسکے امتیاز کے پائے کو بلندی بخشی اور بخشش کے موج زن سمندر سے احتیاج کی گرد
اُسکے اور اُسکے قبیلے کے احوال کے چہرے سے دور کی ہر ایک حکم کہ سقے سے شاہی تخت کے بیٹھنے کے وقت مین ظاہر ہوا جاری ہونے کے ساتھ نزدیک کیا گیا
ہوا میرزا کامران نے ایسی بلند حوصلگی کے ظاہر ہونے سے شکایت کا بل حکایت کی پیشانی پر ظاہر کیا اور آزار ڈھونڈھنے والے دل کو ایک بہانہ ہاتھ
آیا اور اس بیماری کے قضیے کے بعد شیر خان نے بنگالہ کا قصد کیا اور بہار کی حدود تک آگر توقف کرنے والا ہوا جلال خان کو ایک پریشان جماعت
کے ساتھ بنگالے کے سر پر مقرر کیا اور وہ تھوڑے عرصے مین جہانگیر قلی بیگ سے جا بھڑا اور اُس نے دلیری کی داد دیکر لڑائی کے میدان کو بہادری
کے قدم سے طے کیا لیکن چونکہ خدا کی مرضی اور اُسکی دائمی اور لازوال حکمت ایک اور صورت کا نقش باندھنے والی تھی سارے بنگالے کے سردارون نے
فتنے کے دفع کرنے مین لائق اتفاق نہ کیا اور بے فکری پسند ہو کر اس لڑائی مین جمع نہ ہوئے اسلیے جہانگیر قلی بیگ کوشش اور کشش کے بعد
میدان جنگ مین پائداری کا قدم جما نہ سکا۔ اور منہ موڑ کر زمیندارون کے پاس پناہ لینے والا ہوا اور نادرست عہد و پیمان کی وجہ سے وہ
خود اور اُور بہت سے دوسرے لوگ نیستی کے صحرا کی طرف روانہ ہوئے۔ شیر خان بنگالے سے دلجمعی کر کے جونپور کی حدود مین آیا اور شورش
پھیلانے والا ہوا اور اُس ملک کو اپنے تصرف اور زبردستی قبضہ مین لاکر فتنے کا ہاتھ دراز کرنے والا ہوا اور قطب خان کہ اُسکا چھوٹا بیٹا تھا اور بہت سے لوگون
کو آوارہ لچے لوگون سے اپنی ہمراہ لیکر کالپی اور اٹاوہ کے سر پر فتنہ برپا کرنے والا ہوا جب یہ خبر بلند شاہی کان مین پہنچی یادگار ناصر میرزا
اور قاسم حسین خان اوزبک کہ وہ حدود اُنکی جاگیر مین مقرر تھی اور اسکندر خان کہ میرزا کامران کی طرف سے کالپی کے بعضے مقامات
کے اہتمام مین قیام رکھتا تھا اُسکے مقابلے کے لیے نامزد ہوئے ان دلاوری کے میدان کے شیر مردون نے اُن حیلہ گر لومڑی صفتون
کے مقابلے مین آکر بڑی لڑائی کی اور غیبی مددون سے فتح ظاہر ہوئی اور قطب خان میدان جنگ مین مارا گیا اور حضرت جہانبانی ایک
مدت تک آگرہ مین فتحمند فوج کے سرانجام اور برادرون اور عزیزون کے پریشان دلون کے جمع لانے اور اُن کے پوشیدہ رازون
اور باطنی باتون کی اصلاح فرمانے مین مشغول رہے۔ ہر چند میرزا کامران کے دل کے غبار سے بھرے رخسار کو نصیحتون کے صاف
شیرین پانی سے دھویا صفائی کا چہرہ کسی طرح سے ظاہر نہ ہوا اور بہتیرا کچھ خلاف کے زنگار کو نصیحتون کی صیقل سے صاف کیا

موافقت کی چمک اُسکے زمانے کے آئینے میں کسی صورت سے نظر نہ آئی اور ایسی بڑی مہم میں کہ باطنوں کے خلاف کے باوجود ظاہری
اتفاق اُس کی دولت کی نگہداشت کے لئے ضروری تھا ایسے وقت میں کہ اتنے سازوسامان کے ساتھ تینتیس[۲] ہزار مجرد آدمی اُسکی ہمراہ تھے۔
اور حضرت جہانبانی کے فضل واحسان کی بدولت کابل سے دادر زمین تک شمال میں اور حد سمانہ تک جنوب میں قبضے کے دائرے میں
رکھتا تھا ایسے اپنے ولی نعمت اور بزرگ برادر احسان کرنے والے بادشاہ کے ساتھ غدر کرنے والا اور کوتاہی کرنے والا ظاہر ہوا۔ اور
جھوٹ موٹ بیمار بنا۔ اور غفلت کی زیادتی اور فکر کی کمی کی وجہ سے اس بزرگ خدمت سے پیچھے رہنا اور سستی کرنا اختیار کیا بزرِ خدائے
اس مکافات (بدلے دینے) کے کارخانے میں کام کے نتیجے اُسکی طرف عائد (لوٹنے والے) گئے۔ چنانچہ اُس نے زندگانی ہی کے اندر
اپنے عملوں کی سزا کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اُس میں سے کچھ اُس مجمل طرز کے بعد وضاحت کے قلم سے اپنے مناسب مقام میں
بیان ہونگے۔ اور چونکہ اُس نے اپنی زبان سے بُرا شگون نکالا تھا اُسکا حال بھی ویسا ہی ہوا۔ مصرعہ۔ جب اختر (نصیب) گزر گیا
وہ فال راست ہوئی۔ چند دیرینہ بیماریاں اُسے پیش آئیں اور بخت برگشتہ ہونے کی وجہ سے غیبی تنبیہات (ہوشیار کرنیکی باتوں)
پر آگاہ نہ ہوا اور اپنے انعام کرنیوالے کے ناخوشنودی کے رستے اور اپنے احسان کرنیوالے کی نارضامندی کی راہ پر اڑا رہا۔ پہلے خواجہ کلان بیگ کو
بڑی جماعت کے ساتھ لاہور بھیجا اور مُنہ آرزوؤں کے قبلے سے موڑ کر اُسکے پیچھے خود روانہ ہوا اور ایسی تباہی اور نقصان کا بانی اور باعث
ہوا کہ جس سے دوست کو آزار اور دشمن کو فائدہ پہنچے۔ ہرچند حضرت جہانبانی نے فرمایا۔ کہ میرزا اگر تجھے ہمراہ ہونے کی توفیق نہیں ہے
اور تو ایسے موقع کو ہاتھ سے دیتا ہے اپنے آدمیوں ہی کو ساتھ کردے میرزا آنحضرت کی خواہش کے برعکس بالکل اس فکر میں تھا کہ بادشاہی لوگوں کو
بدراہی کیطرف مائل کر کے اپنے ساتھ لیجاوے اسلئے کہ میرزا حیدر بن محمد حسین گورگان کہ خالہ زادہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا تھا ہمراہ میرزا کامران
کے دار الخلافہ آگرے میں آکر حضرت جہانبانی کی خدمت کی بزرگی پائے ہوئے تھا اور بہت سی نوازشوں کے ساتھ ممتاز بنا ہوا تھا میرزا کامران نے اپنی بیماری کا
بہانہ کر کے اُسکو اپنے ساتھ لیجانے کی کوشش کی میرزا حیدر میرزا کامران کیطرف مائل کر یہ عذر خواہی کے مقام میں ہوا اور بے فکری سے حرف رخصت درمیان
میں لایا حضرت جہانبانی نے فرمایا اگر رشتہ داری کی نسبت پیش نظر ہے تو دونوں طرف سے برابری پر ہے اور اگر اخلاص کی ارادت کی نسبت ہے
تو یہ نسبت تو نے ہمارے ساتھ بہت زیادہ ظاہر کی ہے۔ اور نام آوری اور مردانگی کی تلاش ہے تو تو ضرور ہے کہ تو ہمارے ساتھ چلے کہ ہم
غنیم کے سر پر جا رہے ہیں اور وہ کہ میرزا کامران بیماری کا اظہار کرتا ہے تو نہ طبیب ہے اور نہ دوا پہچاننے والا۔ کہ ہمراہ جاوے اور وہ کہ میرزا
نے لاہور کو اس کی جگہ تصور کیا ہے ایک بیہودہ خیال ہے اسلئے کہ اس حملے سے عاجز رہنے کے بعد اگر کوئی بات ظاہر ہوویگی تو سلامتی کا گوشہ
ہندوستان میں نہیں مل سکیگا اور یہ بھی ہے کہ یہ امر دو باتوں سے خالی نہیں ہے اگر فتح ہمارے لئے ہے تو پھر تمہارے لئے کیا مُنہ اور کونسی آبرو ہوگی کہ شرمندگی
کے سبب سے سر میں سے نہ اُٹھا سکوگے کہ مرنا اس زندگی سے اچھا ہے۔ اور اگر بناہ بخدا۔ حال اسکے برعکس ہوا تو پھر تمہارا لاہور میں رہنا محال ہوگا
اور جس شخص نے کہ یہ صلاح میرزا کو دی ہے اُسکے دماغ میں خبط آگیا ہے یا اُس نے ناراستی اختیار کی ہے اور حق کو اُس سے چھپایا ہے اور خوشامد
کی بات کہی ہے۔ الحاصل میرزا حیدر نے بدالضیب کی رہنمائی سے ہدایت کا راستہ پایا اور شاہی لشکر کی ہمراہی کی سعادت سے معزز اور ممتاز ہوا اور میرزا کامران
اپنی لشکروں کی کثرت کے باوجود تین ہزار آدمی میرزا عبداللہ مغل کی سرداری میں ہمراہ کئے اور توفیق خدمت کی نہ پائی۔

حضرت جہانبانی جنّت آشیانی کا دار الخلافہ آگرہ سے مشرقی ملکون کیطرف شیر خان کے فتنے کے دفع کرنیکے لئے توجہ فرمانا اور لڑائی کے بعد واپس لوٹنا اور عبرت بڑھانے والے واقعات کہ اُسکے بعد ظہور مین آئے

چونکہ تقدیر کے نگارخانے کے ہنگامے کے نادر نقش کرنے والے کار آگاہ دوسری بنیاد کے نقش و نگار مین ہین اگر اب کام مراد کے موافق نہو سے جائے شکر ہے نہ مقام شکایت - لہذا جہان کے آراستہ کرنے والے خدا نے اتفاق ایسے بزرگ بھائیون سے اٹھالیا اور جمعیت کو پراگندہ کیا اور آنحضرت تھوڑے سے لشکر کے ساتھ بہت سے دشمنون کی طرف متوجہ ہوئے اور دل کی قوت اور اپنی پیدائشی ہمت کے استقلال سے دوستون کی کمی اور دشمنون کی زیادتی کو منظور نرکھا اور جب شاہی لشکر بھوج پور مین پہنچا شیر خان ایک بڑا لشکر لیکر دریائے گنگ کے اُس طرف آکر ٹھیرا - آنحضرت نے اپنی تھوڑی فوج کے ساتھ ارادہ دریا سے پار جانے کا فرمایا - اور تھوڑے سے زمانہ مین بھوجپور کے راستے پر پُل بندہ گیا - اور بہادرون کی ایک جماعت کہ قریب اکیسو پچاس کے تھی اپنے آپکو آمادۂ جنگ کر کے بے زین کے گھوڑون پر سوار ہو کر پانی مین اُتری اور دریائی شیرون کی طرح موج اور بھنور سے نہ ڈر کر دریا مین داخل ہوے اور دریا کے طے کرنے والے مگرمچھون کی طرح گھرے دریا مین تیزی سے چلتے ہوئے پانی سے پار گئے اور ایک بڑی جماعت کو بھگایا اور مردانگی اور پہلوانی کی داد دے کر لوٹنے کے خیال سے اپنے لشکرگاہ کا ارادہ کیا جب پُل کے نزدیک پہنچے افغانون نے فیل گرد باز نامی کو کہ چوسہ کی لڑائی مین دشمن کی فوج کی طرف رہگیا تھا پُل توڑنے کے لئے چھوڑا اُس بے اعتدال ہاتھی (بڑے عظیم الجثہ ہاتھی) نے اپنے آپکو پُل کے سر پر پہنچا کر اُسکے پایون کو توڑ ڈالا اسوقت شاہی لشکر سے توپ چھوڑی گئی کہ گرد باز ہاتھی کے پاؤن کو چورا چورا کر دیا اور غنیم کا لشکر کہ زور لایا تھا اُسنے شکست پائی اور جان صدقے کرنے والے جوان شجاعت کی داد دے کر سلامت کے ساتھ آئے اور صلاح اسمین دیکھی کہ دریا کے کنارے کنارے قنوج تک روانہ ہووین بڑی نگاہداشت اور آہستگی کے ساتھ کوچ بہ کوچ جارہے تھے راہ کے درمیان مخالفون کی کشتیان نمودار ہوئین بادشاہی توپخانہ سے توپ چھوڑی گئی مخالفون کی بڑی کشتی چور چور ہوگئی اور قہر کی موجون کی تپانچہ زنی سے زیر و زبر ہوگئی

اور ایک مہینے کی مدت سے زیادہ قنوج کے اطراف مین مقابلہ رہا اور آخر کار محمد سلطان میرزا اور الغ میرزا اور شاہ میرزا کے بیٹون نے کہ اُنکی نسبت حضرت صاحبقرانی تک پہنچی ہے اور سلطان حسین میرزا کے نواسے ہین حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی خدمت مین سربلند تھے اور آنحضرت کے مرجانیکے بعد حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے ساتھ نمک حرامی ظہور مین لائے۔ جیسا کہ اشارہ اس بات کیطرف ہوا چونکہ باطل (بے فائدہ جھوٹے) جھگڑے کو رونق اور چمک دمک حاصل نہین ہوتی ہے اور ولی نعمت کے ساتھ جھگڑنے والا مقصد پانے والا نہین ہوتا ہے کام نہ کرکے ہوئے پھر حضرت جہانبانی کے بلند آستانے کی طرف آکر بندگی کا سجدہ پیش پہنچایا اور آنحضرت نے نہایت مروت اور جوانمردی سے اُنکے کئے ہوئے گناہون کو ناکیا ہوا خیال کرکے بادشاہانہ مہربانیون سے امتیاز کی سعادت بخشی اور چونکہ یہ ناشکر گزار اصلی سرشت (پیدائش) مین بد ذات واقع ہوئے تھے پھر بد قسمتی اور کم فرصتی سے ایسے نازک وقت مین بھاگ کر پاؤن قرار اور صبر کے دائرہ سے باہر رکھا اور دوسرے بھاگے ہوئے کے رہنما ہوکر بد قسمتون کو بھاگنے کا راستہ دکھایا اور بہت سے لوگ نمک حرامی کی راہ طے کرنے والے ہوئے اور علیحدہ ہوگئے۔ حضرت جہانبانی کی راستی کی خواہش کرنیوالی رائے نے ایسا ارادہ کیا۔ کہ پانی سے گزر کر ہر طور سے لڑنا چاہیئے تاکہ جو صورت کہ غیب کے پردہ سے ظاہر ہونے والی ہووے ظاہر ہونے کا جلوہ دکھاوے۔ اور اگر اس مقصد مین دیر ہوگی کام دوسرے طور پر ہو جائیگا اور بہت لوگ جدا ہوکر چلے جاوینگے اسی ارادہ پر کہ آدمیون کے جانے کے راستے کو روکین پل باندھکر پار جانا فرمایا لشکر کے آگے خندق (کھائی) کھود کر توپخانے کی گاڑیان اُنکی جگہون مین انتظام دین اور مورچے تقسیم فرمائے شیر خان مقابلے مین فتنے اور آشوب کا جمگھٹا جمع لاکر خندق (کھائی) کھود کر بیٹھا اور ہر روز جوان ہر طرف سے نکلکر لڑتے تھے انہین دنون مین موسم بدلا۔ اور بارش کا موسم آپہنچا۔ اور بادل مست ہاتھیون کی طرح جوش و خروش مین آکر برسنے لگے اور وہ سرزمین کہ شاہی خیمون کی قیامگاہ تھی بارش کے پانی سے لبالب ہوگئی ناچار ایسا اونچا میدان کہ پانی اور مٹی (کیچڑ) کے آسیب سے محفوظ ہووے تلاش کیا تاکہ خیمے ڈیرے اور توپخانہ اور شاہی لشکر کو اس میدان مین لیجائین اور قرار پایا کہ صبح کے وقت کہ روز عاشور (دسوین محرم) ہے فوجون کو ترتیب دیکر کھڑے ہون۔ اگر مخالف خندق سے نکلکر آگے آیا لڑین اور اگر وہ اپنی جگہ مین رہے تو اس جگہ مین کہ اُترنے کے لئے مقرر ہوئی ہے جا اُترین دسوین محرم ۹۴۷ھ کو اس ارادے سے سوار ہوے اور صفین آراستہ کین محمد خان رومی اور استاد علی قلی کے بیٹے اور استاد احمد رومی اور خلفات کہ توپخانہ کے انتظام کرنے والے تھے ہر ایک نے گاڑیون اور توپون کو نصب کرکے مقرر قاعدے کے موافق زنجیر کھینچی اور قول نے آنحضرت کی پاک ذات سے امتیاز پایا اور میرزا ہندال کے قول کے آگے جگہ مقرر ہوئی اور میرزا عسکری برانغار کا سرداری کرنیوالا ہوا اور یادگار ناصر میرزا نے جرانغار کو انتظام دیا میرزا حیدر اپنی تاریخ رشیدی

مین لکھتا ہے کہ آنحضرت نے اُس روز مجھکو اپنے بائین جانب کر دہنا آن حضرت کے بائین سے ملنا اور جُڑنا رکھتا تھا جگہہ
دی تھی اور مجھ سے قول کی جرانغار کی حد تک ستائیس علمدار سردار تھے۔ شیر خان بھی پانچ حصے کرکے نکلا دو گروہ کہ تعداد
مین بہت زیادہ تھے خندق کے باہر کھڑے ہوئے اور تین گروہ لشکر شاہی کی طرف رُخ کرنے والے ہوئے جلال خان
اور مست خان اور تمام نیازی میرزا ہندال کے روبرو آئے اور مبارز خان اور بہادر خان اور رائے حسین جلوانی اور
سب کرانی روبرو یادگار ناصر میرزا اور قاسم حسین خان کے پہنچے۔ اور خواص خان اور برمزید اور اور لوگ میرزا عسکری
کے مقابل ہوئے اوّل لڑائی میرزا ہندال اور جلال خان کے درمیان واقع ہوئی اور عجیب تلوار کی لڑائی ظہور مین آئی۔
اور جلال خان گھوڑے سے گرا بادشاہی جرانغار اپنے غنیم کو پیچھے ہٹاکر اُسکے غول پر حملہ آور ہوا جب شیر خان نے یہ دیکھا
خود بڑے لشکر کے ساتھ آٹوٹا اور خواص خان اور اُسکے ہمراہیون نے بھی میرزا عسکری پر حملہ کیا افغانون کے حملہ
کرتے ہی اکثر سردار بے لڑے پیچھے کو ہٹے آنحضرت نے اپنی پاک ذات سے دو مرتبہ مخالف کے لشکر پر حملہ آور ہو کر کوشش
کی اگرچہ یہ قاعدہ نہین ہے کہ بادشاہ خود لڑائی لڑے لیکن اس مرد آزمائی کے وقت مین دلیری کا گھراپن اور شجاعت
کی تیزی قانون پر عمل نہین کرنے دیتی ہے چنانچہ اس لڑائی مین دو نیزے آنحضرت کے ہاتھ مین ٹوٹے اور اُنہون نے
لڑنے اور مردانگی کی داد دی۔ لیکن بھائی برادری بجا نہ لائے۔ اور امیر مضبوطی کا قدم پایداری کے دائرے مین نگاہ نہ رکھکر
اپنی تقصیرون کی خرابی سے غافل ہوئے اور ایک ایسی بُری نظر (صدمہ) ولی نعمت کے لئے روا رکھی اور وہ ظاہر اور باطن کے
بزرگوار کہ حقیقت کی آنکھ سے دیکھنے والے اور بھیدون کے دیکھنے پر قدرت رکھنے والے تھے ایسے تھوڑے لشکر کے ساتھ کہ
دوروئی سے بھرا اور سچائی سے خالی تھا جو اس حملے کی طرف متوجہ ہوئے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یقیناً اُنکے غیرتمند دل مین
گزرا ہوگا کہ شجاعت کے گھوڑے پر سوار ہوکر ملک عدم کی طرف روانہ ہونا اور زندگانی کے گھوڑے کو فنا کی منزل کیطرف دوڑانا
دوست صورت دشمنون کے ساتھ مصاحبت رکھنے اور اُنکے ساتھ دوروئی برتنے اور ٹیڑھی چال چلنے والے ہمصحبتون
کے ساتھ ردوبدل کی گوٹ کھیلنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ ایسے پانی سے جو ان بے آبروؤن کے ساتھ پیا جاوے سراب
(خشک بالو جو دُور سے پانی معلوم ہو) بہتر ہے۔ چنانچہ بادشاہ کا اپنی پاک ذات سے حملہ آور ہونا زمانے کے لوگون کی نظر مین
اس بات کو علانیہ طور پر ظاہر کرتا تھا۔ یکدل دولت خواہون سے بعضے لوگ دولت کی رکاب مین گر گرا اسنے اور سفارش
کا ہاتھ مارکر زبردستی باہر نکال لائے مین یہ بات عالم اسباب کے وسیلون پر نظر کرکے کہتا ہون۔ ورنہ حقیقت کے عالم مین
(یعنی اگر سچائی کی راہ سے پوچھو) تو جہان کا آراستہ کرنے والا خدا نکالنے والا ہے۔ چونکہ پیدائش کے ستارہ کا چڑھاؤ اور
حضرت شاہنشاہی کے ظہور کے کروفر کی بلندی خاص زمانے اور مخصوص جگہہ مین نزدیک ہوئی تھی عجیب باتون کے پیدا کرنے
والے خدا نے یہ ایک ایسی عجیب بات ظاہر کی عقلمندون سے ایک جماعت کا خیال یہ ہے کہ یہ واقعہ آزادون (نیکون)
کے بیدار کرنے اور آگاہی کی زیادتی کے لئے ہے نہ کام کے عوض کی قسم سے ہے۔ چنانچہ اگلے حکیمون کے نزدیک مقرر ہے

کہ زمانے کے حادثے خاص لوگون کے لیے مثل صیقل کے ہوتے ہین اور عام لوگون کیلیے مثل زنگار کے ہوتے ہین پاک خصلت روشن ضمیرون
سے ایک گروہ کا گمان وہ ہے - کہ یہ واقعہ ایک تربیت کا نقشہ ہے - جب کہ تقدیر کے کارخانے کے کارکن کسی مستعد (صاحب استعداد) کو بلند درجے
پر پہنچاتے ہین تو پہلے اُسکو دُنیاوی مرتبون یعنی خوشی اور غم اور تندرستی اور بیماری اور آرام اور تکلیف اور کشادگی اور بستگی
کا جمع کرنے والا کرتے ہین تاکہ سرداری کے بلند درجے کے قابل ہووے اور تصور کے میدان کے تیز چلنے والون سے
بعضے اس بات پر ہین (یون کہتے ہین) کہ اس بلا مین مبتلا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خدا کا قاعدہ اس طور پر جاری ہی
کہ جبکہ کسی سعادتمند کو کوئی بہت بڑی نعمت عطا کیجاوے اور اُس بزرگ دولت کے حاصل ہونے کا زمانہ نزدیک آپہنچا ہو
اُس وقت کے صحن کو تکلیفون کے اُترنے کی جگہہ اور فتنون کے گھومنے کا مقام بناتے ہین اور نقصان کی گرد اوسکے
مرتبے اور بزرگی کے دامنون پر بٹھاتے ہین تاکہ جب کمال کے درجے اور انتہا کی اونچائی پر چڑہے اس نقطہ کی سیاہی
اُسکی نظر بد کے لیئے کالا دانہ بنے اور اس سے زیادہ صاف بیان کرتا ہون - کہ جب انسانی نجابت کے ظہورون اور بشری
جا بے طلوعون سے اُس پاک نور کے ظاہر ہونے کا وقت کہ حضرت آنقوا کی پاکی کی زینت دینے والی سرشت اُسکی
اوٹھانے والی ہوئی تھی اور بہت سے مختلف قسم کے لوگون کی پشتون اور شکمون کی پوشیدہ جگہون مین جلوہ گر ہو کر
ظہور کے ملک کے جہان مین قدم رکھ رکھ کر خدا کی خاص نظرون کے وسیلے بلندی کے مرتبون مین تربیت کی بزرگی پایا ہوا
تھا اور اسوقت کہ اُس نور کے مقصودِ اصلی کے ظاہر ہونے کا زمانہ کہ حضرت شاہنشاہی کی پاک ذات ہے قریب ہوا تھا اپنے
قضیہ کو اس بزرگ دولت کا کالا دانہ بنا کر پیدائش کے کارخانے کے جمال آراستہ کرنے والے نے ایسی کارفرمائی کی اب
پردہ کشائی سے باز آکر سخن کے سر پر آتا ہے اور حاصل کلام جب ایسی شکست کہ جہان کی بنیاد کی درستی کا آغاز ہو
ظہور مین آئی - دریاے گنگ کے کنارے تک کہ قریب ایک فرسخ کے ہوگا امیر بے لڑائی لڑے مونھ موڑ کر بھاگے
ناشکرگزاری اور حق ناشناسی کا بدلہ پاکر نامرادی کے بہنور مین ڈوبے اور اپنی زندگی کی کشتیون کو نادرستی کے
عوض مین فنا و نیستی کی موج اُٹھنے کی جگہہ مین دیا اور حضرت جہانبانی نے پائداری اور استواری کے قدم کے ساتھ
ہاتھی پر چڑہکر دریا سے گزرنا فرمایا اور دریا کے کنارے پر ہاتھی سے اُتر کر اوپر چڑہنے کا راستہ
ملاحظہ کر رہے تھے چونکہ کنارہ بلند تھا اوپر چڑہنے کا راستہ میسر نہ ہوتا تھا سپاہیون سے ایک
ڈوبنے سے نجات پاکر وہان پہنچا اور آنحضرت کا پاک ہاتھ پکڑ کر اوپر اٹھا لیا اور اُسنے حقیقت مین اپنی ہمیشہ
والی سعادت کی مددگاری سے نصیب اور اقبال کو اپنی طرف کھینچا آنحضرت نے اُسکا نام اور وطن پوچھا اُسنے عرض کیا
میرا نام شمس الدین محمد اور میرا وطن غزنی ہے میرزا کامران کے نوکرون سے ہون آنحضرت نے اُسکو شاہانہ
نوازشون کا امیدوار فرمایا اور اسی وقت مین مقدم بیگ نے کہ میرزا کامران کے شریف لوگون سے تھا آنحضرت
کو پہچان کر اپنے آپکو دولت کی خوشخبری کے اطمینان پائے ہوؤن کی لڑی مین داخل کیا اور اس ارادے سے

اپنا گھوڑا پیش کیا اور بادشاہی مہربانیوں کے وعدوں سے خصوصیت کی خوشخبری پائی۔ حضرت جہانبانی وہان سے
دار الخلافہ آگرے کو متوجہ ہوئے اور راہ مین میرزا آکر ہمراہ ہوئے۔ جب موضع بھنگاپور کی حدود مین پہنچے قصبے کے
لوگ خرید و فروخت کا راستہ بادشاہی لوگون پر بند کر کے بے ادبی کے مقام مین آئے چنانچہ جو شخص اُنکے ہاتھ مین پڑتا تھا اُسکے
مار ڈالنے کا ارادہ کرتے تھے اس معاملہ کی حقیقت جب شاہی عرض مین پہنچی شاہی حکم ہوا کہ میرزا عسکری اور یادگار ناصر
میرزا اور ہندال میرزا جا کر اس بدبخت گروہ پر غلبہ کر کے اُنکو ادب دین تیس ہزار آدمیون کے قریب سوار اور پیدل
اس بدبخت گروہ کے جمع ہوئے تھے جب بادشاہی حکم ان کو پہنچا میرزا عسکری نے جانے سے سُستی کی یادگار ناصر
میرزا نے چند طعنے دیکر کہا کہ تمہاری بے اتفاقی سے کام اس حد تک پہنچا اب تک نہین جاگتے ہو اور یادگار ناصر میرزا اور
میرزا ہندال فرمانبرداری کر کے اُس جماعت کی طرف متوجہ ہوئے بڑی لڑائی ہوئی اور بہت لوگ اندھے بے سعادت
لوگون سے قتل ہوئے۔ اور میرزا تنبیہ کر کے لوٹے اور میرزا عسکری کہ شکایت ناک آیا تھا عتاب کیا گیا ہوا۔ اور وہان
سے حضرت جہانبانی تیزی کے ساتھ کوچ کرتے ہوئے آگرہ مین آئے ملکون کی طرفین اُلٹ پلٹ ہو رہی تھین اور ہر
طرف مین فتنہ برپا تھا۔ دوسری صبح کو بزرگون کے پیشوا میر رفیع کے مکان پر کہ صفوی کے سیدون سے نہایت علم اور عقل
مین یکتا تھا اور چونکہ سلاطین اُسکی بزرگی اور تعظیم کرتے تھے اسلئے ممتاز وقت تھا تشریف لیجاکر مشورہ فرمایا آخر کار جہان کی
آراستہ کرنے والی رائے نے اسپر قرار پایا کہ پنجاب کی طرف کوچ فرمائین اگر میرزا کامران کی عقل فرمانروائی اور سعادت
مددگاری کرے اور تلافی اور تدارک (کوتاہی کے پورا کرنے اور اُسکے عوض کرنے) مین متوجہ ہو کر اچھی خدمت کا ٹپکا
کمر پر باندھے اور بیشک فتنہ کا سوراخ بند ہو جائیگا اس درست ارادے کے ساتھ وہان سے لاہور کی طرف متوجہ ہوئے
میرزا عسکری سنبل کو گیا اور میرزا ہندال الور کو گیا اور اُس سال کی اٹھاروین محرم کو قاسم حسین سلطان نے بیک میرک
کے وسیلے دہلی کے میدان مین رکاب بوسی کی سعادت حاصل کی اور بہت لوگ خدمت مین حاضر ہوئے اور ذکر کئے گئے مہینے
کی بیسوین تاریخ وہان سے آگے کی طرف کوچ فرمایا اور اس مہینے کی بائیسوین کو قصبہ رہتک مین ہندال میرزا اور میرزا حیدر
نے پاک دولت حاصل کی اور ماہ کی تیئیسوین کو حضرت جہانبانی نے اسی منزل مین بزرگی کا اُترنا فرمایا قلعے کے لوگون
نے شہر کے دروازے کو آن حضرت کے موہنہ پر بند کیا اور بدبختی کے دروازے اپنے اوپر کھولے۔ اور آنحضرت نے دولت
اور سعادت کے ساتھ متوجہ ہو کر تھوڑی ہی دیر مین اہل قلعہ کو تنبیہ فرمائی اور ستائیسوین صفر کو شاہی لشکر سرہند مین پہنچا
اِس مہینے کی بیسوین کو میر فقر علی نے راہ کے درمیان زندگی کا کجاوہ باندھا اور جب شاہی لشکر لاہور کے اطراف مین
دولت خان کی سرا سے کے قریب پہنچا میرزا کامران استقبال کے لئے آکر خدمت مین حاضر ہوا۔ آنحضرت خواجہ دوست
منشی کے باغ مین کہ لاہور کی منزلون مین سب سے زیادہ دلکشا تھا دولت کے ساتھ اُترے۔ اور میرزا خواجہ غازی کے
باغ مین کہ اُن دنون مین میرزا کامران کا دیوان تھا اُترا۔ اور اُسکے پیچھے میرزا عسکری سنبل سے پہنچا اور امیر ولی بیگ

کے گھر مین ٹھیرا۔ اور انہین دنون مین دولتمند مبارک سرشت شمس الدین محمد جسنے دریا کے کنارے پر ہاتھ دیا تھا آیا اور
بادشاہانہ نوازشون سے سربلندی پانے والا ہوا۔ اور یکم ربیع الاول ۹۴۷ھ مین سارے بزرگ بھائی اور امیر اور سارے ملازم
جمع ہوے اور اتنی آگاہی کے اسباب کے باوجود اور آسمانی تنبیہات کے یہ عزیز آگاہ نہین ہوتے تھے اور سچائی کا پٹکا ہمت
کی کمر پر نہین باندہتے تھے۔ اور ہر مرتبہ حضرت کی خدمت مین جمع ہوکر مشورہ کرتے تھے اور اتفاق اور یکطرفی پر عہد و پیمان
باندہتے تھے اور بزرگون اور مشہور لوگون کو اسپر گواہ کرتے تھے۔ اور اکثر وقتون مین خواجہ عبدالحق کے بھائی خواجہ خاوند
محمود اور میر ابوالبقا کو مشورت مین داخل کرتے تھے یہانتک کہ ایکروز سارے میرزا اور سلطنت کے شریف اور بڑے بڑے
لوگ جمع ہوئے اور اتفاق اور یکطرفی کا ایک محضر لکھا اور سارے لوگون اور بزرگون نے اپنی گواہی اُس سعادت کے محضر پر
لکھی اور جب یہ اعتماد کے لائق محضر اختتام کو پہنچا مشورت مین شروع کی آنحضرت نے ہر باب مین بلند نصیحتین اور عمدہ
کلمے فرمائے اور گوہر بار زبان پر گزرا کہ اُس جماعت کے انجام کی خرابی کہ جسنے اتفاق کے سیدہے رستے سے تجاوز
کیا سب لوگون پر روشن ہے خاص کر کے اسی نزدیکی مین جب سلطان حسین مرزا نے خراسان کے اندر کوچ کا نقارہ
بجایا اٹھارہ اقبالمند مقصد ور بیٹے چھوڑے ایسی مستقل دولت اور ایسے بڑے سامان کے باوجود بھائیون کے
بے اتفاقی سے خراسان کا ملک کہ کتنے برس عدل وداد کی دولت کی برکتون سے بجوفی کامگزار ہا تھا تھوڑے ہی
عرصے مین اتنے حادثون کے اُترنے کی جگہ ہوا اور شاہی بیگ کیطرف منتقل ہوا۔ اور سارے بیٹون سے بدیع
الزمان میرزا کے سوا کہ روم کی طرف چلا گیا کوئی نشان نہ رہا اور میرزا کے سارے بیٹے خواص و عوام کی زبانو نیز
اور مونہون مین طعنہ کئے گئے اور ملامت کئے گئے ہو نگے اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے ایسے بڑے وسیع ہندوستان
کو کس مشقت سے لے لیا ہے اگر تم لوگون کی بے اتفاقی سے تصرف کے احاطہ سے نکلکر کتنے ایک نالائقون کے ہاتھ
مین چلا جاوے گا عقلمند لوگ تمکو کیا کہین گے اب اِس بارے مین فکر کے گریبان مین سر اچھی طرح جھکانا چاہئے اور
پھر غیرت کے گریبان سے باہر نکالنا چاہئے تاکہ لوگون کے درمیان سربلندی حاصل ہووے اور خدا کی خوشنودی
کے جمع لانے کا سبب ہووے اور ہر ایک نے صاحبان عہد و پیمان اور اصحاب مواثیق اور ایمان (قسم کھانے والون
اور عہد و پیمان کرنے والون) سے ایسے قریبی عہد کو فراموش کیا اور اپنی اپنی خواہش کے موافق باتین بنانا شروع
کین میرزا کامران بولے کہ وہ جو میرے دل مین پہنچتا ہے یہ ہے کہ بادشاہ اور سارے میرزا ان تنہا چند روز تک
پہاڑون مین بسر کرین اور سب کے بال بچون کو مین لیکر کابل کی طرف چلا جاؤن اور ایک امن گاہ مین پہنچا کر واپس
آؤن اور تمہارے ساتھ آملون اور میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا نے کہا کہ بالفعل ہماری لڑائی افغانون کے
ساتھ صورت نہین پاتی ہے مناسب وہ ہے کہ بکر کی حدود کی طرف جاکر اُس ولایت کو قبضے مین لائین
اور اُسکی قوت سے گجرات کو تابع کرین اور جب یہ دونون ملک ہاتھ لگ جائین۔ اور کام با انتظام ہو جائے

اس ملک کا چھوڑنا اغلب بہت اچھی طرح سے آسان ہوگا میرزا حیدر نے کہا مناسب وہ ہے کہ سارے میرزا کوہ سہرند سے کوہ سارنگ تک پہاڑ کے دامنوں کو مضبوط کرکے بیٹھین اور مین ذمے دار ہون کہ تہوڑی سی تقویت سے دو مہینے کے اندر کشمیر کو چھوڑا لونگا - اور جب کشمیر کے لینے کی خبر پہنچے ہر شخص اپنے علاقہ دارون کو کشمیر کی طرف بھیج کر کوئی امن کی جگہ اس سے زیادہ محفوظ نہین ہے چار مہینے درکار ہین کہ شیر خان وہان تک پہنچے اور گاڑیون اور توپون کے ساتھ کہ اُسکی لڑائی کی قوّت انہین پر ہے - پہاڑون مین نہین چل سکتا ہے اور تہوڑے عرصے مین افغانون کا لشکر ویران ہو جائیگا اور چونکہ انکی زبان دل کے ساتھ موافق نہ تھی بات ناتمام رہی اور مجلس تمام ہو گئی یعنی جلسہ برخاست ہوا اور جب کبھی بات درمیان مین آتی تھی اور آنحضرت بڑی بڑی نصیحتین فرماتے تھے کہ شاید میرزا کامران کی عقل کا چراغ روشن ہووے اور بدعقلی سے باز آکر صفائی کے مقام مین آوے میرزا اپنی بات سے نہین بدلتا تھا اور اُسکا سارا دلی قصد یہ تہا کہ ہر ایک ایک طرف مین ویران ہووے اور وہ خود کابل مین جاکر عشرت کے گوشہ کو غنیمت شمار کرے اور وہ ہمیشہ نادرست خیالون مین ڈوبا ہوا تھا اور اقبال بخشنے والی اور ہوش بڑھانے والی باتین اُسکو بیدار نہین کرتی تھین ظاہر مین موافقت کا دم مارتا تھا اور کہتا تھا کہ فلان مبارک وقت مین ہم نکلین گے - اور یکدل اور یکرنگی سے مخالف کی لڑائی کے لیے ہمت کا ٹپکا باندھین گے اور باطن کی راہ سے مخالفت کی بنیاد کو زیادہ استوار کرتا تھا یہانتک کہ نادانی اور بدعقلی سے اپنے صدر قاضی عبد اللہ کو پوشیدہ شیر خان کے پاس بھیجا کہ دوستی کے علاقے کو مضبوطی دیوے اور محبت کا پیمان اُسکے ساتھ باندھے اور اپنے مقصد کو دشمن کی مدد مین ڈھونڈھے - اور مکتوب کے مضمون مین ایسا لکھا کہ اگر پنجاب سابق دستور کے موافق مجھپر مقرر رکھین تہوڑے ہی زمانے مین عمدہ عمدہ کام پیش پہنچاؤنگا - شیر خان نے اس واقعہ کے بعد وہلی آگے قدم آگے بڑھانا شروع کیا اور اس قضیے کو اپنے نصیب کی موافقت سے سمجھا اور فکرمند تہا کہ اگر آگے بڑھتا ہون تو ایسا نہو کہ میرزا کا ہم خرابی مین پڑے اور اُس جمعیت سے کہ لاہور مین سُنتا تھا وہم کرنے والا تھا اور نہایت خوف رکھتا تھا کہ اسی درمیان مین مکار صدر کہ پیدائشی کمینگی کے ساتھ خلقی شرارت بھی رکھتا تھا پہنچا شیر خان کہ اُسکے اچھے ہونیکا دار و مدار مکاری پر تھا صدر سے بڑے تپاک سے ملا اور ناتفاقی کی خوشخبری پاکر ایک دل سے ہزار دل ہو گیا - اور اسکو جواب میرزا کے مطلب کے موافق دیتا رہا - اور اس بدنصیب نے مخالف کو آگے آنے کی رغبت دلائی - اور خواری کی باتین درمیان مین لایا شیر خان نے ایک حیلہ ساز آدمی کو اُسکے ساتھ ہمراہ کیا تاکہ معاملہ کی حقیقت پر آگاہی پاکر واپس پھرے میرزا کامران نے شیر خان کے بھیجے ہوئے شخص سے لاہور کے باغ مین ملاقات کی اور اُسنے اس روز جشن کیا اور حضرت جہانبانی کو بھی التماس کرکے لایا اور دوسری بار خام طمع کوتاہ اندیش میرزا نے پھر اُسی بے سعادت کو شیر خان کے روبرو بھیجا اور اس مرتبہ یہ تمکّم دریاے سلطان پور کے کنارے

پہنچکر نادولتخواہی کا حرف درمیان مین لایا اور شیر خان کو دریا سے گزرنے کے لئے دلیر کیا اور اسی درمیان مین
منظفر ترکمان نے کہ قراولی کے لئے آب سلطان پور کے اطراف مین مقرر ہوا تھا جا سے عرض مین پہنچایا کہ لشکر
نے آب سلطان پور سے عبور کیا ہے میرے بھائی کا بیٹا جلیدہ بیگ کہ سیرت اور صورت مین درگاہ کے مقبولون اور
منظورون سے تھا شہید ہوا جمادی الاُخریٰ کی آخری تاریخون مین حضرت جہانبانی اور میرزا آبِ لاہور سے
کہ پایاب تھا عبور کرکے کوچ بکوچ آبِ چناب کے کنارے پہنچے۔ اور چونکہ حضرت جہانبانی کا ارادہ کشمیر کیلئے
پختہ ہوچکا تھا بہت سے لوگون کو میرزا حیدر کی ہمراہ کرکے میرزا کو اپنے سے پہلے کشمیر کی طرف بھیجا اُس وقت
مین کہ میرزا کامران سام میرزا کی لڑائی کے لئے قندھار کی طرف روانہ ہوا میرزا حیدر کو اپنی طرف سے لاہور
کی حکومت پر چھوڑ گیا تھا خواجہ حاجی اور ابدال ماکری در کی چاپ اور بہت سے لوگ کشمیر کے امیرون سے
وہان کے حاکم کی مخالفت کرکے لاہور کی حدود مین چلے آئے تھے کہ میرزا حیدر کی آشنائی (وسیلے) سے ایک
لشکر میرزا کامران سے لیکر ولایت کشمیر کو اپنے قبضے مین لاوین اور ہرچند میرزا حیدر نے کوشش کی اس آرزو
کے نقش نے صورت نہ باندہی۔ اور اُس وقت مین کہ میرزا ہندال اپنے نام کا خطبہ بناکر فتنہ برپا کرنے والا ہوا۔
میرزا کامران نے لاہور کی حدود سے دار الخلافہ آگرہ کی طرف توجہ کی میرزا حیدر نے بڑی کوشش کے ساتھ
دار الخلافہ سے ایک لشکر بابا جوجک کی سرداری مین کہ میرزا کامران کے اعتماد کے لایق سردارون سے تھا
ترتیب دیکر بھیجا کہ کشمیر کے سردارون کی رہنمائی سے جنکے نام ذکر کیے گئے ولایت کشمیر کو قبضے مین لاوین۔
بابا جوجک نے جانے مین سُستی کی یہانتک غم کا بھرا قصہ گذرجوسہ کا دائمی حجری دولت کو نظر بد سے
پہنچی عام کی زبانون پر پڑا۔ اور اشارہ کئے گئے نے ارادہ کا توڑنا کیا (یعنی بابا جوجک کشمیر جانے سے رُک گیا)
اور کشمیر کے امیر حدودِ نوشہر اور راجوری مین پہاڑون کی گھاٹیون کے اندر ٹھہر کر موقعہ تکتے رہے۔ اور ہمیشہ
اُنکے خط میرزا حیدر کے نام آتے تھے جنمین کشمیر کے فتح کرنے کی ترغیبین ہوتی تھین اور میرزا اُن خطون کو حضرت
جہانبانی کی جاے عرض مین پہنچاتا تھا اور پاک دلکو روز بروز کشمیر کے دلکشا ملک کی سیر کا شوق بڑھتا جاتا تھا
ان دنون مین اُسکے موافق اجازت دی کہ اول میرزا بہت سے لوگون کے ساتھ نوشہر کو جاوے اگر کشمیر کے
امیر کہ ہمیشہ کشمیر کی طرف جانے کی رغبت دلاتے تھے آکر دیکھین (ملاقات کرین) سکندر تو بھی اپنے آدمیون
کے ساتھ کہ اُس حدود کی نزدیک کا جاگیردار ہے آکر ملے اور جب عینہ تک پہنچین امیر خواجہ کلان بیگ کہ حضرت
گیتی ستانی فردوس مکانی کے بڑے سردارون سے تھا اور اُسکا مختصر احوال لکھا گیا اپنے آپکو مدد کے لئے
پہنچاوے اور جب خواجہ کلان بیگ کے پہنچنے کی خبر شاہی کان مین پہنچے گی حضرت جہانبانی خود دولت
اور اقبال کے ساتھ اُس طرف متوجہ ہوونگے۔ اور آنحضرت دریاے چناب کے کنارے تھے کہ

میرزا کامران اور عسکری میرزا خواجہ عبدالحق اور خواجہ خاوند محمود کے ساتھ کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور محمود سلطان میرزا ملتان کی حدود سے تفرقہ (پراگندگی - جدائی) کا آوازہ سنکر دریاے سندہ کے کنارے میرزا کامران کے ساتھ آملا اور یکم رجب ۹۴۷ھ مین کہ حضرت جہانبانی کا ارادہ کشمیر جانے کے لئے پختہ ہو گیا تہا میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا اور قاسم حسین سلطان بہت اصرار کرکے سندہ کی طرف لے گئے خواجہ کلان بیگ کا جنسے حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے ہمراہ ہونا قرار دیا تہا سیالکوٹ سے جاکر میرزا کامران کے ہمراہ ہوا اور سکندر توپچی نے اپنے آپکو کوہ سانگ کی طرف کہینچا اور ماہ رجب ۹۴۷ھ مین کہ حضرت جہانبانی میرزاؤن کے کوشش سے متوجہ حدود سندہ ہوئے چند منزل کے بعد ہندال میرزا اور یادگار ناصر میرزا نے بے تاملی سے یک میرک کے بہکانے سے کہ شاہی خدمت سے جدا ہو کر اُسنے ملگیا تہا مخالفت کا راستہ اختیار کرکے آنحضرت سے جدا ہو گئے۔ اسی درمیان مین قاضی عبداللہ کتنے ایک افغانون کے ساتھ آپہنچا میرزا ہندال کے قراول اُنکو پکڑکر میرزا کے روبرو لائے بدبخت افغان قتل کئے گئے اور بدنصیب عبداللہ نے کہ اُسکی عمر کے چند سانس ابھی تک باقی رہے تھے بابا دوست کی سفارش سے سزا سے نجات پائی اور بیس روز تک میرزا حیرت کے بیابان مین سرگردان رہے۔ کچھ نہین جانتے تھے کہ کیا کام کرین اور کہان جاوین نصیب اور سعادت سے جدا ہو گئے تھے۔ اور دولت کی ہمصحبتی کو چھوڑکر مقصد گم کئے ہوئے تھے اور مقصود کی راہ کا نشان نہ پاکر سرگردان اور حیران گہومتے تھے۔ اور حضرت جہانبانی جنگل کی راہ سے متوجہ طرف بکر کے تھے اور اندازے اور قیاس سے راستہ چلتے تھے کہ پانی نایاب اور غلہ کسی جگہہ مین نہ تہا۔ تحمل کی رہبری اور توکل کے توشہ پر منزلین طے اور مقامات قطع کر رہے تھے۔ یہانتک کہ ایکروز نقارے کی آواز پہنچی تحقیق کے بعد ظاہر ہوا کہ وہ تین کوس پر میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا تلاش کے جنگل کا دروازہ کھٹکھٹا رہے مین حضرت جہانبانی نے میر ابوالبقا کو کہ میرزا کامران کی ہمراہی سے جدا ہو کر اس حملہ مین شاہی لشکر کا مصاحب اور شاہی محفل کا ہمنشین تھا میرزاؤن کے پاس بہیجا تاکہ اس لشکر کی قرارگاہ سے خبر دیوے اور نیکبختی بخشنے والی عقل بڑھانے والی باتین کہکر میرزاؤن کو شاہی آستانے کے چومنے کی ہدایت بخشے۔ میر بادشاہی اشارہ کے موافق میرزاؤن کو نصیحت سننے والا بنا کر مبارک خدمت کی دولت کیطرف رہنمائی کرنے والا ہوا اور سب ملکر ولایت بکر کو گئے اور خواص خان اور ایک بڑی فوج افغانون کی کہ پیچھے پیچھے آرہی تھی اگرچہ فتحمند لشکر نہایت ہی کم تہا لڑنے کی جرأت نہین کرتی تھی - اور شعبان کے آخر مین کہ شاہی لشکر اُچہ مین پہنچا امیر سید محمد باقر حسینی نے کہ سیدون اور زمانے کے باماؤن کا دیباچہ تھا رحلت کی اور وہین مدفون ہوا - اور آنحضرت نے اُسکے مرنے پر بڑا افسوس ظاہر فرمایا اور چونکہ یہ بنتا بگڑتا جہان گذرنے والا اور چھوڑنے کے قابل مقام ہے خدا کی مرضی پر گردن جھکا کر کہ مقام تسلیم کے کاملون کی عادت ہے ہم خدا کے حکم پر راضی ہوئے - اور جب بختیوں سے لٹکائے وطن کے نزدیک کہ اُس سرزمین کے شریفون اور زمینداروں سے تہا بزرگی کے خیمے استادہ ہوئے عنایت کا فرمان اور توجہ کا حکمنامہ اور قیمتی خلعت بیکہ بگادل اور تکیہ بیگ کی ہمراہ بہیجا اور اُسکو خطاب خان جہانی

اور علم اور نقارے کا امیدوار کرکے دولتخواہی اور خدمت گاری اور شاہی لشکر مین غلہ بھیجنے کے بارے مین حکم فرمایا بخشوی انکا
بھیجے ہوئے لوگون کا استقبال کرکے تسلیمات بجالایا اور بڑی عزت سے پیش آیا اگرچہ بنصیب نے مددنہ کی کہ آکر زمین بوسی
کی سعادت حاصل کرے لیکن جس بات کا کہ اسکو حکم ہوا تھا اُسکی فرمانبرداری کرکے اُسکو بجالایا لائق پیشکش بھی بھیجا
اور سوداگرون کو بھی ہدایت کی کہ قسم قسم کی جنس شاہی لشکر مین لیجاکر بیچین اور بہت سی کشتیان تیار کین کہ دریا سے
عبور کرکے بکر کی طرف متوجہ ہون اور یادگار ناصر میرزا ہراولی کی طور پر آگے آگے چل رہا تھا۔ اور اٹھائیسوین رمضان
سنہ ۹۴۷ھ مین شاہی جھنڈے کہ حدود بکر مین پہنچے اور اس سے دو روز پہلے قاضی غیاث الدین جامی کو کہ اس بلند خاندان
کے ساتھ نسبت رکھتا تھا اور فضیلتون اور عمدہ صفتون سے آراستہ تھا صدارت کے منصب سے سرفراز فرمایا اور جب خدا
کی توفیق سے اتنے سفر کے خطرے طے کرکے حدود بکر مین منزل ہوئی قصبہ لوہری کہ دریاے سند کے کنارے بکر کے روبرو
واقع ہوا ہے شاہی خیمون کی قیامگاہ ہوا۔ آنحضرت نے اپنی پاکیزہ ذات کے ساتھ اُس باغ مین کہ اُس قصبے کے
اطراف کے اندر پاکیزگی و تازگی مین بے مثل ہے بزرگی کا اُترنا فرمایا دلپذیر عمارتین کہ وہان تعمیر پائی ہوئی تھین حضرت
جہانبانی کی پاک ذات سے رونق پذیر ہوئین اور سارے باغ اور منزلین رکاب دولت کے ملازمون کو تقسیم ہوئین میرزا
ہندال جلہ پانچ کوس بڑھکر اُترا۔ اور چندروز کے بعد دریا سے گذر کر منزل کی۔ اور یادگار ناصر میرزا نے بھی اُسکے بعد دریا کی اُس
طرف منزل پکڑی۔ سلطان محمود بکری نے کہ میرزا شاہ حسن بیگ ارغون کے نوکرون سے تھا ولایت بکر کو ویران
کرکے قلعے کی مضبوطی کی۔ اور کشتیان دریا کے اس طرف سے لیجاکر قلعے کے نیچے لنگر کین۔ اور یہ شاہ حسن بیگ بیٹا
میرزا شاہ بیگ ارغون کا ہے کہ جب حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے قندھار کو اُس سے زبردستی لے لیا وہ
تتہ اور بکر کی حدود کو آیا اور اس تمامی طرف کو اپنے قبضے مین لایا۔ جب شاہی لشکر نے قصبہ لہری پر اُترنے کی شوکت
پائی۔ شاہی فرمان سلطان محمود کے نام بھیجا کہ آکر آستانہ بوسی کی سعادت حاصل کرے اور قلعہ کو درگاہ کے ملازمون کے
حوالے کردیوے۔ اُسنے عرض کیا کہ مین میرزا شاہ حسن کا نوکر ہون جب تک کہ وہ خدمت مین حاضر نہووے میرا آنا
نمکخواری کے آئین مین پسندیدہ نہین ہے۔ اور اُسکی اجازت کے بغیر قلعہ سونپنا بھی لائق نہین ہے۔ اور اسیطرح
کا رونا دھونا کیا اور آنحضرت نے اسکو معذور رکھکر امیر طاہر صدر اور میر سمندر کو کہ معتمد ملازمون سے تھے میرزا شاہ حسین
کے پاس تتہ کو بھیجا اور عنایتون کے وعدون سے امتیاز کی بزرگی بخشی میرزا شاہ حسین نے بھیجے ہوؤن کو آداب سے
دیکھا اور شیخ میرک کو کہ شیخ پوران کی اولاد کا خلاصہ تھا اور جماعت ارغون قدیم سے شیخ مذکور کے ساتھ ارادت اور
اعتقاد رکھتے تھے رسالت کے طور پر لائق پیشکش کے ساتھ بادشاہی ایلچیون کی ہمراہ شاہی درگاہ مین بھیجا اور عرض
کی کہ ولایت بکر آمدنی کم رکھتی ہے ولایت جاجکان معموری اور آبادانی اور کثرت زراعت اور زیادتی غلہ مین ممتاز
ہے۔ دولت کے مناسب وہ ہے کہ ارادے کی باگ اسطرف کو پھیرین اور اسکو تصرف مین لاوین کہ دولت

کی سپاہ کو بھی فراغت ہوگی اور مین بھی خدمت کے لئے نزدیک ہونگا۔ دولت میرے نزدیک اور سعادت میری ہمنشین
ہوئی کہ آنحضرت نے اِس حدود مین بزرگی کا اثر نا عطا فرمایا رفتہ رفتہ کچھ عرصے کے بعد اپنے دل سے وغدغون
کو دُور کرکے رکاب بوسی کی سعادت سے سربلند ہونگا۔ اور عرض کیا کہ جب مین بساط بوسی کی عزت سے سعادت
پانے والا ہونگا حضرت کی ذراسی توجہ مین ملک گجرات سلطنت کے سردارون کے تصرّف کے احاطہ مین آجائیگا۔
اور اُنکی مہمّون کے انتظام کے بعد سارے ملک ہندوستان کے ہاتھ لگ جائینگے وہ ناجوانمرد حقوق کو عقوق
(نافرمانی) کے ساتھ بدل کر مکر و فریب کے دروازے سے داخل ہوا تھا اور جھوٹی باتون کو سچائی کی صورت مین ظاہر
کرتا تھا آنحضرت نے میرزا ہندال کو اُس حدود کی نیچی زمین کی طرف مقرر فرمایا پانچ چھ مہینے تک خود سیرگاہ لہری
مین رہے کہ شاید حاکم تتہ سعادت کی راہ اختیار کرے اسی درمیان مین میرزا ہندال کی سرفرازی کے لئے اُسکی
قیامگاہ پر نیچی زمین کی حدود مین تشریف لے گئے اور دولت بڑھانے والی تشریف بری سے اُسکی سعادت کے پایے
کو سربلند بنایا جب اقبال کے آفتاب کے ظاہر ہونے اور بزرگی اور مرتبے کے ستارے کے نکلنے کا زمانہ کہ صورت اور
معنی کے جمال کا زینت بخشنے والا اور دین اور عقبی کے کمال کا حسن بڑھانے والا ہے نزدیک پہنچا اُس بزرگ دولت
کے حاصل ہونے کے اسباب اور اس بزرگ نعمت کے موجود ہونے کے نشان دمبدم زیادہ آمادہ ہوتے جاتے تھے
کہ اُس خدا کے پرورش کیے ہوئے نور کے آنے کے فیض سے عالم بالا کے مقدسون کی کتنے ہزار برس کی انتظار کرنے والی
آنکھ روشن ہووے اور زمانے کی امید کی شام اُس بادشاہت کے تاج کے بڑے موتی کے آنے کے نور کی شعاع سے
سعادت کی صبح کی روشنی حاصل کرے۔ ایسا ہوا کہ اس حملہ مین بہت ہی عمدہ وقت اور بہت ہی بزرگ زمانے مین ۹۴۸ھ مین حضرت مہد
علیا قدسی نشانی مریم مکانی کو کہ پاکدامنی اور پاکیزگی کی روشنی اور سلطنت اور ولایت کا نور اُسکی روشن پیشانی
سے چمکتا تھا بادشاہی آئین اور بزرگی کے طریقہ کے موافق نکاح کے دائرہ مین لائے۔ اور اقبال کا جشن آراستہ کیا
اور انعام کے خزانے سے بہت نقد زمانے کے سر پر بکھیرا۔ دلون کو دولت کی نعمتون سے خوش اور آباد کیا اور خواجہ
ہجری جامی اِس سعادت کے آراستہ کرنے والے معاملہ مین نہایت درجہ خدمت اور فرمانبرداری بجا لایا وہان سے
دولت اور اقبال کی ہمراہ شاہی لشکر کی طرف متوجہ ہوئے اور مدّت تک حدود بکر سعادت کی خیمہ گاہ تھی رفتہ رفتہ
زمیندارون کی بدنصیبی سے غلہ کی گرانی اور ولایت کی ویرانی ظہور مین آئی ہمیشہ میرزاؤن کے دلون مین کہ
ہم رکاب و ہمعنان تھے سست اندیشی اور نادرست فکرین کہ منافقون کے مشرب مین گوارا اور پسندیدہ ہو سکتے
ہین گزرتی تھین۔ یہانتک کہ میرزا ہندال یادگار ناصر میرزا کے بہکانے کے موافق کہ ہمیشہ باطن مین مخالفت کی
طرف تحریک دینے والا تھا قراچہ خان کی ترغیب سے کہ میرزا کامران کی طرف سے قندھار کی سرداری کرتا تھا قندھار کیطرف چلا گیا اور آدمی
یادگار ناصر میرزا کے پاس بھیجکر اپنے جانے اور اُسکے بلانے سے خبر دی۔ جب یہ خبر آنحضرت کے پاک کان مین پہنچی

یکشنبہ کے روز تیرہوین جمادی الاولی ۹۴۷ھ مین میر ابو البقا کے مکان کی طرف تشریف لیجاکر صحبت بزرگانہ رکھی اور
بڑی عزت کے ساتھ میر کو یادگار ناصر میرزا کے پاس رسالت کے طور پر بھیجا کہ میرزا کو خطا کی خطرگاہ سے صواب کے
سیدھے راستہ پر لاوے میر نے سعادت کے ساتھ جاکر میرزا کو سعادت سکھانے والی باتون اور نصیحت کے بھرے
مقدمون کے وسیلے مخالفت کے راہ سے لوٹا کر موافقت کی شاہراہ کی طرف رہنمائی کی۔ اور اپنی وفادارانہ
اور سچی باتون سے اسکو نادرست اندیشون سے باز رکھا اور مقرر کیا کہ میرزا دریا سے گزر کر خدمت مین حاضر ہوے اور اسکے بعد خدمتگاری اور جانبازی
کے لئے ثابت قدم رہے ان شرطون کے ساتھ کہ جب ہندوستان فتح ہو جاوے تین حصون سے ایک حصہ
اسکا ہوگا اور جب کابل مین بزرگی کا اثر ناواقع ہوگا غزنی اور چرخ اور موضع لہوکر کہ حضرت گیتی ستانی فردوس
مکانی نے میرزا کی والدہ کو عنایت کئے تھے اسکے ساتھ تعلق پکڑینگے۔ چہارشنبہ کے روز میر رسالت کی خدمت
پیش پہنچا کر واپس پھرا۔ بکر کے لوگون نے میر کے جانے سے واقف ہو کر بہت سے لوگون کو کشتی کے میر پر
بھیجا اور انہون نے میر پر تیر کا مینہ برسایا چند کاری زخم میر کے لگے دوسرے روز اس عالم فانی سے ملک بقا کی
طرف روانہ ہوا حضرت جہانبانی کو اس غم انداز واقعہ سے بڑی رقت ہوئی اور بہت افسوس فرمایا اور حقیقتون
کی ترجمہ کرنے والی زبان پر گذرا کہ بھائیون کی مخالفتون اور سرکشیون اور نمک پروردون کی حق ناشناسی
اور یارون اور دوستون کی بدمددی کے سبب سے کہ ملک ہندوستان ہاتھ سے نکل گیا اور اتنی تکلیفون
نے صورت دکھائی وہ سب ایک طرف اور میر کا واقعہ ایک طرف بلکہ وہ حادثے اسکے برابر نہین ہوسکتے۔ اور بیشک
وہ بزرگ اسی لائق تھا کہ بادشاہ نے کہ قدرشناسی کی راہ سے فرمایا لیکن چونکہ حضرت جہانبانی کی پاک ذات مین
دوربین خرد اور حق شناس عقل قدرت الہی کے ہاتھ کی امانت رکھی ہوئی تھی ایسے مقامون مین کہ دین اور دولت
کے بزرگون کے پھسلنے کی جگہ ہین عقل کامل کے ساتھی ہو کر رضا اور تسلیم کی طرف مائل ہوئے۔ اور بیشک ایسے عقل
کھونے والے واقعات مین کہ بہت سے لوگون کے صبر کا قدم جگہ سے جاتا ہے ہوشمند خداپرست خداداد عقل
کے ساتھ مشورہ فرما کے راضی برضاے الہی ہوتا ہے اور اگر عوام کے ہجوم اور طبیعت کے غلبہ کی وجہ سے اس
پاکیزہ مقام تک نہین پہنچ سکتا ہے بے صبری اور گھبراہٹ کو کہ عالم ظاہر کے دل باندھے ہوؤن کا طریقہ ہے
چھوڑ کر صبر کے تنگ صحن کے ساتھ موافقت کرتا ہے اللہ کا شکر ہے کہ آنحضرت اگرچہ بشریت کے تقاضے کے
موافق شروع حال مین کسیقدر غمون اور رنجون کے غلبہ کئے گئے ہوئے لیکن کامل عقل کی رہنمائی سے اس طور پر
کہ خداشناس کامل نظر لوگ رضا اور تسلیم کے باغ مین گلدستہ باندھنے والے اور میوہ توڑنے والے ہوتے ہین
دنیاوی واقعات پر قانع ہو کر بہتری کو خدا کی تقدیر مین جانا اور حقائق بین آنکھ سے ان باغون کے گل لالہ
کے تماشا کرنے والے ہوے اس عبرت بخشنے والے واقعہ کے پانچ چھ روز بعد یادگار ناصر میرزا نے دریا سے

عبور کر کے حضرت جہانبانی کی خدمت کی سعادت حاصل کی۔ آنحضرت نے مہربانی کی بندشون سے روحانی پیوند دیا اسی درمیان مین شیخ میرک حاکم تتہ کے ایلچی کو رخصت دے کر تتہ کے حاکم کے نام شاہی فرمان بھیجا۔ کہ جو کچھ التماس کیا جائے قبول مین ملایا پہنچا اس شرط پر کہ اخلاص کی راہ سے آکر خدمت مین حاضر ہووے تتہ کا حاکم ایک مدت آنے کا حرف درمیان مین رکھتا تھا۔ چونکہ اُسکی بات صدق (سچائی) کے چراغ سے بے فروغ تھی واقع ہونے کی شعاع نہین چمکتی تھی۔ یہانتک کہ حضرت جہانبانی نے بکر اور اُس حدود کو یادگار ناصر میرزا کو عطا فرمایا۔ یکم جمادی الاخری سنہ ۹۴۸ھ مین تتہ کی طرف کوچ فرمایا۔ اور وہ خراب ولایت کہ جسے بادشاہی الطاف کی برکتون سے آبادانی کی طرف رخ رکھا تھا اور اُسکے غلّون کا حاصل اور دانون کا محصول اعلیٰ درجہ پر پہنچا تھا میرزا کو دے کر آگے کی طرف ارادہ فرمایا قلعہ سہوان کے نزدیک منعم خان کا بھائی فضیل بیگ اور شاہم خان کا بڑا بھائی برش بیگ اور دس لوگ بیس شخصون تک ہونگے کشتی پر سوار جا رہے تھے کہ ایک جماعت نے قلعہ سے نکلکر ان لوگون کا قصد کیا انہون نے اتفاق کر کے کشتی سے اُترکر مخالف پر حملہ کیا اور مخالف بھاگ کر قلعے مین جا گھسے ان مردانگی کے جنگل کے شیرون سے کئی ایک بھی قلعے مین جا گھسے چونکہ کُمک سے ناامید تھے لوٹ کر شاہی لشکر گاہ سے آملے اور سنہ ۹۴۸ھ مین جب کو حضرت جہانبانی نے دولت اور اقبال کے ساتھ پہنچکر قلعہ سہوان کا محاصرہ فرمایا اس سے پہلے کہ مبارک لشکر قلعہ کے گرد اُترنا فرمائے قلعے کے حفاظت کرنے والے قلعہ کے اطراف کی عمارتون اور باغون کو ویران کر چکے تھے محاصرے کے زمانے مین تتہ کا حاکم آگے آکر راستے کا سرا روکنے والا ہوا اور غلّہ فتحمند لشکر مین آنے نہ دیا محاصرے کی درازی اور اقبال کے لشکر گاہ مین غلّے کے کم پہنچنے کی وجہ سے بے حقیقت کمینے لوگون نے بھاگنے کا راستہ اختیار کیا یہانتک کہ بڑے بڑے لوگون کا کہ حقیقت کا گمان اُنپر کیا جاتا تھا صبر کا پاؤن جگہ سے پھسلا چنانچہ میر طاہر صدر اور خواجہ غیاث الدین جامی اور مولانا عبد الباقی اٹھکر تتہ کے حاکم کے لشکر مین چلے گئے اور میر برکہ اور میرزا حسن اور ظفر علی بیگ اور خواجہ محب علی بخشی یادگار ناصر میرزا کے پاس چلے گئے اور اسی درمیان مین شاہی کان مین پہنچا کہ منعم خان اور فضیل بیگ اور دوسرے لوگون نے اتفاق کیا ہے اور چاہتے ہین کہ اپنے آپکو کنارے پر کھینچین آنحضرت نے احتیاط کی راہ سے منعم خان کو کہ اُنکا سرگروہ تھا قید کر لیا بات اسجگہ بندر کھکر یادگار ناصر میرزا کے احوال سے تھوڑا سا بیان لکھا جاتا ہے جب آنحضرت نے اُسکو بکر مین چھوڑا اُسنے لہری کو اپنی جائے قیام بنایا دو مرتبہ قلعے کے لوگون نے نکلکر غفلت کے عالم مین میرزا پر حملہ کیا اور خواہی نخواہی میرزا کی جانب سے مردانگیان اس لڑائی مین ظاہر ہوئین محمد علی قابوچی اور شیر دل نے کہ دونون منعم خان کے ساتھ رشتہ داری رکھتے تھے مردون کی طرح شہادت کا شربت پیا۔ تیسری بار دلیرانہ کشتی سے نکلکر ایک زمین مین لڑائی کے لیئے صف آرائی کی اس مرتبہ میرزا کے لوگون نے ایسا غلبہ کیا کہ مخالف کے تین سو چار سو آدمیون کے قریب قتل ہوئے وہ خلقی بالوان مقتولون کے بکثرت ہوئے خون سے سیراب ہوئی اور ایسا خوف اُن پر چھا گیا کہ دوسری بار ارادہ سبقت کر نیکا نہ کیا اور میرزا شاہ حسین نے

پھلے فریب کاارادہ اپنے دل مین ٹھان کرمیرزا کوراہِ راست سے بے راہ کیا بابر قلی اپنے سردار کواُسکے پاس بھیجاکہ مین بوڑھا
ہوگیا ہون اورکوئی غمخوار نہین رکھتاہون - اپنی بیٹی کی تجھسے شادی کرتاہون - اورخزانے تیرے حوالے کرتاہون - اور
چندروز کہ میری مانگی ہوئی زندگانی سے باقی ہین بیفائدہ گزارنے نہین چاہتاہون - اور اتفاق سے ملک گجرات فتح ہوجائیگا
الغرض اس نادان کوعرقوب (ایک شخص عرب کے اندر جھوٹے وعدہ کرنے مین ضرب المثل ہے) ایسے جھوٹے وعدون سے
فریب دیا اور اُسنے عقل کے ہلکے پنے اور مکر کی ٹیڑھائی سے بیوفائی کا داغ اپنے حال کی پیشانی پر رکھا اگر مروت کا کوئی ذرّہ
اور دانائی کا کوئی چھوٹاسا حصّہ اُسکی پیدائش یا اُسکے خمیر مین پوشیدہ ہوتا سچّے وعدون کی صورت مین بھی قدم کے مرکز
کو بیوفائی کے دائرہ مین نہ رکھتا اور بیوفائی کا اندلیشہ کرنیوالون کی عرض بھری بات پر ہوش کا کان نہ رکھکر اپنے آپکو سچائی اختیار کرنے سے سربلند کرتا
اور جب حضرت جہانبانی نے لشکر کی تنگی کو دیکھکر آدمی یادگار ناصر میرزا کے پاس بھیجا کہ اپنے آپ کو حاکم تتہ کے سر کر راستے
کا ہمراز دیکے ہوئے ہے بہت جلد پہنچاوے تاکہ اقبال کی لشکرگاہ تنگی کے تنگ آنگن سے فراخی اور کشادگی کی طرف
مائل ہو وے میرزا اگرچہ دل سے برگشتہ تھا لیکن ظاہرداری کچھ ظاہر کے موافق کرکے اپنا پیش خانہ باہر بھیجا اور روانہ
ہونے مین اُسی خام خیال پر بہانہ جوئی اور سُستی کرتا تھا اسی درمیان مین حضرت جہانبانی نے شیخ عبدالغفور کو کہ
ترکستان کے شیخون کے نسل سے تھا اور آنحضرت نے اُسکو اپنے میربالاتون (داروغہ باربرداری کے) سے ایک بنایا
تھا بھیجا کہ اہتمام کرکے میرزا کو جلدی سے لاوے اس بے سعادت نے اُسکے موافق کہ کہا ہے مصرع - کہ یہ راہ کہ تو میروی
ترکستان کی طرف ہے - گرفتاری کرکے مدعا کے برعکس اتنی نالائق باتین کوتاہ بین میرزا کے دلنشین کین کہ میرزا کے
ظاہر کے رکنون مین بھی بڑا خلل واقع ہوا اور پیش خانہ کو کہ باہر بھیجا تھا لوٹالیا - اور ناپسندیدہ عذر کہکر بھیجا جب حضرت
جہانبانی کو معلوم ہوا کہ زمانہ اسی طرح ناموافقت پر ہے - اور اقبال کے لشکرگاہ کی تنگی اندازے سے گزر رہی ہے
قلعہ کے اطراف مین توقف وقت کے مناسب نہ دیکھکر ذیقعدہ کی ستر ہوین تاریخ کو بکر اور لہری کی طرف متوجہ ہوئے
اور اس حال کے درمیان یادگار ناصر میرزا کے ناپسندیدہ عملون سے ایک وہ تھا کہ حاکم تتہ کے بہکانے سے گندم اور
بالہ کو کہ خیرخواہ زمینداروں سے تھے - اور کشتی وغیرہ بہم پہنچانے مین شاہی لشکر کے ساتھ دوستخواہی کی تھی پکڑ کر حاکم تتہ
کے پاس بھیجدیا اور اُس حق ناشناس نے اُنکو اس خدمت کی توفیق کے گناہ مین قتل کرڈالا اور آنحضرت اُسکے اُس
نالائق عمل اور ایسے ایسے سَہو سے درگزر کرکے ہمیشہ اُسکی دلجوئی کے درپے تھے - کہ شاید اپنے عملون کے صفحہ پر پشیمانی
کی رقم کھینچکر اُسکے تدارک (بدلہ کرنے) کے مقام مین آوے - جب شاہی جھنڈے لہری کی حدود مین پہنچے -
یادگار ناصر میرزا اپنے لشکر کے ساتھ شاہی لشکر کے ارادے پر متوجہ ہوا آن حضرت اس خبر کے سنتے ہی فی الفور
دولت اور اقبال کے ساتھ سوار ہوئے ہاشم بیگ نے کہ میرزا کے خیر اندیش اعتماد کے لائق لوگون سے تھا اس
حد سے بُری حرکت سے آگاہی پاکر بہت جلد اپنے آپکو میرزا تک پہنچایا اور میرزا کے گھوڑے کی باگ زبردستی پکڑکر

موڑدی اور طرح طرح کی ملامت اور مذمت لی اور تلخ و سخت بات کہی کہ شاید مروّت کی رسم و راہ اور شرم و لحاظ کے
طریقے جہان سے جاتے رہے اور ایسی حماقت و نادانی کرنا اور اپنے ولی نعمت کے ساتھ برابری کرنا کونسے مذہب
اور ملت مین اور کونسے عقل و حکمت کے قانون مین روا ہے۔ ترجمہ شعر کا اُس سپہدار نے کیا عمدہ کہاوت کہی ہے
کہ اپنے کام کے اندازے کو نگاہ رکھ۔ اپنے مرتبے کے موافق قدم رکھ۔ تاکہ تو آسمان کے سر پر جگہ پائے۔ جس مرد
نے کہ اپنے کام کو نہ چھوڑا۔ اُسنے ہر چیز سے کہ دنیا مین بوئی پھل کھایا (فائدہ اٹھایا) اس طرح کی ہوش بڑھانے
والی باتین کہکر میرزا کو روک کر لھرے تک واپس لایا اور اسی درمیان مین بہت سے لوگ جیسے قاسم حسین سلطان
بے حقیقتی کی راہ اختیار کرکے آنحضرت سے جدا ہو گئے اور یادگار ناصر میرزا کی طرف چلے آئے چونکہ خدا کی حکمت کی
پوشیدہ باتون اور اُسکی لازوال مصلحت کی باریکیون کے تقاضے کے موافق کہ ہر نامرادی کے اندر کتنے اسباب مراد کے
سرانجام پاتے ہین دیار سند مین مراد کا نقش نہ بیٹھا۔ اور آدمیون کی نامردی کا جوہر کسوٹی پر کسا گیا یعنی آدمیون
کی نامردی بخوبی تمام آشکارا ہوئی۔ اور لشکر کی بے اخلاصی اور بھائیون کی بدمردی اور رشتہ دارون کی بیخردی
اور زمانے کی ناموافقت نظر مین آئی آنحضرت نے چاہا کہ دُنیا سے بے تعلقی اور آزادی کے لباس مین شوق
کا قدم خدا کی راہ کے چلنے والون کے جنگل مین رکھین اور مراد کے کعبہ کی زنجیر اور مقصود کے دامن کا سر رشتہ
ہاتھ مین لاوین یا وہ کہ ایک تنہائی کا گوشہ اختیار کرین اور زمانے کے بھائیونکے دیکھنے سے ایک فراغت کا گوشہ
اختیار کرین۔ اور اس آسیب کے بھرے جہان اور فریب کے بھرے لوگون سے علٰحدہ ہو جاوین خیر اندیش
ہمراہیون کی جماعت نے کہ سختی اور آسائش و فراخی مین دولت کی رکاب کے ملازم اور رفاقت کی باگ کے نزدیک
ہونے والے تھے بڑی عاجزی اور زاری کے ساتھ درخواست کی کہ اس ارادہ سے باز رہین اور مصلحت اسمین ہے
کہ ان دنون مین دولت کے ہما کا سایہ ولایت مالدیو کے سر پر ڈالکر دم لین کیونکہ اُسنے بہت بار بندگی کی عرضیان
بھیجکر فرمانبرداری کی ڈینگ ماری ہے اور وہ لشکر و سامان سب کچھ رکھتا ہے ظاہر وہ ہے کہ وقت کو غنیمت شمار
کریگا اور دولت کی رکاب مین ہوکر پسندیدہ خدمتون کا جلوے ظہور ہووے گا۔ اور رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ جو کچھ کہ
دولتخواہون کے دل کی آرزو ہے اور اُنکے دل مین پوشیدہ ہے۔ واقع ہونے کی صورت پاویگا۔ حضرت
جہانبانی سچے وفادار لوگون کی دلداری کے لئے اُس طرف کو متوجہ ہوئے اور عنایت کا فرمان دولت بڑھانے
والی نصیحتون سے بھرا ابراہیم بیگ ایشک آقا (ایشک آقا داروغہ توشکخانہ) کی ہمراہ یادگار ناصر میرزا کو بھیجا کہ
شاید اُسنے اپنے حد سے بُرے کامون پر واقف ہوکر ہدایت کا راستہ طے کیا ہو۔ اور بدبختی کے آئین سے باز آکر
موافقت کی سعادت اختیار کرے اور اُس مہربانی کے نشان رکھنے والے فرمان مین یہ بیت عنایت کے قلم کی
لکھی ہوئی تھی۔ شعر۔ اے وہ کہ چاند ایسے رخسار کے ساتھ تو دوسرون کے لئے چشم و چراغ ہے مین تو جل گیا

یا مجھکو تو نو نے جلا مارا کب تک دوسرون کے داغ کا مرہم تو بنتا رہے گا - اونگھتی عقل کا میرزا چونکہ جاگتا نصیب نہ رکھتا
تھا نصیحت اُسکے مزاج مین اثر کرنے والی نہو ئی اُسی خام طمعی پر بیوفائی کا راستہ اختیار کئے ہوے لہری کی
حدود مین بیٹھا رہا حضرت جہانبانی نے اکیسوین محرم سنہ ۹۴۹ھ مین اچہ کی جانب کوچ فرمایا اور وہان سے تیرہوین
ربیع الاوّل کو مالدیو کی جانب ارادے کی باگ موڑی - اور اس مہینے کی چودہوین کو قلعہ دیوارا دل مین بزرگی کا
اُترنا فرمایا (اُترے) اور بیسوین کو داصل پور کا میدان بلندی کے جھنگل مارنے والے خیمون کی قیام گاہ ہوا
اور سترہوین ربیع الاخر کو بیکانیر سے بارہ کوس پر اترنے کا اتفاق ہوا - اور راہ کے درمیان پاک مجلس کے
دُور بینون نے مالدیو کے مکر اور بیوفائی سے اندیشہ مند ہوکر وہ باتین کہ دور اندیشی کے طریقون کے لائق
ہون جاے عرض مین پہنچائین اور ہمیشہ ایسے احتیاط کے مضمون کے ساتھ کہ دولت کے فرمان کا سرنامہ ہو
آگاہی دیتے تھے یہانتک کہ میر سمندا کہ ہوشمندون کا سردار تھا شاہی حکم کے موافق مالدیو کے پاس گیا اور اُسکے
دل کے پوشیدہ رازون پر آگاہی پاکر واپس لوٹا اور پاک عرض مین پہنچایا کہ اگرچہ وہ سچائی اور وفاداری کی
باتین بناتا ہے لیکن ظاہر وہ ہے کہ سچائی کی شعاع سے خالی ہین - جب اقبال کا جھنڈا اُسکی ولایت کے
نزدیک پہنچا سنگا ہی ناگوری کہ مالدیو کے اعتماد کے قابل لوگون سے تھا سوداگری کے حیلہ یا بہانہ سے شاہی
لشکر مین پہنچا اور قیمتی الماس کی خریداری کی تلاش مین ہوا - چنانچہ اُسکی چال ڈھال (روش - وضع - چلن -
برتاؤ) سے خیر کی بو سونگھنے مین نہین آئی تھی - حضرت جہانبانی نے فرمایا کہ اس خریدار کے دلنشین کر دو کہ اس
قسم کے قیمتی جواہر خریدنے سے نہین بہم پہنچتے ہین - یا تو آبدار تلوار کے جوہر سے ایسے شخص کے ہاتھ لگتے ہین
کہ جسکے ساتھ جہان کی آراستہ کرنے والی راے جڑی ہوتی ہے - یا بلند مرتبہ رکھنے والے بادشاہون کی
مہربانی سے ملتے ہین - اور حاصل کلام اس مکار کے آنے سے اندیشہ مند ہوئے - اور سمندہ کی دریافت پر تعریف
کی - پھر دور اندیشی اور احتیاط کی راہ سے کہ فرمانروایون کا دستور ہے خاص کرکے تکلیف اور مشکل کے وقت مین
راے مل سونی کو بھیجا کہ جلد ہی اپنے آپکو وہان پہنچاوے اور جو کچھ کہ نظر دوربین کی روشنی سے دریافت کرے
عرض مین پہنچاوے اگر لکھنے کا موقع نہو مقررہ اشارہ سے بتاوے - مالدیو کی موافقت اور وفا کا اشارہ وہ ہے
کہ بھیجا ہوا (قاصد) پانچون انگلیون کو ملاکر پکڑے - اور خلاف و دوروئی کی علامت وہ ہے کہ صرف چھوٹی
انگلی پکڑے - اور شاہی لشکر قصبہ بہلودی سے کہ جودہ پور سے تیس کوس پر کہ مالدیو کا وطن ہے دو تین
منزل چھوڑکر کول (تالاب) جوگی کے کنارے پر اقبال کا اُترنا فرمایئے تھا - کہ قاصد راے مل سونی پہنچا اور
چھوٹی اُنگلی کو پکڑا - اور اس اشارے سے حقیقت کھل گئی - اور انجام کار صاف صاف طور پر ظاہر ہوئی - کہ اس
بدنصیب بدزمانہ کا خیال مکر اور بے وفائی ہے - اور بہت لوگون کو استقبال کے بہانے مقرر کرکے بیہودہ خیالات

سر مین رکھتا ہے - آنحضرت نے ارادے کی باگ بھلودی کی طرف پھیری - اگرچہ لوگون کی ایک جماعت اسپر ہے
کہ مالدیو شروع حال مین خیراندیشی اور خدمتگاری کے مقام مین تھا آخر کو سپاہ کی بے سامانی اور لشکر کی کمی کی خبر
پاکر پہلی نیت سے بدل گیا - یا تو شیرخان کے فریب کے جھوٹے وعدون اور اُسکے غلبے کی وجہ سے یا اس سبب
سے کہ شیرخان نے اُسکو مدد اور خدمت کرنے سے ڈرایا ہو - بہرحال اُسنے ہدایت اور سعادت کے راستے کو ہاتھ
سے دیکر اخلاص کا ورق لوٹایا الٹ دیا اور عام راے یہ ہے کہ ابتدا سے آخر تک بندگی کا اظہار کرنا اور بندگی کی عرضیان
بھیجنا بالکل دوروئی اور دشمنی پر بنیاد رکھا گیا تھا - القصہ چونکہ اُسوقت مین تقدیر کے نگارخانے کے جہان
آراستہ کرنے والے دوسرے کام کی آرائش مین تھے جو کام کہ اختیار کیا جاتا تھا انتظام نہین پاتا تھا اور جہان
سے کہ خیریت اور نیکی کی امید تھی وہان سے شرارت اور بدی ظہور مین آتی تھی - اور جب اس کھوٹی فوج کے سونے
کا ملمع چڑھا ہونا آزمائش کی کسوٹی پر پہنچا اور اس نادرست کی بے وفائی پاک دل کے صحن مین ظاہر ہوئی
تردی بیگ خان اور منعم خان اور دوسرے پاک لشکر کے ملازمون کو حکم ہوا کہ آگے بڑھکر بداندیشون کے راستہ
کا سرا روکین اور گزرنے نہ دین کہ شاہی لشکر کی طرف دلیری کا پاؤن رکھکر نقصان پہنچانے کا ہاتھ کھولین - اور
اسیطرح روک تھام کرتے آتے رہین اور اگر موقع پائین تو انکو شکست دین - اور آنحضرت چند حقیقت کردار جان سپارون
(جان صدقے کرنے والے سچے وفادارون) اور پاکدامنی کے خیمے کی پردہ نشینون کے ساتھ روانہ ہوئے - فتحمند سپاہیون
سے شیخ علی بیگ جلائر اور نرسون بیگ بیٹا بابا جلائر کا اور فضیل بیگ اور اور لوگ تھے کہ اُن سب کا شمار بیس شخصون تک
پہنچا تھا دوسرے بیس خاص غلامون اور وفادار خادمون سے تھے - اور اہل سعادت کے گروہ سے ملا تاج الدین
اور ملا چاند نجومی فتحمند رکاب مین حاضر تھے - جب شاہی لشکر بھلودی سے گزرکر ساتلمیر تک پہنچا ایک فوج مالدیو کے
لوگون کی نمودار ہوئی - اور جو امیر کہ ان لوگون کے دفع کرنے کو مقرر ہوے تھے راستہ گم
کرکے اور کسی طرف جا نکلے اور مخالف کے گروہ کا گزر شاہی جھنڈون کے اطراف مین ہوا - آنحضرت کہ شوکت کا
پہاڑ اور شجاعت کا جہان تھے پایداری کا پاؤن بردباری اور استقلال کے دامن مین لاکر خداداد عقل اور مادرزاد خرد
کی طرف متوجہ ہوئے بہت سی پاکدامن بیگمات کو پیادہ کرکے اُنکے گھوڑے لڑنے والے لوگون کو دئے اور مین فوجین
ترتیب دیکر غنیم کی طرف مڑے شیخ علی بیگ دوسرے تین چار وفادار بھائیون کے ساتھ آگے بڑھا اور مخالف کی فوج پر
کہ گلی کی تنگ گلی مین داخل ہوئی تھی (گھسی تھی) حملہ آور ہوا حملہ کرنا تھا کہ ہٹا دینا تھا بہت لوگ مخالفون سے مارے
گئے اور خدا کی مدد سے سلطنت کے سرداروں نے فتح پائی اور حضرت جہانبانی لشکر کی رسمون کے ادا کرنے کے بعد
جیسلمیر کی حدود کی طرف متوجہ ہوئے یکم جمادی الاولی کو جیسلمیر شاہی لشکر کے اُترنے کی جگہ ہوا - اس منزل مین
وہ امیر جنھون نے راستہ گم کیا تھا اور جھوٹی باتون سے زخمی دل ہوئے تھے خدمت کی سعادت پاکر شاہی لشکر

کی گرد کو اپنی اقبال کی آنکھ کا سرمہ بنانے والے ہوے۔ راے جیسلمیر کہ راے لون کرن نام رکھتا تھا بدقسمتی سے بدمددی
کے مقام مین ہوا۔ اور پانی کے تالاب کی حفاظت کی۔ تاکہ بادشاہی لشکر کہ خشک بیابان کی تکلیف جھیل کر ریت کے جنگل
سے اس خراب منزل مین پہنچا تھا پانی نہ پانے کی وجہ سے آزار پائے حقیقت کے جنگل کے شیرون نے آگے بڑھکر
حملہ کیا اور اُس بے شوکت گروہ کو شکست دی اور وہان سے کوچ فرماکر فیض کے گھر سے قلعے امرکوٹ کی طرف متوجہ ہوئے
دسوین جمادی الاولی کو معاش کی تنگی اور پانی کی کمی کے بعد اُس اُستوار قلعے مین کہ بزرگی کے آفتاب کے نکلنے کی جگہ
اور اقبال کے گوہر کے خزانے کا مقام ہے اُترنے کی بزرگی عطا کی قلعہ کا حاکم رانا پرسار نام رکھتا تھا اُسنے شاہی آمد کو اپنی دولت
کے فخر کرنے کی آرائش سمجھکر پسندیدہ خدمتین پیش پہنچائین۔ اور حضرت شہنشاہی کی پاک ذات کی اُن برکتون سے کہ جو
زمانے کے دانشمندونکی حیرت بڑھانے والی ہوئین وہ ہے کہ اُس مبارک وقت مین کہ حضرت مریم مکانی اُس یکتا سے ہستی
کے کارخانہ (دُنیا) مین حاملہ تہین ایکروز جبکہ وہ ایک جنگل مین تیز چل رہی تہین انہین انار کی خواہش ہوئی۔ اس
لیے آب ودانہ جنگل مین کہ غلہ کا نشان مشکل سے ملتا تھا پاک بارگاہ کے تلاش کرنے والے حیران رہے۔ کہ اچانک ایک شخص
ایک تہیلا جوار کا بھرا بیچنے کے لئے لایا جب اُسکو پاک بارگاہ مین حاضر کیا اور نکالنے لگے ناگاہ اُسکے اندر سے ایک بڑا تروتازہ
انار نکل آیا اور خوشی اور خرمی کا سبب ہوا۔ اور دنیا کے لوگون نے حیرت مین ڈوب کر کرامات کا گمان کیا۔ چندروز تک اُس
دلکشا زمین مین ٹھہرنے کا اتفاق ہوا۔ اور یہیان تردی بیگ خان اور اور لوگ اس مال اور جائداد اور اسباب وچیزون
کو کہ جو سب دائمی جڑہی دولت کی بدولت انہون نے پائی تہین ایسی تنگی اور سختی مین آنحضرت سے باوجود مانگنے کے عزیز
رکھتے تھے آخرکار راے امرکوٹ کے اتفاق سے اُنسے لیا گیا اور آنحضرت نے کمال مروت اور ذاتی جوانمردی اور نہایت
مہربانی اور انصاف سے اُنکے اموال سے کچھ فتحمند رکاب کے ملازمون کے لئے اُٹھاکر تقسیم فرمایا اور بہت سا اُنہین سے
اونہین تنگ حوصلہ کمظرفون کو واپس دے دیا۔ خدا پاک ہے میرے حضرت شاہنشاہ سایہ خدا کی پاک صفتین رکھنے والی
ذات کی برکتون کی مبارکی سے زمانے کے لوگون کی گردن اور دُنیا کے لوگون کی گردن کسطرح ارادت اور اخلاص
کی کمند مین آئی ہے۔ کہ اُس زمانے مین بڑے بڑے امیرون اور بڑے بڑے امانت دارون نے اخلاص کے ادنی
درجہ کو بھی ظاہر نہ کیا اور اس مال سے کہ بادشاہ کی عنایت کی برکتون سے حاصل کیا تہا ایسے حاجت کے وقت مین بخیلی
کی۔ اور آج کے روز حقیر لوگون اور اُن لوگون کو کہ بندگی کی درگاہ کے دور کھڑے ہونے والون سے تہے جانسپاری
کی صفت مین اخلاص کے انتہا کے درجون پر چڑہنے کا شوق ہے۔ اگرچہ وہ عتاب اور خطاب کے مقام مین ہون۔
پس کیا حال ہوگا درگاہ کے اُن خاص لوگون کا کہ شاہی تخت کے پائے کے مقربون سے ہین۔ برتر خدا اس ازلی
برگزیدہ کو مدتون اور زمانون جہان اور جہان والون کے احوال کے انتظام کے لئے مہربانی کی مسند اور خلافت کے
تخت پر سربلند رکھے۔ چونکہ حضرت جہانبانی کے راست دلمین آگے جانے کی خواہش پختہ ہوچکی تھی اور زمین زمان

کے صاحب کے ظاہر ہونے کا وقت نزدیک پہنچا تھا مبارک گھڑی معلوم کر کے یکم رجب ۹۴۹ھ کو حضرت مریم مکانی کے
عزت کے ڈولے اور پاکدامنی کے کجاوے کو بعضے جان سپاروں کے ساتھ اس مبارک قلعے مین جان پیدا کرنیوالے
جہان کے نگہبانی کرنے والے کے سپرد کر کے دولت اور اقبال کے ساتھ آگے کی طرف کوچ کیا اور اس وقت مین کہ
انتظار کی رات کے جاگنے والون کی امید کی آنکھ کھلی تھی۔ اور ناامیدی کا دروازہ زمانے کے موئھ پر بند تھا۔ میرے
حضرت شہنشاہ سایۂ خدا کی پیدائش کی بزرگی نے چہرہ دکھایا یکشنبہ کی رات مین پانچوین رجب ۹۴۹ھ کو وہ خدا کا
پرورش یافتہ نور جسطرح کہ اس سے پہلے بیان ہو چکا پوشیدگی کے بچہ دان سے ظہور (ظاہر ہونے) کے عالم مین
آیا تا کہ جہان والون کے سارے غم ہمیشہ والی خوشی کے ساتھ بدلین اور حضرت جہانبانی کا دل آزکلیف کے آبلہ کا
مارا ہوا تھا آسائش کا مرہم پاوے اور ظاہر کا آشوبخانہ انتظام پکڑے۔ اور معنی کا تفرقہ زار جمعیت کی طرف مائل ہووے
خدا کی قوت کے نظر کرنے والے یعنی فرشتے مقصود کو ظہور پایا ہوا دیکھکر خوشی منائین۔ ظاہر اور باطن کے ملک (عالم
اجسام و عالم ارواح) کے انتظار کرنے والے کامیاب ہووین۔ عقل کا آقا پیدا ہووے انصاف کا مہربان باپ ہووے
تمیز کا عاقل دوست ہووے عدالت کا راست باز بادشاہ ہو۔ مہربانی کے جوہر کا پہچاننے والا۔ باریک بین ظہور کرے
قدردانی کا بازار رواج پکڑے صلح کل کے لئے دانش نواز درمیانی پیدا ہووے۔ ظاہر کا آراستہ کرنے والا اور باطن
کا دکھانے والا بنے۔ خدا کا احسان ہے۔ کہ امید کے موافق تفرقہ (پراگندگی) کی اندھیری رات کے لئے جمعیت
کی صبح بلند ہوئی اور غم کی شام کے لئے خوشی کی صبح نے طلوع کیا آسمانیون کی آرزو بر آئی۔ اور زمینیون کی
آبرو ظاہر ہوئی۔ اور جب اس تاریکی کی جلانے والی روشنی اور دنیا کی روشن کرنے والی چمک نے پاکی کے آسمان
سے اس گلزمین مین پردہ کشائی کی۔ تیز رو خوشخبری پہنچانے والے اس نیکبختی کی خوشخبری پہنچانے کے لئے دور کے
اور راہ کے درمیان کہ حضرت جہانبانی کی دوربین آنکھ اس غیبی چمک کے ظاہر ہونے کی منتظر تھی اس جان بخشنے
والی خوشخبری سے ایک دل سے ہزار دل ہو کر پروردگار کے شکر سجدے کہ نامرادی کے خارستان مین مراد کا پھول شگفتہ
کرتا ہے اور نامرادی کی تہیدستی مین ہزارون مقصد آغوش مین رکھتا ہے بجا لائے اور اندر اور باہر خوشی کا جشن ترتیب
دے کر خوشی کرنے مین مشغول ہوئے۔ اور ادنی اور اعلی اور غنی اور فقیر اور خورد اور بزرگ نے شوق کے ہاتھ اچھالتے
اور عشرت کے پاؤن نچاتے ہوئے اس اقبال کے جشن مین بیحد مہربانیون کی کامیابی سے فخر کرنے کی بزرگی پائی
اور اس بلند جشن کا بیان کہ آسمان کی عید اور زمانے کا نور وز تھا اور میرے حضرت شہنشاہ کے عزت کے گہوارے کا
حضرت جہانبانی کے بلند لشکرگاہ مین پہنچنا اور بعضے دوسرے حالات کہ اس سعادت کے فرمان اور اس اقبال کے
پروانے کے سرنامہ اور عنوان ہونے کی لیاقت رکھتے تھے اس کتاب بلند خطاب کے آغاز مین لکھے جا چکے۔
اسلئے کہ یہ معنوی نگارخانہ میرے حضرت شاہنشاہ کے عجیب حالات اور بزرگ واقعات اور بڑی بڑی فتوحات

کے لکھنے مین انتظام پاتا ہے۔ پاک پیدائش کی بزرگی کی ابتدا سے اور جو کچھ کہ سوائے اسکے عاجزی کے قلم کا لکھا ہوا ہوگا اسی کی تقریب ہے اور سخن کی سیرابی اور معنی کا پیوند اُسیر بالمعث ہے۔ اور خدا کا احسان ہے کہ اس دائمی سے خیگل مارنے والے (لازوال) سلسلہ (خاندان) کا بزرگ احوال بھی جو آدم سے اس وم تک پشت بہ پشت مختصر طور پر لکھا گیا ہے اور لکھا جائیگا تفصیل کے چہرے سے پردہ اٹھا رہا ہے۔ القصہ چونکہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی پاک ذات کا عنصر مروت اور جوانمردی کا جہان تھا انہون نے سچے وفادار لوگون کی دلداری کے لئے دُنیا کے ترک کرنے کے ارادہ کو موقوف رکھا۔ اور عالم تعلق کے انتظام کو کہ بادشاہون کی ذات اسی کے لئے خاص کی گئی ہے دوربین نظر مین لاکر مالدیو کی طرف متوجہ ہوئے۔ وہ دیو درندہ ایسی خصلت رکھنے والا اس ایسی بیدار دولت کی قدر کہ جو خواب مین بھی نہین دیکھ سکتا تھا نہ پہچان کر اسلاح کا نالائق برتاؤ کرنے والا ہوا۔ ناچار سپہر سلطنت کی بارگاہ کے جان صدقے کرنے والون کی آرزو کے موافق سند کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید وہان کے حاکم غفلت کے خواب سے بیدار ہوکر گذشتہ کا تدارک کرین اگرچہ جہان کی آراستہ کرنے والی رائے اس پر نہ تھی بہرحال تقدیر کے موافق واپس پھرنے کی صورت وقوع مین آئی۔ جب شاہی لشکر اس حدود کے نزدیک پہنچا معلوم ہوا کہ ارغوانی قصبہ جون مین اکٹھا ہوئے ہین اور مقابلے اور جنگ کا ارادہ رکھتے ہین۔ حضرت جہانبانی نے شیخ علی بیگ جلائر کو کہ اُسکے باپ دادے حضرت صاحبقرانی کے جہان لینے والے دولت کے جھنڈے کے بلند ہونے کے زمانے سے جانثاری اور اخلاص کے سبب امتیاز کا جھنڈا بلند کرتے رہے تھے دلیرون اور دلاورون کی جماعت کے ساتھ مقابلے کو بھیجا اور خود بدولت پیچھے روانہ ہوئے چونکہ شیخ علی بیگ کی پشت فتحمند لشکر کی وجہ سے قوی تھی جنگ کے میدان کی طرف شیر مردون کی طرح رُخ کیا اور تھوڑے سے لوگون کے ساتھ دلیری کی داد دیکر ایک ذرا سے وقت مین اس جماعت کے غول کو پراگندہ کر دیا اور بھگا دیا فتح کی صبح کی سفیدی تیغ کی شرق اور کمان کے افق سے نکلی اور اقبال کا سورج اُن بے غیرتون کی تاریکی کا جلانے والا ہوا۔ اور قصبہ کا میدان جب شاہی لشکر کی خیمہ گاہ ہوا اور اس بلند آستانہ قصبہ مین حضرت مریم مکانی کے عزت کے ڈولے اور میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگی کے گہوارے کی آمد حصار امرکوٹ سے کہ بہت بزرگ پیدائشگاہ تھی سعادت اور اقبال کے ساتھ واقع ہوئی چنانچہ اُسکی تفصیل کلام کے سرنامہ کی آرائش ہوئی اور چونکہ یہ آباد مقام دریائے سند کے کنارے واقع ہوا ہے۔ اور باغون اور نہرون کی کثرت اور میوون اور پھلون کی پاکیزگی مین سند کے شہرون مین ممتاز ہے اور بعضی دوسری مصلحتین بھی اُسکے ساتھ ملی ہوئی تھین کچھ وقت تک وہان باغون کے درمیان قیام کی بنیاد وقوع مین آئی۔ اور اطراف وجوانب مین ہمیشہ ارغونیون کے ساتھ جنگ ہوتی تھی۔ اور وہ لوگ درست شکستین پاتے تھے۔ اور شیخ تاج الدین لاری کہ حضرت جہانبانی کے منظورون (مصاحبون) سے تھا انہین دنون مین شہادت کے درجے کو پہنچا۔

ایکر ذر شیخ علی جلائر اور تردی بیگ خان اور اَور لوگ ایک طرف کے حملہ آور ہونے کے لئے نامزد ہوئے تھے سلطان محمود
بکری اور اَور بہت سے لوگ اُنپر حملہ آور ہوئے - اور تردی بیگ خان نے لڑائی مین سُستی کی شیخ علی بیگ نے
قدم جما کر اُس لڑائی کے میدان مین کہ شیر مردون کے لیے محفل کا فرش تھا شہادت کا شربت شگفتہ روئی کے ساتھ
پیا حضرت جہانبانی کا پاک دل ایسے ایک وفادار شخص کے مرنے سے بہایت زخمی ہوا - اور بعضی اور باتین ظہور مین
آئین اسلیے دل کو حدود بکر سے سرد کرکے توجہ کا ارادہ قندہار کی طرف پختہ کیا انہین دونون کے درمیان ساتوین محرم
۹۵۰ھ کو بیرام خان نے حدود گجرات سے تنہا اپنے آپکو پاک تخت کے پائے کے نزدیک پہنچا کر بہت بزرگ
دل کے زخم پر ایک طرح کا مرہم رکھا اور سبب دل لگی اور دل بستگی کا ہوا اور عجیب باتون سے وہ ہے کہ جب اشارہ
آیا گیا اقبال کے لشکر گاہ مین پہنچا - پہلے ہی اُسکا گزر جنگ گاہ پر پڑا یا ہوا - اس سے پہلے کہ خدمت کی سعادت
حاصل کرے اور لوگون پر ظاہر ہووے - اُسنے اپنے آپکو آمادہ جنگ کرکے مردانہ جنگ کی - چنانچہ فتحمند لشکر حیران
رہگیا - اور سمجھا کہ یقیناً غیبی لشکرون سے ہے اور جب ظاہر ہوا کہ بیرام خان ہے فتحمندی کے میدان کے کھڑے
ہونے والون سے شور اٹھا اور حضرت جہانبانی کے دل کی خوشی کا باعث ہوا اور اس آمد کی وجہ سے چندروز
تک اُس گلزمین مین توقف واقع ہوا - اور ایک مختصر طور پر بیرام خان کا حال وہ ہے کہ قنوج کے ناپسندیدہ
واقعہ مین اپنی جان صدقے کرنے یا بڑی بڑی جانفشانیان اور کوشش کرنے کے بعد سنبل کی طرف چلا گیا
اور راجہ مترسین کے پاس کہ اُس سرزمین کے معتبر زمیندارون سے تھا قصبہ لکھنو مین التجا لے گیا اور مدت تک
اُسکی حمایت مین رہا اور جب یہ خبر شیر خان کو پہنچی آدمی بھیجکر بلایا راجہ بیچارہ ہوا خان کو اُسکے پاس بھیجدیا اور
مالوے کی راہ مین اُسکے پاس پہنچا اوّل مجلس مین (پہلی ملاقات مین) شیر خان اٹھ کر ملا اور دل کھینچنے
کے لئے (اپنی طرف اُسکو مائل کرنے کے لئے) فریب دینے والی باتین کہین اور باتون کے درمیان
ظاہر کیا کہ جو کہ اخلاص (وفاداری) رکھتا ہے خطا نہین کرتا ہے - بیرام خان نے جواب مین اسی طور پر کہا
ہے جو کوئی کہ اخلاص رکھتا ہے خطا نہ کریگا - اور برہان پور کے نزدیک سے ہزار طرح کی بیقراری کے ساتھ
گوالیار کے حاکم ابو القاسم کے ساتھ بھاگ کر گجرات کی جانب روانہ ہوا - اور راہ مین شیر خان کے ایلچی نے
کہ گجرات سے آتا تھا آگاہ ہو کر آدمیون کو بھیجا اور ابو القاسم کو کہ صورت اور ڈیل ڈول مین کچھ نظر آتا تھا انہون نے
اُسکو پکڑ لیا بیرام خان نے نیک ذاتی اور جوانمردی کے سبب سے کہا کہ مین بیرام خان ہون ابو القاسم نے
بہادرانہ طور پر کہا یہ میرا نوکر ہے چاہتا ہے کہ اپنے آپکو مجھپر قربان کرے خبردار اس سے ہاتھ روکے رہو اور
وہی معاملہ کہ مصرع مجھے چھوڑ اور میرے یار کا ہاتھ پکڑ - درمیان مین تھا اس طریق سے بیرام خان نے
نجات پائی اور گجرات کی طرف سلطان محمود کے پاس گیا اور ابو القاسم کو شیر خان کے روبرو لے گئے

اسنے ناقدردانی کی وجہ سے اس مروت کی کان کو شہید کر ڈالا - اور بہت بار شیر خان کہتا تہا کہ اسی وقت کہ بیرام خان
نے اُس مجلس مین کہا کہ جو کوئی کہ اخلاص رکھتا ہے خطا نہین کرتا ہے ہم سمجھ گئے تھے کہ ہمارے ساتھ موافقت نہین
کریگا اور سلطان محمود گجراتی نے بھی ہر چند کوشش کی کہ وہ ٹہیرے - بیرام خان نے قبول نہ کیا اور حجاز (عرب - مکہ معظمہ)
کے سفر کی رخصت لیکر بندر سورت کی طرف آیا اور وہان سے ولایت ہردوار کی طرف گیا اور وہان سے اپنے صاحب اور
جہان والون کے ولی نعمت کے قدمون کے نیچے قصبہ جون مین پہنچکر سر بلند ہوا - میرے حضرت شہنشاہ سے بزرگ
پیدائش کے آٹھوین مہینے مین عادت کے خلاف بات کا ظاہر ہونا کرامات اور مقامات کا دیباچہ ہو سکتا ہے - خدا کے علم کے
صحیفہ پر کہ ازل اور ابد کی لوحِ محفوظ ہے ایسا لکہا ہوا ہے کہ جبکہ موجودات مین سے کسی جہان کے آراستہ کرنے والے کی
بزرگی کے سر پر ظاہر اور باطن کی جلوہ گاہ کے اندر امتیاز کا تاج رکہین اُس بزرگ شان کی پیدائش کی سعادت کے آغاز سے
اسکے احوال کے صفحون سے عالمون اور عادتون کی خلاف باتون کے ایسے چمکارے ظاہر ہون کہ اُنمین سے ہر ایک غیب
کی خبر دینے والا ہو کہ بلند آواز سے اُسکی قدر کے درجون کی بلندی کے گرو فر کو زمانے والون کے ہوش کے کان مین
پہنچاوے اور اس بات کے ظاہر کرنے سے جہان والون کی سعادت بڑھاوے - اور اس حال کی نادر مثالون سے
وہ ہے کہ اس مبارک زمانے مین کہ پورے سات مہینے میرے حضرت شہنشاہ کی مبارک پیدائش کے گزرے تھے اور دولت
و اقبال کے ساتھ آٹھوین مہینے مین قدم رکہا تہا ایک عجیب بات آنحضرت سے ظہور مین آئی ایک شام کے وقت کہ دولت
کی صبح کی سفیدی کی شعاع تھی پالکی کے گنبد مین بیٹھنے والی جیجی انگہ اُس پاکی کے باغ کے نئے میوے کو دودہ پلا رہی تھی
اور پاکدامنی کی نقاب باندہنے والی ماہم انگہ اور اور عورتون کی مخالفت کی وجہ سے رنجیدہ خاطر تھی اور اس سبب سے کہ
انہون نے حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی عرض مین پہنچایا تھا کہ میر غزنوی کی بی بی جادو کرتی ہے کہ حضرت جہان
والون کے شہزادے اُسکے سوا کسی کے دودہ کی طرف توجہ نہین فرماتے ہین نہایت دلتنگ تھی - اسی درمیان مین جبکہ
کوئی وہان موجود نہ تہا آنحضرت تنہائی دیکہکر بات کرنے والے ہوئے اور اپنی کرامت کی بیان کرنے والی زبان جیجی انگہ کے
غمگین دل کی تسلی کے لئے حضرت مسیح کیطرح کھولی - اور فرمایا کہ دل خوش رکھ کہ خلافت کے آسمان کا نورانی ستارہ (آفتاب)
تیری ہی آغوش مین قرار پکڑیگا اور تیری غم کی راتکو شادمانی کا نور بخشیگا اور خبردار ہمارے اس راز کو ظاہر نہ کیجیو - اور ان خدا
کی قدرت کے بھیدون کو بے وقت شہرت نہ دیجیو - اسلئے کہ غیبی حکمتین اور کامل مصلحتین اسکے اندر داخل ہین جیجی انگہ کہتی تھی
کہ مجھے یہ جان بخشنے والی خوشخبری بہت تعجب مین لائی - اور غم کی گرہ ایکبارگی میرے دل سے کھل گئی - اور اس سبب سے
کہ ایسے نور پروردہ کی خدمت کرنا اور ایسے فیض پہنچانے والے کی دائیگی کرنا بغیر کسی اور کی شرکت اور جھگڑے کے پاک خدا
کی بارگاہ سے میرے حوالہ ہوا میرے دل کی کشادگی ایک درجہ سے سو درجے تک اور سو درجے سے ہزار درجے تک پہنچی
اور ہر روز خوشی اور خرمی کے دروازے پہلے سے زیادہ میرے زمانے کے مونھ پر کھلتے جاتے تھے - اور مین اس بزرگ

نعمت کے شکر مین قیام کرکے دل و جان سے خدمت کے لئے متوجہ ہوئی اور دونون جہان کی دولت اور نعمت میری طرف رخ لائی - اور مین اِس سرِ مُہر (جسکے سر پر مُہر لگی ہو) راز کو پوشیدہ رکھتی تھی - یہانتک کہ وہ نیا پودہ دولت کا مُلک گیتی کشائی کے تخت کا آراستہ کرنے والا ہوا - ایکروز دہلی کے میدان سے شکار کے لئے قصبۂ پالم کے اطراف مین تشریف لے گئے تھے وہان ایک ایسا نہایت بزرگ اور ہیبت ناک سانپ نمودار ہوا کہ حد سے زیادہ بہادرون کے دل جگہ سے بے جگہ ہوگئے (ڈرا ٹھے) آنحضرت نے اس مرتبہ مین حضرت موسیٰ کا مُعجزہ ظاہر کیا بغیر اس خیال کے کہ پاک دل مین پہنچا دین یدِ بیضا (روشن ہاتھ - جو حضرت موسیٰ کا معجزہ تھا کہ جب بغل مین ہاتھ ضم کرکے نکالتے تھے مثل سورج کے چمکتا نظر آتا تھا مجازاً کرامت) دیکھا کر سانپ کی طرف متوجہ ہوئے اور غیبی خوشخبری کے وسیلے سے دلیرانہ سانپ کی دُم مبارک ہاتھ سے پکڑ کر اُسکو عاجز بنا دیا یا دیے ٹپکا کر مر گیا - یوسف محمد خان (پسر جیجی آنگہ) برادرِ میرزا عزیز کوکلتاش نے خود یہ قدرت کا نشان اپنی آنکھون سے دیکھکر تعجب کی راہ سے میرے پاس آکر بیان کیا اُسوقت مینے یہ راز سربستہ اور سرپوشیدہ کہ خود دیکھا اور سُنا تھا اپنے اقبالمند بیٹے کے روبرو بیان کیا - اور یہ بھی اُسنے کہا کہ آنحضرت نے کم سنی مین وہ عجیب باتین دکھائی نہین اگر بڑی عُمر مین یہ کرامت نظر آوے تعجب نہین ہے اسلئے کہ ہر ایک کام کے لئے ایک وقت ہے اور ہر ایک قوت کے لئے ایک محل ہے - یہ پوشیدہ راز کہ اتنے تک مین زبان پر نہ لائی تھی سبب وہ تھا - کہ مین جس کسی سے کہتی وہ یقین نہ کرتا - بلکہ جھوٹے دعویدار میری عقل کے ہلکے پن کی طرف نسبت کرتے (مجھکو نادان اور احمق بتاتے) اور اس بات کا مزہ اُنکے مقصد کے تالُو مین کڑوا معلوم ہوتا - اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ مجھے اُسکے ظاہر کرنے کی اجازت نہ تھی - اب اے میرے بیٹے طرب بینے تجھ سے سانپ کی بات سُنی - لب اُس راز کے ظاہر کرنے کے لئے کھُولا - کہ وہ نشانہ خُردسالی کا تھا اور یہ نمونہ کلان سالی کا ہے - اے بزرگ بیٹے اُس کرامتون کے جائے ظہور سے یہ علامات اور مقامات عجیب نہین ہین اور اس نادر کتاب کے جمع کرنے والے ابو الفضل نے اِن دونون باتون کو اگرچہ معتبر لوگون سے سُنا تھا لیکن اُس پاکدامنی کی جائے بازگشت سے بغیر کسی کے واسطہ کے بھی سُنی اور جو کچھ لکھنے والے نے اس نور پروردِ الٰہی کے پاک کمالون اور بلند خلافِ عادت باتون سے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے اور اپنی فکر کی نظر سے تولا ہے بشری اندازے اور انسانی حوصلے سے باہر ہے سچ تو یہ ہے کہ جو کچھ میرزا عزیز کوکہ کی بزرگ والدہ سے نقل کیا گیا ظاہر کے لوگون کو حیرت بخشنے والا ہے اور جو کچھ کہ اس مسکین نے دیکھا صاحبانِ باطن کی عبرت بڑھانے والا ہے -

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے جلوسی لشکر کی توجہ قندہار کیطرف اور اُن حدود سے حجاز (مکہ معظمہ) کا سفر اختیار کرنا اور عراق کا قصد فرمانا

دائمی اِرادت اور لازوال مشیت (خدا کی مرضی) اسپر گئی ہے - (یعنی خدا کا ارادہ اور مرضی اس طرح پر جاری ہے

کہ ایسا بادشاہ کہ (وکیلان قضا و قدر) جسکے دولت واقبال کے بلند خلعت کو ہمیشگی اور بقا کے نقش ونگار سے آراستہ
کرتے ہین اور اُسکی سلطنت (بادشاہی) کے بزرگ تخت کے اجزا کو بلندی اور ہمیشگی کے ستونون کی بنیادون سے
مضبوط اور عزت دار کرتے ہین بعضے حالت کے بدلنے والے حادثے اور واقعے اُسکے راستے کے آگے لاتے ہین اور
حقیقت مین وہ ایک بے ہستی کی نمود (ناپایدار صورت یا حالت) ہوتی ہے۔ اور ایک ایسی گرہ (مشکل۔ اٹکاو) ہوتی ہی
جسکا انجام نیک ہوتا ہے۔ کہ کوتاہ نظر (ناعاقبت اندیش۔ غافل) اُسکو نقصان کے لبون سے سمجھکر اعتبار کے دائرہ
مین لاتے ہین (یعنی گھبرا جاتے اور اُسکا ساتھ چھوڑکر بھاگ نکلتے جیساکہ ہمایون شاہ کے ساتھ اُنکی ساتھیون نے کیا)
اور بلند بین (عاقبت اندیش۔ عاقل) دولت کے رخسار کا تِل (آرائش) سمجھکر نظر بد کے دور کرنے کا ذریعہ بناتے ہین)۔
دولتمند (صاحب حکم۔ صاحب اقبال) کے راستے کے سامنے جو چیز کہ اُسکی طبیعت (دل) کی خواہش کے برخلاف آئی ہے
وہ اُسکو کمالون کی پوری کرنیوالی باتون سے سمجھتا ہے اور سبب کا بندہ (سبب کا غلام یعنی وہ شخص جو ہر بات کے لئے سبب
ڈھونڈھا کرتا ہے) اپنے دین اور دنیا کا ٹوٹا سمجھکر غم کے گریبان مین جاتا ہے۔ (غمگین ہوتا ہے) ستارون کی بازگشت
کہ آسمانون کی ساتون اقلیمون کے تخت کے آراستہ کرنے والے ہین اس حال کا ایک نمونہ ہے۔ اور اس تصویر کا ایک
خاکہ ہے۔ اگرچہ جہان کا روشن کرنے والا آفتاب بادل اور غبار کی وجہ سے نگاہ سے پوشیدہ ہوجاتا ہے لیکن اصل
یہ ہے وہ (ابر وغبار) ایک پردہ سے زیادہ نہین ہے۔ جو جہان والون کی آنکھون کے آگے چھوڑا جاتا ہے اور کسیطرح
کا نقصان اُس بلند بارگاہ رکھنے والے یعنی آفتاب عالمتاب کو نہین پہنچتا ہے چونکہ وہ ظاہری طور پر ایک سبب (پردہ)
بنتا ہے خدا کے دبدبے (قہر) کی ہوا آخرکار غبار کو سرگردان کرکے اُسکو خاکِ سیاہ پر بٹھاتی ہے۔ اور بھی بڑے روشن ستارے
(آفتاب) کے نکلنے اور چھپنے کا ذکر ایک ایسا رہبر ہے جسکے ہاتھ مین مشعل ہے اسلئے کہ وہی نسبت اور حالت کہ سمت الراس
(وہ طرف جو سر کے اوپر ہے۔ وسط آسمان اور نصف النہار (دوپہر) کے زوال (ڈھلنے)
کے وقت مین ہے کہ اسمین اُسکے (آفتاب کے) کمال کو کوئی نقصان نہین پہنچتا ہے۔ وہی حال آدہی رات کی چوتھی
صبح مین یقین کی گئی ہے۔ اور یہ فرق خاکی نسل کے دیکھنے والون اور ایک مٹھی بھر مٹی کے رہنے والون کا خیال کیا گیا ہی
ورنہ اُسکی بزرگی کا کنگرہ اُس سے زیادہ پاک ہے ناقصون کے خیال اُسکے گرد تک گھوم سکین۔ ان مقدمون ابا توں
کے موافق جو کہ تاجدار اقبالمندون اور صاحب اقبال تاجدارون کے ساتھ بداندیش (برا سوچنے والا۔ دشمن) ہوتا ہی
یا بنتا ہے۔ آخرکار اپنے عملون کے عذاب مین گرفتار ہوتا ہے اور اپنی ہستی کے ضائع کرنے مین ایک بہت بڑا سبب ہوتا ہی
اور اس حال کا آئینہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا عبرت بڑھانے والا یا رشک دلانے والا واقعہ ہے۔ کہ تھوڑے
ہی عرصے مین آنحضرت کے اقبال کا دامن کہ حادثون کے غبار سے آلودہ تھا خدا کے فضل واحسان کے چشمہ
سے دھو یا دھایا گیا یا صاف اور پاک ہوگیا۔ سارے ناشکرگزار لوگ اپنے کامون اور نیتون (ارادون) کی سزا کو

۲۰۷

پہنچے اور اُنکی عمر اور دولت کا کھلیان خدا کی قہر کی بجلی سے جل بھن گیا اور ان بیدولتون (بدبختون) کی ہستی کا نشان زمانہ کے صفحہ سے مٹ گیا چنانچہ سختی و دشواری کی تکلیفین اور دشواریان اور آسانی (فراخی عیش) کے طلوع کے مقام اور اُنکی جگہین زمانہ کی ترتیب اور مکان کی ترتیب کے موافق لکھا جاتا ہے (یعنی زمان و مکان کی ترتیب کے ساتھ لکھا جاتا ہے) حاصل کلام چونکہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا باطن (دل) جو پاکی کے ظاہر ہونے کا مقام تھا ناپایدار دنیا کے طرز (روش - ڈھنگ) سے سرد ہوگیا تھا اور مُلک ہندوستان سے بڑھکر توجہ اُٹھ گئی تھی پاک دل مین یہ خیال گزرا کہ تتہ کے حاکم کے ساتھ ایک طرح کی صلح فرماکر قندہار کی طرف کوچ فرمادین۔ اور جب شاہی لشکر وہان پہنچ جائے (قندھار مین پہنچکر) حضرت شاہنشاہی سبکو خدا کی حفاظت مین سونپ کر درگاہ کے خاص لوگون کی جماعت کے ساتھ تجرید (دنیا سے علیحدگی) اور تفرید (دنیا سے بے تعلقی) کی شاہراہ پر قدم رکھین اور شوق و محبت کی بلندیون پر چڑھکر ہما کی طرح عشق کی چوٹی کو اپنے ہمت کے بازو اور پرون کے نیچے پکڑین یا چھپاوین۔ اور جسطرح سے ۲۰۸ دل کے قبلہ کے طواف سے مشرف ہوکر باطنی فیض و برکت پائی ہے کہ جاوے مٹی کے کعبہ کی طرف بھی لیجاکر ظاہر کو باطن کے ساتھ ایک سا بناوین اور جسطرح سے کہ باطن (دل) کا نگارخانہ سرانجام پایا ہے (باسامان ہوا ہے)۔ ظاہر کے صورت خانہ کو آراستگی دیوین تاکہ یہ بات دلون کے اُلفت ڈالنے کا باعث ہو اور ظاہر پرست سادی تختی رکھنے والون (سیدھے سادے بیوقوفون) کی سچی رہنمائی کا موجب (سبب) ہو۔ اسی اندیشہ اور خیال مین تھے کہ تتہ کے حاکم نے اس بات کو معلوم کرکے اپنی سعادت سمجھی اور صلح کی عرضی بھیجی چونکہ آنحضرت کی ہمت کا بلند اڑنیوالا شاہباز عنقا کے شکار کے لیئے پر کھولے ہوئے تھا (اڑنے کو تیار تھا) اور دور بین نظر چھوٹے چھوٹے شکارون سے باز آکر بلند گھونسلے پر پڑی تھی اُسکی غرض کی صورت قبول کے میدان مین پڑی اور ارغونیون نے کہ کام اُن پر تنگ ہوگیا تھا صلح کی خوشخبری سے خوشی کی ٹوپی آسمان پر اُچھالی اور اس بات کو اپنے مطلب کی انتہا سمجھکر اور بے امید کی ہوئی نعمت پہچانکر بہت سے تحفے بھیجے اور طرح طرح کے عذر کیئے اور آنحضرت دولت اور سعادت کے ساتھ ذکر کیئے گئے سال کی ساتوین ربیع الآخر کو قصبہ جون سے قندھار کی طرف سیوہی کے راستے سے توجہ فرما ہوئے میرزا عسکری نے بادشاہی لشکر کی توجہ سُنکر میرزا کامران کے فرمانے اور اپنی بدعملی (بدچلنی) کیوجہ سے قلعہ کی مضبوطی کی اور ایک بہت بڑی جماعت کے ساتھ نادرست خیال سے شاہی لشکر کی طرف متوجہ ہوا کہ بدبختی کی مدد سے جاکر قید کرلیوے اسی درمیان مین امیر اللہ دوست جو زمانے کے فاضلون سے تھا اور کیئی بار میرزا کامران نے وکالت اُسکے سپرد کی تھی اور وہ اور شیخ عبدالوہاب جو شیخ پوران کی اولاد سے تھا میرزا کامران کی طرف سے شاہ حسین بیگ ارغون کی بیٹی کی خواستگاری کے لیئے گئے تھے شاہی لشکر کی خبر سُنکر قلعہ سیوہی مین قلعہ نشین ہوئے حضرت جہانبانی نے امیر اللہ دوست کو بلندنشان بھیجکر طلب فرمایا اُسنے بدبختی سے حاضر ہانی

کی بزرگی سے محرومی اختیار کرکے عذر کھلا بھیجا کہ قلعہ کے لوگ مجھے نہین چھوڑتے ہین - جب شاہی لشکر نے شال کی حدود مین جو قندھار سے تین فرسخ ہے اُترنا فرمایا جلال الدین بیگ نے جو میرزا کامران کے شہر نشین سے تھا اور اُس حدود مین جاگیر رکھتا تھا جاسوسی کے لئے لوگون کو چھوڑا تھا انہون نے بادشاہی ملازمون سے دو آدمیون کو جو پہلے سے سرچشمہ پر جا پہنچے تھے پکڑ لیا تھا اُن دو سے ایک شخص موقع پاکر ان لوگون کے پنجے سے رہا ہوا اور اُن بداندیشون کی حقیقت جو اُسنے اُنکے حال کے قرینون سے دریافت کی تھی اور اُس جماعت کی زبان سے سنی تھی آکر پاک عرض مین پہنچائی - حضرت جہانبانی نے ناشکری اس جماعت کی سمجھکر وقت کی مصلحت کے موافق قندھار کا جانا برطرف کیا اور مستنگ کی طرف ارادہ کی باگ پھیری - لیکن محمد ولیبی رخصت لیکر قندھار کی طرف متوجہ ہوا بادشاہ نے اُسکی ہمراہ مہربانی کا فرمان اپنے پاک ہاتھ کا لکھا ہوا میرزا عسکری کو بھیجا جسکا عنوان اس عبارت سے تھا کہ - برادر کم مہر بے ارادت معلوم نماید (نامہربان بد اعتقاد بھائی معلوم کرے) اور اُسکے اندر بہت سی پند و نصیحت کی باتون سے آگاہی بخشی لیکن سچ بات کا سننے والا کان کہان تھا اور دانا درست سمجھنے والا دل کہان تھا اُسنے اُن نصیحتون کو نہ سنا ہوا خیال کیا اور پہلے سے بھی زیادہ بدبختی کے پیش کرنے کے درپے ہوا - قاسم حسین سلطان اور مہدی قاسم خان اور دوسرے عسکری میرزا کے ملازمون سے بہت سے لوگ میرزا کو منع کرنیوالے ہوئے کہ مت جاؤ - کہ ایسا نہو کہ اس صورت مین گھبرا کر ضرورت کی زیادتی (نہایت مجبوری) سے عراق کیطرف متوجہ ہوجائین - اور بڑے بڑے حادثے ظہور مین آئین ابوالخیر اور اور شریرون نے کچھ ایسی چکنی چپڑی گھر برباد کرنیوالی باتین جو ظاہر مین کچھ صورت رکھتی تھین اور حقیقت مین سوائے خرابی اور ویرانی کے نہ بڑھاتی تھین کہکر میرزا کو غلط ارادہ پر پختہ کردیا اُس روز کی صبح کو کہ اُسکی بدبختی کی شام تھی - میرزا ایک برے خیال سے مستنگ کی طرف متوجہ ہوا ایک دو منزل راستہ چلنے کے بعد اُسنے اپنے ملازمون سے پوچھا کہ اس راستے کو کسنے دیکھا ہے - جیبنی بہادر اوزبک نے کہ قاسم حسین سلطان کا نوکر تھا اور اس چڑھائی کے وقت اُسنے نوکری میرزا کی کرلی تھی کہا اس راستہ کو مین بخوبی جانتا ہون اور مین کئی بار اسمین آیا گیا ہون - میرزا نے جواب دیا کہ سچ کہتا ہے وہ اس حدود مین جاگیردار رہ چکا ہے اُسکو حکم دیا کہ آگے آگے چلتا رہو - اور راستہ طے کرا اُسنے ظاہر کیا کہ میرا ٹٹو دبلا ہے - میرزا نے ترسون برلاس کی طرف جو اُسکا ایک نوکر تھا اشارہ کیا کہ اپنا گھوڑا اسکو دیدے اُسنے حیلہ حوالہ (ٹال مٹول) کرنے کے بعد اپنے کام کو سختی تک پہنچا کر گھوڑا دیا یعنی بڑی ٹال مٹول اور جھگڑے کے ساتھ گھوڑا اُسکو دیا جیبنی بہادر کہ پہلے ہندوستان مین بادشاہی ملازمون کی لڑی مین پرویا جانے والا ہوا تھا نیکبختی کی رہنمائی سے وہان سے کچھ راستہ آگے آیا اور گھوڑا دوڑا کر اپنے آپکو بیرام خان کے خیمہ تک پہنچایا اور حال کی حقیقت کا پردہ کھولنے والا ہوا - بیرام خان اُسکو اپنے ساتھ لیکر حضرت جہانبانی کے حضور مین آیا اور اُس ناحق شناس کے نادرست ارادے سے آگاہ کیا اُن حضرت نے تردی بیگ خان اور بعضے

۲۰۹

دوسرے ملازمون کے پاس آدمی بھیجے کہ چند گھوڑے بھیجین اُن کنجوسون نے اس دولت (سعادت) کے حاصل کرنے مین سستی کی اور انکار کر دیا آنحضرت نے چاہا کہ خود بدولت سوار ہوکر اُنکو ادب (سزا) کرین اور کام کی سزا اُنکی آغوش مین رکھین - بیرام خان نے جلے عرض مین پہنچایا کہ وقت تنگ (کم) ہوگیا ہے دیر لگانے کے وقت کی برداشت نہین کرتا ہے (دیر کرنے کا موقع نہین رہا ہے) ناشکرگزارون کو خدا کے قہر کے حوالہ فرماکے خود بدولت اپنے ارادہ کیطرف متوجہ ہووین - اُنکی عرض سُنی گئی اور آنحضرت نے ساتھ چند جان سپار مخلصون کے راستہ جنگل کا اختیار کیا اور ارادہ قندہار اور کابل کا پاک دل سے نکالکر حجاز کے ارادے پر متوجہ عراق کو ہوئے اور جدائی کے راستے کا بیابان طے کرنے والے ہوئے - اور خواجہ معظم اور ندیم کوکلتاش اور میر غزنوی اور خواجہ عنبر ناظر کو حکم فرمایا کہ میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) خدا کی نگہبانی اور مددگاری کے گہوارے مین ہین کسی آسیب کا غبار اُسکے اقبال کے دامن تک نہین پہنچے گا جسطرح ہو حضرت مریم مکانی کا ڈولہ شاہی لشکر مین پہنچا دو یہ سعادتمند لوگ تیز دوڑکر پسندیدہ خدمت بجالائے (یعنی یہ نیک بخت آدمی بادشاہ کا یہ حکم سُنکر اُسکے پیش پہنچانے کے لئے تیزی کے ساتھ چلے) کچھ راستہ طے ہوا تھا کہ ایسی اندھیری رات کہ جو ناحق شناس ناشکرگزار لوگون کے دل سے زیادہ تاریک تھی ظاہر ہوئی - بیرام خان نے جاے عرض مین پہنچایا کہ حضور کے بہت روشن دل پر میرزا عسکری کے اسباب اور زر کو دوست رکھنے کی حقیقت آشکارا ہے - اسوقت مین میرزا دلجمعی سے اور اطمینان خاطر کے ساتھ اپنے دو تین نشیبون کے ساتھ اپنے خیمے مین بیٹھا شاہی لشکر کی چیزون اور مال و دولت کی فہرست دیکھ رہا ہے حضور کے اقبال کے لایق ہے کہ ہم خدا کی عنایت پر بھروسہ کرکے ناگہانی (بیخبری کی حالت مین) اُس خیمہ پر جا پہنچین اور اُسکا کام تمام کردین (اُسکو قتل کرڈالین) جبکہ میرزا درمیان سے گیا اُسکے ملازم (نوکر) سب اس درگاہ کے نمک پروردہ ہین چار و ناچار آکر حضور کی نوکری اختیار کرینگے آنحضرت نے حساب اور معاملہ کی راہ سے اس مشورت اور صلاح کی تعریف فرمائی لیکن پاک پیدایشی اور خیراندیشی سے اس خواہش کے درپے نہوکر فرمایا اب تو ہمنے اپنا رُخ مسافرت کے راستے مین رکھا ہے اور بڑے لمبے راستے کا ارادہ کرلیا ہے اُسکو نہین توڑینگے اپنے سرے سے میرے عظیم القدر شاہنشاہ (اکبر شاہ) کو بزرگی والے خدا کی پناہ مین کہ آفتون کا دفع کرنیوالا اور خوفناک چیزون کا ہٹانیوالا ہے سونپ کر اور دائمی (خدائی) رہنمائی کو اپنے راستہ کا رہبر بناکر اور روائی (خدائی) عنایت کو وقت اور ناوقت کا ساتھی کرکے ہمت کے سرکش گھوڑے پر دولت کا زین کسا (ہمت مضبوط کی) اور توجہ کا پاؤن توکل کی رکاب مین لاکر قدم آگے رکھا - میرزا عسکری کہ تباہ اندیشیہ کے ساتھ مستنک کے نزدیک پہنچا - میر ابوالحسن صدر کو اپنے سے آگے بھیجا کہ جاکر حضرت جہانبانی کو اگر ارادہ جلنے کا رکھتے ہون تو باتون مین لگا کر روکے حضرت جہانبانی کے سوار ہونے کے وقت میر مذکور پہنچا اور چاہتا تھا کہ میرزا کی جانب سے چند پیغام گھڑکر عرض کرے اور ٹھیرانے کا سبب بنے آنحضرت خدا کی تعلیم کے موافق اُنکی بیہودہ باتون کی طرف متوجہ نہوئے اور تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے -

۲۱۱

میرزا عسکری پیچھے سے آگر شاہ ولد و ابوالخیر اور اپنے بہت سے لوگون کو بھیجا کہ شاہی لشکر کی حفاظت کرین اور کسی کو لشکر سے (بادشاہی کمیپ سے) باہر نہ جانے دین اور اُسنے میر ابوالحسن صدر سے جینی بہادر کے خبر کرنے اور حضرت جہانبانی کے روانہ ہونے کی حقیقت اور مفصل طور پر معلوم کی۔ تردی بیگ خان اور سارے نمکحرام ملازمون نے آکر میرزا سے ملاقات کی اور میرزا نے اُن سب کو اپنے اعتبار کے لایق لوگون کے سپرد کیا جو کوتاہ اندیش (کم عقل) کہ روزِ بد اور خراب انجام سے نہ ڈر کر نامردی اور بے شرمی کا راستہ اختیار کرتا ہے حقیقت مین اپنے دولت (اقبال) کے پاؤن پر بسولا مارتا ہے اور اپنے آپکو آسمانی بلاؤن اور ذلّتون کا نشانہ بناتا ہے چنانچہ زمانے کے ورقون کے مطالعہ کرنیوالون پر پوشیدہ نہین ہے میر غزنوی جب کہ میرزا کے حضور مین حاضر ہوا مرزا نے کہا کہ ہم بادشاہ کے دیکھنے کو آئے تھے کیون انہون نے بیابان کا راستہ اختیار کیا یا دیہون بیابان کو چلے گئے۔ پھر پوچھا کہ میرزا (اکبر شاہ) کہان ہین یعنی میرے حضرت شاہنشاہ۔ میر غزنوی نے کہا منزل (خیمہ) مین ہین۔ میرزا نے کہا کہ خوب۔ ایک اونٹ میوہ رکابخانے سے میرزا (اکبر شاہ) کے لئے لیجاؤ۔ مین بھی آتا ہون۔ اور رات کے وقت اپنے خیمہ مین ایک دو مشیون اور کچھ اسباب کے ساتھ کہ سرکار بادشاہی سے لائے تھے۔ دیکھتا تھا اور لکھتا تھا اور صورتِ حال ہوبہو ویسی ہی تھی کہ بیرام خان نے اپنی درست دانائی سے معلوم کر کے عرض کی تھی اُس روز کے دوسرے روز سوا پھر دن چڑھے میرزا نقارہ بجا کر اپنی منزل سے شاہی لشکر مین آیا۔ اور حضرت جہانبانی کے دولت خانہ کے دروازے پر اُترنا کیا اور سب لوگون کو ایک ایک کر کے چھوٹے اور بڑے سے گرفتار کروایا تردی بیگ خان کو شاہ ولد کے حوالہ کیا اور بیوفا ملازمون اور لوگون سے ہر ایک کو اپنے لوگون کے حوالے کیا اور قندھار کو لے گیا اور بہت سے لوگون کو تین اور شکنجے (دونون آلے ہین عذاب کے) سے ہلاک کیا اور سارا روپیہ اور مال تردی بیگ خان سے لیا اور وہ (تردی بیگ) تھوڑے عرصے مین اپنے کامون کی سزا کو پہنچا (تنگدستی کے مارے فاقون سے مرگیا) پناہ بخدا۔ اُس ایسے بڑے گناہ کی یہ سزا کیسے بدلہ ہو سکتی ہے اس بلا کے طوفان۔ (یہ مصیبت جو ان نمکحرامون پر آئی ہے اس) کا نام اگر ذرا سی گرد بدلے کے تحفے سے رکھین تو ابھی گنجایش رکھتا ہے۔ (یعنی کہہ سکتے ہین کہ یہ گرد زیادہ ہے اس سے بھی کوئی کم چیز بتاؤ) اگر بدنصیب آدمی برا کرتا ہے۔ تعلیم دینے والے کی نصیحت سے نیک ہو جاتا ہے (آسمان کی گردش اسکی برائی کا بدلہ اُسکو ویسا ہی بُرا دے کر اسکو ادب دیتی ہے اور ٹھیک بناتی ہے) آخر کار (گردش زمان) اُسکے راز کو ظاہر کرتی ہے اور اپنے گوہر کو آشکارا کرتی ہے (یعنی آسمانی گردش اُس بدکار کو سزا دے کر یہ بات ظاہر کر دیتی ہے کہ ہمارے ہان ہر نیک و بد کا بدلہ اور عوض ہے تمنے اپنی نادانی سے اسکے برخلاف سمجھ رکھا تھا) تقدیر کے بھیدون کے باریکی دیکھنے والون پر آشکارا ہے۔ کہ جب ازل (روزِ پیدائش) کے برگزیدہ لوگون سے ایک کے اقبال کا ہاتھ سلطنت کے نگینے سے آراستہ کیا جاتا ہے اور اسکی دولت کے سر کو خلافت (قائمقامی) اور بادشاہی کے تاج

سے بلندی بخشی جاتی ہے۔ اُسکے آثار کے چمکارے اور انوار کی شعاعین ہمیشہ اُسکے احوال کے اندر جھلکا کرتی ہین
اور عجیب غیبی خوشخبریون اور آسمانی مبارک شگونون سے کہ میرے حضرت شہنشاہ کی نسبت ظاہر ہوئین وہ تھی کہ جب
میرزا عسکری شاہی لشکرگاہ مین پہنچا۔ اور لائق عمل بجالایا۔ میر غزنوی اور ماہم آغا میرے حضرت شہنشاہ کو
عزت کے کنند ہے اور سلامت کی آغوش مین اُٹھاکر میرزا کے روبرو لائے میرزا نے ہرچند توجہ کا رُخ آنحضرت
کی طرف کیا اور خوش مزاجی کی اور کھسیانی ہنسی ہنسا آنحضرت کہ اُس وقت مین جہان کے تجربہ کار لوگون کے
کمالون کے مجموعہ تھے خُردسالی کے باوجود مطلق شگفتہ مزاج نہوئے۔ اور دل کی بستگی آنحضرت کے حال
کی پیشانی سے آشکارا تھی۔ میرزا نے شرمندہ ہوکر کہا۔ ہم جانتے ہین کسکا بیٹا ہے ہمارے ساتھ کسطرح ہنس
سکتا ہے۔ اور ایک عرصے کے بعد میرزا کی انگوٹھی کو دیکھکر کہ اُسکی گردن مین لٹکتی تھی اور اُسکا رُخ ڈورا
جھلکتا تھا بچون کی عادتون کے موافق نہین بلکہ اقبال کی مددگاری سے ہاتھ ڈورے کی طرف لیجاکر چاہا کہ لیوین
میرزا نے اُسی دم گردن سے نکالکر میرے حضرت شہنشاہ کو دی محفل کے باریکی پہچاننے والے لوگون نے اس
بات کو سعادت کے لئے شگونِ نیک سمجھا کہ عنقریب دولت کی مُہر اور سلطنت کا نگینہ آنحضرت کے نامی نام پر ہوویگا
اور خدا کے فضل واحسان کے بڑے چشمے سے گیا ہوا پانی پھر ندی مین آویگا۔ اور وہان سے حضرت شاہنشاہی
خدا کی مدد سے مدد کیئے گئے میرزا عسکری کی ہمراہ قندھار کی طرف متوجہ ہوئے اور اُٹھنے اور بیٹھنے اور سونے اور
جاگنے مین بزرگی اور فرمانروائی کی شعاعین آنحضرت کے احوال کے اندر چمکتی تھین۔ اور خداشناسی کی روشنیان
اطوار اور آثار کی چمک سے ظاہر ہوتی تھین۔ راہ کے درمیان کوکی بہادر نے کہ میرزا عسکری کے اعتبار
کے قابل لوگون سے تھا حضرت کے کجاوہ کے نزدیک آکر میر غزنوی سے کہا اگر میرزا کو مجھے دیدو تو حضرت
بادشاہ تک پہنچا دونگا میر مذکور نے جواب مین کہا کہ جب حضرت بادشاہ خود نہین لے گئے یقیناً مصلحت چھوڑنے کی
مین ہوگی۔ اور اِسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ بغیر بلند حُکم کے یہ دلیری مجھ سے نہین ہوسکتی ہے بہادر نے کہا مینے
آنحضرت کی خدمت مین حاضر ہونے کا ارادہ کیا ہے۔ کہ اِن تنہائی کے دنون عوض خدمتگاری کے لازمے بجالاؤن
اور مین چاہتا تھا کہ یہ خدمت بھی پیش پہنچاؤن اب کہ مجھے اس سعادت سے سربلند نہین کرتے ہو ایک نشان
ہی حضرت شاہنشاہی کا مجھے دیدو کہ حضرت کے روبرو پیش کرون۔ میر غزنوی نے آنحضرت کا طاقیہ (ایک
قسم کی ٹوپی) کہ سعادت کے چاند کا تاج تھا بہادر کو دیکر اُسکو اِس دولت سے سربلند کیا اور میرزا عسکری
حضرت شہنشاہی کو اٹھارہوین رمضان ۹۵۰ھ مین قندھار مین لایا اور قلعے کے اُوپر اپنے نزدیک بیٹھک
(قیامگاہ) مقرر کی۔ ماہم آغا اور جیجی انگہ اور اتگہ خان ہمیشگی کی خدمت کے ساتھ دائمی سعادت کے کامیاب
تھے۔ اور پاک نورون کا فیض حاصل کرتے تھے اور میرزا نے اُس اقبال کے نئے پودے کو کہ خدا کے سائے کی

حمایت میں اُگتا اور بڑھتا پار ہا تھا سلطانم بیگم اپنی بیوی کے سپرد کیا۔ اور وہ پاکدامنی کی جلب باز گشت عقل کی زیادتی سے مہربانی کے لازموں اور خدمت کی رسموں میں اہتمام کرتی تھی۔ ظاہر یعنی ظاہری اعتبار سے میں تو نگاہبانی کرتی تھی اور باطن یعنی باطنی اعتبار سے میں اپنے آپکو نورِ مطلق کے مقابلے میں رکھکر روشنی اعتبار کرنے والی تھی۔ روز بروز بزرگی کی شوکت اُس سعادت کے جہان قدر بڑھانے والی پیشانی سے زیادہ تر چمکتی تھی جس کسی کو کہ خدا کی مدد پرورش کرتی ہی اور خدا کی ذات میں نور کا پالا ہوا ہوتا ہے۔ بداندیش کے خیال میں نیکی کے سوا اُسکے حق میں نہیں گزرتا ہے۔ اور مخالفت سے باز رہکر سوائے خدمت اور موافقت کے ظاہر نہیں کرتا ہے۔ چنانچہ خدا کی مرضی ایسے وقت میں کہ باپ کی مہربانی اور ماں کی شفقت درکار تھی کہ کاروحال کی ذمہ داری کرے جانی دشمنوں کے ہاتھ میں پرورش دے رہی تھی۔ تاکہ دانائی کے مُلک کے دُوربینوں کے ارادے کا پاؤں زیادہ اُستوار ہووے۔ اور سادہ لوح (نادان) کوتاہ اندیشوں (کم سمجھ رکھنے والوں) کے ہاتھ میں ہدایت (رہنمائی) کا چراغ آئے۔ اور خدا کی نگاہبانی کی حقیقت دوست اور دشمن پر ظاہر ہو جائے۔ اور مینے مبارک زبان سے اپنی حضرت شاہنشاہ کی سُنا ہے۔ کہ مجھے اپنی ایک برس کی عمر کا احوال خاص کرکے اُس وقت کا کہ حضرت جہانبانی عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور میں قندہار میں لایا گیا اور مین ایکؑ سال تین مہینے کا تھا اچھی طرح سے یاد ہے۔ ایک روز ماہم انگہ والدہ ادہم خان نے کہ اُس اقبال کے نئے پودے کی دائگی اور خدمت میں قیام کرتی تھی میرزا عسکری سے عرض کیا کہ بزرگوں کی رسم وہ ہے کہ جب بیٹے کے پاؤں سے چلنے کا زمانہ پہنچتا ہے باپ یا بڑا باپ یا وہ شخص کہ جو عزت میں اُنکے قائم مقام ہو سکتا ہے اپنی پگڑی کو اپنے سر سے اُتار کر اُس بزرگ بیٹے کے چلنے کے وقت میں مارتا ہے۔ اب وہ امید کا درخت زمین پر اترنے لگا ہے۔ حضرت جہانبانی تو موجود نہیں ہیں آپ اُنکی جگہہ بزرگ باپ ہو مناسب وہ ہے کہ یہ شگون کہ گویا نظر بد کا دُور کرنے والا ہے پورا کرو۔ میرزا نے اُسی دم اپنی پگڑی اُتار کر میری طرف پھینکی۔ اور میں گر پڑا فرماتے تھے۔ کہ یہ مارنا یا پھینکنا (پگڑی کا) اور یہ گرنا بِعَینہٖ مجھے یاد ہے اور اُسی زمانے میں یہ بھی ہوا۔ کہ میں برکت اور مبارکی حاصل کرنے کے واسطے سر کے بال منڈنے کے وقت بابا حسن ابدال کی زیارتگاہ (مقبرہ) کی طرف لیجایا گیا راہ کا چلنا اور اُس سر کے بالوں کا اثر بعینہٖ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ جس کسی کے کہ دل کے پاکیزہ مقام میں چراغستان روشن کیا گیا ہو۔ ایسی ایسی باتوں اور اُنسے زیادہ (کا یاد رکھنا) کیا تعجب کی بات ہے۔ جب بات کا سرشتہ یہانتک کھینچا۔ اب بات کے تر و تازہ کرنے کے لئے شیر خان کی باقی سرگزشت اور میرزا حیدر کا کشمیر کی طرف جانا اور میرزا کامران کا ملتان کو کابُل کو گیا اور میرزا ہندال کا کہ قندہار کو روانہ ہوا اور یادگار ناصر میرزا کا کہ مخالفت کرکے بکر میں رہگیا۔ لکھنا ضرور ہے تاکہ آگاہی کا تلاش کرنیوالا عبرت کا قبول کرنے والا ہو کر جاگتے نصیب کی مدد سے زندگانی کو ہشیار دلی اور نیک عملی کے ساتھ گزارے پوشیدہ نہ رہے کہ شیر خان دریائے بیاس سے گزر کو آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہا تھا اور اتنے لڑائی کے اسباب کے موجود ہونے کے باوجود بڑی غور و فکر کے ساتھ رہتا تھا اور بڑا خوف رکھتا تھا کہ ایسا نہو کہ ایک طرف سے بادشاہی لشکر

کے بہادر جنگ کے میدان مین قدم رکھکر انتظام کی داد دین اور اُسکی تدبیر کی صورت مین نظر آنے والی بیکاریان ایکبارگی
بیکار کردین اُسنے ایک بڑی جماعت کو آگے روانہ کیا تھا اور لڑائی کی احتیاط مین نہایت غور و فکر کو پیش نظر رکھتا تھا
چندروز کے بعد کہ میرزا کامران کی بے اتفاقی اور سارے بھائیون کی مخالفت نزدیک اور دور ظاہر و آشکار ہوئی - وہ
لاہور مین آیا اور وہان سے خوشاب تک گیا اور بہرہ اور اس حدود مین چندروز رہا - اور آدمی سلطان سارنگ گکر و اور سلطان
آدم کی تلاش مین کہ اُس حدود کے معتبر زمینداروں سے تھے - بھیجے - اور چونکہ وہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی
نعمت کے پرورش یافتہ تھے - اور اس بلند خاندان کی دولت سے ایک عمر سے مقصد ہری رکھتے تھے انہون نے
اُسکی بات خوشنودی کے کان سے نہ سُنی - شیرخان وہان سے بیتیاکو کہ گکران کے نسبت کیے گئے مقامون سے ہے
روانہ ہوا - اور بہت لوگون کو اُنکے سرپر (مقابلے کے لیے) بھیجا - گکران نے مردانگی کی داد دے کر افغانون کے
لشکر کو شکست دی - اور بہت افغان اُنکی قید مین پڑگئے - اور بیچے گئے - شیرخان چاہتا تھا کہ خود اُنکے - مقابلے
کو جاوے - اپنے ہوا خواہون (خیرخواہون) کے ساتھ مشورہ کیا سب نے صلاح اسمین دیکھی - کہ اس گروہ
کا کام کہ استوار پہاڑ اور پیچدار پہاڑی زمینین رکھتے ہین آہستگی اور تدبیر کے ساتھ انجام دینا چاہیے - اور مناسب وہ ہے
اس حدود مین ایک بڑا لشکر چھوڑا جاوے - کہ فتحمند شاہی لشکر کا بھی خیال رکھے - اور گکران کی ولایت کی حدود مین
بھی لوٹ مار مچاتا رہے - اور ایک مضبوط قلعہ ان دونون کامون کے انتظام کے لیے تعمیر کرنا چاہیے - تاکہ زمانہ
گزرنے کے بعد یہ لوگ خود اپنے تنگ آنگن (سکڑی گلی) سے تنگ آکر گردن کشی کا سر جھکا دین - اور خود لوٹ کر ہندوستان
کی وسیع مملکت کے سرانجام اور سامان مین مشغول ہونا چاہیے - اسنے اس صلاح و مشورت کے موافق قلعہ رہتاس
تعمیر کیا اور بہت لوگون کو چھوڑ کر کوچ بہ کوچ لوٹا - اور آگرے کو آیا اور وہان سے گوالیار کے قلعے کیطرف گیا کہ
میرقاسم وہان قلعہ نشین تھا بیچارے میر نے کھانا نہ پانے کی وجہ سے اُسکے اُس سے ملاقات کی شیرخان نگہداشت
اور انتظام کے مقام مین ہوا - اور تمام ہندوستان کو بنگالے کے سوائے سینتالیس جاگیرون مین تقسیم کیا اور
گھوڑے اور سپاہی کا داغ ظہور مین لایا اور سلطان علاء الدین کی بہت تدبیرون سے تھوڑی سی کو کہ فیروز شاہی
تاریخ مین مفصل طور پر لکھی ہین عمل مین لایا اور وہان سے رائسین کے قلعے کے راجہ پورن مل کے سرپر (مقابلے کے لیے)
گیا اور نادرست عہد و پیمان کے وسیلے راجہ کو قلعے سے نکالا اور اُسنے بعضے گمراہ فقیہون (علم دین کے جاننے والون)
اور بدبخت کمینون کی کوشش سے اپنے اَمان دیے کو مار ڈالا اور وہان سے آگرہ کو آیا اور بنگالے کے حاکمون کے
طریقے پر راہون اور راستون کے درمیان ایک ایک کوس کے فاصلے پر سرائین تعمیر کین - اور جان گھٹانے
والی بیماری کے بعد کہ آگرے مین اُسپر طاری ہوئی مالدیو کے سرپر کہ اجمیر اور ناگور اور بہت سے مقامون اور
شہرون کا حاکم تھا اُسنے لشکر کشی کی - اور اُس حدود کے کام کو فریب اور مکاری سے انجام دیکر چتوڑ اور تنبھور کے

اطراف کو روانہ ہوا - اور وہان بھی سکاریان کین یہانتک کہ اُن قلعون کے نگاہبانون نے کُنجیان دیدین -
اور وہان بہت لوگون کو چھوڑکر ولایت وہندیرہ کے درمیان داخل ہوا - اور وہان سے قلعہ کالنجر کی طرف رُخ کیا -
اور اُسکا محاصرہ کرکے بہت سے ساباط (قلعے کے برابر توپ مارنے کے لئے چھپّا بناتے ہین) اُسکے مقابل تیار
کئے اور نقبین لگائین - دسوین محرم ۹۵۲ھ مین اُس آگ کے شیشے مین کہ خود ہی روشن کی تھی مظلومون کی آہ کے
دُھوئین سے جل گیا - اور اُسکے جلنے کی تاریخ - از آتش مرد یافت گئے - اگرچہ اس استوار قلعے کے لینے مین اُسکی جان
عُنصر کی چاردیوا سے نکل گئی - لیکن قلعہ ہاتھ لگ گیا - پانچ برس دو مہینے تیرہ روز مکروفریب سے اُسنے ہندوستان
کی حکومت کی - اُسکے بعد اُسکا چھوٹا بیٹا جلال خان آٹھوین روز باپ کا جانشین ہوا اور اُسنے اپنا اسلام خان نام
رکھکر شاہی کا نام اپنے لئے اختیار کیا اور وہ بھی عملون کی نالائقی مین اپنے باپ سے بڑھکر تھا - اگرچہ ان دو فتنے
سے بھرے مکر کی طبیعت رکھنے والون کا غلبہ اس دائمی بنیاد رکھنے والی دولت کے جہان روشن کرنے والے
جھنڈے کے ماہچہ کی شعاع اور چمک دمک کے مقابلے مین رات کے چمکنے والے کیڑون (جگنوؤن) کی چمک کیطرح
حکم بے بود (ناچیز) نمود (نمائش) کا رکھتا تھا لیکن خدا کی پوشیدہ حکمت نے چند مصلحتون کے لئے جو اُسکے علم کی
پوشیدہ جگہون مین تہ کی ہوئی تھین یا داخل تھین چند روز اُنکو جلوہ دیکر بدبختی کی خاک کے برابر کردیا اور زمانہ
ان جھگڑا مچانے والے بدخوؤن کی ہستی کے عیب سے نجات پانے والا ہوا اور میرزا حیدر کے حال کی صورت
وہ ہے - کہ جب وہ حضرت جہانبانی کی مدد پاکر کشمیر کی طرف متوجہ ہوا جیساکہ بیان ہوچکا ہے - جب وہ نوشہر
کی طرف آیا ذکر کئے گئے امیر جنکا نام پہلے گزرچکا مخلصون کیطرح آکر ملے اور کشمیر کے اندر داخل ہونے اور اُسکے
فتح کرنے کے طریقے اور قاعدے نئے سر سے دلنشین کئے - میرزا نے خدا کی مدد اور بادشاہی اقبال پر بھروسا کرکے
کشمیر کی دشوارگزار گھاٹیون کے طے کرنے کے لئے قدم آگے بڑھایا - اسی درمیان مین پراگندگی بادشاہی لشکر
مین جیساکہ ذکر کی گئی واقع ہوئی خواجہ کلان بیگ اپنی خواہش سے یا میرزا کامران کی کوشش سے اُس ارادے
کو توڑکر میرزا کامران سے جا ملا - اور مظفر توپچی نے اپنے آپکو کوہ سارنگ کی طرف کھینچا سوائے چند قدیم ملازمون میرزا حیدر
اور کچھ اور لوگون کے کہ حضرت جہانبانی نے کمک کے لئے نامزد فرمائے تھے ہمراہ نہوئے لیکن چونکہ کشمیر مین بڑا
اختلاف اور خلل پذیری واقع تھی - اور بیحد کُشت وخون ہورہا تھا وہ کشمیریون کی ترغیب دینے والی باتون کی
مدد سے بائیسوین رجب ۹۴۷ھ کو بنوچ کی گھاٹی سے داخل ہوا اور بغیر لڑے بھڑے کشمیر کو فتح کرلیا اسلئے
ان دنون مین ایک مدّت گزرچکی تھی کہ کشمیر مستقل حاکم سے خالی تھا اور امیر لوگ اُس مُلک کو غلبہ کرنے کیوجہ
سے اپنے تصرّف مین رکھتے تھے اور اس مُلک کی حکومت کے دعوے دارون سے ایک بر سرداری کا نام بولکر خود
ملکرانی کرتے تھے - اُس زمانے مین نازک شاہ نام ایک شخص حکومت کے بے نام رکھے گئے نام کے ساتھ خصوصیت

اور شہرت رکھتا تھا۔ اور اس حالت کے ساتھ جبکہ ایک دوسرے کے درمیان اتفاق اور عقل اور رائے کی تدبیر
نہین ہوتی ہے بیشک مُلک کا کام اس سرحد تک پہنچتا ہے۔ چلہ دے (دے = ماگھ سردی کا مہینہ) کا موسم
تھا اور مینہ شدت سے برس رہا تھا کاچی چک نے جب استقلال کی تحریر میرزا حیدر کے احوال کی پیشانی سے پڑھی۔
فریب اور مکر کے تقاضے کے موافق کہ کشمیری اُس سے چارہ نہین رکھتا ہے نکل کر شیر خان کے پاس گیا اسلئے کہ
میرزا حیدر کے لانے سے غرض اپنی کامروائی تھی جب وہ میسر نہ ہوئی۔ بلکہ دوسری صورت کا نقش بیٹھنے لگا یا تو
اس سے رک کر دوسرے خیال مین ہوا۔ اور دوسری طرح کی فکر کی بنیاد ڈالنے لگا اور محمد شاہ کے بیٹے اسمٰعیل کی
بہن کو شیر خان سے بیاہ دیا اور اس وسیلے سے اپنے آپکو مقبول کر کے عادل خان اور حسین سروانی اور اور لوگون کو
دو ہزار آدمیون کے قریب لیکر کشمیر کو آیا اور اسی درمیان مین ابدال ماکری کہ اُسکی کشتی تھا استسقا (جلندر) کی
بیماری مین مرگیا۔ اور میرزا حیدر اپنے اہل و عیال کو اندرکوٹ مین کہ بہت اُستواری رکھتا ہے رکھکر قلعہ نشین ہوا کشمیر
کے لوگ سب جدا ہو گئے اور میرزا کے پاس آدمی کم رہ گئے اور تین مہینے تک پہاڑون کی گھاٹیون مین گزارتا رہا
یہانتک کے دوشنبہ کے روز بیسوین ربیع الثانی ۹۴۸ھ کو لڑائی ہوئی اور خدا کی مدد سے اُسنے فتح کر لیا اور اگرچہ
مخالف لوگ کیا کمک دینے والے افغانون اور کیا بے حقیقت کشمیریون سے پانچہزار سوار سے زیادہ تھے چونکہ اُنکے
کام کی بنیاد بیوفائی اور نمکحرامی پر تھی کچھ بن نہ پڑا اور شکست پائی۔ اور مخالفون سے بہت لوگ قتل ہوئے اور کچھ لوگ
گرفتار ہوئے اور کشمیر مستقل طور پر میرزا کے قبضے مین آگیا۔ اور کشمیر کے خطیب (خطبہ پڑھنے والے) مولانا جمال الدین محمد یوسف
نے لفظ فتح مکرر اس فتح کی تاریخ پائی تھی۔ اور اس فتح کی تکرار اگرچہ میرزا کے اس جانے
مین بھی صورت رکھتی ہے لیکن جس بات کی طرف کہ میرزا خود اپنی تاریخ مین اشارہ کرتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پہلے کشمیر
مین درہ لار کی راہ سے کاشغر کے حاکم سعید خان کا ایلچی بنکر داخل ہوا اور چوتھی شعبان ۹۳۹ھ کو اُسپر قابض ہو گیا۔ اور
ذکر کئے گئے سال کی آخری تاریخ ماہ شوال کو کشمیر کے امیرون اور محمد شاہ کے ساتھ کہ حکومت کا نام اُسکے نام پر تھا
ایکطرح کی صلح کر کے محمد شاہ کی بیٹی کو اپنے بیٹے اسکندر سلطان کے لئے لیا اور جس راہ سے کہ آیا تھا واپس گیا تھا جب
اس موقع پر غیبی فتح حاصل ہوئی۔ اور ملک کشمیر تابع ہو گیا۔ اُسنے دس برس تک اُس ولایت کے انتظام مین بڑی
کوشش کی اور اُس دلپسند میدان کو کہ ویرانہ کا حکم رکھتا تھا شہری لباس پہنایا اور قسم قسم کے پیشہ ورون اور
صنعتگرون کو ہر جگہ سے طلب کر کے اُس ملک کے رونق اور رواج کے درپے ہوا۔ خاص کر کے موسیقی کا بازار گرم ہوا
اور طرح طرح کے باجے ظہور مین لایا۔ مختصر طور پر یہ ہے کہ اُس ملک کی ظاہری صورت نے کہ اُسکی دنیاوی حالت ہے
ایک معنی پیدا کئے۔ لیکن میرزا کے بے نمک سر و تعصبون کی وجہ سے کہ اُسکا سبب رسیدگی کے دعوی کے باوجود
نارسائی ہے کشمیر کے معنی کے سرمایہ نے کہ وہ یکرنگی اور دینداری کی حالت ہے بے رواجی پائی۔ اور آج کے دن تک

تعصّب کی بو کشمیریون سے آتی ہے - اسلئے کہ صحبت کے لئے بڑا اثر ہے - خاص کر کے حاکمون کا چال چلن
کہ اُسکا بڑا زبردست اثر ہوتا ہے امید ہے کہ میرے حضرت شہنشاہ کی حقانیت اور حقیقت کے انتشار (پھیلنے)
کی برکت سے کشمیر کا ظاہر اور باطن یکسان ہوجاوے اور حق پرستی اور خداشناسی کا سرمایہ تعصّب اور تکلف سے پاک
ہوکر رواج پکڑے - اور میرزا کی بڑی نامبارک غلطیون سے یہ ہے کہ اُسنے ایسی فتح کے باوجود خطبہ اور سکۂ نازک شاہ کے
نام پر کشمیر کے امیرون کے دستور کے موافق رکھا - اُسسے لائق تھا کہ حضرت جہانبانی کے نمک کا حق بجالاکر درہمون اور
دینارون کے چہرون اور منبرون کی سطحون کو حضرت جہانبانی کے پاک نام سے بزرگ بناتا یقیناً وہ زمانہ سازی
کرتا تھا کہ بے اخلاصی کو رواج دیتا تھا - اور اسی لئے اُس زمانے مین کہ کابل کی فتح ہوئی آنحضرت جہانبانی کے پاک
نام پر خطبہ پڑہکر سر بلند ہوا - اور ۹۵۸ ہجری مین اُس شبخون (رات کے وقت حملہ کرنا بے خبری کی حالت مین) مین
کشمیریون نے کیا تھا فنیستی کے ملک کا سفر کرنے والا ہوا - اس واقعہ کا مختصر وہ ہے - کہ میرزا نے عدالت کے آئین سے کہ
وہ دولت کا نگہبان ہے تجاوز کیا اور اپنی خواہش نفس کے موافق زندگی کرنے لگا اور ہوشیاری اور بُردباری کو کہ بختیاری کے
دو بازو ہین ہاتھ سے دیا کشمیریون کا مکر و فریب جو میرزا کی تدبیر اور ہوشمندی کے سبب سے پاؤن سے گرا تھا - پھر
کھڑا ہوا - اور اس خراب باطن دورُوئی کے بھرے گروہ نے مکر و فریب کا راستہ اختیار کر کے دوستی کے لباس مین دشمنی
کا کام بنانا شروع کیا اور سب سے عمدہ حیلہ یہ تھا کہ انہون نے مکر و حیلون سے میرزا کے لشکر کو اس سے جُدا کر دیا اور اُسکے
کام مین آنے کے لائق لوگون کو پراگندہ کر دیا بعضون کو تبّت کی طرف اور بعض کو پکلی کی طرف اور کچھ کو راجوری کی طرف
بھیجدیا اور عیدی رینا اور ابدال باکری کے بیٹے حسین باکری نے خواجہ حاجی بقّال کشمیری کو کہ میرزا کے کاروبار کا سرگروہ
تھا سیدہے راستے سے ہٹاکر اپنے ساتھ ملالیا اور اَور بہت سے لوگون کو اپنے ساتھ شریک کر کے میرزا کے سر پر (مقابلے
کے لیے) روانہ ہوئے غازی خان اور ملک دولت چک بھی آملے - اور خانپور کے قریب کہ میرہ پور اور سری نگر کے درمیان کہ
اصل شہر کشمیر اور حاکم نشین ہے میرزا پر رات کے وقت حملہ کیا میرزا خواجہ حاجی کے گھر کے نزدیک گیا تھا تاکہ قرابہادر کو کہ قید
مین تھا خلاص کرے کہ ناگاہ کمال دوبی کے ہاتھون اُسنے اپنی زندگانی گم کی - اور بعض یہ کہتے ہین کہ اُسکے نوکرون سے
ایک تیر نہ جانی ہوئی حالت مین اُسکے لگا - چونکہ مختصر طور پر میرزا حیدر کا حال لکھا جاچکا - اب میرزا کامران کی سرگشت لکھی
جاتی ہے - اُس نامبارک زمانے مین کہ میرزا کامران حضرت جہانبانی سے جدائی اختیار کر کے کابل کی طرف روانہ ہوا جب
وہ خوشاب کی حدود مین پہنچا اُسنے سری اور سروری کو رنجہ رکھکر اور گڈّیا نچانے والے زمانے کو اپنے مقصد کے موافق
سمجھکر اپنے نام پر خطبہ پڑھا جو کوئی کہ دوربین عقل اور مصلحت اندیش مصاحب اور دلسوز (ہمدرد) ہمنشین نہ رکھتا
ہوگا بیشک ایسے ہی نالایق کام اُس سے ظہور مین آئین گے - نہ محبت کے حق کو پہچانے گا
اور نہ مروّت کے طریق کو جانے گا دوسرون کے ساتھ برائی کرنے کو اپنے لئے نیکی خیال کریگا - اور برائی کا بیج نیکون کی

زمین مین بکھیرے گا۔ ظاہر ہے کہ اُس کھنٹی باری سے کیا کاٹے گا اور اُسکی امید کا درخت کس میوہ کا پھل لائیگا۔ اور انجام سوچنے
والے کے زمانے کو کچھ قیام نہین ہے۔ اور اپنے اوپر زور سے دولت باندھے ہوئے کے لئے قرار نہین۔ بے بنیاد کے
محل کی بلندی کیلئے کیا ٹہیراؤ۔ کہ برف کے مینار کیطرح بہت جلد ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیگی۔ اور پہلی رات کے نئے چاند کیلئے کیا پائداری۔ کہ
لگنے والے کوزے کیطرح ایک پلک جھپکانے مین غائب ہو جائیگا۔ اسکی سلطنت کل کی تازگی کیطرح جھٹ نیست ہونیوالی ہوتی ہے
اور اُسکی دولت بہار کی نسیم (نرم ہوا) کیطرح جلد جانیوالی ہوتی ہے۔ حاصل کلام ذنکوٹ کی راہ سے دریائے سندھ کے کنارے پہنچے
اور یہ محمد سلطان اور الغ میرزا کہ جنھون نے اپنے آپکو ملتان کے حدود کیطرف کھینچا تھا اور وہان پہونچ سکے تھے کے کنارہ پر آکر میرزا کو سلام بجالائے
اور میرزا نے مدّت وہان ٹہیرنا کیا۔ اور جب غلّہ کی تنگی حد سے گزر گئی پل باندھکر دریا کے پار گیا اور وہان سے کابل کو آیا
اور مقصد دری کے دروازے اپنے زمانے کے مونھ پر کھولکر خواہش نفسانی کی خواہش کے موافق زندگانی گزارتا تھا
اور وہ کہاوت کہ جمشید سے روایت (نقل) کی گئی ہے۔ کہ جب تک کہ شیر جنگل سے نہین جاتا ہے چراگاہ ہرن پرکشادہ نہین
ہوتا ہے جب تک کہ باز اپنے گھونسلے کی طرف نہین بھاگتا ہے تیتر آسانی سے اُڑ نہین سکتا ہے اس واقعہ مین
ظہور مین آئی۔ غزنین اور اُسکی حدود کو عسکری میرزا کو دیا اور خواجہ خاوند محمود کو ایلچی کے طور پر سلیمان میرزا کے پاس
بدخشان کی طرف بھیجا اور اطاعت کرنے کی خواہش کی کہ اُسکا سکہ اور خطبہ بدخشان مین بھی ہو۔ میرزا سلیمان نے قاصد
کے بے مقصود لوٹا دیا میرزا کامران اس بات سے جوش مین آیا اور بدخشان کی طرف لشکر لے گیا اور موضع ناری کے
اطراف مین دونون فریقون مین جنگ ہوئی میرزا سلیمان نے جب اپنی کمزوری اور میرزا کامران کی قوت کے نشان
دیکھے آدمی بھیجکر صلح کا دروازہ کھٹکھٹایا اور سکہ اور خطبہ اُسکے نام پر کیا اور میرزا کامران نے بدخشان کے بعض مقام
بھی میرزا سلیمان سے جدا کر کے اپنے لوگون کو دیئے اور با مقصد ہو کر واپس لوٹا۔ اسی درمیان مین خبر پہنچی کہ ہندال
میرزا آکر قندھار پر قابض ہو گیا میرزا اطراف و جوانب سے لشکر جمع لاکر قندھار کی طرف متوجہ ہوا اور چھ مہینے تک
قلعہ کا محاصرہ کئے رہا اور کھانا نہ پانے کی وجہ سے میرزا ہندال نے تنگ آکر امان طلب کی اور آکر ملاقات کی۔ اور قلعہ
اُسکے حوالے کر دیا اور میرزا کامران قندھار میرزا عسکری کو دے کر کابل کو لوٹا اور میرزا ہندال کو اپنی ہمراہ لایا چند روز
تک اُسکو تکلیف مین رکھا پھر برادری کے تقاضے سے دلی نفاق (دو رو ئی) کو اتفاق کا ظاہری لباس پہنا کر جو ب
شاہی مقام کہ اب میرے حضرت شہنشاہ کے بزرگ نام کے ساتھ نسبت پاکر جلال آباد کے نام سے مشہور ہے میرزا کو دیا
اور سندھ کے حاکم نے بھی اطاعت کی اور زمانہ غفلت کے اسباب کو آمادہ کرتا تھا۔ یہانتک کہ میرزا سلیمان ہمشیرہ جو
میرزا کامران نے بدخشان سے جدا کیا تھا قابض ہو گیا اور اقرار توڑ ڈالا میرزا کامران دوسری بار لشکر اُس طرف کو لے گیا
اور اندراب کے حدود مین لڑائی ہوئی میرزا سلیمان شکست کھا کر قلعہ ظفر مین قلعہ نشین ہوا میرزا کامران نے تعاقب
کر کے قلعہ کا محاصرہ کیا اور کھانے کے آنے جانے کو اور راستون کو بند کر دیا بدخشان کے لوگون سے بہت لوگ آکر

میرزا کامران کو سلام کرنے والے ہوئے میرزا سلیمان جب اپنے سپاہیون سے کہ وفا کی اُمید رکھتا تھا نا امید ہوا اور قلعہ
کے اندر کھانا نہونے کی وجہ سے بھی کام دشوار ہوا مجبور ہو کر آیا اور سلام کیا میرزا کامران قاسم برلاس اور میرزا عبد اللہ
اور اپنے خیر خواہون سے دوسرے لوگون کو برلاس مذکور کی سرداری مین بدخشان مین چھوڑ کر خود لوٹ آیا خواجہ حسین
مروی نے تاریخ اس واقعے کی جمعہ ہفتہ ہم ماہ جمادی الثانی پائی تہی۔ اُسنے میرزا سلیمان کو اُسکے بیٹے میرزا ابراہیم
کے ساتھ قید مین نگاہ رکھا اور جب کابل مین پہنچا ایک مہینے تک شہر کی آراستگی کی اور زمانہ غفلت مین گزارا نہ معبود
کی یاد کرتا تھا اور نہ مظلوم کی داد دیتا تھا یہانتک کہ حضرت جہانبانی کے آسمان پر چڑھنے والے اقبال کا کوکبہ
(شاہی جلوس کا نشان۔ شان وشوکت) بلند ہوا۔ اور دولت وسعادت کے ساتھ آکر اُسکی سزا کو اُسکی آغوش
مین رکھا جیسا کہ اسکے بعد بیان ہوگا۔ جو کوئی کہ اپنے آقا اور ولی نعمت کے ساتھ بے وفائی کی راہ چلتا ہے اور
بے اخلاصی کی راہ مین دوڑ لگاتا ہے بیشک اسی عالم مین اپنے کامون کا بدلا پاتا ہے۔ اور اسی طور پر میرزا ہندال
کا حال ہے کہ جب اُسنے ایسے وقت مین اتنے فتنے اور فساد کے باوجود حضرت جہانبانی کی خدمت چھوڑ کر بیوفائی
کی راہ اختیار کی اور قندھار کی طرف متوجہ ہوا قراجہ خان کہ میرزا کامران کی طرف سے قندھار کا حاکم تھا میرزا کے
آنے کی خبر سُنکر قلعے سے باہر آیا اور بڑی عزت کے ساتھ ملا اور وہ مُلک میرزا کے حوالے کیا اور چند روز ابہی نہ گزرے
تھے کہ میرزا کامران آکر اُسکو اپنے قبضے مین لایا اور میرزا کو قید رکھا اور سزا دی۔ جیسا کہ ایک مختصر طور پر ذکر ہوا اور
مقرر ہے کہ بے وفاؤن کے حال کا انجام اُنکے کام کے آغاز کی طرح دلون کا مردود (رد کیا گیا) ہے۔ ہوشمند
لوگ چند روزہ عروج سے عبرت لیکر ان حق ناشناسون کے بدلے کے انتظار مین رہتے ہین تاکہ اُنکے سزا پانے
سے کہ حقیقی عدل کا تقاضا ہے شکر گزار اور خوشی منانے والے ہون کیونکہ یہ بات جہان والون کی عبرت
کا سرمایہ (باعث) بھی ہوتی ہے اور بے سعادتون کی پشیمانی کی دست آویز بھی بنتی ہے چنانچہ جب یادگار
ناصر میرزا کہ تہتہ کے حاکم کے فند فریب سے سیدہے رستے سے واپس پھر کر لھری مین ٹہیرا۔ حضرت جہانبانی کے روانہ
ہونے کے بعد دو مہینے کے قریب تک وہان رہا آخر کار اسپر ظاہر ہوا کہ تہتہ کے حاکم کی باتین سچائی اور صفائی
کچھ بھی روشنی نہین رکھتی ہین۔ اور وہ سب حیلے کے بھری باتین جہوٹ اور کمینگی پر بنیاد رکھی گئی ہین۔ ناچار
اُس خواہش سے باز آکر قندھار کی طرف روانہ ہوا ہر چند ہاشم بیگ نے کہ اُسکے سچ بولنے والے خیر خواہون
اور اُسکی خوشنودی ڈہونڈہنے والے لوگون مین سے تھا کہ کامران کی طرف جانا اور حضرت جہانبانی کی خدمت
کا ترک کرنا پسندیدہ نہین ہے اور دُنیا بدلے کی جگہ ہے اسکا خیال کرنا چاہئے۔ چونکہ یہ ایک مقررہ بات ہے کہ جس
کسی کے آگے بدبختی کا روز ہوتا ہے اُسکی عقل تاریک ہو جاتی ہے اور وہ اپنے ولی نعمتون کے آزار پہنچانے کے
لئے دلیری کرتا ہے اور خیر اندیشون کی نصیحت کو ہُوَا (ہُرچ۔ لچر۔ بے معنی) سمجھتا ہے اور ہوش کے کان مین

نہین لاتاہے اور دانشمندون کی جچی تلی باتون کو افسانہ و افسون (جھوٹی باتین) خیال کرتاہے۔ اسلیے یادگار ناصر مرزا بے توفیقی کیوجہ سے
قندہار کیطرف متوجہ ہوا اور اسوقت مین کہ میرزا کامران قندہار کے قلعے کو خوب محاصرہ کیے تھا آکر میرزا سے ملا اور میرزا کے ساتھ ساتھ کابل کو آیا
اور میرزا کامران نے تتہ کے حاکم کے پاس آدمی بھیجے۔ کہ حضرت بلقیس مکانی شہربانو بیگم اور انکے بیٹے میرزا سنجر کو کہ یادگار ناصر میرزا سے جدا ہوکر
بکر کی حدود مین رہ گئی تھین بڑی عزت اور ادب کے ساتھ روانہ کرے تتہ کے حاکم نے انکو بہت سے لوگون کے ساتھ کہ جو حضرت جہانبانی
جنت آشیانی سے جدائی اختیار کرکے اس حدود مین تھے پسندیدہ قاعدے کے موافق روانہ کیا اور بھولے سے یا جانکر جو خطا وقوع مین آئی
وہ تھی کہ ان لوگون کو بے آب و علف (گھاس) کے بیابان سے بھیجا اور بہت لوگ تلف ہو گئے اور جب موضع شال مین پہنچی ان لوگونکو ایک قسم کا بخار
آیا اور حضرت بلقیس مکانی رحلت فرما ہوئین۔ اور دو تین ہزار آدمیون سے کہ اس قافلے مین سرگردان تھے چند لوگ سلامت کے ساتھ قندہار مین پہنچے

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی جلوسی فوج کا خراسان اور عراق کی طرف کوچ کرنا اور وہ باتین جو اس سفر مین پیش آئین

چونکہ اخبار کلمے کرنے والا قلم کا تیز رفتار گھوڑا کشادگی مین چند قدم دور کر بات کو انتہا تک لایا۔ اب اصلی
مطلب کی طرف مڑکر دور از راہ مین چلتاہے۔ ایک مختصر سا خراسان اور عراق کے سفر کے مبارک انجام احوال سے کہ جو
حضرت جہانبانی کو پیش آیا اور انہون نے خدا کی مہربانی کی رہبری سے بیابانون کو قطع اور جنگلون اور صحراون کو طے
فرمایا بیان کیا جاتاہے اور وہ اس طور پر ہے کہ آنحضرت نے جب دائمی قانون کے موافق توکل کی وادی مین قدم
رکھا اور پرخطر بیابان کے راستے کو اختیار فرمایا تو سعادت کی رکاب کے ملازمون چولی کے خطاب سے مشرف (معزز)
کیا اور خدا کے بے انتہا فضل سے اس خوفناک بیابان مین ملک ہاتی بلوچ نے کہ ڈکیتون کا سردار تھا زمین بوسی سے
خصوصیت کی بزرگی پائی۔ اور آنحضرت کو اپنے مکان پر لیجاکر خدمتگاری کی ضروری باتون مین کوشش کی اور اس ہولناک
وادی سے رہبری کرکے گرم سیر ولایت کو لایا اور میر عبدالحی کہ اس ولایت کا چودھری تھا نادرست باتین سوچنے کی وجہ
سے اگرچہ خدمت کی سعادت کو پہنچنے والا نہ ہوا لیکن مہمانداری کے لازمون اور خدمتگاری کے آداب مین کامل اہتمام
بجا لایا۔ اور ان حدود مین خواجہ جلال الدین محمود میرزا عسکری کی طرف سے اس ولایت کے اموال کی تحصیل کے لیے
آیا ہوا تھا آنحضرت نے بابا دوست بخشی کو اسکے روبرو بھیجا تاکہ اسکو سعادت کی طرف رہنمائی کرکے حضور مین لاوے خواجہ
اسکو بڑی نعمت سمجھکر خدمت کے لیے دوڑا۔ اور ہر چیز کہ نقد و جنس سے اپنے ذخیرہ مین رکھتا تھا سب کو سعادت کی
جلوسی فوج پر نچھاور کیا اور حضرت جہانبانی نے اسپر نوازش فرماکر سرکار خاصہ کی میر سامانی اسکی صائب رائے کے سپرد
فرمائی۔ اور چند روز تک اس سرزمین مین ٹھیرے رہے۔ اور ان دولتخواہون کو کہ اس حملہ مین اقوال کی طرح سے
شاہی رکاب کے ملازم تھے دلپسند نصیحتین اور مبارک پند و عظ فرماتے رہے۔ اور دنیا کی بیوفائی اور سلسلۂ ظاہر کی بے اعتباری

(نا پایداری) کتنی دلیلون سے دلنشین فرماکر دنیاداروں کے دلون کو اسکی طرف دوڑنے سے باز رکھکر ایسے حقیقی مقصد
اور اصلی مطلب کی طرف توجہ دلاتے تھے کہ ہمت رکھنے والون کی تلاش کے قابل ہو۔ اور آنحضرت کی ساری بلند ہمت
اس بات کی طرف مصروف تھی۔ کہ جب کہ آزادی کے اسباب اور دنیا کے ترک کرنے کا سازوسامان روز بروز ترقی
پر ہے گمنامی کا گوشہ اختیار کرکے ظاہر اور باطن کو غیر سے باز رکھین اور بمثل یکتا خدا کی طرف متوجہ ہون۔ لیکن مروجی اور مروت
نہین چھوڑتی تھی کہ دولت کی رکاب کے ملازمون کے دلون کو اس علیحدگی سے بالکل آزردہ کرین۔ اور یہ وفاداری
اس سبب سے خدمت سے جُدا نہ ہوتا تھا کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایسی کامل ذات کہ خدا کے خلیفہ بننے کے قابل ہے اور ظاہر
اور باطن کی آبادی مین اُسکی مثل ظہور مین آنا بہت دورون اور قرنون مین بھی دُشوار ہے ایکبارگی جہان کو چھوڑدے
اور دائمی جڑی سلطنت کے سلسلے کو توڑدے اس گروہ کی ساری خواہش وہ تھی کہ دل سے خدا کے ساتھ اور ظاہر سے
مخلوق کے ساتھ رہکر اسطرح دونون باتون کو جمع کرین اور خدا کا شکر ہے کہ اُس فضل و احسان کے دریا (ہمایون)
کے یکتا گوہر یعنی میرے حضرت شہنشاہ کو یہ قوت کامل طور پر حاصل ہے کہ عالم مُلک و شہادت (وہ عالم جو محسوس اور سامنے
ہے۔ مُراد۔ دنیا) کے انتظام و بندوبست مین متوجہ اور مشغول ہونے کے باوجود عالم جبروت (عظمت۔ جہان سواے
صفات خدا کے کسی چیز کا تصرف نہین آتا) اور لاہوت (خاص ذاتِ الٰہی) کے موج مارنے والے سمندر کا استغراق۔
(مستغرق ہونا) پورے طور سے میسّر ہے۔ اور اُنکی ہمت کا قدم بلند درجون کے چڑھنے کے لئے مقرر اور مسلّم ہے۔
حاصل کلام دائمی ارادے (یعنی خدا کی مرضی) اور پیدائشی جوانمردی کے موافق محبت کا نقش رکھنے والا خط ایران کے
حاکم کے نام لکھنا اور ارادے کی باگ اس مُلک کی طرف موڑنا۔ الہام کے اُترنے کے مقام یعنی دل مین پختہ ہوا۔ کہ اگر
ایران کا حاکم دوستی حقوق کو منظور رکھکر محبت اور جوانمردی کے لازمے پیش پہنچائے تو بیشک ایکبار اور ظاہر کے
سلسلے کی طرف متوجہ ہو کر اس حقیقت اندیش گروہ کا دل ہاتھ مین لایا جاوے۔ ورنہ گوشہ نشینی کے اختیار کرنے کے لئے
مُروّت کے طریقے کے موافق معذور ہوونگے۔ اسلئے پنجشنبہ کے روز یکم شوال ۹۵۰ھ کو ایک خط ہمراہ چولی بہادر کے بھیجا۔
اس مضمون کا۔ کہ قضا و قدر کے کارفرماؤن کے حُکم کے موافق کہ اُنہون نے ہر ایک کام مین کتنی ایک مصلحتین اور حکمتین امانت
کے طور پر رکھی ہین ایک ایسا ضروری سبب عمل آیا ہے کہ جسکے وسیلے آپکی بزرگ ملاقات جلدی سے حاصل ہو۔ اور مختصر طور پر
احوال کی خبرین ظاہر فرماکر یہ بیت اُسکے اندر لکھی تھی۔ ترجمہ شعر کا۔ جو کچھ کہ ہم پر گزرا گزر گیا ہے۔ کیا دریا مین کیا پہاڑون
مین اور کیا چٹیل میدان مین۔ آن حضرت کی یہ آرزو تھی کہ چند روز تک گرم سیر ولایت مین توقف فرمادین۔ میر عبدالحی
گرم سیری نے آدمی بھیجکر عرض کی کہ ایسا سُننے مین آتا ہے کہ میرزا عسکری نے بہت سے لوگون کو بھیجا ہے ایسا نہو کہ
وہ اس حدود مین آپہنچین اور کام علاج سے گزر جاوے اور اگر مُلک سیستان اور اُن حدود کی طرف کہ ایران کے حاکم
کے ساتھ تعلق رکھتی ہین۔ توجہ فرمائین تو بیشک اس ناانجام گروہ کے آسیب کے خوف سے شاہی لشکر محفوظ رہے گا۔

آنحضرت نے سچے دوستون کی کمی اور دشمنون کی زیادتی کا خیال فرماکے اس ولایت مین ٹھیرنا دور اندیشی کے طریقے سے کہ عقلمندون کا راستہ ہے دور سمجھکر سیستان کی طرف کوچ فرمایا۔ اور دریاے ہلمند سے عبور کرکے ایک تالاب کے کنارے کہ دریا اسمین گرتا ہے نیکبختی کا اُترنا فرمایا احمد سلطان شاملو نے کہ سیستان کا حاکم تھا بزرگ آمدِ شاہی کو ناگہانی دولت سمجھکر نیکبختون کے قاعدے کے موافق ملازمت کی اور خدمتگاری کے وظیفون (معمولی باتون) اور میزبانی کے پسندیدہ طریقون کو بجالایا چند روز تک اس غیرت بڑھانے والی سرزمین مین کہ اقبال کے میدان کے شہسوارون کے گھوڑا دوڑانے کا میدان تھی مرغابی کے شکار مین مشغول رہے اور وفادار ہمراہیون کے دلون کی تسلی کے لئے اپنے آپ کو دنیا سے علاقہ رکھنے والون کے کامون مین مشغول رکھکر تقدیر کے عجائبات کے تماشا کرنے والے رہے۔ اور وہان سے دولت کے ساتھ سیستان مین اقبال کا اُترنا عطا فرمایا احمد سلطان نے عورتون اور اپنی والدہ کو حضرت مریم مکانی کی خدمت مین کہ اس کوچ مین اُنکے اقبال کا ڈولا اور بزرگی کا کجاوہ ہمراہ تہا بھیجا۔ اور اپنی ولایت کے سارے مال کو پیشکش کیا آنحضرت نے اس سے تھوڑا سا اُسکا دل خوش کرنے کے لئے قبول فرماکر باقی کو واپس کردیا اور اس منزل مین حسین قلی میرزا بھائی احمد سلطان کا کہ مشہد سے مان اور بھائی کے دیکھنے کو آیا تھا تاکہ اُسنے رخصت لیکر حجاز (مکہ معظمہ) کے سفر کا ارادہ کرنے والا ہووے بساط بوسی کے شرف (بزرگی) سے مشرّف ہوا آنحضرت نے اس سے مذہب اور ملت کے بارے مین باتین پوچھین۔ اُسنے جاسے عرض مین پہنچایا کہ ایک مدت ہوگئی ہے کہ شیعہ و سُنّی کی اعتقاد کی ہوئی باتون مین غور کیجاتی ہے اور دونون فریقون کی کتابین مطالعہ مین آتی ہین۔ وہ جو شیعہ کا عقیدہ ہے یہ ہے۔ کہ اصحاب (حضرت پیغمبر صاحب کے دوستون) پر لعن و طعن کرنا درجے پانا اور ثواب حاصل کرنے کا سبب ہے۔ اور سُنیون کا اعتقاد یہ ہے کہ اصحاب کو بُرا کہنا کفر ہے تامّل اور فکر کے بعد دل نے اسیر قرار پکڑا ہے کہ کوئی شخص صرف اس خیال سے کہ وہ ایک نیک کام کررہا ہے کافر نہین ہوسکتا ہے۔ آنحضرت کو یہ بات بہت پسند آئی توجہ کی زیادتی سے مہربانی اور دلجوئی کا شامل کیا گیا کرکے فرمایا کہ ہماری خدمت مین رہو وہ چونکہ ایک سفر درپیش رکھتا تھا اور سفر کا سامان درست کرچکا تھا اسوجہ سے اس دولت کے حاصل کرنے سے سُستی کرنے والا رہا۔ اور یہان حاجی محمد بابا قشقہ اور حسن کوکہ میرزا عسکری سے جدا ہوکر شاہی لشکر مین آملے۔ اور صلاح وقت نے ایسا تقاضا کیا کہ توجہ کی باگ داور زمین کی طرف پھیری جاوے کہ وہان کا حاکم امیر بیگ خدمت مین حاضر ہورہا ہے۔ اور بست کے قلعے کا حاکم چلپہ بیگ بھی خدمت کی سعادت کا حاصل کرنا چاہتا ہے اور جلدی سے بہت سے لوگ میرزا عسکری سے جدا ہوکر خدمت مین حاضر ہونگے اور قندہار اور اُسکی حدود دولت کے سردارون کے قبضے مین آجائینگی۔ جب احمد سلطان نے سُنا کہ لوگ اسطرح کی صلاح دیکر آنحضرت کو ایران جانے سے روکتے ہین وہ پاک خدمت مین حاضر ہوا اور خیرخواہی اور ہمدردی کی راہ سے عرض مین پہنچایا کہ بلند ہمت کے لئے فارس کی

طرف جانا لائق ہے یہ لوگ کہ اس سفر سے روکتے ہین سواے مکر و فریب کے اور کوئی غرض نہین رکھتے ہین - چونکہ
احمد سلطان عقیدہ اور اخلاص کے سرنامے کے ساتھ حضرت جہانبانی کے دلمین جگہہ کیے ہوئے تھا اُسکی بات
مقبول ہوئی - اور اس مشورت و صلاح پر عمل فرماکر فارس کی طرف متوجہ ہوئے - اور اسوجہ سے چندروز تک حاجی محمد
نزدیکی کے فرش سے بچھڑا ہوا یا دور رہا احمد سلطان شاہی سواری کے ساتھ ساتھ ہوکر چاہتا تھا کہ پیش کیلکی کی راہ
سے رہنمائی کرنے والا ہووے آنحضرت کے پاک دلمین چونکہ ہرات کی سیر فرمانا پوشیدہ تھا قلعۂ اوک کی راہ سے اُس
طرف کو متوجہ ہوئے - جبکہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا یکجہتی دوستی اور کارفرمان اور ادب کا خط ایران کے ملکون
کے تخت آراستہ کرنے والے شاہ طہماسپ کو پہنچا وہ آنحضرت کی مبارک آمد کو نعمت غیر مترقبہ سمجھکر خوشوقت ہوا اور
چاہا کہ بابرکت ہما کے مبارک سایہ کو اپنی دولت کے سر پر جگہ دے اور اس سعادت کے حاصل کرنے کو اپنے خاندان
کے افتخار (فخر کرنے) کے کارنامے کا سرنامہ بناوے - اور اس نعمت کے شکر مین اُسنے فرمایا تو تین روز قزوین مین
خوشی کا نقارہ بجایا گیا اور ایک خط جواب مین شامل اور بہنایت عزت اور احترام کے اور حضور کی بہت جلد تشریف آوری
کی درخواست کے ہزارون تعریفون اور ثناؤن اور قسم قسم کے تحفون کے ساتھ اپنے خاص مقربون کے ہاتھ بھیجا
اور یہ بیت خط کے سرے پر لکھی - شعر کا ترجمہ - سعادت کی بلندی کا ہما ہمارے جال مین پھنسے اگر تیرا گذر ہمارے
مقام پر ہووے - اور شاہی قاصد کے ساتھ بہت لائق برتاؤ کر کے روانہ کیا اور طرح طرح کی شکرگزاری اور حق شناسی کا
اظہار اور قدیمی محبت کا یاد دلانا کر کے تعظیم و تکریم کی بزرگیان بجالایا اور اُسنے شہر کے والیون اور حاکمون کو لکھا کہ ہر ہر ل
اور ہر ایک شہر مین کہ شاہی لشکر اُترے اس بلند خاندان کے زمانے کی بزرگی کو جانکر اُس شہر کے بڑے بڑے حاکم اور
بزرگ لوگ اور باشندے ادنی اور اعلی استقبال کے لئے جائین اور بادشاہون کے لائق ضیافتون کی رسمین پیش
پہنچا کر مشرف ہووین اور لائق چیزون اور اسباب اور شربتون اور کھانے کے قابل چیزون اور تازہ بتازہ میوون
کو منزل بمنزل مہیا کر کے بہت بزرگ قبول کی نظر کے لائق بناؤ - اور جو فرمان کہ ہرات کے حاکم محمد خان کے نام لکھا تھا
ہوبہو (بعینہ) تحریر کی لڑی مین لایا گیا تاکہ دانشمندون کے لئے دستور العمل ہووے اور مردمی کی راہ و رسم کے واقفکار لوگ
اُس مروّت کے دیباچہ پر نظر رکھکر یگانگی اور اُس یگانگی کی منزلون کے حادثون کے طے کرنیوالون کی بزرگی کرنے اور تعظیم
کرنے مین انسانیت کا حق بجالاکر کوئی باریک بات بھی جوانمردی کے پسندیدہ طریقون سے نہ چھوڑین -

شاہ طہماسپ کا فرمان - خراسان کے حاکم کے نام

مبارک فرمان نے جاری ہونے کی بزرگی پائی - (مبارک فرمان یون صادر ہوا) کہ سرداری کی پناہ شوکت
کی قدرت - سرداری اور اقبال کا سورج محمد خان شرف الدین اوغلی تکلو - ہمارا اقبالمند اور بہت لائق بیٹا

اور ہرات کی دار السلطنت کا حاکم اور میر دیوان بادشاہ کی طرح طرح کی مہربانیون اور عنایتون سے سربلند ہو کر معلوم کرے
کہ اُسکا عرض کرنے کے لائق مضمون کہ اندنون امانت کے پناہ دینے والے قراسلطان شاملو سے بھائی
کمال الدین شاہ قلی بیگ کی ہمراہ دولت کی پناہ دینے والی درگاہ کی طرف روانہ کیا تھا ماہ ذی الحجہ کی بارہوین تاریخ
پہنچا اور اُسکے مبارک آیین مضمون آغاز سے انجام تک آشکار و ظاہر ہوئے۔ اور وہ کہ دربار و رخ کرنے۔ مقصد در
نواب آسمان پر سوار ہونے والے آفتاب کے گنبد مین بیٹھنے والے۔ کامگاری اور سلطنت کے دریا کے موتی۔ فرمانروائی
اور جہانداری کے چمن کے آراستہ کرنے والے میوہ دار درخت سلطنت اور بزرگی کے محل کے جہان روشن کرنے والے
نور۔ سعادت اور اقبال کی نہر کے سربلند سرو شوکت اور عظمت کے گلشن کے پاکیزہ درخت۔ خلافت اور نصفت (انصاف)
کے درخت کے پھل۔ دو خوشگیون اور دو تریون کے بادشاہ۔ کامرانی کے آسمان کے جہان روشن کرنے والے سورج
خلافت اور جہانبانی کی بلندی کے بلند قدر باپ۔ عدالت آیین سلاطین کے قبلہ اور پیشوا۔ صاحب مرتبہ عظیم القدر بادشاہون
سے بہتر اور اُنکے سردار سرداری کے تخمہ کے بلند نسب رکھنے والے بادشاہ عدل گستری کے مُلک کے بلند حسب رکھنے
والے بادشاہ۔ خاقان سکندر الیسون کو بادشاہ بنانے والے۔ یا۔ ایسے خاقان جو سکندر ایسی عظمت اور شان والے ہین
حضرت سلیمان ایسا مرتبہ رکھنے والے بلند شان سلطانی کے تخت کے بیٹھنے والے سلیمان۔ ہدایت اور یقین کے صاحب۔
جہان کے نگہبان۔ تاج و تخت کے آقا۔ عالم اور اقبال اور بخت کے صاحبقران۔ زمانے کے سلطانون کی آنکھ کے نور۔
نامدار عظیم القدر بادشاہون کے سر کے تاج۔ خدا کی طرف سے مدد کئے گئے نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ کے خدا اُسکی عزت
کو قیامت تک۔ ورنگ آرزوؤن کے موافق ہمیشہ رکھے۔ لکھا تھا کیا تباے کہ کسقدر خوشی نے چہرہ دکھایا ؎
اے صبا کے قاصد۔ واہ واہ یہ کیا خوش خبر ہے کہ جو تو دوست کی آمد کی خبر لایا ہے۔ اب اے وہ کہ تو ہر جگہ دوست کا راز دار
ہے تیری یہ خبر سچی ہووے۔ وہ دن آوے کہ مین اُسکی وصال کی محفل مین ایکدم۔ اپنے دل کی آرزو کے موافق اُسکے
ساتھ بیٹھون۔ اُس فرشتہ ایسی عزت رکھنے والے بادشاہ کے توجہ فرمانے اور بے ملال آگے بڑہنے کو ایک بڑی نعمت سمجھکر معلوم
کرے کہ اس مُبارک خبر کی خوشخبری کے عوض مین ولایت سبزوار ابتدا سے حل توشقان ائیل سے اُس سرداری کے پناہ
دینے والے کو ہمنے عطا فرمائی۔ اپنے وزیر اور داروغہ کو وہان بھیجے کہ وہانکا مال واجبی اور وجوہات دیوانی سال حال
کے شروع سے اپنی تصرف مین کرکے فتحمند لشکر کی تنخواہون اور اپنی ضرورتون مین صرف کرے اور حسب طور پر اس فرمان مین
مذکور ہوا ہے فصل بہ فصل اور روز بروز عمل کرے اطاعت کئے گئے مضمون سے اختلاف نہ کرے اور زمانہ دیکھے
ہوئے عقلمند لوگون سے پانسو آدمی کہ ہر ایک کوتل گھوڑا اور ایک سواری کا خچر اور اُسکے موافق سامان ہتیار وغیرہ
رکھتا ہو مقرر کرے۔ کہ اُس صاحب اقبال بادشاہ کے استقبال کو جائین مع اُن تیز رفتار ایکہزار عربی گھوڑون کے
کہ جو بلند درگاہ سے سنہری زین کے ساتھ آنحضرت کے لئے بھیجے گئے ہین۔ اور وہ سرداری کی پناہ بھی اپنے

طویلون سے چھ تیز رفتار عربی گھوڑے - جو شریر نہون اور خوشرنگ اور قوی جثہ ہون کہ اُس دولت اور کامگاری
کے شہسوار کی سواری کے قابل ہون - انتخاب کرکے اور نقش دار (بوٹہ دار) لاجوردی زینین زربافت اور زردوز
جھولون سمیت کہ اُس سلیمان ایسا مرتبہ رکہنے والے بادشاہ کی سواری کے گھوڑون کے لائق ہون ذکر کئے گئے گھوڑون
پر کس کر ہر ایک گھوڑے کو اپنے دونون نوکرون کو دے کر روانہ کرے - اور کمر خنجر خاصہ شریفہ کہ میرے مرحوم اور میرے
مغفور مقصد ور نواب میرے شاہ باباسے کہ بہشت مین مقام رکہنے والا ہے خدا اُسکی دلیل کو روشن کرے - ہمارے
مبارک خزانچی کو (ہمکو) پہنچا ہے یا ملا ہے اور نفیس لطیف جواہر سے جڑا ہوا ہے مع شمشیر مرصع اور شکیہ مرصع کے اُس سکندر ایسی شوکت
رکھنے والے بادشاہ کے مبارک شگون اور فتح اور فتحمندی کے لئے بہیجا گیا اور چار سَو پارچے مخملی اور اطلس فرنگی اور یزدی
کے بہیجے گئے کہ ایک سَو بیس جامے خاص آنحضرت کے لئے ہین - باقی اُس کامیابی کی فتحمند رکاب کے ملازمون کے
لئے ہین - اور دورویہ مخمل کا غالیچہ سُنہری تار کا بنا ہُوا - اور تخت تکیہ کرکے استر اطلس اور تین جوڑ قالین بارہ گزی
کوشکان کے بنے ہوئے عمدہ ریشمی) اور بارہ خیمے قرمزی سبز اور سفید بہیجے گئے بہت اچھی طرح سے پہنچاوے اور رد ذر
مزے دار پاکیزہ شربت مہیا کرکے سفید روٹیون کے ساتھ کہ روغن اور شیر کے ساتھ خمیر کی گئی ہون (گھی اور دودھ
سے گوندھی گئی ہون) اور سونٹ اور خشخاش رکہتی ہون ان سب کو خوب درستی کے ساتھ آنحضرت کے لئے بہیجتا رہے
اور شاہ کی مجلس کے مقربون اور دوسرے ملازمون کے لئے جُدا جُدا بہیجتا رہے اور ایسا قرار دیوے کہ کل جس
منزل اور مقام مین کہ اُتر ینگے آ جلے روز بوٹہ دار سفید پاکیزہ صاف خیمے اور اطلس اور مخمل کے سائبان اور رکابخانہ
(جہان پینے کی چیزین تیار ہوتی ہین) اور باورچیخانہ - اور اُنکے سارے کارخانون کو مرتب کرکے نصب کرے - کہ ہر
کارخانے مین اُسکی ضرورت کی چیز موجود ہو - جب وہ دولت اور اقبال کے ساتھ اُترنا فرماوین - گلاب کا شربت اور
عرق لیمو خوش مزہ کرکے اور برف و یخ سے ٹھنڈا بنا کر پیشکیش کرین - اور شربت کے بعد سیب مشکان مشہدی کے
اَور تیے اور تربوز اور انگور وغیرہ سفید روٹیون سمیت جس دستور سے کہ ابھی ہدایت کی گئی حاضر کرین - اور کوشش کرین
کہ سارے شربت اُس سلطنت کے پناہ دینے والے کی نظر مین رکھین اور گلاب اور عنبر اشہب داخل کرین اور ہر روز
پانچسو طبق رنگا رنگ کے کھانون کے شربتون کے ساتھ مقرر رکھے - کہ چُنے جاتے رہین - اور سرداری کی پناہ قزاق سلطان
اور میری سرداری کی جاے بازگشت جعفر سلطان اور اپنے بیٹون اور اپنی قوم کو ہزار آدمیون تک تین روز کے بعد
کہ وہ پانچسو آدمی جا چکے ہون استقبال کے لئے بہیجے - اور اُن تین روز دن مین ذکر کئے گئے امیرون اور لشکریون
کو رنگا برنگ نظر مین لاوے اور تو بچاق (گھوڑون کے لئے مشہور مقام ہے) کے اور عرب کے گھوڑے مقرر رکھے کہ اپنے
نوکرون کو دیوین اسلئے کہ سپاہی کے لئے خوب گھوڑے سے بڑھکر کوئی زینت نہین ہے - اور اُن ہزار لوگون کے سر
اور پاؤن بھی رنگین اور پاکیزہ کئے گئے ہووین اور ایسا قرار دیوین کہ جب یہ امیر آنحضرت کی خدمت مین پہنچین

عزت اور خدمت کی زمین ادب کے لب سے چومکر ایک ایک خدمت کرین اور اس امر کا لحاظ رکھے کہ سواری وغیرہ کے
موقع پر ناگاہ آنحضرت کے ملازمون اور امیرون کے ملازمون کے درمیان کوئی گفتگو واقع نہووے اور کسی طرح
کی آزردگی بادشاہ کے نوکرون کو نہ پہنچے - اور سواری اور کوچ کے وقت امیرون کا لشکر اور وہ خود دُور دُور رہتے
کرین - اور ذکر کیئے گئے امیرون سے جس کسی کی کہ پہرے چوکی دینے کی باری ہو اُس مقام کی نزدیکیون مین کہ
بادشاہ کے لیئے مقرر ہووے آمدورفت کرے - اور خدمت کا عصا ہاتھ مین لیکر اس طرح پر کہ کوئی اپنے بادشاہ
کی خدمت مین خدمت کرتا ہے خدمت کرے - اور وہ بات جو نہایت لحاظ رکھنے کے قابل ہو منظور رکھکر عمل مین
لاوے - اور جس ولایت مین کہ وہ پہنچین - اسی فرمان کو اُس ولایت کے حاکم کو دیکھاکر مقرر رکھین کہ وہ امیر
خدمت کرے اور مہمانی اس دستور کے موافق ظہور مین لاوے - کہ سارے کھانے اور مٹھائیان اور شربت ایکہزار پانچسو
طبق سے کمتر نہون اور اُس سلطنت پناہ کی ملازمت اور خدمت پاک بلند مقام مشہد تک اُس سرداری کی پناہ
کے ساتھ تعلق رکھتی ہے اور جب ذکر کیئے گئے امیر خدمت مین پہنچین - ہر روز ایکہزار دوسو طبق رنگ برنگ کے کھانون
کے کہ بادشاہانہ خوان کے لائق ہون - اُس معزز بادشاہ کی بلند مجلس مین چُنے جاوین ذکر کیئے گئے امیرون سے
ہر ایک اپنی مہمانی کے روز مین نو گھوڑے پیشکش کرے کہ تین گھوڑے خاص شاہ کے لیئے ہون اور دو سرا
بزرگ سردار محمد بیرام خان بہادر کو دیا جاوے اور باقی پانچ خاص کیئے گئے امیرون سے جس کسی کو لائق ہووے
دیوین - اور سب کے سب نو گھوڑے مبارک اثر نظر سے گزارین اور ذکر کرین کہ کونسا گھوڑا مقصد ور نواب کا ہے
اور ہر ایک اس سے پہلے کہ ذکر پایا ہوا ہو کہ فلان اور فلان امیر کا ہو بتایئن کہ وہ حکایت (بیان کرنا - بتانا) اگرچہ بدنما
ہے لائق ہووےگا اور نامناسب نہ ہووےگا - اور جس طور پر کہ ممکن ہو فتحمند رکاب کے ملازمون کو خوش رکھین اور
اور وہ بات کہ حد درجے کی غمخوارگی اور یکجہتی پر دلالت کرتی ہو ظہور مین لاوین - اور اُس جماعت کے دل کو کہ ناہموار
(نالائق) زمانے کی گردش سے کسی قدر غبار (رنج و ملال) رکھتا ہے دلداری اور غمخوارگی سے کہ اسطرح کے وقتون
مین لائق اور خوشنما ہے خوش بنایئن - اور یہ قاعدہ ہر وقت ملحوظ رہے جب تک کہ ہمارے حضور مین پہنچین اسکے بعد
جیسا کہ مناسب ہوگا ہماری طرف سے عمل مین لایا جائیگا - کھانے کے بعد مٹھائیان اور فالودے کہ قند اور مصری سے
پکائے گئے ہون اور رنگ برنگ کے مُربّے اور رشتہ خطائی (ایک قسم کا حلوا) کہ گلاب اور مُشک اور عنبر اشہب سے
مُعطّر ہون مجلس مین لیجاوین اور ولایت کا حاکم مہمانی اور ذکر کی گئی خدمتون کے بعد وہان کی ولایت سے دلجمعی
کرکے دار السلطنت ہرات تک جو کوئی کہ خدمت اور ملازمت کا ہمراہی ہوا ہو کوئی باریکی خدمت اور ملازمت کی باریکیون
سے نہ رعایت کی گئی نہ چھوڑے - اور جب ذکر کی گئی ولایت کے بارہ فرسخ پر پہنچین وہ سرداری کی پناہ - اپنے
تجربہ کار اور یساق (نائب داروغہ) سے ایک کو بہت عزیز نیک سعادتمند فرزند (مراد وہ شہزادہ ہے کہ جو عالم

ہراۃ کی اتالیقی مین ہرات کے اندر رہتا تھا) کی خدمت مین چھوڑے ۔ کہ اُس فرسنہ زندگی خدمت اور شہر سے خبردار رہے باقی فتحمند لشکر شہر اور ولایت اور سرحدون یعنی ہزارہ اور نکدری وغیرہ سے تیس ہزار آدمی تک کہ شمار مین ٹھیک ہون وہ سرداری کی پناہ اُنکو ہمراہ لیکر استقبال کرے ۔ اور خیمے اور سائبان اور ضروری اسباب یعنی قطار اونٹ اور خچر ہمراہ لیجاوے چنانچہ ایک آراستہ لشکر بادشاہ کی سعادت اثر نظر مین آوے اور جب آنحضرت کی ملازمت مین سرفراز ہووے سب باتون سے پہلے ہماری طرف سے بہت دعا پہنچاوے اور اُسی روز مین کہ ملازمت سے ممتاز ہووے قاعدے کے موافق لشکر کو رکھے اور اُترپڑے اور وہ سرداری کی پناہ خدمت مین کھڑے ہوکر مہمانی کی رخصت طلب کرے اور تین روز اُس منزل مین مقام کرے پہلے روز اُنکے سارے لشکریون کو بزرگ قیمتی خلعت کا اطلس اور یزدی کمخواب اور مشہد اور شہر خاف کے ریشمی کپڑون کے ہون پہناوین ۔ اور سب کو مخمل کے بالاپوش دیوین اور لشکریون اور ملازمون سے ہر ایک کو دو تومان تبریزی (تومان بیس روپیے کا ایک سکہ تھا) روزانہ خرچ کے لئے دین ۔ اور رنگ برنگ کے کھانے جس طور پر کہ مقرر ہوئے سرانجام دین اور ایسی بادشاہانہ مجلس آراستہ کرین ۔ کہ زبانین اُسکی تعریف مین بولنے والی ہون ۔ اور شاباش و تعریف کی آوازین جہان والون کے کان تک پہنچین ۔ اور اُنکے لشکر کی ایک فہرست بناکر شاہی درگاہ کو روانہ کرین ۔ اور مبلغ دو ہزار پانچسو تومان تبریزی سرکار خاصۂ شریفہ کی تحویلات سے کہ ذکر کی گئی دارالسلطنت مین پہنچتا ہے حاصل کرکے ضرورت کے موقعون پر خرچ کرے ۔ اور جو بات کہ بندگی اور خدمت کے لئے نہایت ضروری ہو جان سے شکرگزار بنکر ظہور مین لاوے اور مذکر کی گئی منزل سے شہر تک چار روز مین آوین ہر روز کھانے کی مہمانی پہلے روز کے دستور کے موافق تیار کرین اور چاہئے کہ ہر مہمانی مین اُس سرداری کی پناہ کی بزرگ اولاد چاکرون اور خدمتگارون کی طرح خدمت کا ٹیکا کمر پر باندھکر ملازمت کے آداب عمل مین لاوے اور اسکے شکر مین کہ اسطرح کا بادشاہ کہ خدا کے تحفون سے ایک تحفہ ہے ہمارا مہمان ہوا ہے ملازمت اور خدمت مین جہانتک کوشش ہوسکے بجالاوین ۔ اور کوتاہی نہ کرین ۔ اسقدر طرح طرح کی جان سپاری اور اخلاص آنحضرت کی نسبت زیادہ تر بجالائینگے پسندیدہ تر ہوگا اور جب کل شہر مین پہنچینگے مقرر رکھین ۔ کہ آجکے روز عیدگاہ کے باغ کے درمیان چمنون کے کنارے وہ خیمے کہ جن کے اندرونی رُخ قرمزی اطلس کے اور بچون زیح عمدہ سن کے کپڑے کا اور بیرونی رُخ اصفہان کے عمدہ سن کے کپڑے کا ہے کہ ان دنون مین اُنکا اہتمام کرکے اُنکے بارے مین عرض کی ہے حرتہ کرین اور اس بات کا لحاظ کرین کہ ہر جگہ آنحضرت کا دل خوش ہو اور ہر گلزمین مین کہ آب و ہوا اور لطافت اور پاکیزگی مین ممتاز ہو ۔ رہنمائی ہونے والا ہوکر آنحضرت کی خدمت مین ادب کا ہاتھ ملازم کی طرح سینے پر رکھکر آگے جاوے اور عرض کرے کہ وہ چھاونی اور لشکر اور تمام اسباب کامیاب نواب (حضور اقدس) کے پیشکش ہے ۔ اور خود کوچ کے وقت راہ مین ہر دم بہت

بزرگ خاطر کو ایسے گفتگو سے کہ نہایت چست و درست ہو خوشوقت کرے - اور خود ذکر کی گئی منزل سے کہ کل شام مین آ پہنچے
رخصت طلب کر کے فرزند کی خدمت کی طرف متوجہ ہووے اور اسکی صبح کو بہت عزیز اور بہت قابل بیٹے کو استقبال کے
ارادے پر منزل سے باہر لا کر وہ خلعت کہ پارسال نوروز مین اس فرزند کو پہننے بھیجا ہے پہنائین - اور ایک کو سفید داڑھی
والون اور اویماق تکلو و تکلو کے خاندان سے کہ اس سرداری کی پناہ کے پسندیدہ اور معتبر لوگون سے ہو دار السلطنت
مذکور مین چھوڑ کر فرزند مذکور کو سوار کرین اور شہر کی توجہ کے وقت مین وہ سرداری کی پناہ قزاق سلطان کو نواب کی خدمت
مین رکھے - اور خیمے اور اونٹ اور گھوڑے پیشکش کرے - کہ جب روز آیندہ نواب کامیاب سوار ہووین لشکر بھی کوچ
کرے اور اشارہ کیا گیا سرداری کی پناہ رہنما کے طور پر ہو - اور جب ذکر کیا گیا فرزند شہر سے باہر آوے تاکید کرے کہ سارے
لشکری مقرر قاعدے کے موافق سوار ہو کر استقبال کے لئے رخ کرین - اور جب اس بزرگی کی قدر رکھنے والے بادشاہ
کے نزدیک پہنچین - چنانچہ انکے درمیان ایک تیر پرتاب کا فاصلہ رہجاوے - وہ سرداری کی پناہ آگے جا کر التماس کرے
کہ بادشاہ گھوڑے سے نہ اترین اگر قبول کرین تو اسی دم نکلیے اور فرزند برخوردار کو گھوڑے سے پیادہ کرے کہ جلدی کے ساتھ روانہ
ہو کر اس سلیمان ایسی بارگاہ رکھنے والے بادشاہ کی رکاب اور ران چوم کر خدمت اور حرمت اور عزت کے قاعدے جہانتک
کہ ممکن ہون ظہور مین لائین - اور اگر نواب کامیاب قبول نہ فرمائین اور پیدل ہو جائین تو پہلے فرزند مذکور کو گھوڑے
سے اتارین اور خدمت کرین (تعظیم و تکریم پیش کرین) پہلے آنحضرت کو سوار کر کے بادشاہ کے ہاتھ کو بوسہ دے کر
فرزند مذکور کو سواری کی طرف متوجہ کرین اور دستور کے موافق سوار کرین اور اپنے لشکر اور منزل اور مقام مقرر کی طرف
متوجہ ہون - اور وہ سرداری کی پناہ خود فرزند مذکور کے نزدیک بادشاہ کی خدمت مین رہے کہ اگر بادشاہ کوئی بات
اور کوئی حکایت بہت قابل فرزند سے پوچھین اور وہ فرزند شرم و لحاظ کی وجہ سے اسکا جواب جیسا کہ چاہیئے نہ دیسکے
وہ سرداری کی پناہ لائق جواب عرض کرے ذکر کی گئی منزل مین وہ فرزند بادشاہ کی مہمانی کرے - اس دستور کے موافق
کہ جب چار گھڑی دن چڑھے اترین اسی دم تین سو طبق رنگ برنگ کے کھانون کے بطور ماحضر (جو کچھ کہ حاضر ہو
مراد ناشتہ) کے بہشت ایسی آرائش رکھنے والی مجلس مین لاوین اور بین الصلواتین (دوپہر سے پہلا وقت کہ صبح اور ظہر کے
درمیان ہو) ایکہزار دو سو طبق رنگ برنگ کے کھانون کے لنگری (ایک قسم کا بڑا طبق ہے) طبقون پر کہ محمد خانی
کے نام سے مشہور ہین اور دوسرے چینی اور سونے اور چاندی کے طبق اور انکے اوپر سونے اور چاندی کے سرپوش
خوانون پر سجا کر مجلس مین لاوین اور اسکے بعد لذیذ شربتے کہ جو ممکن ہون اور مٹھائیان اور فالودے پیشکش کرین پھر
ساٹھ لائق اور خوشنما گھوڑے اس اقبالمند فرزند کے طویلون سے جدا کر کے مخمل اور اطلس کی جھولین ڈالکر ریشم اور
کتان کے بنے ہوئے تنگ منقش مخمل کی جھول پر اور سفید تنگ سرخ مخمل کی جھول پر ہین - اور چاہیئے کہ حافظ صابر قاق
اور مولانا قاسم قانونی - اور استاد شاہ محمد سرنائی - اور حافظ دوست محمد خافی اور استاد یوسف مودود اور دوسرے

مشہور گانے بجانے والے کہ شہر مین ہون ہر وقت حاضر رہکر جس وقت بادشاہ چاہین بے توقف نغمہ سرائی اور گانے
بجانے مین مشغول ہو کر آنحضرت کو خوشوقت کرین اور جو شخص کہ اس مجلس کے قابل ہوسکے خدمت مین دور اور نزدیک
سے موجود رہے کہ طلب کے وقت حاضر ہووے اور اُنکے مبارک گھڑیون کے وقتون کو جس طرح کہ سکین خوش رکھین
اور شنقار (ایک شکاری پرندے کا نام ہے) اور باز اور چرغ اور باشہ اور بحری اور جو کچھ کہ فرزند کی سرکار مین اور اُس
سرداری کی پناہ اور اُسکی اولاد کے ہان ہون پیشکش کرین اور اُنکے ملازمون کو تمام ریشمی خلعت ہر قسم اور ہر رنگ
کے علیحدہ علیحدہ ہر ایک کی حالت کے موافق رنگ برنگ کی مخمل اور نقشدار کپڑے کے کہ جسکی گھنڈیان کلابتون اور
سونے کے تار کی ہون پہناوین اور جب اپنی منزل کی طرف جاوین۔ اُنکے نوکرون کو اُس اقبالمند فرزند کی مبارک
نظر مین لاوے اور وہ فرزند خوش خلقی کا کہ اُسکے باپ دادون کی میراث ہے اُنکے ساتھ سلوک کر کے اُنمین سے
ہر ایک کو جُدا جُدا خلعت اور گھوڑا ہر شخص کے مرتبہ کے موافق دیوے۔ انعام تین تومان سے زیادہ نہو۔ اور بارہ تھان
ریشمی پارچون کے جیسے مخمل اور اطلس اور کمخاب فرنگی اور یزدی اور تافتہ شامی وغیرہ کے کہ نہایت باریک اور عمدہ
ہوتے ہین۔ اور تین سو تومان زر نقد تیس تھیلیون مین ذکر کئے گئے ریشمی پارچون کے ساتھ رکھین اور ہر سپاہی
اور نوکر کو تین تومان تبریزی کہ چھ سو شاہی کے برابر ہوتے ہین دیوین۔ اور تین روز تک سیر خیابان اور کارزگاہ کی
سیر فرماتے رہین اور ان تین روز مین شہر کے چہار باغ کے دروازے سے کہ منزل بادشاہانہ ہے سر خیابان تک کہ
عیدگاہ کے باغ مین ہے حکم دین کہ قسم قسم کے دستکار لوگ چار طاق بندی اور عمدہ آراستگی کرین (یعنی شامیانے
وغیرہ تان تان کر خوب آرائش کا سامان مہیا کرین) اور ذکر کئے گئے امیرون سے ایک کو ہر ایک صنعتگر کے ساتھ
شریک کر دین تا کہ آپس کی پیچ اور طرفداری (یعنی مقابل ہونے) کی وجہ سے ہر صنعت اور شیرین کاری (بہت عمدہ
طور پر کام کو انجام دینا) کہ جانتے ہون عمل مین لاوین۔ مناسب تر وہ ہے۔ کہ جب بادشاہ اُس سرزمین کو مبارک آمد
سے معزز بنا کر پہلے اُس شہر مین کہ جہان وہ جہان والون کے آنکھ کی روشنی ہے اپنی موجودگی سے اُسکو مشرف
بناوین اُنکی کیمیا اثر نظر مین خوش طبع اور شیرین گو لوگون کو کہ شہر مین ہین لاوین۔ کہ خوشی کا باعث ہو۔ تیسرے
روز کہ اس چارطاق اور خیابان شہر اور چار باغ کے رونق دار بنانے سے دلکو اطمینان حاصل ہو گیا ہو۔ منادی
کرنے والون کو شہر اور محلّون اور ان حدود اور موضعون مین جو شہر کے نزدیک ہین مقرر رکھین کہ منادی کرین کہ سب
مرد اور عورتین چوتھے روز کی صبح کو سرِ خیابان مین حاضر ہووین اور ہر دکان اور بازار مین کہ آراستہ کرکے قالینون
اور سن کے کپڑون کے فرش بچھائے گئے ہون عورتین وغیرہ بیٹھین اور جیسا کہ دستور اُس شہر کا ہے آنے جانے
والون کے ساتھ ہنسی ٹھٹول کرین۔ اور ہر محلہ اور کوچہ سے ایسے گانے والے باہر نکلین کہ دنیا کے شہرون مین اُنکے
مثل نہو۔ اُن سب لوگون کو استقبال کرنے کا حکم دین بعد اُسکے عزت اور ادب کے ساتھ بادشاہ سے کہین

کہ دولت کا پاؤن سعادت کی رکاب مین رکھکر سوار ہووین اور فرزند اُن حضرات کے پہلو مین ہو اسطرح پر کہ اُنکے گھوڑے
سر اور گردن باہم مِلائے چلین - اور وہ سرداری کی پناہ خود اُنکے پیچھے پیچھے نزدیک نزدیک چلتا رہے - کہ اگر
عمارتون اور منزلون اور باغون وغیرہ سے پوچھین ایک معقول جواب عرض کرے - اور جب سعادت کے ساتھ
شہر مین داخل ہون - چار باغ کی سیر فرمائین اور اُس باغیچے مین کہ جو اُس پاکیزہ شہر کے اندر ہماری مبارک
سکونت کے وقت واسطے رہنے اور خواب کرنے اور مشق کرنے اور پڑھنے کے لئے تعمیر کیا گیا ہے اور اسوقت
باغ شاہی کے نام سے مشہور ہے اُنکو اُتارین - اور چار باغ کے حمام اور دوسرے حمامون کو سفیدی کرائین اور
پاکیزہ بنائین اور گلاب اور مُشک سے مہک دار کرین یا بسائین - کہ جبکہ مَیل فرماوین بدن کے آرام پانے کا مقام
ہووے پہلے روز فرزند بہت کھانے کے ساتھ مہمانی کرے اور جب وہ کھانے سے فراغ پاکر متوجہ خواب ہون
وہ سرداری کی پناہ خود اُس دستور کے موافق مہمانی کا انتظام کرے کہ جسکا ذکر ذیل مین کیا جائیگا - جب وہ
شہر مین داخل ہووین اُسی روز ایک رپوٹ تیار کرکے شاہی درگاہ (ہماری بارگاہ) کو روانہ کرے اور مقرر
ہوا کہ دار السلطنت ہرات کا مجسٹریٹ معز الدین حسین ایک خوشنویس ہوشیار آدمی مقرر کرے کہ اُس روز سے کہ
وہ پانچسو آدمی استقبال کرین اُس روز تک کہ شہر مین داخل ہووین ایک صاف صاف روزنامچہ لکھکر اُس سرداری
کی پناہ کی مہر اور دستخط اُسپر کرائے اور ساری حکایتین اور بُری اور بھلی روایتین کہ مجلس مین گزرین قلمبند کرکے اعتماد
کے قابل لوگون کے ہاتھ شاہی درگاہ کو روانہ کردے کہ تمام طریقون پر ہماری مبارک ذات کو اطلاع حاصل ہووے
اور اُس سرداری کی پناہ کی مہمانی اس دستور کے موافق ہو کہ کھانے اور مٹھائیون اور شیر یا شربت اور میوے کے تین ہزار
طبق چُنے جاوین - اور ذکر کیا گیا ضروری سامان اس طرح پر درست کرے - اوّل پچاس خیمے اور بیس سائبان اور
بڑے ذخیرے کے خیمے کہ شاہ کے واسطے مرتب کرکے عرض کرچکا ہے - اور بارہ جوڑ قالین بارہ گزی اور دس گزی
اور سات جوڑ قالین پانچ گزی اور نو قطار دودھ دینے والے مویشی اور دوسو پچاس بڑے اور چھوٹے چینی کے طبق
اور دوسرے طبق اور ہانڈیان (دیگچیان) سب پر قلعی دار سفید سرپوش ڈھکے اور بہت صاف شفاف - اور قطار
خچر نو نو عدد - یہ سب اپنی مہمانی مین وہ سرداری کی پناہ پیشکش کرے - اور آخر سے مذکور حکم ہوا تھا کہ اس
طور پر مہمانی کرین - کہ کھانے اور مٹھائیون اور فالودے کے ایکہزار پانچسو طبق چُنے جائین اور تین گھوڑے اور
در ایک قطار اونٹ اور ایک قطار خچر کہ اُس سرداری کی پناہ نے پہلے اُنکو دیکھا اور پسند کرلیا ہو پیشکش کرین اور
غوریان اور قوشنج اور کرشو کے حاکم اپنی ولایت مین مہمانی کرین اور باخرز کے حاکم جام مین مہمانی کرین اور خاف اور تُرشیز
اور زاوہ اور محولات کے حاکم سرائے فرہاد کے مقامات مین کہ مشہد سے پانچ فرسنگ ہے مہمانی کرین - اس جگہ شاہ طہماسپ
کے فرمان کا مضمون تمام ہوا - جب حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کا بلند درجہ لشکر فراہ کے اطراف

مین پہنچا شاہی ایلچی حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے قاصد کی ہمراہ آیا اور بزرگ تشریف بری کے غنیمت جاننے اور
اُس سے خوش ہونے کی حقیقت ظاہر ہوئی۔ آنحضرت کو کہ مروت کی کان تھے عراق کی طرف جانے اور سچے وفاداروں
کے دل ہاتھ مین لانے سے چارہ نرہا مجبور ارادے کا پاؤن دولت کی رکاب مین لاکر پختہ ارادے کے ساتھ ہرات کیطرف
متوجہ ہوئے۔ اور اس اطراف کی جس منزل مین کہ بزرگی کا اُترنا فرماتے تھے خراسان کے بہت بڑے لوگون اور مشہور
لوگون سے ایک شخص استقبال کے لئے باہر آتا تھا اور پاک فرش کے مقربون کی پیشکاری مین خدمت کرتا تھا۔ بادشاہی جلوسی
فوج کی شہرت نے شادمانی کے دروازے اُن ملکون کے رہنے والون کے موہنہ پر کھول دیئے تھے لوگ اکثر قصبون
سے جیسے جام اور تربت اور سرخس اور اسفراین سے ہرات مین اکثر شاہی آمد کا انتظار کرتے تھے۔ اور جب تاتار سلطان
کے قاصدون اور خراسان کے شریفون نے کہ جنہون نے استقبال کیا تھا محمد خان کو خبر دی کہ شاہی لشکر کا پہنچنا زیارتگاہ
تک نزدیک ہے محمد خان بڑے بڑے شریف امیرون جیسے ویس سلطان اور شاہ قلی سلطان اور بڑے بڑے فاضلون
جیسے میر مرتضیٰ صدر اور میر حسین کربلائی اور سارے عزیزون اور لوگون کو لیکر استقبال کی سعادت کے حاصل کرنے کے لئے
دوڑا۔ اور پل مالان کے سرے پہ کہ ہرات کی مشہور سیرگاہ ہے۔ شاہی رکاب بوسی کی سعادت سے مشرف ہو کر سب نے دعا
اور سلام بادشاہ کی جانب سے پہنچایا اور شوق کی شرح اور تواضع کے آداب (پسندیدہ طریقے) کہ بزرگی کا جوہر ہے ظاہر کرکے
خدمت کے آداب پیش پہنچائے اور مقرر ہو چکا تھا کہ پل مالان سے باغ جہان آرا تک راستون کو صاف کرکے چھڑکاؤ کیا ہوا
رکھین اور شہر کے بزرگ اور دانشمند خوش مزاج لطیفہ گو دونو طرف سے ہر روز آکر انتظار کرنے والے ہون اور جب بادشاہی
جھنڈے درقرا منزل تک پہنچے سلطان محمود میرزا اقبال کی سعادت کے ساتھ دوڑا اور اخلاص اور احترام کے آداب بجالایا
اور جس طور پر کہ حکم ہوا تھا مقصد ور شہزادہ سلطان محمد میرزا اور دوسرے بلند قدر اُمرا استقبال کی بزرگی سے سعادت کے
مقصد کے پانے والے ہوئے۔ اور عزت اور بزرگی کے قاعدے پیش پہنچانے والے ہوئے۔ اور زیارتگاہ سے پل مالان
تک اور وہان سے باغ جہان آرا تک کہ تین چار فرسخ کا فاصلہ ہے۔ تمام جنگل اور پہاڑ کو شہر اور قصبون کے لوگ گھیرے
ہوئے تھے اور تماشا دیکھنے والے تھے اور لوگون کا ایسی خوشی کے ساتھ جمع ہونا تھا کہ شاید عید اور نوروز کے دنون مین
اسطرح پر ہوا ہو۔ یکم ذیقعدہ ۹۵۰ھ کو ہرات کے نزدیک باغ جہان آرا مین فیض و برکت کا اُترنا فرمایا محمد خان جشن بادشاہانہ
ترتیب دیکر بلند نذرانون کو بہت بزرگ نظر مین لایا اور پہلی مجلس مین صابر قاق نے کہ قوالی مین خراسان اور عراق کے
اندر یکتا تھا امیر شاہی غزل کو سہ گاہ مقام مین پلئے مین اسطرح گایا کہ ذوق شوق والون (صوفیون) کے وجود کے
رگون کو زلزلے مین لایا اور سچ تو یہ ہے کہ وہ غزل اُسوقت کی بہت مناسب اور پر اثر تھی۔ اُسکا مطلع (پہلا شعر)
یہ ہے۔ ترجمہ شعر کا۔ وہ منزل کیا ہی مبارک منزل ہے کہ جس منزل کا ماہ ایسا ہو۔ وہ ملک کیا ہی مبارک ملک ہے
کہ جسکے اندر شاہ ایسا ہو۔ اور جب وہ اس بیت تک پہنچا۔ ترجمہ شعر کا۔ دنیا کے رنج اور آرام سے نہ دلگیر رنجیدہ

ہی کرنہ خوش ہی ہو- اسلئے کہ جہان کا دستور یہی ہے کہ کبھی اُس طور پر کبھی اس طور پر رہے - حضرت جہانبانی کو رقت (دل کا پگھلنا) ہوئی اور نہایت اثر پذیر ہوئے - اور اُسکی امید کے دامن مین بہت انعام ڈالے - چونکہ ہرات اور اُسکی سیرگاہین نہایت پسند آئی تھین اور نوروز کا جشن نزدیک آپہنچا تھا چند روز وہین ٹھیرنے کا اتفاق ہوا - اور جب کبھی آنحضرت سیر کے لئے سوار ہوتے تھے محمد خان خدمت مین ہو کر بہت اچھی طرح پر خدمت بجالاتا تھا - اور آنحضرت کے دونون طرف سے بہت ساز رنچاور کرتا تھا - ہر روز گازرگاہ کے عیش خانہ کی سیرگاہ کا ایک مشہور مقام پاک دل کی خوشی بڑھانے والا ہوتا تھا اور کبھی باغ مراد اور اسیطرح باغ خیابان - اور باغ زاغان اور باغ سفید کو فیض بخشنے والی نظر سے تماشا فرماتے تھے - اور ہر گلزار مین رنگین صحبتین رکھتے تھے اور اسی زمانے مین بڑے بڑے ولیون کی زیارت کی خاص کرکے ہرات کے پیر (روحانی مُرشد) خواجہ عبداللہ انصاری سے (پاک کیا جائے راز اُسکا) بڑے اخلاص کے ساتھ بیعت فرمائی - کامل استعداد رکھنے والے بزرگون سے تنہائی اندیش خداپسند لوگ اور بلند فطرت دیندار آدمی اور زمانے کے خوش فہم رکھنے والے اور مشہور فاضل فیض و برکت بخشنے والی صحبت سے فائدہ حاصل کرنے والے ہوئے - اور نوروز کی رسمون اور عیش بڑھانے والی گشت گاہون کے تماشے سے فراغ پانے کے بعد بہت پاک مشہد کی طرف جانے کا مبارک ارادہ جام کی راہ سے فرمایا - اور اس مبارک روز مین سیستان کا حاکم احمد سلطان کہ دائمی خدمت اور حسن عقیدت مین ممتاز تھا بادشاہی التفات اور توجہ کا شامل کیا گیا ہوا اور اسنے اپنی ولایت کی طرف جانے کی اجازت پائی - اور اس سال کی پانچوین ذی الحجہ کو جام مین پہنچے - اور حضرت زندہ فیل احمد جام (اسکا راز پاک کیا جائے) کے مرقد منور (نورانی قبر) کی زیارت فرمائی - اور جب مشہد کے نزدیک اقبال کا اترنا ہوا - شاہ قلی سلطان استجلو کہ اُن حدود کا حاکم تھا بڑے بڑے سیدون کے ساتھ استقبال کی دولت سے مشرف ہوا - اور خدمت کے آداب بجالایا اور پندرھوین محرم ۱۵۱ھ کو مشہد مقدس مین پہنچکر روضہ رضویہ (حضرت امام رضا کے روضہ) کی زیارت کو اُسپر اور اسکے مجاورون پر خدا کی رحمت ہو پہنچنے والے ہوئے - اور چند روز اُس بزرگ ممتاز زمین کے اطراف مین قیام فرمایا اور وہان سے دولت کے ساتھ نیشاپور کو متوجہ ہوئے - شمس الدین علی سلطان کہ وہان کی حکومت اُسکے متعلق تھی اَدنیٰ اور اعلیٰ کے ساتھ وہان استقبال کو آیا اور بندگی کے آداب اور طرح طرح کی خدمت اور ارادت بجالایا - اور آنحضرت نے نیروزہ کے کان کی سیر کہ اُس حدود مین ہے فرمائی - اور وہان سے سبزوار اور وہان سے دامغان پہنچے - اور جب سرزمین سے وہان ایک قدیم چشمہ ہے کہ اگلے زمانے سے ایک ایسا طلسم اسمین رکھا گیا ہے کہ جب کبھی کوئی ناپاک چیز اُس چشمہ مین گرتی ہے ایک طوفان ہوا مین پیدا ہوتا ہے (ایک طوفان اُٹھتا ہے) اور ہوا اور خاک کے زور سے یا پریشانی سے آسمان تاریک ہوجاتا ہے اور اسکا بھی عبرت کی آنکھ سے امتحان فرمایا - حکمت والے تاویل حق [illegible] (نظم)

[illegible] کارخانے [illegible] خواص [illegible] کہ سمجھون اور خیالون کے دریافتون سے [illegible]

اُنکا احاطہ نہین کر سکتے پھر دامغان سے بسطام کی طرف توجہ فرمانے والے ہوئے۔ اور روضۂ مقدسہ (پاک مقبرہ) لبریز
دریا شیخ بایزید بسطامی کا (اُسکا راز پاک کیا جائے) راہ کے اندر نہ تھا سواری کی باگ موڑکر زیارتین فرمائین۔ اور وہان
سے سمنان کی طرف روانہ ہوکر صوفی آباد مین کہ مرقد (خوابگاہ۔ مقبرہ) شیخ علاؤالدولہ سمنانی کا ہے (پاک کیا جائے
راز اُسکا) اُترنا فرمایا اور خواہ سفر مین ہون اور خواہ مقام مین۔ آنحضرت کا پسندیدہ طریق ایسا تھا کہ ہمیشہ خدا پرستون
کی زیارت سے توسل ڈہونڈہتے تھے اور زندہ دلون کے گروہون سے ظاہر و باطن مین توجہ دلی یا مدد چاہتے تھے
اور ہر منزل پر کہ وہ پہنچتے تھے وہان کے بڑے بڑے آدمی اور حاکم خدمتون مین نہایت کوشش بجالاتے تھے
اور اکثر وقتون مین شوق کے خطوط اور بڑے بڑے ہدیے شاہ کی طرف سے آتے تھے۔ جب شاہی لشکر دوسرے کے
اطراف مین پہنچا بادشاہ قزوین سے گرم مقامون کے ارادے پر باہر آئے اور سلطانیہ اور سورلیق کی طرف متوجہ ہوے
حضرت جہانبانی نے دولت اور اقبال کے ساتھ قزوین مین کہ اُسی نزدیکی مین شاہ کا پایۂ تخت ہوا تھا اُترنا فرمایا
وہان بڑے بڑے آدمی اور باشندے استقبال کی بزرگی سے سعادت پذیر ہوئے اور آنحضرت کی فیض کی صفت رکھنے
والی صحبت سے فیض پانے والے ہوئے۔ چند روز تک وہان اُس شہر کے بزرگ مقامون اور مبارک عمارتون کی سیر
کے لئے توقف فرمایا اور خواجہ عبدالغنی کے مکانون مین کہ اُس شہر کا مجسٹریٹ تھا اور شروع مین شاہ وہان رہتے تھے
ٹھیرے رہے اور وہان سے بیرام خان کو شاہ کے پاس بھیجا۔ شاہی لشکر مقصد کے نزدیک تک پہنچا تھا کہ بیرام خان
پیغام پہنچاکر اُسی منزل سے خوشی کے قدم کے ساتھ لوٹ آیا۔ اُسکے بعد سلطانیہ کی طرف توجہ واقع ہوئی۔ شاہی
خیمہ گاہ اُبھر اور سلطانیہ کے درمیان تھی جب شاہی لشکر (ہمایون شاہ کا لشکر) اُس اطراف مین نزدیک پہنچا۔
پہلے بڑے بڑے امیر گروہ گروہ آکر خدمت مین حاضر ہوے اُنکے بعد بہرام میرزا اور سام میرزا شاہ کے بزرگ
بھائیون نے استقبال کیا جمادی الاولی ۹۵۱ھ مین شاہ نے خود استقبال فرمایا اور اعزاز و اکرام کے قاعدون
کو ملحوظ رکھکر اور بزرگی کرنے اور عزت کرنے کے پسندیدہ طریقون کو پیش پہنچاکر ملاقات فرمائی۔ اور عزت کرنے اور
بزرگی کرنے کی شرطین اور بڑائی کرنے اور بزرگی کرنے کے قاعدے ملاقات کے اندر ظہور مین آئے اور ایک ایسے
بلند محل مین کہ دراز مدت تک باریک بین نقاش اُسپر سونے کا ملمع کرتے رہے تھے اور جسکے اندر انہون نے نقاشی
کی صنعت کے نادرات مین اپنی کامل قدرت دکھائی تھی پہلے پہل اُس خاطر فریب نگار خانے کی مجلس آرائی حضرت
جہانبانی ہی کے ساتھ وقوع مین آئی۔ یعنی بادشاہ ایران ایسے محل کے اندر کہ جسکی تعریف مرقوم بالا ہے سب سے
پہلے حضرت جہانبانی ہی کے ساتھ مجلس آرا ہوئے۔ اور بادشاہانہ محفل منعقد ہوئی۔ اور بزرگی کے قانون اور
بزرگ مزاج پرسیون کے لازمون کے موافق ہمدم اور ہم زبان ہوے اور اخلاص و اختصاص کے دروازے
کھولکر گفتگو اور بے تکلفی کے دروازے کھولے۔ اور موقع موقع سے بلند باتین درمیان مین آئین اور مولانا قاسم گونابادی

نے اپنی کتاب مثنوی مین کرشاہ کے احوال مین نظم کی ہے ان دو مقصد دریا دشاہون کی ملاقات کے بارے مین ایسا
کہا ہے۔ **ترجمہ مثنوی کا۔**

دو صاحبقران ایک محفل کے اندر۔ سورج اور چاند کی طرح باہم نزدیک ہونے والے ہین۔ اقبال کی آنکھ
کے لئے دو بینائی کے نور ہین۔ ماہ اور سال کے لئے دو مبارک عیدین ہین۔ دو ستارے کہ جن سے آسمان کے لئے
زینت ہے۔ ایک ہی میدان مین فرقدین (دو ستارون کا نام کہ مقابل یکدیگر ہین) کی طرح جمع ہونے والے ہین+
جہان کی دو آنکھین ہین کہ باہمد گر اکٹھا ہین۔ آپسمین دو ابرو کی طرح تواضع کرنے والی ہین۔ آسمان کے دو مبارک
ستارون کی ایک ہی برج مین جگہہ ہے۔ دو شاندار موتیون کی ایک ہی ڈبے مین جگہہ ہے۔

شاہ نے فرمایا کہ ہندوستان کی فتح کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کو میسّر ہوئی (اُسکی وجہ یہی تھی کہ) جہان
بخشنے والے جہان کے پیدا کرنے والے بزرگ خدا نے تمہاری جہان کی لینے والی تلوار کو ملک فتح کرنے کے گنج خانے کی
کنجی بنایا تھا۔ اور جو ناکامیابی اور کمزوری کہ مملکت داری اور جہانبانی مین اِن دنون پیش آئی ہے بے اخلاص بھائیون
کی بے اتفاقی اور نا مددگاری کی وجہ سے ہے اور تمہارا اسمین کوئی اختیار نہ تھا عالم اسباب مین بھائیون کی موافقت
بہت ہی ضروری بات ہے کہ بستہ کام کشادہ ہوتے ہین۔ اب ہمکو اپنا چھوٹا بھائی خیال کرکے اپنا مددگار اور مدد کرنیوالا
سمجھو۔ کہ ہم اپنی جان سے ممنون ہوکر جو کچھ کہ مدد کرنے کی شرطین اور مدد اور مدد دینے کی ضروری باتین ہونگی آرزو
کے موافق پیش پہنچائینگے۔ اور اگلے حقون کو ملحوظ رکھکر جسقدر کمک کی کہ حاجت ہوگی ہم اُسکا سرانجام کرینگے اور اگر خود
ہمکو جانا پڑے گا ہم کمک کے طور پر جاوینگے اور اور بہت سی حقیقت کی آراستہ کرنے والی باتین کہ بزرگ ذاتی کا زرنگار
نشان ہین فرمائین اور چند روز تک خسروانی جشن رکھا حضرت شاہ ہر روز خود تمام کاروبار کا انتظام کرکے ایک نئی مجلس
آراستہ فرماتے تھے اور ظاہر و باطن کی زینت بڑھانے والے ہوتے تھے۔ اور روز بروز صداقت (راستی۔ دوستی) اور محبت
مین بڑھتے تھے یا ترقی کرتے تھے۔ ایسی مجلس کی آرائش کا بیان کیسے ہو سکتا ہے کہ جسکا آراستہ کرنیوالا ایسا بڑا بادشاہ
بذاتِ خود ہو۔ کہ کسقدر زربفت اور مخمل اور ریشم کے شامیانے استادہ کیئے جاتے تھے اور کسقدر بوٹہ دار بڑے خیمے اور بلند خیمے
کھڑے کیئے جاتے تھے۔ ریشمی کمبل اور قیمتی قالین جہانتک کہ نگاہ کام کرتی تھی اس سرزمین پر بچھاکر عشرت اور نشاط کی
داد دیتے تھے کیا بیان کرے کہ تحفون اور ہدیون کے گذراننے مین کہ ایک ضروری امر ہے کس طریقے کے ساتھ خود
توجہ فرماتے تھے اور عراقی چیدہ گھوڑے مع زینون مُطلّا اور مُرصّع اور عباؤن اور زین پوشون قیمتی کے اور بر دع کے
آراستہ پیراستہ خچرون کے اور نادر صورت اونٹ اور اونٹنیون کے مع قیمتی پوششون کے۔ اور کتنی تلوارین اور ٹیکے
اور جواہر سے جڑاؤ خنجر اور بیش قیمت۔ ریشمی پارچے اور کیش اور چلغادہ کے پوستین اور خناب اور تین اور پوشیدنی جا
زربفت اور مخمل اور تاجہ اور اطلس اور مشجر زرلی اور یزدی اور کاشی کے اور کتنے طشت اور آفتابہ اور شمعدان زر و نقرہ

یاقوتون اور موتیون سے جڑے ہوئے اور کتنے طبق سونے اور چاندی کے اور زینت دار خیمے مع عمدہ فرشون کے
کہ بڑائی اور خوبی مین نادرہ روزگار تھے اور تمام اسباب بادشاہانہ ایک ایک پاک نظر مین گزرنا اور دولت کی رکاب
کے سارے ملازمون کو نقد وجنس سے جُدا جُدا عطا فرمایا اور بادشاہانہ آداب کی رسمین دونون طرف سے پیش
پہنچین۔ حضرت جہانبانی نے بزرگ جشن کے روز مین بیش قیمت ہیرا کہ ملکون اور اقلیمون کا خراج تھا اور دو سو پچاس
لعل بدخشانی تحفہ کے طور پر بادشاہ کے روبرو پیش کیا اور بغیر آمیزش تکلف کے بادشاہی ملک مین حضرت جہانبانی
کے داخل ہونے سے باہر آنے کے وقت تک ہر اسم اور رسم مین کہ سرکار خاصہ اور شاہ کے ساتھ نسبت رکھنے والون
سے خرچ ہوا تھا یعنی بے شک، وشبہ وہ تمام خرچ کہ شاہ کا خواہ جیب خاص شاہی سے اور خواہ اُسکے سردارون کے وسیلے
سے حضرت جہانبانی کے اُس ملک مین داخل ہونے سے نکلنے تک کے وقت تک ہوا تھا اُس سے چوگنے سے
زیادہ (جہانبانی کی طرف سے) بدلا کیا گیا تھا اور وہان سے سُلطانیہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور وہان عیش وعشرت
کے ساتھ خسروانہ محفلین آراستہ کین اور دو مبارک ستارون کے نزدیک ہونے کی مبارک گھڑیون کے وقتون کے
درمیان بعضے فساد برپا کرنے والون کے بہکانے اور بھڑکانے کی وجہ سے ایک قسم کا غبار (رنج وملال) دونون
طرفون کے دلون مین پیدا ہوگیا تھا لیکن اُس تیرگی (رنج وملال) نے درازی نہ کھینچی اور صفائی کے آب شیرین وصاف
سے صاف شفاف ہوگئی۔ حضرت شاہ ہر روز مسرت اور شادمانی کے اسباب تازہ بتازہ ترتیب دیتے تھے اُنھین
مین سے یہ ہے کہ پاک صاف دل کے خوش کرنے اور بہلانے کے لئے حکم دیا کہ قمرغہ کے شکار کا انتظام کرین (قمرغہ
شکار کے لوگ پھیل کر چند منزل سے شکار کو دبا کر حلقہ مین لے آتے ہین) اور دس روز کے رستے سے شاہی لشکر صحرائی
جانورون کو ہانک کر ایک چشمہ تک کہ جسکو سادق بلاق کہتے ہین کہ پہلی منزل ییلاق بیلق کی ہے لے آیا حضرت
جہانبانی اور عالی قدر بادشاہ باہم شکارگاہ کے اندر داخل ہوئے اور گھوڑا دوڑانے اور شکار کھیلنے کے فن کو ایک
نئی روشنی دی۔ اور اُسکے بعد بہرام میرزا اور سام میرزا کو پھر بیرم خان اور حاجی محمد کوکہ اور شاہ قلی سلطان مہردار اور روشن
کوکہ اور آدم بت سے لوگون کو حضرت جہانبانی کے معتبر لوگون سے قمرغہ کے اندر داخل ہونے کی اجازت ہوئی۔ اور
شاہی امیرون سے جیسے عبداللہ خان استجلو شاہ داماد شکوہ شاہ اسمعیل کی دامادی کے ساتھ مخصوص تھا اور الوالقاسم
خلفا اور سیوندک سلطان قورچی باشی افشار اور بدر خان استجلو اور کتنے ایک لوگ بھی حکم کے موافق داخل ہوئے اور تھوڑی
دیر کے بعد عام رخصت دی گئی۔ اور سپاہ و لشکریون سے ہر کوئی شکار کے مارنے اور پکڑنے مین مشغول ہوا۔ اسی درمیان
مین بہرام میرزا سے کہ خلفا سے ایک کینہ رکھتا تھا شکارگاہ کے درمیان دانستہ ایک تیر اُسکے مارا اور اسنے زندگی کا
اسباب باندھا۔ اور میرزا کے خیال سے کسی نے یہ بات بادشاہ سے نہ کہی اور اُسکے بعد دولت کے لشکرونکو اجازت
ہوئی کہ باغ حوض سلیمان کے نزدیک دوسری بار قمرغہ بنائین۔ اور جب اُسکا انتظام کیا گیا اور شکار جمع ہوگیا۔

بزرگون کے طریقے کے موافق شکار کیا۔ اور اسی منزل مین کچھ حصہ بزرگ وقتون کا چوگان بازی اور قبق اندازی۔
(تیراندازی) مین بھی صرف کیا گیا۔ اور اس روز مین کہ بازار تیر اندازی کا گرم تھا۔ بیرام بیگ خانی کے خطاب سے
اور حاجی محمد کو کانی سلطانی کے لقب سے سربلند ہوئے۔ اور اُسکے آخر مین بارہ ہزار سوار کی فہرست کہ شاہ کے اقبالمند
بیٹے شہزادے مراد کی ہمراہی مین کُمک کے طور پر نامزد ہوئے تھے اُن کارخانون کے اسباب کی فہرست کے ساتھ
کہ حضرت جہانبانی کی ہمرکابی مین مقرر ہوئے تھے نظر شاہی سے گزرانی گئی۔ اُن بزرگ لوگون کے نامون کی فہرست
کہ جو اس شاہی کوچ مین مقرر ہوئے تھے اس تفصیل سے ہے۔ میرزا مراد۔ بداغخان قاجار میرزا کا اتالیق۔ شاہ قلی
افشار حاکم کرمان۔ احمد سلطان شاملو ولد محمد خلیفہ سنجا۔ سلطان افشار حاکم فرح۔ یار علی سلطان تکلو۔ سلطان علی افشار
سلطان قلی قورچی باشی رشتہ دار محمد خان حاکم ہرات کا۔ یعقوب میرزا مامون سلطان محمد کا خدابندہ۔ سلطان حسین قلی
شاملو بھائی احمد سلطان حاکم سیستان کا۔ ادہم میرزا بیٹا دیو میرزا کا۔ تہمتن میرزا بیٹا دیو سلطان کا۔ حیدر سلطان شیبانی
اسکے بیٹے علی قلی اور بہادر مقصود میرزا آختہ بیگی بیٹا زین الدین سلطان شاملو کا۔ محمدی میرزا پوتہ یا نواسہ جہان شاہ میرزا
کا کہ مشہور شاہ بزوی بیگ کے نام سے ہے۔ کچل استجلو۔ علی سلطان حلاق بھانجا محمد خان کا۔ ابوالفتح سلطان افشار
حسن سلطان شاملو۔ یادگار سلطان موصلو۔ احمد سلطان الاش اعلی استجلو۔ صافی ولی سلطان
بیٹا صوفیان خلیفہ روملو۔ علی بیگ ذوالفقار کش۔ محمدی بیگ کتاب دار قاجار۔ اور تین سو سلاحدار خاصہ شایستہ سامان
کے ساتھ بھی نامزد ہوئے۔ اور شاہی مجلس کے تمام ہونے کے بعد حکم ہوا۔ کہ آق زیارت مین کہ ییلاق سرلق کی آخری منزل
ہے تیسری بار شکار قمرغہ انتظام دیا گیا۔ اور طرح طرح کی شادمانی اور کامرانی فرماکر دلجوئی کے اسباب بہم پہنچائے اور
میانہ کے دلکشا میدان مین کہ ہوا کی لطافت مین دنیا کے اندر مشہور ہے۔ بلند قدر بادشاہ حضرت جہانبانی کی منزل پر
تشریف لائے۔ اور رخصت کے وقت تھوڑی دور پہنچانے کے لئے پیش قدمی فرماکر بہت اچھے طریقوں اور مبارک
پسندیدہ قاعدون کے ساتھ مبارک گھڑی مین ایک نے دوسرے کو وداع (رخصت) فرمایا حضرت جہانبانی
جنت آشیانی۔ حضرت صاحبقرانی کے روشن طریقے کی پیروی کرنے کے لئے وہان سے دولت اور اقبال کے ساتھ
اردبیل اور تبریز کی طرف متوجہ ہوئے حضرت مریم مکانی کے اقبال کا ڈولا لشکر اور نوکر چاکر اور غلامون اور خادمون
کے ساتھ راہِ راست سے قندہار کی جانب روانہ ہوا اور حاجی محمد خان کو لشکر کا سردار بناکر اُس پاکدامنی کے گنبد مین
بیٹھنے والی کے اقبال کے ڈولے کی خدمت مین چھوڑا اور بارہ ہزار سوار کہ فتحمند رکاب کی ہمراہی کے لئے مقرر کئے
گئے تھے۔ رخصت پاکر اپنے سامان و سرانجام کے لئے روانہ ہوئے کہ جب حضرت جہانبانی کے فتحمند جھنڈے دریائے
ہلمند تک پہنچین بلند قدر شہزادہ مظفر لشکر کے ساتھ خدمت مین حاضر ہو۔ اور حضرت جہانبانی نے پہلے تبریز کے تماشے
کے لئے ارادے کی باگ موڑی۔ اور جب اُس ملک کے نزدیک پہنچے حکّام اور بڑے بڑے آدمی اُس دیار کے

میرزا امیران شاہ نے اُس دریا پر کہ سہند کے دامن سے تبریز کو آتا ہے بنائی ہے استقبال کو آئے اور بساط بوسی کی عزت حاصل کی شہر کے حاکم نے شاہ کے فرمانے کے موافق شہر کی آرائش کرکے آنحضرت کی روشن نظر مین جلوہ دیا اور مہمانی کی ضروری باتین پیش پہنچائین- اور گرگ دوانی (بھیڑیے کو دوڑانا) اور چوگان پیادہ بازی (گیند مارنے کا کھیل ہو کی) کہ تبریز مین معروف و مشہور تھی اور اُس وقت مین شورش کے اندیشے سے اسکی ممانعت ہو گئی تھی بہت پاک دل کے بہت خوش کرنے کے لئے بادشاہ کے حکم کے موافق از سر نو عمل مین لائی گئی- اور آنحضرت نے اُس شہر کی عالیشان عمارتون کا کہ گزشتہ بادشاہون کے قدیمہ آثار سے ہین اور وہان کی سیرگاہون کا تماشا فرمایا- اور از سر نو خاک کے گزرے ہوؤن (دنیا کے مردون) اور آسمان کے خاتمے کے آوارہ ہوئے ہوؤن اور ناپائدار عالم کے گزرے ہوؤن کے آثار اور ہمیقدار جہان کی ٹوٹ پھوٹ یا نامہربانیون کو حقیقتون کے نقش رکھنے والے دل مین لائے اور پیدا کرنے والے (خداے تعالے) کی خوشنودی کے جمع لانے کے لئے پاک زبان پر حقیقت کی ظاہر کرنے والی باتین لائے- اور اگلی بعض بیتون سے وجد کی حالت مین آئے- اور یہ رباعی ذوق شوق کی زیادتی سے بلند آواز سے پڑھی- رباعی کا ترجمہ- افسوس کہ سرمایہ ہاتھ سے جاتا رہا- اور موت کے ہاتھ سے بہت جگرون یا دلون کا خون ہوا- کوئی اُس جہان سے نہین آیا کہ مین اُس سے پوچھتا- کہ جہان کے مسافرون کا احوال کیونکر ہوا- ملا قطب الدین جلنجو بغدادی اس بزرگ شہر مین ملازمت کے شرف سے مشرف ہوا- اور مشہد مقدس تک شاہی رکاب کا ملازم رہا اور نادرہ کار سحر آفرین خواجہ عبد الصمد شیرین قلم بھی اس بزرگ شہر مین ملازمت سے نیکبختی پانے والا ہوا- اور اُس ہوشمندی کی بارگاہ کے قدردان کو بہت پسند آیا لیکن وہ زمانے کی روکنے والی باتون کی وجہ سے ہمراہی نہ اختیار کر سکا اور عجیب نیک شگونون سے ایک وہ ہے کہ جب تبریز مین اُترنا فرمایا- چونکہ بہت پاک توجہ اُصطرلاب اور کُرہ اور اور رصدی آلات مین درجۂ کمال رکھتی تھی بیگ محمد آختہ بیگی کو فرمایا کہ اس شہر مین کہ آثار قدیمہ کا مقام ہے کرہ تلاش کرے وہ نادان چند پہیے مع گھوڑون کے لے آیا آنحضرت نے خوش ہو کر مبارک شگونی کے لئے انکو خرلیا اور تبریز کی سیر سے فارغ ہو کر اردبیل کیطرف توجہ فرما ہوے- جب شاہی لشکر قصبۂ شماسی مین پہنچا سارے شہزادے کہ عالی قدر شاہ کے ساتھ رشتہ واری کی نسبت رکھتے تھے تمام بڑے بڑے آدمیون اور شریفون کے ساتھ آکر خدمت مین حاضر ہوئے اور خدمت کے آداب بجالائے- ایک ہفتہ اردبیل مین تشریف رکھکر وہان سے خلخال کو اور وہان سے طارم کو آئے- اور وہان سے خرزئیل کو پہنچے اور چونکہ وہان کی ہوا اور میوہ نہایت پسندیدہ طبع ہوا خاص کرکے انار بیدانہ تین روز توقف فرمایا اور سبزوار مین اپنے شاہی لشکر سے جا ملے اس منزل مین حضرت مریم مکانی سے ایک پاک بیٹی پیدا ہوئی- اور اپنے کوچ کے شروع سے کہ دولت کی رہنمائی مدد سے متوجہ طرف کابل اور قندہار کے ہوئے تھے جس منزل مین کہ تشریف لاتے تھے وہان کے حاکم اور بڑے بڑے لوگ توجہ فرمانے کے

وملنے کے دستور سے زیادہ پیشکش گزارتے تھے۔اور مہمانیان کرتے تھے۔اور اس منزل مین میر شمس الدین علی سلطان
شایستہ خدمت بجالایا اور مہمانی کے روز مین بازیگرون نے آکر کرتب دکھائے۔اور جب شاہی جھنڈے مشہد مقدس
مین آئے وہان کے حاکم اور بزرگون نے پہلے سے بڑھکر آداب کی نگہداشت مین کوشش کی اور لائقہ خدمتون
سے سعادت حاصل کرنے والے قبول کی نظر کے ہوئے اور انتظار کے لئے جمع ہوئے اور شاہی لشکر کا چندروز
اس شہر مین توقف ہوا۔اور اس اطراف سے سامان رسد کی طلب کے لئے کہ ہرات کو لکھا تھا عبد الفتاح گگیراق
کو بھیجا اور اشارہ کیا گیا یعنی شخص نامبردہ لوٹنے کے وقت مین زندگی کا اسباب باندھنے والا ہوا۔اور اسی
حدود سے مولانا نور الدین محمد ترخان کو شیخ ابو القاسم جرجانی اور مولانا الیاس اردبیلی کے بلانے کے لئے کہ
ظاہری فضیلتون اور باطنی کمالون سے آراستگی رکھتے تھے بھیجا۔اور وہ کابل مین ملازمت کی بزرگی سے مشرف ہوئے
اور ان دو عزیزون کے آنے سے بہت خوش اور کشادہ خاطر ہوئے۔اور کتاب درۃ التاج کا تذکرہ درمیان مین لائے
اور اس مدّت مین کہ مشہد مین تشریف رکھتے تھے۔ہمیشہ وہان کے فصیحون (خوش بیانون) اور دانشمندون کے
ساتھ کہ خدمت مین حاضر ہوتے تھے اور اکسیر الیسی نفع رکھنے والی صحبت سے فیض و برکت حاصل کرتے تھے مشغولی
حاصل ہوتی تھی۔مولانا جمشید معمائی کہ مجمع فضائل تھا باربار بساط بوسی کے شرف کو پہنچا۔ایک روز ملا حیرتی اپنی
اس غزل کو آنحضرت کی اصلاح کی نظر مین لایا۔ ؎ کبھی تو معشوقون کے عشق سے میرا دل اور کبھی میرا کلیجہ
جلتا ہے۔ہر گھڑی عشق مجھکو دوسرے ہی داغ کے ساتھ جلاتا ہے۔پروانہ کی طرح ایک شمع کے ساتھ میرا سروکار
ہے۔کہ اگر آگے جاتا ہون میرا بازو اور پر جل جاتا ہے۔آنحضرت نے کہ خلّاقِ معانی اور معیارِ نکتہ دانی تھے ایک
بہت اچھا تصرف فرمایا کہ۔مین آگے جاتا ہون اگرچہ میرے بازو اور پر جل جاتے ہین۔مولانا آنحضرت کی
اصلاح کی اکسیر سے سجدۂ اخلاص بجالایا اور مشہد سے کاروانسرائے طرق تک اور وہان سے قلعۂ گاہ کی راہ سے
سیستان مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور اس حدود مین شاہزادے اور شاہی امیر شاہی لشکر سے ملے۔اور وہان
سے گرم سیر کی طرف اقبال کے اُترنے کا رُخ ہوا (وہان سے گرم سیر کی طرف روانہ ہوئے) میر عبد الحی گرم سیری
نے قلعۂ لکی سے باہر آکر ترکش (تیردان) گردن مین ڈالکر کورنش (بندگی۔جھک کر سلام کرنا) کی سعادت اور
اگلی شرمساری اور تقصیر کی خطا کا عذر کہ جانے کے وقت مین ملازمت کی دولت سے محروم رہا تھا عرض مین پہنچایا۔
اور چونکہ خطا پوشی اور عطا پاشی آنحضرت کی بزرگ عادت تھی۔اُسکی معذرتین رضامندی کے کان مین مقبول
ہوئین۔اور میر عنایتون کے ساتھ شامل کیا گیا ہوا جب بات یہانتک کھینچی یا پہنچی اب ضرور ہے یا چاہئے کہ ایک
مختصر سا احوال اُن سردارون کا کہ اس سفر مین دولت کی رکاب کے ملازم تھے لکھا جاوے۔وفادار حقیقت
گزارون کے حلقہ کا سردار کہ ہمیشہ حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی دولت کی رکاب کا ملازم تھا بیرام خان ہے

دوسرا خواجہ معظم ہے کہ حضرت مریم مکانی کے ساتھ نسبت برادرانہ رکھتا تھا۔ آغازِ حال ہے (اپنی کارگزاری کے شروع سے) دماغ کی شورش (فساد) اور مزاج کی گرمی سے خالی نہ تھا رفتہ رفتہ اُسکا خونریز ہونا اور بیباک ہونا حد سے گزر گیا اور اُسکے کام کا انجام اُسکے مناسب موقع پر لکھا جائیگا۔ پھر۔ عاقل سلطان ازبک پسر عادل سلطان ہے کہ مان کی طرف سے سلطان حسین میرزا کے نواسون سے ہے۔ اگرچہ حال کے آغاز مین خدمت کے وظیفون مین مشغولی رکھتا تھا لیکن آخر مین بے نصیبی کے ساتھ موسوم ہوا۔ پھر حاجی محمد کوکی ہے۔ وہ کوکی کا بھائی ہے۔ کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے بڑے امیرون سے تھا اور حاجی محمد مردانگی مین یکتا تھا شاہ نے بار بار فرمایا کہ بادشاہون کے لئے اسطرح کا خدمتگار درکار ہے۔ تیراندازی کے روز مین اُسنے تیر چلایا اور شاہ سے انعام پایا۔ پھر روشن کوکہ ہے کہ حضرت جہانبانی کا کوکلتاش (دایہ کا بیٹا) تھا۔ اور اس راہ مین جواہر اُسکو سونپے تھے۔ اُسنے اس امانت مین خیانت کا جوہر ظاہر کیا۔ اسلئے چند روز قید مین رہا۔ اور معافی کے وسیلے خلاصی پائی۔ پھر حسن بیگ ہے محرم کوکہ کا بھائی۔ وہ باوجود اسکے کہ میرزا کامران کا کوکلتاش تھا لیکن حضرت جہانبانی کی ملازمت مین ہمیشہ رہتا تھا کریم طبع اور خوش خلق اور رازدار تھا۔ جوسہ کے ناؤ پر چڑھکر اُترنے کے وقت رحمت کے دریا مین ڈوب گیا۔ پھر خواجہ مقصود ہروی ہے۔ وہ ایک مرد پاک طینت پاکیزہ روزگار تھا۔ امانت۔ دیانت۔ صدق اور پاکیزگی کے ساتھ موصوف تھا۔ اور حضرت مریم مکانی کے پاکیزہ صفت رکھنے والے ملازمون سے تھا۔ ہمیشہ آنحضرت کے ڈولے کے اردگرد رہتا تھا۔ اور اُسکے دو سعادتمند فرزند رہے کہ میرے حضرت شہنشاہ کے ساتھ کوکلتاش ہونے کی نسبت رکھتے ہین (اکبر شاہ کی دایہ کے بیٹے ہین) ایک سیف خان اور اُسنے گجرات کی فتح کے سال مین رکاب اقدس مین شہادت کا خوش ذائقہ شربت چکھا۔ دوسرا زین خان کوکہ بسبب زیادتی ارادت اور اخلاص کے اور زیادتی عقل اور دانائی کے اور بلندی سمجھ اور قوت دریافت کے۔ اور زیادتی دانشمندی اور مردانگی کے میرے حضرت شاہنشاہ کی مہربانی کی نظر کے منظورون سے ہے اور بڑے بڑے امیرون مین شامل ہے۔ پھر خواجہ غازی تبریزی ہے کہ علم حساب کی باریکیون اور علم حساب کی حقیقتون سے پوری پوری واقفیت رکھتا تھا اور قصص اور تواریخ سے باخبر تھا جب شاہی لشکر نے لاہور سے سندھ کی طرف لوٹنا پایا میرزا کامران سے جدا ہوکر خدمت مین چلا آیا اور مُشرف دیوان کا منصب پایا۔ اور اُسکے بعد مدتون عالم پناہ درگاہ سے محروم رہا اور آخر عمر مین کہ اُسکی قوتون اور حواس مین خلل آگیا تھا میرے حضرت شاہنشاہ کے بلند آستانے کے چومنے سے نیکبختی حاصل کرنے والا ہوا۔ پھر خواجہ امین الدین محمود ہروی ہے کہ فن سیاق (حساب) مین حساب کی قلمرو (ولایت) کے آگے بڑھنے والے سوارون سے تھا۔ اور خط شکستہ نہایت دُرست لکھتا تھا اور مون کی لغایت اور محاسبات کی دریافت مین موشگافی کرتا تھا۔ حضرت جہانبانی نے اُسکو کچھ وقت تک بخشی بنایا تھا اور آنحضرت کے ابد پیوند سلطنت کے زمانے مین بڑے بڑے مرتبون کو پہنچا۔ اور خواجہ جہان کے خطاب سے سربلند ہوا دوسرا بابا دوست بخشی ہے وہ بھی علم سیاق مین ممتاز اور حسن کفایت مین موصوف تھا اور ہمیشہ مہمات دیوانی کے استعمال مین طرح طرح کی

کاروائی ظہور مین لاتا تھا پھر درویش مقصود بنگالی ہے وہ ہرات کی زیارت گاہ سے ہے ایک خوش سادہ دل درست جوہر تھا - اُسکو بنگالہ مین ہمراہ جہانگیر قلی بیگ کے چھوڑا تھا - اور اُن سب آدمیون مین سے صرف یہی تنہا سلامت کے ساتھ نکلکر ملازمت کی سعادت حاصل کی - حضرت جہانبانی جنت آشیانی اُسکے ساتھ خاص عنایت رکھتے تھے اور اُسکے بعد میرے شہنشاہ کی توجہ کی زیادتی سے امتیاز پایا - اور ایک دراز عمر تک دعاگویون کے طبقے مین بیٹھا رہا - پھر حسن علی ایشک آقا ہے - شجاعت اور دلیری و تیزی مین امتیاز رکھتا تھا اور اُسنے پسندیدہ خدمتین کی تھین - اس سبب سے کہ یعقوب نامی کوکہ حضرت جہانبانی کے مقبولون سے تھا ایک نامناسب کلمہ اُسکی زبان سے گھڑکر بعضے بے باک قزلباشون نے اُس جوان کو (یعقوب کو) تبریز کے نزدیک ویران مقامات مین گھات لگاکر پوشیدہ طور پر ہلاک کرڈالا - اور چونکہ اُسکے اور حسن علی کے درمیان کچھ رنجش تھی ایسا مشہور ہوا کہ شاید اُسکی کوشش سے یہ بُرا عمل وقوع مین آیا ہوگا - وہ ہمراہ شاہی لشکر کے نہ رہ سکا عراق مین رہگیا - اور جب کابل سلطنت کے تخت کے ٹھیرنے کا مقام ہوا - آستانہ بوسی سے مراد پانے والا ہوا - پھر علی دوست باربیگی ہے بیٹا حسن علی مذکور کا پیچھے سے آکر پاک مشہد مین ہمراہ ہوا - اوّل سے آخر تک ہرات کے اندر خدمتگاری اور جان سپاری مین اہتمام رکھتا تھا - اور پھر ابراہیم ایشک آغا ہے وہ درگاہ کے فدائیون سے تھا پھر شیخ یوسف جولی ہے - کہ اپنے آپکو شیخ احمد یسوی کی اولاد سے بتاتا تھا ایک مرد آزاد پسندیدہ اخلاق تھا - پھر شیخ بہلول کہ اپنے آپکو ترک شیخون کی نسل سے کہتا تھا - شایستہ خدمتگار تھا - پھر مولانا نورالدین کہ ہندسہ اور ہیأت اور اصطرلاب سے باخبر تھا - قاضی برہان خافی کی ہمراہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی بساط بوسی کے شرف سے نیکبختی پانے والا ہوا - اور حضرت جہانبانی کی مجلس کے بیٹھنے والے لوگون سے تھا - اور میرے حضرت شہنشاہ نے اُسکو ترخان کے خطاب سے سربلند کیا تھا - پھر محمد قاسم موجی ہے بدخشان کے اندر حضرت جہانبانی جنت آشیانی کی خدمت مین قیام کرتا تھا رشتہ دار میر محمد جالہ بان کا تھا بدخشان مین خدمت جالہ بانی (دریا سے پار اُترنے کے سامان کی آمادگی کرنا - گھرنائی وغیرہ کا داروغہ) رکھتا تھا - اور ہندوستان مین میرے حضرت شہنشاہ کے دائمی جڑے زمانے مین میر بحر ہوا - اور دریاے جمنا کے کنارے ایک دلکشا منزل رکھتا تھا اور وہین عمر کی کشتی نیستی کے کنارے تک پہنچائی - پھر حیدر محمد آختہ بیگی ہے - اس درگاہ کے قدیم خدمتگارون سے تھا پھر سید محمد بکینہ ہے جوان مردون کی طرح صاحب قبضہ تھا - اور ہرات مین اُسنے نشانہ پر تیر مارا تھا - پھر سید محمد قانی ہروی ہے بکر مین چندروز اُسکو میر عدل بنایا تھا شاہی مجلس کے بیٹھنے والون سے تھا - پھر حافظ سلطان محمد رخنہ ہے بکر مین آکر فقر کے لباس مین ملازمت کی دلنشین بیتین پڑہتا تھا - رفتہ رفتہ خاصان شاہی مین داخل ہوگیا تھا - اور میرے حضرت شہنشاہ کی دائمی جڑی سلطنت کے زمانے مین اعتبار پایا اور سرہند مین ایک ایسا دلپسند باغ بنایا کہ ذکر کرنیکے

قابل ہے پھر بزاپا بلوچ کہ اُسکا باپ خراسان مین ہزارہ بلوچ تھا۔ پھر اُسکا بیٹا میرین اور یہ دونون بھائی بلند خدمت اختیار کرنے والون سے تھے۔ پھر خواجہ عنبر ناظر کہ خواجہ سرا ہے مقرب حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا تھا۔ اور حضرت شہنشاہی سے خطاب اعتبار خان پایا۔ حضرت مریم مکانی کے اقبال کے ڈولے کے پردہ دارون سے رہتا۔ پھر جاوید توشکچی ہے کہ غلامون کی لڑی مین تھا۔ اور سید ہونے کا دعوی کرتا تھا اور میرے حضرت شہنشاہ کے زمانے مین بہار خان خطاب پاکر بلند خدمت سے ممتاز تھا۔ اور خدمتگار بندون اور وفادار غلامون سے مہتر خان خزینہ دار اور مہتر حاجی توشکچی اور ملا ہلال کتابدار اور مہتر تیمور شربتچی (داروغہ آبدارخانہ) اور مہتر جوہر آفتابچی (لوٹہ بردار) اور مہتر وکیل خزانچی اور مہتر دوست اور مہتر سنبل میر آتش (داروغہ توپخانہ) تھے۔ سلطان محمد قسراول بیگی تھا اور عبدالوہاب صاحب طباق (داروغہ خوردخانہ) پھر بابائی بہادر پھر تولک یا آتش نویس (محررہ بیرہ) کیا ہی سعادتمند قوی طالع وہ لوگ ہین کہ درست ارادے اور قدم کی پایداری کی بدولت حقیقت کا حق بجالاتے ہین اور امتحان کے راستون اور خدا کی آزمایش کے مقامون مین اپنے ولی نعمت کی خدمت کو انجام دیتے ہین۔ ترجمہ شعر کا۔ مین نہین جانتا ہون کہ ہمراہی کیون اُلٹے پھرے جاتے ہین۔ جبکہ حال یہ ہے کہ مرد خدمت کے سبب سے بڑے درجے کو پہنچتے ہین۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا ایران سے واپس پھرنا اور میرے حضرت شہنشاہ کا قندہار سے کابل مین آنا

جب حضرت جہانبانی کی سایہ گستری کا آوازہ جاہ و جلال کے ملکون اور دولت و اقبال کے مقامون پر گونجا اور کابل اور قندہار اور اُسکی حدود و اطراف مین شاہی لشکر کی شہرت پھیلی اس فتحمندی کی نرم ہواؤن کے چلنے سے امیدوارون کی امید کے درخت کے غنچے شگفتہ ہونے لگے اور بیقرارون کی قرار کی نہر سے گیا ہوا پانی پھر آنا شروع ہوا۔ ترجمہ شعر کا۔ ازل کے فیض پہنچانے والے نے (خدا تعالے نے) اپنے بے اندازہ فیض سے۔ اُسکی آمد کا شہرہ آوازہ ڈالا۔ نا اُمیدون کے امید کی کھیتی ترو تازہ ہوئی۔ نامرادون کی مراد کا باغ تازہ ہوا۔ میرزا کامران کا امر بلند کروفر سے حال دوسری طرح کا ہوا۔ اس وقت مین کہ آگاہی اور ندامت کا زمانہ گزر چکا تھا شروع ہی سے بدمعاملگی اختیار کی یعنی بُری راہون مین چلا۔ اور بُرے بُرے خیالات اپنے دلمین لایا۔ پہلے تو خضر خان کے بھائی ہزارہ اور قربان قراول بیگی کو کابل سے بھیجا کہ اُس خدا کے پرورش کئے ہوئے نور کو یعنی حضرت شہنشاہی کو قندھار سے کابل مین لائین بھیجے ہوئے لوگ جب قندھار مین پہنچے۔ میرزا عسکری نے آنحضرت کے بھیجنے کے بارہ مین اپنے نزدیکیون کے ساتھ مشورہ کیا جو لوگ کہ درست عقل رکھتے تھے۔ اُنھون نے کہا کہ اُنکا بھیجنا لائق نہین ہے مناسب وہ ہے کہ جب حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا بلند لشکر نزدیک پہنچے اُس دولت کے نئے پودے کو عزت اور احترام کے ساتھ اُنکے پاس بھیجنا چاہیے۔ اور اس سعادت و اقبال کے چمن کے گلدستہ کے اچھے وسیلے سے اپنی خطاؤن سے معافی چاہنا چاہیے۔ اور بعضے دوسرون نے کہا کہ دولت کے لائق وہ ہے کہ میرزا کامران

کے آگے بھیجدین اور میرزا کے دل کو ہاتھ سے نہ دین۔ اسلیئے وہ باتین کہ جو نتیجے ظہور مین آئی ہین۔ وہ موقع نہین رہا ہے حضرت جہانبانی کو کسی وسیلے سے پاسکو یا حضرت جہانبانی سے کسی وسیلے سے مل سکو۔ آخر میرزا نے صواب نما رائے پر عمل نہ کرکے حضرت شاہنشاہی کو نہایت جاڑے اور برف و بارش کے اندر کابُل کی طرف روانہ کیا آنحضرت کی پاک ہمشیرہ بخشی بانو بیگم اور شمس الدین محمد غزنوی کہ آتگہ خانی کے خطاب سے سربلند تھا اور ماہم آنگہ والدہ میرزا عزیز کوکلتاش اور اَور بہت سے لوگ ملازمون اور خدمتگارون سے بہت بزرگ خدمت مین تھے۔ اور اس لیئے کہ کوئی نہ پہچانے۔ اِس سعادت انجام سفر مین اُس نور پرور ایزدی (خدا کے پرورش کیئے ہوئے نور مراد اکبر شاہ) کو میر کہتے تھے اور ہمشیرہ شریفہ کو بیجہ کہتے تھے جب قلات مین پہنچے رات کے وقت ہزارہ کے گھر مین اُترے بزرگی کی شوکت اور دولتمندی کی عظمت کے سبب سے کہ آنحضرت کے اقبال کی پیشانی سے آشکارا تھی لوگون نے دیکھتے ہی آنحضرت کو پہچان لیا اور اُس رات کی صبح کو صاحب خانہ کی زبان پر جاری ہوا کہ شاہزادے کو بھی یہان اُتارا تھا یا شاہزادے بھی یہان لائے گئے یا اُتارے گئے تھے۔ جب خضر خان کے بھائی نے اس بات کو صاحب خانہ سے کہا اُسی دم وہان سے روانہ ہوا اور جلدی کے ساتھ غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور دولت کی رکاب کے ملازم ساعت بساعت اور لحظہ بہ لحظہ بزرگی کی علامتین کم سنی کے آغاز مین مشاہدہ فرماتے تھے۔ اور عجیب عجیب حالتین آنحضرت کے بزرگ احوال سے دریافت کرکے خدا کی قدرت کے اندر حیران تھے۔ اُن من سے ایک یہ ہے کہ جب غزنین سے کوچ کیا جس منزل مین کہ اُترے تھے اُس گھر مین چراغ گُل ہو گیا۔ اور گھر اندھیرا ہو گیا آنحضرت کہ اُنکی پیدائش کا جوہر نور کے ساتھ ملاپ رکھتا ہے۔ تاریکی کی وحشت سے رونے لگے ہرچند انگاؤن اور دائیون نے قسم قسم کی مہربانی سے چاہا کہ آنحضرت کے دل کو ہاتھ مین لادین۔ فائدہ نہوا۔ جُون ہی کہ چراغ لائے۔ نور کے دیکھنے سے آنحضرت کے پاک دل کو آرام حاصل ہوا۔ اور طرح طرح کی شگفتگی احوال کے رخسارون اور اطوار کے صفحون سے چمکنے لگی اور یہ ایک بلند دلیل نور کے بڑھانے اور اندھیرے کے مٹانے پر ہے خواہ ظاہری ہو اور خواہ باطنی۔ اور جب حضرت شہنشاہی نے قندہار سے کابل مین بزرگی کا اُترنا فرمایا میرزا کامران نے اُس اقبال کے باغ کے نئے پودے کو حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی پاکی کے گنبد مین بیٹھنے والی بہن خانزادہ بیگم کے گھر مین اُتارا دوسرے روز شہرآرا باغ مین شاہی مجلس آراستہ کرکے آنحضرت کو وہان دیکھا۔

حضرت شہنشاہی کا ابراہیم میرزا کے ساتھ کُشتی لڑنے مین غلبہ کرنا اور بخت کی مددگاری سے اقبال کا نقارہ بجانا

جب میرزا کامران نے اس اقبال کے باغ کے راست سرو کو باغ شہرآرا مین دیکھا آنحضرت کی نورانی پیشانی

کے دیکھنے سے کہ ہمیشہ کی سعادت اور دولت کی شوکت اُس سے چمکی تھی اپنی سعادت کی ناموافقت کی وجہ سے جل گیا یا رنجیدہ خاطر ہوا اور چونکہ جہان کا آراستہ کرنے والا خدا۔ دولت کے دوستدارون کے دل کی خوشی چاہتا تھا اور میرزا کے ظاہر اور باطن کی برہمزدگی اور خاطر شکستگی کے اسباب سرانجام دیتا تھا جو چیز کہ اُسکو میرزا نے اپنی خوشحالی کا سرمایہ خیال کیا تھا اُسکے ملال کے سببون سے ہوئی۔ چنانچہ اس روز مین کہ میرزا نے جشن کیا تھا اور اپنے فخر کے لئے حضرت شہنشاہی کو طلب کیا تھا۔ اتفاق سے وہان ایک مُنَقَّش نقارہ اُسکے فرزند ابراہیم میرزا کے لئے شب برات کی تقریب مین دستور کے موافق ترتیب دے کر لایا گیا تھا۔ حضرت شاہنشاہی نے اُس مناسبت سے کہ جہانگیری اور کشور کشائی کی دولت کا نقارہ اُنکے نامی نام پر بجنے والا تھا اور مُلک پروری اور عالم آرائی کی نوبت اُنکے دولت خانہ کے کوٹھے پر بلند آوازہ ہونے والی تھی اُسکی طرف میل (توجہ) فرمایا حق ناشناس میرزا نے دیناانہ چاہا اور اس خیال سے کہ میرزا ابراہیم آنحضرت سے عمر مین زیادہ بڑا ہے اور ظاہری قوت مین بھی زیادہ ہے نقارے کے لینے کو اسپر رکھا زور آزمائی اور کشتی لڑنے مین جو غالب آئے۔ نقارہ پائے۔ آنحضرت کہ خدا کی مدد پائے ہوئے اور خدا کی قوت دیکھے ہوئے تھے میرزا کامران کی شوکت کو نظر مین نہ لاسے اور ابراہیم میرزا کی بڑی عمر کا خیال نہ کرکے اس شرط کے سُنتے سے کہ میرزا نے اُسکو اپنی خوشی کا ذریعہ بنایا تھا خوشحال ہو کر میرزا کے غم کے بڑھانے کا باعث ہوئے اور قدرت کے بازو سے کہ آسمانی قوت سے قوت یافتہ تھا کم سنی کے باوجود کہ اسطرح کی باتین اُس حالت مین بہت عجیب معلوم ہوتی ہین خدا کے دل مین ڈالنے اور پروردگار کے سکھلانے کے موافق بے دھڑک دامن کھونس کر اور آستین ملکر (خم ٹھونک کر یا آستین چڑھا کر) شیر مردون کی طرح قدم آگے رکھا اور داؤن پیچ جاننے والون اور ماہر کشتی لڑنے والون کے قاعدے کے موافق گرفت وگیر (پکڑنے) مین آکر ابراہیم میرزا کی کمر کی انتہا مین ہاتھ مارا اور ایسا اُٹھا کر زمین پر دے مارا کہ مجلس کے لوگ چلا اُٹھے اور نزدیک اور دور سے شاباش کا نعرہ بلند ہوا یہ پہلا فتح اور فتحمندی کا نقارہ میرے حضرت شہنشاہ سایۂ خدا کا تھا۔ کہ زمین کی بلندی کی سطح پر سبز آسمان کے گنبد کے نیچے بجایا گیا میرزا کامران جسنے اس لڑائی اور کشتی کو حضرت جہانبانی کے ساتھ اپنی لڑائی کے انجام کے ازمانے کے لئے اپنے دلمین قرار دیا تھا اس صورت کے دیکھنے سے بُرا شگون لیکر چپ ہی تو رہگیا اور حضرت شہنشاہی کے نزدیک اور خیرخواہ بہت ہی خوش ہوئے اور مبارک شگون نکالے یا لئے۔ اور آنحضرت نے اقبال کے بازو کے زور سے نقارہ کو لیکر بجایا یہ ڈنکا سدا دولت کے دوستدارون کی شادمانی کا باعث ہوئی۔ اور میرزا چونکہ شرمندہ ہو گیا تھا اور اُسکے شگون کا پانسہ مراد کے برخلاف ظاہر ہوا تھا اُس اقبال کے قبلہ کی نسبت نالائق فکرین اور بُرے بُرے خیال دل مین لانے والا ہوا اُن مین سے ایک وہ ہے کہ ابھی آنحضرت کے دُودھ چھڑانیکا

وقت نہ آیا تھا اُسنے حکم دیا کہ دُودہ نہ دیوین - اس سے بے خبر کہ جو بچہ کہ خدا کی عنایت کی دودہ پلائی کا دودہ پیتا ہے اور آسمانی تربیت کی دایہ سے مقصد پانے والا ہے اُسکو اس عمل سے کیا نقصان پہنچے گا اور حافظ حقیقی کی نگہبانی پائے ہوئے کو ان بیہودہ فکرون سے کیا خطر پیش آئیگا -

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا گرم سیر کی طرف پہنچنا اور قلعہ بیس کی فتح

خبرون کے انتظار کرنے والون اور واقعات کے نظر کرنے والون پر کہ ہوشیاری کی آنکھ کھولے ہوئے اور عبرت کا سُرمہ لگائے ہوئے ہین پوشیدہ نہ رہے - کہ جب حضرت جہانبانی کے بلند جھنڈے - اور ایران کی کمک گرم سیر تک پہنچے - علی سلطان تکلو کو اور بہت سے بہادر لوگون کے ساتھ قلعہ بیس کے تابع کرنے کے لیے کہ ولایت گرم سیر کے اندر داخل اور قندھار کے ساتھ متعلق ہے مقرر فرمایا - تیمور جلائر کے باپ شاہم جلائر اور میر خلیج نے کہ اُن حدود مین میرزا کامران کی جانب سے جاگیر دار تھے قلعہ کو مضبوطی دی - اور بادشاہی فوج نے جاکر قلعہ کا محاصرہ کیا لڑائی کے درمیان ایک بندوق کی گولی قلعہ کے اوپر سے علی سلطان کے آکر لگی اور اُسنے بدن (جان سے) خالی کر دیا - اُسکے سپاہیون نے اُسکے بارہ برس کے بیٹے کو باپ کی جگہ سردار بنایا اور خدمت کے لازمون مین پچھلے سے زیادہ اہتمام کیا اور اُنھون نے علی سلطان کے مرنے اور باپ کی جگہ بیٹے کے سردار بنانے کی حقیقت ایران کے حاکم کو لکھکر بھیجی - اور کچھ مُدت کے بعد اُس بات کے جاری کرنے کا کہ قرار پائی تھی فرمان پُہنچا یعنی کچھ مدت کے بعد ایران سے منظوری کا فرمان آگیا - اور رفتہ رفتہ جب قلعہ کے لوگون پر کام تنگ ہوا اور کسی جگہہ سے مدد نہ پہنچی قلعہ نشین لوگ الامان کی فریاد بر لائے اور عاجزی اور گڑگڑا کے قلعہ کا دروازہ کھولا - اور بادشاہی مہربانیون کے تقاضے کے موافق انھون نے امان پاکر قلعہ کو حوالہ کر دیا - اور جب قلعہ زبردست اور غالب سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آیا حضرت جہانبانی نے خود دولت اور اقبال کے ساتھ قلعۂ مذکور کے اطراف مین بزرگی کا اُترنا فرمایا - اور شاہم علی اور میر خلیج گردن مین ترکش ڈالکر زمین بوسی کی بزرگی کو پہنچے اور آنحضرت نے ذاتی مہربانی کے موافق اُنکی خطائین معاف کرکے درگاہ کے ملازمون کی لڑی مین داخل کیا - اور اس منزل مین یہ بات مشہور ہوئی کہ میرزا عسکری اپنا خزانہ لیکر چاہتا ہے کہ کابل کی طرف بھاگ جاوے بہت سے قزلباش اور درگاہ کے ملازم اصرار کرکے اُسکے قصد پر رخصت چاہنے والے ہوئے ہر چند حضرت جہانبانی کو اس خبر کا جھوٹ ہونا

اور میرزا عسکری کے ارادے کی پختگی قندہار کی قلعہ داری پر درست سخن خبر رسانون کے وسیلے سے یقین ہو چکی تھی
اور یہ بھی تھا کہ ذاتی مہربانی کی وجہ سے اس خبر کے سچے ہونے کی صورت مین بھی نہین چاہتے تھے کہ لوگون کو اُسکے
پیچھے پر رخصت فرمائین لیکن ان لوگون نے بے جلوی کرکے (بادشاہی جلو مین چلنا چھوڑکر) ایک طرح کی رخصت حاصل
کی اور چلنے مین سبقت کی جب نہایت جلدی کی وجہ سے بے ترتیب و سامان قندہار کے اطراف مین پہنچے۔ میرزا
کے جانے کی خبر جھوٹ ظاہر ہوئی۔ اور بہت سے لوگ نکلکر لڑنے لڑے اور ضرب زنون (بارود کا آلۂ جنگ) کو اور توپون
کو اُوپر سے چھوڑنے لگے۔ بہت سے لوگ قزلباشیہ وغیرہ سے نیستی کی ہوا مین اُڑ گئے۔ اور ایک گروہ زخمی ہو کر واپس
پھرا۔ خواجہ معظم اور حیدر سلطان اور حاجی محمد بابا قشقہ اور حیدر سلطان کے بیٹے علی قلی اور شاہ قلی نارنجی اور بہت سے
بہادر چغتائیون اور دلاور قزلباشون نے دلاوری اور مردانگی کی داد دی اور غنیم کو ہٹاکر قلعہ کے اندر پہنچا دیا ہر چند
جمیل بیگ نے کہ میرزا عسکری کے معتمدون سے تھا آدمی بھیجا کہ میرزا عسکری خود اُترے کہ لشکر کم رہگیا ہے ان آدمیون
کو اگر ہمنے ہٹا دیا یا بھگا دیا تو پھر ہمارے لئے کام آسان ہو جائیگا میرزا نے کان اُسکی بات پر نہ دہرکر کھلا بھیجا کہ وہ
لوگ ہمارے لشکر کی تعداد اور حقیقت جانتے ہین۔ آنے والی فوج صرف اسی جماعت پر منحصر نہین ہو گی یعنی نہ سمجھو
کہ صرف یہی لوگ ہین جو مقابلہ کو آئے ہین بلکہ اُنکی کمکی فوج گھات کی جگہون مین اس خیال سے پوشیدہ ہو گی کہ ہمارا
کام تمام کرے ہم دہوکا نہین کھائین گے۔ اور قلعہ کو مضبوط کرکے لڑائی مرزا کامران کے آنے تک موقوف رکھین گے
چونکہ خدا کی مہربانی فتحمند لشکر کی مددگار اور مدد کرنے والی تھی میرزا کامران کے آنے نے صورت نہ باندھی اور ایسی ایک
بڑی فتح کہ بے اندازہ فتوحات کا پیش خیمہ ہو سکتی تھی حاصل ہوئی۔ اور اُس روز مین قلعہ کے لوگون سے بابا
سہرندی کہ میرزا کامران کے بہادر لوگون سے تھا مارڈالا گیا۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا قندھار تک پہنچنا اور محاصرہ کرنا اور فتح کرنا

جبکہ شاہی لشکر کے وفادار بہادرون کو ایسی بڑی فتح نے صورت دکھائی حضرت جہانبانی جنت آشیانی
خدا کا شکر بیش بہا کر اس خوشی کے ساتھ نسبت رکھنے والے واقعہ کے پانچ روز کے بعد شنبہ کے روز ساتوین محرم
۹۵۲ھ کو مبارک گھڑی مین کہ بہتر دیکھنے والی نگاہون کی برگزیدہ ساعت تھی سعادت اور دولت کے ساتھ اقبال
کے لشکرون اور فتحمندی کی فوجون کو لیکر قندھار کے قلعے کے اطراف مین پہنچے۔ اور دروازہ ماشورہ کے پہلو مین
بزرگی کا اُترنا فرمایا اور قندھار کے قاضی شمس الدین علی کے باغ مین اُترے۔ اور مورچے تقسیم ہوئے۔ اور

کوشش کرنے والے لوگ جابجا مقرر ہوئے۔ اور ہر روز دونون طرف سے لڑنے والے جوان نکلکر لڑائیان کرتے
تھے یک حیدر سلطان اور اُسکے دونون بیٹے علی قلی خان اور بہادر خان اور خواجہ معظم خواجہ خضر (نام مقام) کے
آگے سے مخالف کو رگیدتے ہوئے مزارات تک کہ شہر اور کوچہ بند کے نزدیک تھے لے گئے اور بڑی جوانمردی
اور بہادری دیکھائی۔ حیدر سلطان سب سے آگے حملہ آور ہوا تھا اور عجیب باتون سے یہ ہے کہ بابا دوست لیسارل
(نقیب۔ چوبدار) بہت سے لوگون کے ساتھ مزارات مین کھڑا تیر اندازی کرتا تھا حیدر سلطان نے نیزہ سے اُسکا
کام تمام کرنا چاہا۔ ہاتھ اُٹھاتا تھا اور بغل مین تیر کا آلگتا تھا۔ اسمعیل سلطان جامی جسکو میرزا کامران نے کمک کے لئے
بھیجا تھا۔ برج افچہ مین کہ مقابل مقبرون کے ہے میرزا عسکری کے نزدیک تھا اور لڑائی کا تماشا کر رہا تھا اُسقدر
مسافت کے باوجود کہ چہرہ کا پہچاننا ممکن نہ تھا۔ اُسنے عرض کیا کہ یہ مرد کہ جسکے ہاتھ سے نیزہ گرا ہے عجب نہین
کہ حیدر سلطان ہو۔ اسلئے کہ اس سے پہلے مین عبید اللہ خان کے ساتھ شہر طوس کی طرف گیا تھا اور مین اور حیدر سلطان
ایک حملہ مین ہمراہ تھے اور یہ دونون میری انگلیان وہین گم ہوئی ہین۔ اُسکے حملہ کرنے کے ڈھنگ سے مین قیاس
کرتا ہون کہ وہی ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد کہ وہ نیزہ لایا گیا اُسکا نام لکھا تھا انھون نے پڑھکر اُسکے قیاس پر آفرین
کی۔ اور یہ بات مشہور ہوگئی۔ اس مردون کی آزمانے والی لڑائی مین بہت لوگ زخمی ہوئے۔ اور خواجہ معظم
نے سب سے زیادہ زخم کھایا۔ اور خیر کے ساتھ لوٹ گیا۔ اور اسی وقت مین یہ خبر پہنچی کہ میرزا کامران کا کوکہ رفیع نام
زمین داور کی طرف ایک پہاڑ کے پیچھے کہ کنارے دریاے ارغنداب کے واقع ہے بہت سے ہزارہ اور نکدری لوگون
کو لیکر بیٹھا ہوا ہے یا ٹھیرا ہوا ہے بیرام خان اور محمدی میرزا اور حیدر سلطان اور مقصود میرزا آختہ بیگی بیٹا زین الدین
سلطان شاملو اور اور بہت سے لوگ اُنکے مقابلے کے لئے مقرر ہوئے کچھ یون ہی سی لڑائی ہوئی اور مبارک اقبال
کی بدولت رفیع کوکہ گرفتار ہوگیا۔ اور بہت کچھ سامان اور لڑائی کے ہتھیار اور مویشی اور پیادے سلطنت کے سردارون
کے ہاتھ آئے۔ اور کسی قدر تنگی کہ فتحمند لشکر مین ہوئی تھی آسانی (فراخی) کے ساتھ بدل گئی۔ اور شاہی لشکر گاہ مین
آسودگی ظاہر ہوئی۔ اور اسی طرح ہمیشہ وفادار دلاور باہم جنگ کرنے کے مقصدور ہوتے تھے چونکہ میرزا عسکری نے
اپنی بدبختی کی وجہ سے رشتۂ کار کو ہاتھ سے دے کر جھگڑنے اور لڑنے مین کوشش کی عام لوگون پر مہربان ہونے اور
بھائی ہونے کی مہربانی کے تقاضے سے جہان کے آراستہ کرنے والے دلمین آیا کہ شاہی نصیحتون کے حکمنامہ کو اپنے
نصیحت ظاہر کرنے والے فرمان کے ساتھ میرزا کامران کے پاس بھیجین۔ شاید کہ غفلت کی نیند سے جاگ کر راستی
کا راستہ اختیار کرے۔ اور نیکو خدمتی کے وسیلے سے اپنی تقصیرون کا تدارک (عوض) کرے۔ تاکہ خواہ مخواہ اتنے
لوگ مارے نہ جاوین۔ اور بزرگ بھائیون کے اتفاق کے وسیلے سے بڑے بڑے کام کہ صواب اندیش دل مین
پوشیدہ ہین ظہور پائین۔ اس خواہش کے موافق بیرام خان کو ایلچی گری کے طور پر کابل کی طرف بھیجا جبکہ وہ

نزدیک کتل (بلند زمین) روغنی اور آبِ ایستادہ (بندھا پانی جیسے جھیل) کے قندھار اور غزنین کے درمیان ہے پہنچا
بہت سے ہزارہ لوگون نے راہ کا سرا آگھیرا - دن ڈھلے لڑائی ہوئی - زبردست سلطنت کے
سرداروں نے مردانہ لڑائیان لڑکر بد نصیب ہزارہ لوگون کو سزا دی - اور
بہت سے ان بد نصیبون سے نیستی کار ابستہ لینے والے ہوئے - جب بیرام خان
کابل سے نزدیک پہنچا - بابوس اور اور لوگ استقبال کو آئے - بیرام خان کو لے گئے
میرزا کامران نے چہار باغ مین مجلس آراستہ کرکے بیرام خان کو بلایا اُسکے دست خیال مین ایسا پہنچا کہ اِن دو دولت و
سعادت کے فرمانون کو میرزا کو کہ بیٹھا ہوا ہو دینا مناسب نہین ہے - اور وہ کہ میرزا کھڑے ہوکر تعظیم بجا لاوے بہت
دور ہے - اسلئے کہ اُسکے واسطے درست دانائی اور بلند نصیب درکار ہے پس اُستے کام کا اندیشہ کرکے ایک کلام مجید
ہاتھ مین لیا اور پیشکش کے طور پر لایا میرزا کلام مجید کو دیکھکر اُسکی تعظیم کے لئے سیدھا کھڑا ہوا اسی حالت مین اُسنے یہ
دونون اقبال کے فرمان پیش کئے اور اپنی اُس صحیح فکر کو اُن مبارک تحریرون کی تحیتون کا وسیلہ بنایا اور بادشاہی
تحفے اور شاہی ہدیے بہت اچھی طرح سے پیش کئے اور میرزا کے پاس بیٹھکر سچی سچی اخلاص پیدا کرنے والی باتین
ذکر کین اور مجلس کے آخر مین حضرت شہنشاہی کی خدمت مین حاضر ہونے کی اجازت لی اور میرزا ہندال اور میرزا سلیمان
اور یادگار ناصر میرزا اور الغ بیگ میرزا کے دیکھنے کی اجازت بھی اسُی کے ساتھ ساتھ مانگی میرزا نے اجازت دی اور
بابوس کو مقرر کیا کہ دیکھنے کے وقتون مین ہمراہ رہے وہان سے بیرام خان پہلے بیدار بخت اور پایدار اخلاص کے
ساتھ حضرت شاہنشاہی کی آستانہ بوسی کی طرف کہ پاک جانین جسکی مونھ دکھائی کے لئے لائق ہین متوجہ ہوا -
آنحضرت باغ مکتب مین حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی بڑی بہن حضرت پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی
خانزادہ بیگم کے پاس رہتے تھے ماہم بیگہ اس حضرت کی انگہ تھی اُس نور پرور دالہی کو اندر سے باہر لائی - اور پہنچے
ہوؤن نے ملازمت کی بندگی کے آئین بجا لاکر پیغام کا پہنچانا اور امانت کا ادا کرنا کیا - اور آنحضرت کے
سعادت بخش دولت افزا دیدار کی برکتون سے بیرام خان اور سارے ہمراہیون کو بڑی خوشی حاصل ہوئی - اور
انوار الٰہی کا دیکھنا کہ آنحضرت کی روشن پیشانی مین ظاہر تھے سب لوگون کے آنکھ اور دل کو روشن بنانے والا ہوا
پروردگار کارساز کا شکر بجا لائے - اور وہان سے رخصت پاکر میرزا ہندال سے کہ اپنی بزرگ والدہ دلدار بیگم کے گھر مین
رہتا تھا اور نظر بند تھا - جاکر ملا اور مہربانی کا فرمان اور عنایت کا خلعت اور خاص سواری کا گھوڑا کہ میرزا کے نام
زد ہوا تھا پہنچایا اور اسیطرح دوسرے روز میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کی خدمت مین کہ قاسم مخلص کے گھر مین
قلعے کے اندر قید تھے گیا اور اُس روز مین میرزا کامران کے حکم کے موافق اُنکو وہان سے باہر لاکر جلال الدین بیگ
کے باغ مین کہ باغ شہر آرا کی نزدیکی مین ہے لے گئے تھے - اور بیرام خان ان دونون بزرگون سے اس باغ مین ملا

اور عنایت والتفاتِ بادشاہی سے جو کچھ کہ اُنکو لایا تھا اُنکو پہنچا کر خوشوقت کیا اور وہان سے رخصت ہو کر حلقۂ سیاہ سنگ
تک کہ یادگار ناصر میرزا وہان اُترا ہوا تھا گیا اور اُنکو تقصیرون کی معافی اور لغزشون سے درگزر کرنے اور اور طرح
طرح کی بادشاہی مہربانیون کا امیدوار بنایا۔ اور اسی طرح بالغ میرزا اور سارے بزرگون سے ایسے طریقہ کے ساتھ کہ عقلمندون
کے لئے لائق ہے اور بیدار مغز دور اندیش کے لئے شایان ہو ایک ایک کی پرسش کر کے ہر ایک کو بزرگ بخششون کا امیدوار
بنایا اور جو باتین کہ ایلچی گری کے لئے ضرور ہین۔ جیسے کہ پاکیزگی اور صفائی کا پہنچانا اور حقیقت اور وفاداری کی ہدایت
کرنا سب بجا لایا۔ میرزا کامران نے بیرام خان کو ایک مہینے سے زیادہ ٹھیرایا اسلئے کہ نہ اپنے مین مقابلے کی قوت پاتا تھا
اور نہ بے توفیقی کی وجہ سے خدمت کی طرف قدم اُٹھا سکتا تھا۔ اور اسی اندیشہ مین متردّد خاطر بن رہا تھا۔ یہانتک
کہ بڑے اصرار سے ڈیڑھ مہینے کے بعد اجازت دی اور حضرت خانزادہ بیگم کو التماس کر کے قندھار کی طرف روانہ کیا ظاہر
مین اس لئے کہ میرزا عسکری کو کہ میرے کہنے مین نہین ہے جا کر نصیحت فرمائین اور قندھار اُس سے لیکر حضرت جہانبانی
کے ملازمون کے حوالے کر وین اور باطن مین وہ کہ میرزا عسکری کہ میرزا کامران کے فرمانے کے موافق مقابلے اور جھگڑے
کے لئے اَڑا ہوا ہے۔ قلعہ کی اُستواری مین کوشش کرے اور اگر اُسکو کچھ ضرورت پیش آوے اور قلعہ دولت کے سردارون
کے ہاتھ سے فتح ہو جاوے وہ پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی میرزا عسکری کے چھُڑانے اور سفارش کرنیکے لئے وہان کام
آوین۔ اور چونکہ میرزا عسکری انصاف کے راستے سے باز گشتگی رکھتا تھا اور اپنے ارادہ کی باگ کو میرزا کامران کی خیرخواہی
کے اندر بغاوت اور سرکشی کے ہاتھ مین سونپے ہوئے تھا قلعہ کی نگہداشت اور استوار کرنے مین بڑی کوشش عمل مین
لا رہا تھا۔ اور بہت سی توپین اور توپچی قلعہ کے چارون طرف جمع لایا تھا اور وہ قلعہ اصل مین بھی نہایت ہی استوار و پائدار
واقع ہوا ہے۔ اسلئے کہ وہ قلعہ مٹی کا بنا ہے اُسکا توڑنا پھوڑنا نہایت مشکل ہے اُسکی دیوار کا عرض ساٹھ گز ہے۔ فتحمند
لشکر کے بہادر اگرچہ شمار مین کم تھے لیکن کوشش اور جانفشانی کر کے مردانگی کی داد دیتے تھے چنانچہ ترکمان (قزلباش
یا لشکر ایران) حیرت کے مقام مین تھے اور حیرت کے سبب سے غیرت کے میدان مین آتے تھے ایک روز حضرت جہانبانی
نے ایک خاص صحبت (مجلس) ترتیب دی تھی اور اخلاص کی چاردیواری کے رازدار (سچّے دل سے خیرخواہ) ہر طرف سے
ایک حکایت کا دروازہ کھولے ہوئے تھے اور ہر طرف سے ایک روایت (نقل) کا سررشتہ ہاتھ مین لائے ہوئے تھے اور
جلسہ کو دلاویز حکایتون اور خوشی بڑھانے والی نقلون کے بیان کرنے سے گرم رکھتے تھے۔ دلاورون کی اکسیر
ایسی باتون سے بہادرون کے نقد کی کھرائی بڑھتی تھی اور مردانگی کے کم سرمایہ رکھنے والون کو ہمت کا سرمایہ حاصل ہوتا
تھا۔ اسی درمیان مین حضرت شہنشاہی کو کمال شوق سے یاد فرمایا کہ نہین معلوم۔ اُس خلافت کے جو بار کے تازہ
ثمر کا حال کیا ہوگا کہ دوستون سے جدا دشمنون کے درمیان ہے۔ اور بے عقل حسد کرنے والون اور تبہ رائے بداندیشون
کا اُس سعادت کے گلاب کے درخت کے بارہ مین کیا خیال ہوگا اور وہ پارہ دل اور امید اور خوف کے بھرے دل

کے ساتھ خدا کی درگاہ مین کہ بے قرار سرگشتہ لوگون کی مراد بخشنے والا ہے اخلاص کا ہاتھ کھولکر اُس سلطنت کے پاکیزہ
خوشبودار درخت کی جان کی درازی اور مقصد وری کے لئے دُعا مانگنے لگے - اور اس مضمون کے ساتھ دل کے
آبلہ کی گرہ کھولنے والے ہوئے ترجمہ شعرون کا - اے خدا تو اُس بادشاہون کے لائق گوہر کو - بدگوہرون (بدذاتون)
کے آسیب سے دُور رکھ دانش کے دریا سے اُسکو آب (پانی - چمک - دمک) دے - بینش (بینائی) کے آفتاب سے
اُسکو تاب (روشنی - نورانیت) دے - آفتاب نے آسمان پر بہت دَور کئے - تب کہین یہ بہت نورانی ستارہ پردہ سے
سے باہر آیا - ستارون نے بہت مبارک نظرین کین - تب کہین (اُسوقت) اس چاند نے اپنی صورت سے یا چہرے
سے گھونگروالے بال اُلٹے - بلند آسمان نے بہت گردشین کین - تب کہین دنیا اُس نور سے تعبیہ دربنی - دائمی روشنی
اُسکا حصہ ہو جیو - اُسکا نورانی دل تاریکی مت دیکھیو - اور اپنے فیض و برکت کا اثر رکھنے والے دل کی تسلی کے لئے
اُس بلند بخت مبارک روزگار کے طالع کے زائچہ کو منگاکر غیبی رازون کے لئے بمنزلہ لوح محفوظ کے تھا بڑی غور و فکر
کے ساتھ مطالعہ فرمایا اور آنحضرت کی ذات کی سلامتی اور عمر کی زیادتی اور اقبال کے درجون کی ترقی اور دشمنون کی
خانہ خرابی اور بدخواہون کی نامرادی اور ناراستون کی کج اندیشیان اُس سعادت کے دیباچہ سے معلوم فرمائین اور
خوشی کے جوش مین سر اُٹھاکر پاک زبان پر لائے کہ خدا کا شکر ہے کہ اس فکر و تردد سے دلکو بالکل اطمینان حاصل ہو گیا
اُمید ہے کہ ہم عنقریب اُس نور پروردِ الٰہی کے دیدار سے خوشوقت ہو دینگے - اور ہم اُس سعادت پیوند کے طالع کی برکت
سے سارے دشمنون پر ظفریاب اور فتحمند ہو وینگے پھر خدا کے شکر کے سجدے پیش پہنچاکر قلعہ کے فتح کرنے مین کوشش
کرنے والے ہوئے - اور میرزا عسکری قلعداری کی مہم مین نہایت درجہ نگہبانی اور انتظام ملحوظ رکھتا تھا - اور ہر رات
دن مورچون کو بدلتا تھا کہ ایسا نہو کہ کوئی جماعت اپنے مورچے سے یک جہتی (ایک طرف ہو نامراد سازش کرنے) کا
حرف درمیان مین ڈالکر کسی طرح کا خلل نگاہبانی کی بنیادون مین ڈالے - اور جب محاصرہ مدت تک رہا اور بادشاہی
ملازمون سے کوئی آکر نہ ملا تو لباشیہ ایرانی کوشش سے عاجز آکر لوٹنے کے لئے فکرمند ہوئے حضرت جہانبانی
نے اس بات کو اُنکے احوال کے روزنامچہ سے پڑھکر قلعہ کے لینے مین پہلے سے زیادہ کوشش اور اہتمام فرمایا - اور
اُس مورچے سے کہ اقبال کا خیمہ گاہ تھا ایک رات کوچ کرکے پرانے شہر قندہار کی طرف سے دروازے کے نزدیک جاکر
اسقدر فاصلہ پر کہ ڈھیلا پہنچ جاتا اور اس جگہ کو چاردرہ کہتے ہین ایک استوار مورچہ تیار کیا اُسکی صبح کو نزکمانون
(ایرانیون) نے اس بات سے باخبر ہوکر قلعہ کے فتح کرنے پر ہمت باندہی اور سب اطراف سے اُٹھکر آگے آئے
اور دائرہ کو تنگ کیا میرزا عسکری نے پریشان ہوکر عجز و زاری کی بنیاد ڈالی اور ہزارون اضطرار اور بے قراری سے
عرض کیا کہ چونکہ حضرت پاک دامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی تشریف لا رہی ہین اُنکے آنے تک مجھے مہلت دیجئے
کہ اُنکے وسیلے سے خاطر جمع کرکے خدمت مین حاضر ہو سکون اور اپنی عرضی خواجہ دوست خاوند کے بھائی

میر طاہر کے ہاتھ پاک خدمت مین بھیجی حضرت جہانبانی نے کہ جوانمردی اور مروت کی کان تھے اسکی عرض کو قبولیت
کی جگہ مین جگہ دے کر چندروز قلعہ کی مہم کو ڈہیل دی - میرزا تبہ رائی کی وجہ سے ظاہر مین عاجزی کا طریق اختیار
کئے تھا اور پوشیدگی مین قلعہ کی استواری مین کوشش کرتا تھا - اور جب پاکدامنی کے گنبد کی بیٹھنے والی اور بیرم خان
آئے اُسنے پھر نئے سرے سے مخالفت کا طریق اختیار کیا ہرچند مہد عُلیا نے کوشش فرمائی کہ میرزا عسکری کو نادرست
خیال سے باز رکھین اور پاک آستانہ کے چومنے سے مشرف کرین چونکہ اسکی سعادت کا دماغ پریشان تھا بزرگ نصیحتون
نے کوئی اثر نہ کیا اور وہ اپنی اُسی سختی اور سرکشی پر قائم ہوا - سرکشی کی زیادتی سے حضرت مُعلی کو نہ چھوڑا کہ قلعے
سے باہر نکلکر جہانبانی کے بلند لشکرگاہ مین تشریف لائین - حضرت جہانبانی کے پاک دل کو میرزا کی اس ناراستی
سے اُسکی بدبختی کا اندازہ اور مخالفت کی مقدار وغیرہ ظاہر ہوئی خدا کی مہربانی پر کہ وسیلہ ڈہونڈہنے والون کی فرمادار
ہے بھروسا کرکے قلعے کے فتح کرنے مین بہت زیادہ کوشش فرمائی - اسی درمیان مین محمد سلطان میرزا کا بیٹا
الغ میرزا کہ سلطان حسین میرزا کے نواسون سے تھا اور قوچ بیگ کا بیٹا شیر افگن بیگ اور منعم خان کا بھائی
فضیل بیگ اور میر عبداللہ کے بیٹے میر برکہ اور میرزا حسن خان کہ سبزوار کے نبی مختار کے سیّدون سے ہین اور اور
بہت سے لوگ کابل سے بہنچکر جاگتے نصیب کی رہنمائی سے آستانبوسی کی سعادت پانے والے ہوئے - اور
انکے بھاگ کر چلے آنیکا سبب وہ تھا کہ میرزا کامران الغ میرزا کو قید مین نگاہ رکھتا تھا - اور خبرداری کے لحاظ سے ہر ہفتہ مین
ایک شخص کو سونپتا تھا جب شیر افگن کی باری آئی وہ بھی میرزا سے ڈرتا تھا اُس جماعت کے ساتھ الغ میرزا کو لیکر
باہر آیا اور ملازمت کی دولت حاصل کی - اور حضرت جہانبانی نے اِن لوگون کو بے انتہا مہربانیون کے ساتھ سربلندی
کی خلعت بخشے زمین داور الغ میرزا کے نام ہوئی - اور قاسم حسین سلطان اگرچہ انکی ہمراہ نکلا تھا - لیکن ایک رات رستہ
بھول کر ہزارہ کے درمیان جا پڑا - اور چند روز کے بعد لُٹا ہوا پیادہ پانون مین چھالے پڑا پہنچا آنحضرت نے فرمایا
کہ ابھی تک تیرے اخلاص مین کچھ نقصان تھا کہ تو نے راہ گم کی اور اتنی بلا مین مبتلا ہوا - اور اُسکے بعد دودہ بیگ
ہزارہ اپنے سوارون اور نوکرون سمیت آیا اور کابل کے سردارون کی بھی عرضیان پہنچین - اس جماعت کے پہنچنے
اور اکثر اُن امیرون اور سردارون کی عرضیان آنے سے کہ کابل مین تھے شاہی لشکرگاہ مین ایک بڑی خوشی
پیدا ہوئی - اور قزلباشیہ کہ متردد خاطر تھے مطمئن ہوکر بڑی سرگرمی سے کوشش کرنے لگے اور قلعہ داری کے رکنون
مین کھلبلی پڑی اور پائداری کا پاؤن محافظت کے کنگورے سے پھسلا قلعہ کے رہنے والے روز بروز میرزا عسکری
کا حال لکھکر قلعہ کی دیوار سے بذریعہ تیر وغیرہ کے پھینکدیتے تھے کہ قلعہ نشینون کا کام دشوار ہوگیا ہے اپنے انتظام
مین مردانہ رہو - اور قلعہ کے فتح کرنے کے لئے ہمت کی کمر مضبوط باندہو - اور کوشش سے ہمت مت ہارو -
کہ قلعے کے لوگ تنگ آگئے ہین - انجام کار یہ نوبت پہنچی کہ میرزا عسکری کے لشکر کے سردار اپنے آپکو قلعہ سے ایک ایک

کرکے باہر پھینکنے لگے اور توپچی اور پیادے اوپر سے کودنے تھے - پہلے خضر خواجہ نے اُس مورچہ کے نزدیک کہ آقا سلطان
کا خیمہ گاہ تھا اپنے آپکو قلعہ سے گرایا اور عاجزی کا گریبان انکسار کے ہاتھ سے پکڑکر حضرت جہانبانی کے پاک قدمون
پر گرا - اور اُسکے بعد موید بیگ ڈوری باندھکر قلعہ سے نیچے آیا اور زمین بوسی کی بزرگی سے سربلند ہوا اُسکے بعد
اسمعیل بیگ کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کے امیرون سے دلاوری اور شورت مین مانا ہوا تھا پہنچا - اور قراچہ
خان کا بھتیجا ابوالحسن بیگ اور نور بیگ کا بیٹا منور بیگ اُنکی ہمراہ آئے اور ایک رات خضر خان ہزارہ نے قلعہ سے
اپنے آپکو گرایا دو تین ہزارہ اوسکو پیٹھ پر چڑھاکر کوہ الکہ کی جانب روانہ ہوئے چونکہ کام بے انتظام ہوگیا تھا
میرزا عسکری نہ قلعہ مین ٹہیرنے کا ارادہ رکھتا تھا - اور نہ گیتی پناہ بارگاہ مین آنے کا مونھ رکھتا تھا - اسلئے اُسنے
چاہا کہ اپنے آپکو ایک سلامت کے گوشہ مین کھینچے اور اس جائے خطر سے کنارہ پر ہوکر اپنا وقت گزارے اُسکی صبح کو
فتحمند لشکر مین خبر پہنچی کہ خضر خان ہزارہ نے قلعہ سے باہر نکلکر بھاگنے کا راستہ اختیار کیا ہے کچھ لوگ اُسکی جستجو مین گئے
اور وہ کچھ راہ چلکر ایک پتھر کے پیچھے چھپ گیا تھا اور بعضے معتبر لوگ نقل کرتے ہین کہ خضر خان ہزارہ کہتا تھا کہ کئی مرتبہ
وہ لوگ کہ میرے پکڑنے کے لئے مقرر ہوئے تھے میرے نزدیک سے گزرے اور ایک دفعہ ایک نے جانور خیال کرکے میرا
دامن پکڑا مینے خوف کے مارے سانس تک نہ لیا جب رات ہوئی مین پتھر کے نیچے سے باہر آیا اور اپنی امن کی جگہ کی
طرف روانہ ہوا - جب حضرت جہانبانی کی روزافزون دولت ظاہر بینون کے دلنشین ہوگئی اور قلعہ نشینون پر روشن
ہوگیا کہ حضرت جہانبانی کے اقبال اور وفادار جان نثار کرنے والون کی کوشش سے قلعہ کی نگہداشت ممکن نہین
ہے میرزا عسکری غفلت کی نیند سے جاگ کر پریشان اور بےقرار ہوا - نہ پاؤن جانے کے تھے اور نہ جگہ ٹھیرنے کی -
اُسنے التماس کیا کہ قندہار کو دولت کے سردارون کے حوالہ کرتا ہون مجھے جانے دین - کہ کابل کو چلا جاؤن -
حضرت جہانبانی اسپر راضی نہوے اور اُسکا بیہودہ خیال صورت پذیر نہوا - ناچار حضرت مہد علیا خانزادہ
بیگم کو پاک حضور مین بھیجا تو اُنھون نے گناہون کی معافی چاہی - اور انھون نے اُس پاکدامنی کے خاندان
کی برگزیدہ کی درخواست کے وسیلے سے معافی کی تحریر اُنکی خطاؤن پر کھینچی پنجشنبہ کے روز پچیسوین تاریخ
ماہ جمادی الآخری لکھے گئے سال کو میرزا عسکری اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی کی ہمراہ عاجزی اور
پشیمانی کی راہ سے قلعہ سے باہر آیا حضرت جہانبانی شاہی دیوانخانے مین عزت کی صفون کی مجلس کے آراستہ کرنے
والے تھے - اور چغتائی امیر اور قزلباشیہ (ایرانی) صف باندھے اپنے درجون اور مرتبون کے موافق کھڑے
تھے بیرام خان بادشاہی حکم کے موافق میرزا عسکری کی گردن مین شمشیر لٹکاکر حضور مین لایا حضرت جہانبانی نے
خصومت جانی کے باوجود کہ میرزا سے معاینہ ہوئی تھی - مملکت کی مصلحتون اور سلطنت کے قواعد سے قطع نظر
کرکے صرف اپنی ذاتی مہربانیون اور پیدائشی ترحم کی زیادتی سے اُس پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی

کی سفارش کے قبول کرنے کو پسندیدہ طریقون اور اچھی بزرگ عادتون کی رسمون سے شمار کرکے معافی کا قلم اور درگزر کرنیکی
تحریر اوسکے اعمال کے صحیفہ پر کھینچکر التفات کے پردون کا گھیرا گیا اور عنایتون کی بزرگیون کا چھپایا گیا کیا - اور اس اقبال
کے مقدمہ پر خدائی مہربانیون کے شکر کا سجدہ بجالاکر حکم فرمایا کہ شمشیر میرزا کی گردن سے دور کی اور اُسکے بندگی کے
آداب بجالانے کے بعد (جبکہ وہ آداب بندگی بجالاچکا) اسکو حکم ہوا کہ بیٹھے - اُسکے بعد محمد خان جلائر اور شاہم خان
اور مقیم خان اور شاہ سیستان اور تولک خان قوچی تیس آدمیون تک کو شمشیر اور ترکش اُنکی گردنون مین لٹکاکر کورنش
(جھک کر سلام کرنے) کے لئے لائے - اِن لوگون مین سے مقیم خان کو اور شاہ سیستان کو فرمایا کہ اِنکے پاؤن
مین بیڑیان اور گردن مین تختہ ڈالکر نگاہ رکھین اور دن کے آخر سے صبح صادق تک کہ عالم بالا کے فیض کے اُترنے
کا وقت ہے دلکشا مجلس رکھی - اور عبرت بڑھانے والی سرگزشتین بیان فرمائین - اور میر قلندر اور سارے قوّال
اور باجہ بجانے والے نغمہ پردازی کے وسیلے سے جہان کے آراستہ کرنے والے دل کا رنگ صاف کرنے والے تھے
اور اسی جلسہ کے درمیان میرزا عسکری کا خط جو اُسنے آنحضرت کے بیابان کی راہ مین توجہ فرمانے اور مسافرت اختیار
کرنے کے وقت مین بلوچون کے گروہون کے نام بھیجا تھا بجنس (وہی) موجود کیا اور عزت کے فرش کے کھڑے ہونے
والون مے شاہی اشارہ کے موافق میرزا کو دیا میرزا پر زندگانی تلخ ہوگئی اور عیش مکدّر (تیرہ) ہوگیا - آخر وقت کے
تقاضے کے موافق حکم ہوا - کہ میرزا کو نگاہ رکھین اور کورنش کے لئے لاتے رہین - کہ اب کہ اُسکے گناہ پیدائشی بزرگ
صفتون کے تقاضے سے بخش دئے گئے ہین چند روز قید مین رہکر نصیحت قبول کرے - اور دوسرے روز فتح کے
جھنڈون کا ماہچہ قلعے کے اندھیرے کے بیٹھنے والون کی رات روشن کرنے والا ہوا - اور محمد مراد میرزا اور جغتائی
امیر اور قزلباشیہ حضرت جہانبانی کے ساتھ ساتھ شہر مین آئے - اور تین رات دن وہ فخر کے قابل شہر مبارک آمد کی
شوکت سے امن و امان کے اُترنے کی جگہ رہا - چوتھے روز بزرگ دل کے پوشیدہ راز کے موافق شہر کو محمد مراد میرزا
کو عنایت فرمایا اور خود دولت اور اقبال کے ساتھ حضرت فردوس مکانی کے چہار باغ مین کہ ارغنداب کے کنارے
واقع ہے اُترنے کی بزرگی فرماکر عمدہ عمدہ میوے اور پھل رکھنے والے درختون سے لذّت حاصل کرنے والے اور اُنکے
سایہ مین بیٹھنے والے ہوئے - اور اُس دلکشا منزل مین میرزا عسکری کے اسباب اور اموال کی کہ سب طرفون سے جمع
کیا گیا تھا کارپردازون اور کارکنون نے ایک فہرست لکھکر پاک نظر مین گزرانی - آنحضرت نے اُسکو اعتبار کی آنکھ مین
نہ لاکر سپاہ کے بہادرون کو کہ مفلسی کی تحریر احوال کی پیشانی پر رکھتے تھے عنایت فرمایا - جب میرزا کامران کو یہ خبر پہنچی
کہ قندھار فتح ہوگیا ہے اور حضرت جہانبانی کے بلند لشکر کی توجہ کابل کے تابع کرنے کی ہے - میرزا پیچ مین پڑا
اور متردد ہوا - اور حضرت شہنشاہی کو پاکدامنی کے گنبد مین بیٹھنے والی خانزادہ بیگم کے گھر سے اپنے گھر مین لایا اور
اپنی بڑی بہو، خانم کے حوالے کیا اور شمس الدین محمد غزنوی مشہور بنام انگہ خان کو قید کرکے ایک نالائق مقام مین نگاہ

رکھا اور اپنے امیرون سے صلاح و مشورہ طلب کیا کہ میرزا سلیمان کے بارہ مین کیا کرنا چاہئے ملا عبدالخالق نے کہ میرزا کے
ساتھ اُستادی کی نسبت رکھتا تھا اور بابوس نے کہ مُلکی کامون مین دخل دیتا تھا کہا کہ مناسب وہ ہے کہ میرزا کو
دلاسا دے کر بدخشان دینا چاہئے تاکہ کار کے وقت مین کام آوے اور میرزا سلیمان کے طالع کی مددگاری سے وہ
کہ اِس سے چند روز پہلے میر نظر علی اور میر بہزاد تنبہ کافی اور شیر علی بلوچ اور دوسرے لوگون نے اتفاق کرکے قلعہ
ظفر کو لے لیا تھا اور قاسم برلاس کو دوسرے سردارون کے ساتھ قید کرکے میرزا کامران کو کہلا بھیجا تھا کہ اگر
میرزا سلیمان کو بھیجدوگے تو ولایت بدخشان آپکے حوالہ کردی جائیگی ورنہ اِن لوگون کو کہ ہمنے گرفتار کیا ہے
ہم قتل کر ڈالینگے اور ملک بدخشان اوزبک کے سپرد کردینگے۔ اسلئے اِس میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم اور
حرم بیگم کو بدخشان کی رخصت دی گئی۔ میرزا موضع عمورہ مین سنار کے پایہ تک پہنچا تھا کہ میرزا کامران میرزا سلیمان
کی رخصت سے پشیمان ہوا آدمی میرزا کے بُلانے کو بھیجا کہ بعضی زبانی باتین باقی رہی ہین سُنکر جائین میرزا سلیمان
اس طلب سے بدگمان ہوا معذرت نامہ جواب مین لکھا کہ چونکہ ہمنے نیک گھڑی مین رخصت پائی ہے لوٹنا مناسب
نہین سمجھتا ہون آپکی توجہ و مہربانی سے امید وہ ہے اُن باتون کو لکھکر قُرب کے بساط کے معتمدون سے ایک
کے ہاتھ بھیجدین تاکہ اُسکے موافق عمل کیا جاوے اور خود جلدی کے ساتھ بدخشان کی طرف روانہ ہُوا بدخشان پر
پہنچا تھا اور پیمان کا ٹوٹنا اور اسی احوال کے درمیان یادگار ناصر میرزا کابل سے بھاگ کر بدخشان کیطرف گیا اور جب زمانے نے چاہا
کہ میرزا کامران کو اُس بدلے کے گھر (دُنیا) مین اُسکو اُسکے کامون کا بدلہ دیوے روز بروز اُسکے اسباب آمادہ
ہوتے تھے میرزاؤن سے میرزا ہندال کے سوا کوئی اُسکے پاس نہ رہا ناچار اُسنے اُسکی دلجوئی کرکے مقرر کیا کہ یادگار
ناصر میرزا کا پیچھا کرے اور اسکو گرفتار کرکے لادے اور ایک پختہ وعدہ کیا کہ جو کچھ آجکے روز قبضہ مین رکھتا ہون اور
اسی طرح جو کچھ اسکے بعد بھی قبضے مین آئیگا تیسرا حصہ تیرا ہوگا اور اس عہد و پیمان سے میرزا کو کہ نظر بند رکھتا تھا
رخصت دی اور میرزا ہندال کہ اُسکی بدسلوکی سے تنگ آگیا تھا اُسنے مکاری کے ساتھ قبول کیا اور اُسکے پنجہ
سے چھٹکارا پانے کو ایک بڑی فتحمندی سمجھا اور پاسے منار سے گزر کر سعادت کی رہبری سے حضرت
جہانبانی کی ملازمت کی طرف متوجہ ہوا میرزا کامران کو اس واقعہ کے حادث ہونے
سے پریشانی ظاہر ہوئی اور اُسنے اپنے کام کا سررشتہ گم کیا (سٹ پٹا گیا) اور اُسکے ملازمون اور مصاحبون
سے ایسا کوئی کہ اُسکی بہتری ملحوظ رکھکر سچی بات کہے نہ تھا۔ اُسکے بہت سے لوگون کی بینائی کی آنکھ بند اور
دانائی کی آنکھ غفلت کے درد سے اُلٹی ہوئی (بہت سرخ کہ دیکھنے کی قدرت نہ رکھتی ہو) تھی۔ راستی کا راستہ اور ہدایت
کا طریقہ نہین دیکھتے تھے۔ اور اُس گروہ کو جو حال کی صلاح کو معلوم کئے ہوئے تھا۔ یہ قدرت نہ تھی کہ واقعی بات
کہ سکے اور اسکے دو سبب تھے کہ بعضون کو عرض کرنے کی قدرت نہ تھی۔ اور بعضے اُس قسم کے تھے کہ میرزا کے دل کا

لحاظ کرتے تھے اور حق کا ظاہر کرنا وقت کے مناسب نہ سمجھتے تھے اسلیئے انہین یقین تھا کہ ہرگز یہ اُنکی عادت نہین ہے کہ کسی کام مین اپنی راے کے خلاف دوسرے کی راے صواب کو قبول کرے۔ اُسکے ظاہر کرتے ہی رنجیدہ خاطر ہو جائیگا اور اُسکی آزردگی کہنے والے کی قدر و منزلت کے گھٹنے اور کم ہونے کا باعث ہو گی۔ حالانکہ دولتخواہی اور خیراندیشی کا حق یہ ہے کہ ایسی باتون مین اپنا نقصان پیش نظر نہ رکھکر توقف نہ کرین اور سستی اور تاخیر مین نہ گزارین اسلیئے کہ اُسکا نقصان انجام مین سب کے حال کی طرف پلٹتا ہے۔ اور ان عملون کا نقصان سب کی دولت کے زمانے سے ملنے والا ہوتا ہے۔ اور مشورت دینے مین خیانت کرنے کا نتیجہ کہ بہت بڑی خیانتون اور بہت بڑے گناہون سے ہے ظہور مین آتا ہے اور بدپاتی اور خوشامدگوئی کا تل کہ بے دولتی اور بے سعادتی کا داغ ہے اُنکے حال اور انجام کے رخسارے پر نمودار ہوتا ہے۔ مناسب یہی ہے کہ اگر اِن لوگون کو حق کے نہ چھپانے اور سچ کے ظاہر کرنے کے وقت مین کوئی ایسی ناپسندیدہ بات کہ طبیعت کے ناموافق ہو پہنچے۔ اُسکو اپنے زمانے کی سعادت سمجھین اور اُسپر خوشوقت ہوکر رنجیدگی خاطر کا شکن خوشحالی کی پیشانی مین نہ ڈالین۔ کہ اگرچہ ظاہر مین بزرگون کی بےعزتی ہوتی ہے لیکن از روے حقیقت پاک دل تعریف کرتے ہین۔ اور اگرچہ ایسے نصیحت کرنے والے ظاہری اعتبار سے آقاؤن کی راے کے برخلاف راستہ چلتے ہین لیکن باطنی اعتبار سے ذمہ داری کے فرض سے بھی رہائی پاتے ہین اور نعمت کا حق بھی ادا کرتے ہین۔ اور اسکے ساتھ یہ بھی ہے کہ عاقبت اندیشون اور آخربینون کی نظر مین پسندیدہ تعریف کے قابل بات کہنے والے اور کام کرتے نظر آتے ہین۔ القصہ میرزا کامران کو مصلحت آموز عقل کے نہونے اور ایسے سعادت بڑھانے والے ہمراہیون کے گم ہونے کی وجہ سے غلطی پر غلطی صورت دکھاتی تھی۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کا قندھار سے کابل اور اُن ملکون کے فتح کرنیکے لئے کوچ کرنا

جب پاک نشان رکھنے والا دل قندہار کی مہمون سے فارغ ہوا کابل کا فتح کرنا بلندہمت کے آگے رکھا گیا ہوا اسلیئے اس ارادے پر حضرت فردوس مکانی کے باغ سے کوچ کرکے مقام باباحسن ابدال سے زیادہ اور سفید گنبد مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور ہمیشہ اس حملے کی فتح کا خیال الہام پذیر دل کے صحن پر چمکتا تھا (یعنی بادشاہ ہردم اسی خیال مین مشغول تھے کہ کس طور سے اس حملے کو فتح کرین) اور دُوربین دولت خواہون اور اخلاص منش لوگون (اور دُوراندیش خیرخواہون اور سچے وفادار لوگون) کے ساتھ ہمیشہ گفتگو کی جاتی تھی۔ بہت سے ایرانی

سفر کی مدّت کی درازی سے رنجیدہ خاطر ہو کر بغیر رخصت لئے چل دیئے۔ اور بعضے تقاضے کے ساتھ رخصت لیکر جدا ہو گئے
براغ خان اور اَور لوگ کہ شاہ کے فرزند کی ملازمت مین تھے وہ بے پروائی کی کمی کی وجہ سے ظلم اور درازدستی کا
ہاتھ رعیت اور آبادی (بستی) پر کھولتے تھے۔ اور اس نالائق عمل کو اپنے زمانے کی کشادگی (اپنے سرمایہ کا بڑھنا)
خیال کرتے تھے۔ شہر کے ادنی اور اعلی انصاف چاہتے اور فریاد کرتے ہوئے۔ شاہی درگاہ مین پہنچتے تھے۔ اور حضرت
جہانبانی اس معاملے مین متردد تھے۔ کہ اگر ظالمون کو تنبیہ کیجاتی ہے شاہ کی خاطر آزردہ ہوتی ہے اور اگر انصاف کے
قانون پر عمل نہین ہوتا ہے تو ظالم زیردستون سے ہاتھ نہین روکتے ہین۔ اور یہ بات خدا کے غضب کا باعث ہوتی
ہے۔ لیکن چونکہ وقت کا تقاضا نہ تھا۔ حیرت کے مقام مین آکر اس کام کی تدبیر دوسرے وقت پر موقوف رکھتے تھے اور جسوقت
کابل پر حملہ آور ہونا پختہ ہو گیا۔ تو پاکدامنی کے خیمے کی پردہ نشینون سے بعض کے قیام کرنے اور اشیا اور اسباب ضروری
کے نگاہ رکھنے کے لئے چند منزل لین براغ خان سے مانگین اور سچائی کی ترجمہ کرنے والی زبان سے فرمایا کہ ہمنے اپنے
عہد و پیمان کے موافق قندھار تمہارے لئے مقرر رکھا ہے۔ لیکن ایک ایسی جگہ ہے کہ اپنے آدمیون کو وہان چھوڑ کر
اور دلکو انکی طرف سے مطمئن کرکے ارادے کا پاؤن سفر کی رکاب مین لائین چارہ نہین ہے براغ خان اپنے معاملہ
نہ سمجھنے کی وجہ سے اس سے باز رہا اور دانشمندون کے طریقے پر شاہی حکم کی فرمانبرداری مین کہ کام کی اصل تھی
جلدی نہ کی۔ بڑے بڑے سردارون نے کہ ملازمت مین تھے پاک عرض مین پہنچایا کہ ہم ایک بڑا کام درپیش رکھتے
ہین قندھار کے لینے سے چارہ نہین ہے۔ تاکہ جس کام کی طرف کہ ہم متوجہ ہون بے فکر ہو وین۔ آنحضرت نے
شاہ کی مہربانیون پر نظر فرما کر نہ چاہا کہ شاہی لوگون کا دل غبار آلودہ ہووے اسلئے انکی ناپسندیدہ حرکتون کو اپنی ہمت
کی بردباری سے معاف فرمایا اور اپنے بہادر سپاہیون کی تسکین خاطر کی۔ اور اس فکر مین تھے (یہ بات سوچنے لگے)
کہ بدخشان کی طرف کوچ فرما کر میرزا سلیمان کو اپنی ہمراہ لین اور کابل کے تابع کرنے کو متوجہ ہون۔ اور چونکہ سب سے
اچھا مطلب کابل کے جلدی سے فتح کرنے مین حضرت شہنشاہی کے سعادت بڑھانے والے دیدار کا شوق اور اس
خلافت کی آنکھ کے نور کے باکمال جمال کا حاصل کرنا تھا کیونکہ آسمانی اشارون کے موافق ساری غیبی فتوحات کو آنحضرت
کی سعادت کی روشنی رکھنے والی ذات کی برکتون سے جانتے تھے۔ دمبدم اس ارادے کے جاری کرنے اور اس
آرزو کے پورا کرنے کے لئے کوشش ظہور مین آتی تھی۔ اسی درمیان مین شاہ کا بیٹا رحمت کے باغون کی طرف نظر کرنیوالا
اور بخشائش کے حوضون مین اترنے والا ہوا۔ (مرگیا) عزت کی بساط (فرش) کے مقربون اور منزلت کی قرب کے مخصوص
لوگون نے عالی عرض مین پہنچایا کہ جاڑے کا زمانہ نزدیک آگیا اور بال بچے اور اسباب وغیرہ اس کوہستان مین
ہمراہ لیجانا ایک طرح کا ناممکن نظر آتا ہے شاہ کے بیٹے کوچ کر گئے ترکمان (ایرانیون) پر قندھار کو چھوڑنا مناسب
نہین ہے۔ خاص کرکے ایسے سرکش لوگ کہ ولایت کی بنیاد کے خراب کرنے اور آسودگی کے ستونون کے ڈھانے مین

درازدستی رکھتے ہین۔ اور باوجود اِسکے کہ اُنکو شاہ کی طرف سے حکم دیا گیا تھا کہ بندگی کا پٹکا جان کی کمر پر باندھکر ہمیشہ حضور کی ہمراہ رہین۔ اُنہون نے برگشتگی اختیار کی ہے اور غفلت کی شراب کے نشے کے سبب سے احکام کے قبول کرنے مین سرگرمی (آمادگی) نہین رکھتے ہین۔ بلکہ اطاعت کئے گئے احکام کی نابجاآوری کی وجہ سے اپنے ظاہر اور باطن کو مخالفت کے ساتھ موافق کر کے بے حیائی کی نقاب چہرے کے آگے چھوڑے ہوئے ہین۔ دولت کے لائق وہ ہے کہ اُنکے ظلم کا ہاتھ شہر کے مسکینون اور عاجزون کے احوال کے دامن سے کہ خدا کا بھلا عطیہ ہین کوتاہ کرین۔ اور ہو ہی نہین سکتا کہ اس صواب کے ساتھ نسبت رکھنے والے خیال مین کسی طرح کا غُبار شاہ کے دل مین پہنچے اور چونکہ یہان سے کابل تک فاصلہ بہت ہے۔ اور ہزارہ کے گروہ اور افغان کے قبیلے کہ چیونٹی اور ٹڈی سے بہت زیادہ ہین اور اِن راستون کے بڑے بھاری پتھر بنے ہوئے ہین۔ خاص کر کے کہ میرزا کامران کے ساتھ بات درمیان مین رکھتے ہین ایسی امن کی جگہ کا ہاتھ مین لانا کہ دل کو ہر ایک طرح پر اطمینان دیوے بھلا کام ہے۔ اور اسوقت اس مقام سے بہتر کہ اس کام کے لئے لائق ہو۔ قندھار کے سوا نہین ہے جو عقل اور مروت اور عدل کے موافق داغ خان کو حکم دینا چاہئے کہ قندھار کو خوشی سے خواہ ناخوشی سے خالی کر دیوے اور اگر وہ نہ کرے تو محاصرے اور غلبہ کے وسیلے سے اُس سے اُسکو چھیڑ کر ایک محبت نامہ شاہ کو لکھنا چاہئے کہ جس مین حالت اور وقت کی ضرورتون کی تفصیل ہو اور سچی دوستی کی زیادتی اور موافقت کے باقی رکھنے پر دلالت کرے۔ اور چونکہ بلند ذات رکھنے والے شاہ دانائی اور انصاف کی کان ہین اس عمل کو تعریف کے لائق عملون سے شمار کرینگے اور اس بات (مقدمے) مین سب سے بڑھکر کہنے والا حاجی محمد خان بابا قشقہ تھا۔ حضرت جہانبانی نے فرمایا۔ کہ ہمنے یہ سب کچھ مان لیا لیکن محاصرہ کرنا اور جھگڑے لڑائی کی تلوار کھینچنا اور بالکل مخالف ہو جانا بدصورتی سے خالی نہین ہے (ایک بہت بھونڈی بات ہے) اگرچہ اُنہون نے اعتدال کے سیدھے راستہ سے گزرنا اختیار کیا ہے لیکن مین اس بے اعتدالی کو درگاہ کے بندون کے لئے یعنی تمہارے لئے تجویز نہین کرتا ہون اسلئے کہ اِن دونو صورتون مین بداغ خان کے آدمی ضائع ہونگے۔ زمانہ کے لوگون کی پہلی نظر مین یہ بات بدنما معلوم ہوگی۔ وہی بہتر ہے کہ دُور اندیش عقل کے وسیلے سے ایسی تدبیر سوچنا چاہئے کہ بغیر لڑے بھڑے قلعہ ہاتھ آجاوے اسلئے آدمی بداغ خان کے پاس بھیجا کہ چونکہ ہم کابل کے فتح کرنے کو جا رہے ہین تم میرزا عسکری کو قندھار مین قید رکھو تاکہ اُس سے دلجمعی رہے۔ اشارہ کئے گئے نے (بداغ خان نے) اپنے کام کی صلاح جانکر (اپنے لئے اسمین نفع سمجھکر) اس بات کو قبول کر لیا اور مقرر ہوا کہ تجربہ کار دلاور اور لڑائی آزمائے ہوئے بہادر قندھار کی حدود مین جا کر گھات مین رہین اور ایکبارگی وقت پا کر ہمت کی مددگاری اور بہادری کی مدد سے قلعہ کے اندر داخل ہون بیرام خان اور دوسرے لوگ دروازہ کندکان کی طرف مین مقرر ہوئے اور الغ میرزا اور حاجی محمد اور اَور لوگ دروازہ ماشور کی جانب مقرر ہوئے۔ اور موید بیگ اور اَور لوگ دروازہ نو کی حدود مین

جگہ پانے والے ہوئے۔ اوران بہادری کے جنگل کے شیرون نے رات ہی رات چلکر قندھار کے اطراف مین گھات
لگائی۔ صبح صادق کے ظاہر ہونے کے وقت حاجی محمد نے اپنے آپکو سب سے پہلے دروازہ ماشورہ تک پہنچایا اتفاق سے
چند اونٹ گھاس کے لدے قلعے کے اندر جاتے تھے وہ اپنے آپکو اونٹون کی آڑمین کرکے شیر مردون کی طرح ایکبارگی
اندر داخل ہوگیا دربان نے آگاہ ہوکر روکا اور اسکو نکالنے لگا اُسنے جواب دیا کہ ہم بداغ خان کے حکم کے موافق
میرزا عسکری کو لائے ہین کہ قلعے کے اندر نگاہ رکھین اس بات نے کوئی فائدہ نہ کیا اور وہ بند کرنے کے درپے ہوا
حاجی محمد نے دربان کا ہاتھ تلوار سے قلم کرڈالا۔ اور کئی ایک اور پیچھے سے آپہنچے اور ایرانیون سے وہ لوگ کہ وہان
سے نزدیک تھے لڑنے لگے اور مارے گئے۔ اور بیرام خان نے دروازہ کندکان سے اپنے آپکو اندر ڈالا اور قلعہ زبردست
سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آگیا اور ایرانی بھاگ کر قلعۂ شاہی مین قلعہ نشین ہوئے دوپہر کے وقت حضرت جہانبانی
نے خود دروازہ کندکان سے دولت اور اقبال کے ساتھ داخل ہوکر برج اچہ مین چڑھنا فرمایا اور وہ سعادت کا طریق
رکھنے والا شہر شاہی اُترنے کی برکت سے جاے اوترنے امن و امان اور جاے اُترنے عدل و احسان کا ہوا۔ اور
اس رحمت کے اُترنے اور سعادت کے چڑھنے سے چھوٹے اور بڑے کے دل سے شادی کا شور اور مبارکبادی کی
خوشخبری برآئی اور بداغ خان نے حیدر سلطان کے وسیلے سے آکر شرمساری کا سجدہ اور تقصیر کا عذر پیش کیا اور
آنحضرت نے اسکو شاہانہ بزرگ کرم واحسان کا گھیرا ہوا فرماکر رخصت کیا اور شہر بیرام خان کو عنایت فرمایا اور خط
بادشاہ کو لکھا کہ چونکہ بداغ خان نے شاہی حکم کے خلاف کیا اور خدمت سے سستی کرنے والا رہا تھنے قندھار اُس سے
لیکر بیرام خان کو سونپ دیا شاہ کے ساتھ تعلق رکھتا ہے۔ اسی حال مین میرزا عسکری جان بخشی اور بادشاہی مہربانی
کی قدر نہ پہچان کر بھاگ نکلا چند روز کے بعد ایک افغان نے آکر خبر کی کہ میرزا میرے گھر مین ہے آدمی مقرر ہوونے
کہ اسکو ایسے طریقے سے کہ وہ مجبسے نہ جانے گرفتار کرلاوے حضرت جہانبانی نے شاہ میرزا اور خواجہ عنبر ناظر کو مقرر فرمایا
بھیجے گئے آدمی اُسکو اُسی افغان کے گھر سے ٹاٹ کے نیچے سے نکال کر شاہی درگاہ مین لائے۔ اور آنحضرت نے ذاتی
نرم دلی اور مہربانی کے تقاضے اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کی وصیت کے لحاظ سے کہ ساری مخلوق خاص
کرکے بھائیون کے بارہ مین فرمائی تھی مہربانی کی نظر کا شامل کیا گیا کہ اُسکی خطاؤن اور لغزشون سے نئے سرے
سے درگزر فرمائی اور ندیم کوکلتاش کے سپرد کیا کہ خاص معتمدون سے تھا۔ اور ولایت قندھار کو سلطنت کے سردارون
پر تقسیم فرمایا ولایت بیتری الغ میرزا کے نام مقرر ہوئی۔ اور پرگنات ملہ حاجی محمد کے خرچ خوراک کے لئے خاص
اور زمین داور اسمعیل بیگ کو اور قلات شیر افگن کو اور شال حیدر سلطان کو عطا ہوئی۔ اور اسیطرح سارے ملازمون
کو اُنکے مرتبے کے موافق جاگیر دی اور خواجہ جلال الدین محمود کو کہ اُسنے شہر مین میرزا عسکری کے لوگون اور
دوسرے لوگون سے طمع کی تھی۔ میر محمد علی کے وسیلے سے گرفتار کرایا۔ اور جب پاک دل نے قندھار کی مہمون

انتظام سے فراغ پائی اور بادشاہی عمدہ کوششون کے وسیلے سے تقدیر موافق تدبیر کے ہوئی سعادت اور اقبال کے
ساتھ مبارک گھڑی مین حضرت مریم مکانی کا ڈولا قندہار مین چھوڑکر کابل کے تابع کرنے کا ارادہ بلند ہمت کے آگے
رکھا گیا فرمایا (کابل کے فتح کرنے کی ٹھانی) اور بے انتہا فیض و برکتون اور اُن نعمتون سے جنکی امید بھی نہ کی گئی
تھی وہ ہے۔ کہ ایک بڑا قافلہ ہندوستان سے آیا تھا اور سوداگرونکی دل کی خواہش کے موافق سوداکرکے عراقی
گھوڑے ترکمانون سے خریدے تھے چونکہ اقبال کی روشنیان حال کے رخسارون سے چمکتی تھین اس قافلے کے
بزرگون نے آکر عرض کیا کہ اگر ہمارے گھوڑے شاہی لشکر کے ملازم خریدلین اور اُسکی قیمت ہندوستان کے فتح ہونے
کے بعد مرحمت فرمائین تو ہم نہایت درجہ کی رضامندی رکھتے ہین اور اپنی سعادت کا سرمایہ سمجھتے ہین کیا ہی خوب
ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ کہ ہم اس ذراسی مدد سے اپنے آپکو شاہی درگاہ کے دولت خواہون کے گروہ سے شمار
کرین۔ حضرت جہانبانی نے اس بات کو آسمانی مددون اور غیبی نعمتون سے خیال کیا اور اُنکی عرض کو قبول کے
کنگورے تک پہنچاکر حکم فرمایا کہ بیچنے والون کی دل کی خواہش کے موافق قیمت کے تمسک خریداری کے بارے مین
لکھکر اُنکے حوالے کرین اور خود دولت و اقبال کے ساتھ اُس پہاڑ کے پشتہ پر کہ نزدیک باباحسن ابدال کے ہے چڑھے
اور الغ میرزا اور بیرام خان اور شیر افگن اور حیدر محمد آختہ بیگی کو فرمایا کہ پہلے خاص شاہی اصطبل کے لئے گھوڑے
جدا کرین اور اُسکے بعد امیرون اور سارے ملازمون کے لئے انتخاب کرین سوداگرون اور سپاہیون کے دل آباد اور
آسائش یافتہ ہوئے۔ اور دوا بیگ ہزارہ چونکہ چاہتا تھا کہ مالی اور جانی خدمتون سے سربلند ہووے قلعہ تیری کی
طرف کہ اُسکے فرقے وہان تھے راستے کے وقت رہنما بنکر شاہی لشکر کو وہان لے گیا اور جب شاہی لشکران اطراف مین
پہنچا اُن قومون کے بزرگون نے گھوڑے اور بھیڑ بکری اپنی حیثیت اور حال کے موافق پیشکش کیئے۔ اور پسندیدہ خدمتین
بجالائے۔ چونکہ وہ اطراف دلکشا کوہستانی سبزہ زار رکھتے تھے چند روز تک دل کی خوشحالی اور دماغ کے تازہ کرنے
کے لئے قیام فرمایا اور حضرت مہد علیا خانزادہ بیگم کو اسی مقام مین بیماری پیش آئی اور مدت تک رہی اور دائمی رحمت سے
جاملین۔ آنحضرت ماتم داری کے قواعد بجالائے اور صبر کی مضبوط رسی کو پکڑکر کہ کارآگاہ بلند طبیعت رکھنے والون کی
شان ہے اور دانائی کے بھرے بلند دانش رکھنے والون کا نشان ہے اُس پردہ نشین کی روح کے راحت دینے
کے لئے ایسی خیرات اور نیکیان کہ شاہی خاندان کے لائق ہوسکتی ہین پیش پہنچانے والے ہوئے۔ اور وہان سے
بلند اقبال اور بیدار طالع کی رہنمونی کے ساتھ۔ کوچ بکوچ دارالسلطنت کابل کی طرف متوجہ ہوئے اور میرزا ہندال
نے قندھار کی نزدیکی مین بندگی اور فرمانبرداری اور اچھے اعتقاد کے قاعدہ کے موافق بساط بوسی کی سعادت حاصل
کی۔ اور آنحضرت نے پیدائشی مہربانیون کے تقاضے سے بیحد نوازشون کے ساتھ خصوصیت بخشی۔ اور اُسکے آنے
سے نہایت خوشوقت ہوئے۔ اور بہت سے لوگون کے آنے کا باعث ہوا۔ اور بہت سے سردار گروہ گروہ

کابل سے جلدی جلدی آئے۔ اور ہوا کی آمیزش اور اختلاف کی وجہ سے اس راہ (کوچ) مین بیماری اور وبا فیمند لشکر مین
پیدا ہوئی۔ اور بہت سے لوگ بنیتی کے بزرگ شہر کی طرف روانہ ہوئے (مرگئے) اور حیدر سلطان انہین مین سے
تھا۔ چونکہ ہوا کی مخالفت زیادتی رکہتی تھی اور ہمراہی فوج کم ہوگئی۔ میرزا ہندال نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ دولت
کے مناسب وہ ہے کہ اس جاڑے کے موسم مین لوٹ کر قندھار مین توقف فرماوین اور بہار کے آغاز مین لشکر کا سامان
اور سرانجام کر کے کابل کے فتح کرنے کے لئے ارادے کی باگ موڑین آنحضرت کے روبرو کوئی بات نہین فرمائی۔ اور جب
مجلس ختم ہو چکی میر سید برکہ کی زبانی کہلا بہیجا کہ اسکے باوجود کہ ہم تمہارے آنے اور یادگار ناصر میرزا کے (میرزا کامران
کے ساتھ سے) جدا ہونے سے خبردار نہ تھے ہم خدا کی مہربانیون پر بہروسا کر کے کابل کی جانب متوجہ تہے۔ اب کہ وہ
بات کہ جسکا گمان بھی نہ تہا ظہور مین آئی دیر لگانے کا کیا سبب ہے (یعنی جب حال یہ ہے تو ہم کسطرح کابل کے جانے
سے باز رہ سکتے ہین) اگر اپنے آدمیون کی رنج کشی اور محنت کی وجہ سے یہ بات دلمین لائے ہو تمہنے زمین داور اور دہ
حاروئتمکو عطا کی ہے اس جاڑے کو وہان آرام کے ساتھ گزارو اور جب کابل کی گرہ کھل جاوے ہمسے آملنا۔ میرزا
اس پیغام سے نہایت شرمندہ ہوا اور اپنی تقصیر کا عذر چاہا اور آنحضرت نے درست ارادے اور استوار امید کے ساتھ
قدم راہ مین رکھکر کام کی کشائش کے لئے ہمت باندہی راہ کے درمیان بابوس کا بھائی جمیل بیگ کہ میرزا کامران نے
اسکو اپنے داماد آق سلطان کا اتالیق کر کے غزنین مین چھوڑا تھا۔ آستانہ بوسی سے سربلند ہوا۔ اور بابوس کے
گناہون کی معافی کی درخواست کی اور اسکی یہ عرض قبول ہوئی۔ جب شاہی لشکر مقام شیخ علی پرکہ تمان وارقندی کے
اطراف مین واقع ہے ٹہیرا۔ میرزا کامران جہان فتح کرنے والے جہنڈون کی توجہ کی خبر کے سننے سے پریشان ہوا قاسم
برلاس کو اور بہت سے لوگون کے ساتھ آگے روانہ کیا اور قاسم مخلص تربتی کو میرزا کا میر آتش (داروغہ توپخانہ) تھا دیا
کہ جلکہ دوری نات کہ بابوس بیگ کے گھر کے نزدیک تھا توپخانہ لیجا کر قائم کرے۔ اور لوگون کے بال بچے کہ کابل کے قلعے
کے باہر تہے سب کو انتظام کر کے قلعہ کے اندر لے گیا اور قلعہ کی بنیادون کے مضبوط کرنے کے بعد غرور اور غفلت کے
ساتھ کابل سے باہر نکلکر بابوس بیگ کی قیامگاہ کے نزدیک بیٹھا (قیام کیا) اور فوجون کے ترتیب دینے اور صفون
کے تقسیم کرنے مین کوشان ہوا۔ اور موضع تکیہ خمار مین قاسم برلاس ایک جماعت کے ساتھ آگے آیا تھا کہ خواجہ معظم اور
حاجی محمد خان اور شیر افگن نے بادشاہی اقبال کے لشکرگاہ سے آگے بڑھکر ایک لائق غلبہ دیکہایا اور خدا کی مدد سے
کہ زبردست دولت کے آگے آگے چلنے والی تھی قاسم برلاس مقابلے کی تاب نہ لاکر بھاگا اور جب فوجون کے درمیان
فاصلہ کم رہگیا میرزا ہندال ہت التماس کے موافق۔ ہراولی کے منصب سے خصوصیت پائی (ہراول۔ جو سب کے
آگے رہے) اقبال کا لشکر خواجہ مٹاسا کے پشتہ سے گزر کر ارقندی کے اطراف مین اترنے کی بزرگی عطا فرمائی تھا کہ
بابوس اور جمیل بیگ اپنے آدمیون سمیت اور شاہ پردی خان کہ کبرویزہ اور بنگش اور نغز اسکے متعلق تھا آکر زمین بوسی

کے آداب بجالائے۔ اور بیحد مہربانیون سے انکی دلجوئی کیئے گئے ہوئے۔ اور اُنکے پیچھے خواجہ کلان بیگ کا بیٹا مصاحب
بیگ بہت سے لوگون کے ساتھ آکر شاہی خدمت کی سعادت حاصل کرنے والا ہوا۔ اور شاہانہ توجہ سے سربلند ہوا۔
اسی درمیان مین بابوس نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ توقف کا وقت نہین ہے دولت و سعادت کے ساتھ سوار ہونا چاہیئے
کہ سب لوگ چلے آرہے ہین حضرت جہانبانی دولت کے ہم قدم گھوڑے پر سوار ہوئے اور اسی درمیان مین علی قلی سفرچی
اور بہادر حیدر سلطان کے بیٹون کو کہ باپ کی ماتم پرسی مین تھے مہربانیون کا شامل کیا گیا کیا۔ اور تھوڑے عرصے کے بعد
قراچہ خان نے آکر زمین بوسی کی سعادت حاصل کی میرزا کامران نے وضعون کے صفحون مین بادشاہی اقبال کی
صورت اور اپنی بدبختی کا نقش دیکھکر خواجہ خاوند محمود اور خواجہ عبدالخالق کو اپنے گناہون کی معافی چاہنے کے لئے
شاہی خدمت مین بھیجا اور بعضی درخواستین خواجہ کے وسیلے سے عرض کین۔ آدہے کوس کا فاصلہ بادشاہی زبردست
فوجون اور میرزا کے لشکر کے درمیان رہگیا تھا۔ کہ خواجاؤن نے آکر ملازمت حاصل کی آنحضرت نے اُسکی درخواستون کو
خدمت مین حاضر ہونے پر موقوف رکھا اور دوسری عنایتون کے وعدون کو فرماکر خواجاؤن کو عزت وحرمت کے
ساتھ رخصت کیا اور خود مروت اور مردمی کی راہ سے توقف فرمایا اور چونکہ میرزا کی غرض خواجاؤن کے بھیجنے سے
تھی کہ بادشاہی فوج کے آگے بڑھنے مین تاخیر اور دیر واقع ہو اور خود اُسکو موقع اور فرصت ملے اور رات کی تاریکی کا
انتظار کرتا تھا کہ شاید آدہی رات کے بعد چلکر اپنے آپکو کنارے پر لیجا سکے۔ جب رات کی تاریکی کے پردے سے جہان
کو تاریک کیا اُسے کی تیرگی اور دل کی تاریکی سے خدمت مین حاضر ہونے کی سعادت اپنے لئے قرار نہ دیکر اُسنے بڑی جلدی
کے ساتھ اپنے آپ کو کابل کے قلعہ مین پہنچایا اور میرزا ابراہیم اپنے بیٹے کو مع اپنے بیبیون کے ہمراہ لے کر بنی حصار کی راہ
سے غزنین کی طرف روانہ ہوا۔ اور جب اُسکا بھاگ جانا شاہی کان مین پہنچا۔ تو بابوس کو اعتماد کے لائق ایک جماعت
کے ساتھ کابل کو بھیجا کہ وہان رہکر سپاہی اور رعیت سے کسی کو صدمہ و آسیب نہ پہنچنے دین اور سب کو بادشاہی
مہربانی کا امیدوار بنائین۔ اور میرزا ہندال اور ایک جماعت کو مقرر فرمایا کہ میرزا کا پیچھا کرین اور خود فتحمندی اور اقبال
کے ساتھ شہر کابل کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور مبارک گھڑی مین دولت کے نقارہ بجانے والون نے اقبال کا
نقارہ بلند آوازہ کیا اور فتحمندی کے علم بردارون نے شان وشوکت کے جھنڈون کو ستارون دار آسمان تک
پہنچایا۔ تیرہوین رات آذر ماہ جلالی مطابق شب چہارشنبہ بارہوین ماہ رمضان ۹۵۲ھ کو آسمانی مدد سے کابل کی
فتح کہ بے اندازہ فتوحات کا مقدمہ ہے حاصل ہوئی۔ اور کامگاری اور شادمانی کے اسباب لوگون کے دلو نپر کھلے۔ اور رات کی
دو گھڑیان گزری تھین۔ کہ آنحضرت نے کابل کے میدان کو دولت کی شعاع رکھنے والی تشریف آوری سے سربلند کیا۔
نویدی نے اس فتح کی تاریخ۔ کابل بگرفت (کابل کو فتح کرلیا) پائی اور ایک اور نے یہ مصرع۔ بے جنگ گرفت ملک کابل
از وے۔ (بغیر لڑے ملک کابل اُس سے لے لیا)۔ چونکہ میرے حضرت شاہنشاہ کی پاک ذات کے مبارک انشانوتمی

برکت سے خوشی اور خرمی کے دروازے کھل گئے تھے اور دولت و سلطنت کی بنیاد نئے سرے سے رکھی گئی تھی۔
حضرت جہانبانی کی نظر مین میرزا کامران کی شکست اور کابل کی فتح نہ آئی اور میرے حضرت شہنشاہ کی مبارک آمد کا
انتظار کرنے والے تھے۔ یہانتک کہ مبارک زمانے اور بہت اچھے وقت مین اُس عقل و دانائی کے جہان کو کہ اُسوقت
مین عنصری مدّت کے حساب کے موافق دو برس دو مہینے آٹھ روز کے تھے۔ حضرت جہانبانی کے حضور مین لائے۔
اور آنحضرت نے اُس نور پرور وایزدی (خدا کے نور کے پرورش یافتہ) کے فیض بخشنے والے اور خوشی بڑھانے والے
دیدار سے ظاہری اور باطنی خوشی حاصل کی۔ اور اُس اقبال کے باغ کے نئے پودے کی سلامت اور اُس خلافت
کے خاندان کے چراغ کی روشنی کے حاصل کرنے پر شکر کے سجدے بجالائے اور اس مبارک دولت اور اس بابرکت
بزرگی کے مقابلے مین خیرات اور نیکیون کے دروازے خواص و عوام کے لئے کھولے۔ اُس جہان کے روشن
کرنے والے دن کی صبح کو حضرت جہانبانی اقبال اور کامرانی کے تخت پر قرار پکڑنے والے ہوئے۔ اور تمام امیرون
وزیرون سردارون اور ساری فوج اور نوکرون چاکرون اور غلامون سے کورنش (جھک کر سلام کرنا) لی۔ اور
لوگون کے گروہ زمین بوسی کی بزرگی سے سعادت کے کامیاب ہوئے۔ اور آرزو کا ہاتھ دعا مانگنے کے لئے
اُٹھا کر خلافت کی دولت کی دائمی اور سلطنت کے جھنڈے کی بلندی بزرگ خدا کے آستانہ سے چاہی اور آنحضرت
نے عدل اور احسان کے دروازے اہلِ عالم کے مونھ پر کھولکر سارا جاڑا قلعہ کے اوپر بسر کیا اور خدا کی خوشنودی
حاصل کرنے اور لوگون کے تسلّی دینے مین کوشان رہے۔ اور اُن واقعات سے کہ اِن دنون مین ظاہر ہوئے یونس علی
اور موئد بیگ کی رحلت تھی کہ سلطنت کے سردارون اور عزت کی بارگاہ کے صدر نشینون (بالانشینون) سے تھے
اور انہین دنون مین شاہی کان مین پہنچا۔ کہ خواجہ معظم بیگ مقدم بیگ کے اتفاق سے چاہتا ہے کہ بھاگ
جاوے اور اپنے آپ کو میرزا کامران تک پہنچاوے یہ بات بزرگ دل کو ناپسندیدہ معلوم ہوئی۔ مقدم بیگ کو
کشمیر کی جانب جلاوطن کیا اور خواجہ معظم کو التفات اور اعتبار کی نظر سے گرادیا۔ میرے حضرت شہنشاہ کے
ختنہ کے دولت آراستہ کرنے والے جشن کی آرائش اور اقبال کے قاعدے کے موافق آراستگی اور اُس دولت کے
بوستان کے نونہال (نئے پودے) سے خارق عادت (خلافِ عادت بات) کا ظاہر ہونا۔ مراد بخشنے والے
بزرگون اور مبارک طبیعت رکھنے والے آقاؤن (بادشاہون) کی دلی توجہ کا رُخ ہمیشہ اسطرف ہے کہ کوئی
موقع ظہور مین لاکر بخشش کے مجمع کو گرم کرین (یعنی بخشش کے لئے موقع تلاش کرتے ہین) اور ایسے طریق پر کہ ممکنات
کے میدان کے عقدہ کے بھرے ہوئے لوگون سے محفوظ رہین (یعنی یہ بخشش ایسے طور پر عمل مین لاتے ہین کہ جس سے
دنیا کے سُست نظر چند ہی نگاہ رکھنے والون کو طعن و تشنیع کا موقع نہ ملے) پسندیدہ عبادتون کو کہ اُنمین
سب سے بڑھکر عبادت دلون کا ہاتھ مین لانا (دلون کا خوش کرنا) اور دلون پر ہاتھ رکھنا (دلون کو تسلی دینا)

ہے۔ رسم وعادت کے لباس مین پیش پہنچاتے ہین۔ چنانچہ ان دلون کو اقبال کی نسیم (نرم ہوا) تازگی کے ساتھ (از سر نو) چلی اور مقصود کا باغ نئے سرے سے شگفتہ ہوا۔ اُس اقبال کے باغ کے نئے پودے اور بزرگی اور بڑائی کے خرمایستان (چھوارون کے باغ) کے تازہ درخت کے ختنے کی رسمون کو جہان والون پر بخشائش کرنے اور انکو آسائش پہنچانے کا سبب بنایا۔ جہان کی روشن کرنے والی بہار کے آغاز مین کہ روح نباتی جنبش و خوشحالی مین تھی۔ اور شوق کا بُلبل پرواز مین تھا۔ ترجمہ شعر۔ بنفشہ نہر کے کنارے سے سر نکالے ہوئے تھی۔ زمین خوشبودار پھولون سے عنبر ایسی بُو رکھنے والی تھی۔ صبح سویرے کی نسیم مشک ایسی بو رکھنے کی وجہ سے۔ گویا کہ ہزارون نافے اپنی آغوش مین رکھتی تھی۔ ارتہ باغ کے اندر کہ نہایت دلکش اور دلکُشا ہے۔ دولت کا اترنا فرمایا اور دلون کے جمع لانے کی زیادتی کے لئے کہ حقیقت مین حضرت مولیٰ کی شکرگزاری ہے عیش و عشرت کے دروازے کھولے۔ اور کیکاؤس کے آئین اور کیقباد کے قاعدے تازہ کئے۔ اشارہ ہوا (شاہی حکم ہوا) کہ حضرات بیگمات اپنے اپنے مرتبون اور حالتون کے موافق اس خوشی بڑھانے والے باغ کو آراستہ کرین۔ اور شہر کے سردار (مجسٹریٹ) اور امیر چارباغ کی زینت بڑھائین۔ سارے امیرون نے کوشش کا پٹکا شوق کی کمر پر باندھکر اس کام کے لازمون مین کوشش کی اور شہر کے بڑے لوگون اور زمانے کے بزرگون نے اپنی اپنی قدرت اور حالت کے موافق عمدہ عمدہ کوششین پیش پہنچائین اور صنعتگرون اور پیشہ ورون نے اپنی اپنی دُکانین سجائین اور بازار رونق ہونے بنانے مین نہایت مُبالغہ عمل مین لائے اور بہت جلد ایسی آراستگی ہو گئی۔ کہ جسکا بیان تحریر کے اندازے سے باہر ہے۔ اور حضرت جہانبانی ہر روز تشریف لاکر شادمانی کی محفل آراستہ کرنے والے ہوتے تھے۔ اور ہر ایک مرتبے اور حالت کے موافق اُنکو بزرگ مہربانیون سے امتیاز کا شرف بخشتے تھے۔ اور اس شاہانہ جشن کے واقع ہونے سے پہلے قراچہ خان اور مصاحب بیگ اور بعضے دوسرے درگاہ کے مخصوص لوگ کہ حضرت مریم مکانی کے اقبال کے ڈولے کے لانے کے لئے قندھار کی طرف رخصت کئے گئے تھے دولت کے مقصد ور ہوکر وقت پر پہنچے۔ اور حضرت مہدِ معلّیٰ کی برکت بڑھانے والی آمد خوشی کے اسباب کی زیادتی کا باعث ہوئی۔ اور حضرت جہانبانی کے خوشبودار دل مین پہنچا۔ کہ حضرت شہنشاہی کی دانائی کی گہرائی کو کہ چھوٹی سی عمر مین خدا کی ہزارون شوکت کی چمکون کے ساتھ احوال کی پیشانی سے چمکتی تھی جہان کے چھوٹے اور بڑون پر ظاہر کرین۔ ساری پاکدامنی کے پردون کی پردہ نشین حضرات اور پاکی کے محلون کی پاک بیگمات اقبال کی چاردیواری کی بارگاہ مین ملازمت کی بزرگی سے معزز ہوئین دیکھنے والون کو دانائی سکھلانے کے لئے راہ راست پر لانے کے لئے حضرت شاہنشاہی کو عزت کے کندھے پر چڑھاکر سعادت کی مسند پر لائے۔ اور شاہی حکم کے موافق حضرت مریم مکانی ساری پاک دامن بیگمون کے درمیان داخل ہوکر بغیر کسی خاص نشان اور خصوصیت کے میرے حضرت شہنشاہ کے پاک حضور مین (روبرو) آئین حضرت

جہانبانی نے اشارہ فرمایا کہ وہ سلطنت کی آنکھ کی روشنی یا اُنکی اپنی بزرگ والدہ اُنکی پاکدامن بیگمات کے درمیان سے پہچانے آنحضرت نے خدا کے نُور کی مدد سے بھول چوک کرنے کی روک ٹوک اور شک وشبہ کی تکلیف کے بغیر پیدائشی دریافت اور ذاتی شناخت کے وسیلے سے معلوم کرکے اپنی پاک والدہ کی آغوش اور اُس پاکدامنی کے پردے کی صدرنشین کی گود مین جگہ اختیار کی (جا بیٹھے) اس نادربات کے دیکھنے سے کہ عادت کے تنگ صحن کے ظاہربینون کی سمجھون اور عقلون کی دنگ بنانے والی تھی قُرب کے بساط کے حاضرون سے شور بلند اُٹھا۔ (دیکھنے والے واہ واہ کرنے لگے) اور اس ازل کے پرورش یافتہ بزرگ اور تقدیر کے کارخانے کے عجیب شخص کی قدر کے پہچاننے والے ہوئے اور سب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ یہ دریافت جسمانی حواس کے عملون سے نہین ہے کہ جسکی وجہ سے چھوٹی بڑی عمر کا فرق متصوّر ہو بلکہ صرف روحانی دانش اور ربانی تعلیم ہے کہ اس اقبال کے چمن کے نئے میوے کے وسیلے سے پاک نور کی پوشیدگی کی جگہ سے ظاہر ہونی کی جائے ظہور مین چمکی ہے۔ سچ تو ہے (بیشک) دائمی تعلق یا پیدائشی علاقہ کو دوری کا پردہ روکنے والا نہین ہوسکتا ہے۔ اور باطنی نزدیکی کو ظاہری دُوری روک نہین سکتی ہے۔ اور جب ہم غور کرین تو دوری کی بھی گنجائش ہے۔ اسلئے کہ اس عمر کے گلاب کے درخت کے آغاز مین جاے ابتدا (خداوند عالم کے ساتھ نہایت درجہ نزدیکی حاصل ہوتی ہے یعنی ایسی چھوٹی عمر مین بچون کو جنابِ باری کے ساتھ بہت قربت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہستی کی خاص روشنیان اور صورت عنصری کی تکمیل اور ادراک کی راہون کی تحقیق (صاف کرنا) درجہ بدرجہ صورت پذیر ہوتی اور عالمِ تجرد اور تقدس (اور پاک اور مجرّد جہان) کے ساتھ نہایت مناسبت جلوہ نما ہوتی کہ نادانی کی تاریکی اور غفلت کی کثرت کو اُسکے اردگرد راہ نہین ہے۔ رازون کے عالم کے دوربینون پر پوشیدہ نہین ہے کہ یہ بلند دانش والا اگرچہ عنصری عالم اور ہیولائی مادّون کے لحاظ سے بچہ نظر آتا ہے لیکن فطرت کے آغاز اور پیدائش کی اصل کے اعتبار سے باپ دادے اور مان نانیان اُسکی وجہ سے پیدا ہوئی ہین اور وہ معنی کی راہون اور باطن کی پوشیدہ جگہون مین باپون کا باپ ہے۔ اور حضرت جہانبانی پر کہ آسمانی رازون کے پردہ دار تھے ظاہر تھا کہ ہستی نے جہان کے چمن کا آراستہ کرنے والا اس ہستی کی بہارستان کے نئے پودے کو اول تو اہل عالم کے مرتبون کی مقدارون کے دریافت کرنے کے لئے اور دوسرے زمانے کی پراگندگیون کے جمع لانے کے واسطے ظہور کے میدان مین لایا ہے۔ حاصل کلام حضرت جہانبانی ختنہ کے جشن کی رسم کے لباس (پردہ۔ آڑ) مین ظاہر اور باطن سے نعمت بخشنے والے کی شکرگزاری کے پسندیدہ طریقے پیش پہنچانے لگے۔ اور ہر روز ایک نئے طور پر اور ایک عمدہ پسندیدہ قاعدے کے ساتھ بادشاہانہ جشن آراستہ کرکے جان پیدا کرنے والے جہان کے آراستہ کرنے والے کا شکر بجالاتے تھے۔ اور اطراف وجوانب سے دین اور دولت کے بزرگ پہنچکر بادشاہی عام بخششون سے سعادت کے کامیاب ہوتے تھے اُن سب سے ایک یادگار ناصر میرزا بھی تھا کہ جسنے زمین بوسی کا شرف حاصل کیا۔ اور اُسکا مختصر

طور پر حال یہ ہے کہ اقبال کے جھنڈون کے حدود قندھار کے اندر نکلنے کے اثنا دمین وہ میرزا کامران سے جدا ہوا جیسا کہ لکھا گیا بدخشان کو گیا اور وہان سے کوئی کام کئے بغیر حضرت جہانبانی کی خدمت کی طرف متوجہ ہوا جس وقت کہ شاہی لشکر قندھار سے کابل کے تابع کرنے کو آرہا تھا۔ میرزا زمانے کی سختیان اُٹھانے کے بعد قندھار مین پہنچا۔ بیرم خان نے مہمانداری کے آداب مین بہت کوشش خرچ کی اور وہان سے شاہی حکم کے موافق اُن خوشی بڑھانے والے دلون مین حضرت جہانبانی کے پاک آستانے کے چومنے سے کامیاب ہوا۔ اور خسروانی جشن مین شامل ہوا اور میرے حضرت شہنشاہ کی بساط بوسی سے تازہ نشاط (خوشی) حاصل کی اور عنایت کی نظرون سے دولت پانے والا ہوا۔ اس خوشی بھرے زمانے مین کہ عیش وعشرت کی بہار کی آرائش کا وقت اور دولت واقبال کے باغ کی آراستگی کا وقت تھا۔ ایسی گھڑی مین کہ ستارے مبارک نظرون کے ساتھ جہان کے لوگون پر نور برسا رہے تھے۔ خدا کے باغ کے باغبان کی مجلس یعنی میرے حضرت شہنشاہ کے ختنے کا جشن ہزارون خوشی اور خُرمی کے ساتھ آراستہ ہوا۔ اہلِ عالم کی مقصدوری کے اسباب آمادہ ہوئے اور سعادت واقبال کے دروازے زمانے کے لوگون کے رُخ پر کُشادہ ہوئے ملکون کے چھوٹے اور بڑے بادشاہی انعامون سے حصہ پانے والے ہوئے اور سب طرفون کے ادنیٰ اور اعلیٰ بادشاہی بزرگ بخششون سے خوش دل اور خوش وقت ہوئے۔ زمانے کی تکلیفین اُلفت کے ساتھ ختم ہوئین اور جہان کی پراگندگیان دلون کے اطمینان کے ساتھ بدل ہوئین۔ امیرون نے ساچقین (ساچق۔ کپڑے اور شیرینی وغیرہ) بزرگ نظر شاہی سے گزرانین اور بڑے بڑے انعامون سے سربلند ہوے۔ اور اسی آئین بندی کے وقت مین آنحضرت نے دلون کے خوش کرنے اور دلون کے باہم میل جول کرنے کے لئے کہ مُلک ستانی اور فرمانروائی کا رُکن اعظم ہے۔ خواجہ ریگ روان کی طرف متوجہ ہو کر خوشیان منائین اور جہان کا اطاعت کیا گیا حکم صادر ہوا کہ امیر باہم کشتی لڑین۔ اور خود دولت اور اقبال کے ساتھ نظر کی ترازو مین جوڑین جُدا فرماتے تھے۔ اور آنحضرت امام قلی قورچی (داروغۂ سلاح خانہ) کے ساتھ کشتی لڑے اور میرزا ہندال اور یادگار ناصر میرزا باہم کُشتی کے لازمے بجالائے اور اسکے بعد بار غوان کے جنگل کے سیر کے لئے خواجہ سیاران کی طرف ارادے کی باگ موڑی اور خوش دل ہونے کی داد دی۔ اور دولت کے ساتھ لوٹ کر شاہی جشن کی نشاط افزائی اور عشرت پیرائی مین مشغول ہوئے۔ اور بلند آستانے کے ملازمون کو اُنکی وفاداری اور خدمت کے موافق اور لائق انعام ہر ایک کے حال کے موافق اور خلعت ہر فریق کے موافق عطا فرما کر امتیاز کی بزرگی بخشی۔ اُن مین سے یہ بھی ہے۔ کہ غزنی اور اسکی حدود میرزا ہندال کو اور زمین داور اور تیری اور اسکی حدود الغ میرزا کو عنایت فرمائی۔ اور سارے بندگی کے آستانے کے نسبت رکھنے والون کو اُنکی حالت اور مرتبے کے موافق

واجبی بخششون سے کامیاب فرماکر ظاہر اور باطن کے ملک کے تخت آراستہ کرنے والے ہوئے - اور لوگون
کے گروہ گروہ مہربانی کی فیض رسانی کے سایہ مین آسودہ حال ہوکر اطمینان کے ساتھ ہمنشین ہوئے - اور ان
واقعات سے کہ اس جشن کے درمیان ظاہر ہوئے - شاہ والا قدر شاہ طہماسپ کے ایلچیون کا آنا تھا فتح کی مبارکباد
دینے کے لئے آئے تھے اور لائق تحفے اور ہدیے لائے تھے - اور انکا سرگروہ ولد بیگ تھا - اور آنحضرت نے
اسپر شاہانہ مہربانیون سے نوازش فرمائی - دوسرے شاہی درگاہ مین میرزا سلیمان کی جانب سے ایلچی گری کے
طور پر مع عرضی اور پیشکش کے شاہ طغائی کا پہنچا تھا - اور میرزا نے جو کچھ کہ اپنے نہ آنے کے بارہ مین عرض
کیا تھا قبول کی عزت کے ساتھ نزدیک کیا گیا نہ ہوا - اور حکم الٰہی کی طرح جاری ہونے والا حکم اسکے آنے کے لئے
صادر ہوا - کہ اپنے یکطرفی اور سچی خیرخواہی کے طریق کو شاہی خدمت کی طرف متوجہ ہونے مین موقوف کرین
اور ان واقعات سے کہ جشن کے زمانے کے تمام ہونے کے قریب ظہور مین آیا میر سید علی کا آنا تھا کہ افغان بلوچ
کی ولایت مین زمینداری اور عزت و آبرو کے ساتھ ممتاز تھا - اور وضع دوکی کے نزدیک کہ سند کے متعلقات
اور پرگنات سے ہے قیام رکھتا تھا - اسنے سچائی کے قدم اور اخلاص کے سر کے ساتھ آستان بوسی کی سعادت
حاصل کی اور شاہی مہربانیون کا شامل کیا گیا ہوا - دوکی اسکو مرحمت فرمائی - اور اسی نزدیکی مین لونک بلوچ
کہ اپنے گروہون کے سردارون سے تھا اپنے بھائیون سمیت آکر زمین بوسی کی - آنحضرت نے اسکو بھی مہربانیون
کے اترنے کی جگہہ فرماکر ولایت شال اور ستنگ عنایت فرمائی - اور ان آنے والون کو مقصد ور کرکے جلدی سے
لوٹنے کی رخصت دی - کہ ایسا نہو کہ وحشی مزاج ان گاؤن کے پلے ہوؤن کی طبیعت پر غالب ہووے اور
دیر تک ٹہیرنے کی آب وہوا انکے حال کے موافق نہ آوے - اور ان واقعات سے کہ اسی زمانے کی نزدیکی مین
واقع ہوا وہ تھا کہ یادگار ناصر میرزا نے نصیب کی تاریکی اور دل کی نادرستی کی وجہ سے اگلی پچھلی مہربانیون کو تہ کیا
اور سب کو فراموشی کے طاق پر رکھ دیا - اور لڑنے کے لئے بد باطنی اور دشمنی کے راستہ پر کھڑا ہوا اور بدنصیبون
کے کہنے پر کہ انکا سردار میرزا عسکری کا کوکہ (دودہ شریک بھائی - دایہ کا بیٹا) مظفر تھا کان دہر کر بیہودہ خیال
اپنے دل مین لاتا تھا - جب یہ بات پے درپے بادشاہ کے کان مین پہنچی - اور سچی خبر دینے والون سے ثبوت
کی مہر تک پہنچ گئی خاص کرکے عبد الجبار شیخ سے کہ معتبر بہادر لوگون سے تھا اور مکاری سے اس مشورت مین کہ
فسادون کے اترنے کی جگہہ تھی رازداری اور شرکت رکھتا تھا بھی آکر معاملہ کی حقیقت کو تحقیق کی راہ سے عرض
کیا حضرت جہانبانی جنت آشیانی کا پاک دل ناخوش ہوا مظفر کوکہ کو پکڑکر سزائے قتل کو پہنچایا اور یادگار
ناصر میرزا کو بلاکر خواجہ خان کی زبانی غصہ کی بھری باتین کہلا بھیجین - انکا ماحصل یہ ہے کہ ہمارا گمان وہ تھا
کہ اس مرتبہ ہمنے نئے سرے سے تیری بڑی بڑی خطائین معاف کرکے تجکو بیحد مہربانیون کے ساتھ خصوصیت

بختی ہے - تو عبرت لیکر گزشتہ اور حال کے قصورون کا عوض کریگا - ناشکری کی بھی کوئی حد ہوتی ہے اور کوئی اندازہ ہوتا ہے - میرزا شرمساری کا سر آگے جھکائے تھا کبھی تو خاموشی سے اور کبھی انکار سے اور جان بوجھکر انجان بننے سے ٹالتا تھا - آنحضرت نے حسابی مخاطبات اور بادشاہی مُعاتبات کے بعد ابراہیم ایشک آقاسی اور اور لوگون کو حکم دیا کہ اسکو قید کرکے کابل کے قلعے نے اوپر اُس مقام کے نزدیک کہ میرزا عسکری قید مین تھا نگاہ رکھین - اور اُن سب واقعات سے کہ اِن دنون مین پیدا ہوئے چغتائی سلطان کا مرنا ہے کہ سلطانان مغول سے ایک جوان تھا اور حسن صورت اور سیرت مین یکتائے زمانہ تھا - اور حضرت جہانبانی کی خاص نظر مین ملحوظ اور حسن التفات سے منظور تھا - اُسکا اِس جہان سے رخصت ہونا حضرت کے پاک دل پر بہت گران گزرا لیکن خدا کی حکومت پر نظر کرکے کہ اُسنے بقا خاص اپنی واجب ذات کے لیے رکھی ہے اور فنا کو ممکنات کی ذاتون کے لیے ضروری کردیا ہے - اپنی درست اندیش عقل کے مشورے کے موافق رضا اور تسلیم کی استگاہ کی طرف رُخ کیا - میر الٰہی نے اُسکی تاریخ مین کہا ہے (شعر کا ترجمہ) سلطان چغتی خوبی کے گلشن کا گل تھا - اچانک موت اُسکو بہشتون کی طرف رہنمائی کرنے والی ہوئی - اُسنے گل کے موسم مین اس باغ سے سفر کا ارادہ کیا - بہت سے دل اُسکے غم کے سبب سے غنچہ کی طرح خون مین ڈوبے - مین نے اُسکی تاریخ ماتم زدہ بلبل سے پوچھی - وہ فریاد مین آکر بولی کہ گل از باغ برون شد (پھول باغ سے باہر گیا) - (۹۵۳)

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے پاک لشکر کی روانگی بدخشان کے تابع کرنے اور اُس ولایت کے فتح کرنے کے لئے اور وہ باتین جو اُن دنون مین ظاہر ہوئین

جب میرزا سلیمان کی برگشتگی صحت (صحیح ہونے) کے ساتھ ملی - اور تحقیق ہوگیا کہ فرمانبردار ہونے سے پھرے ہوئے ہے اور سرداری کا خیال اُسکے سر کو درد دیتا ہے - اور اس بیہودہ خیال سے تکلیف مین ہے - ع عجب لغو خیال ہے عجب بیہودہ خیال - اسلئے حضرت جہانبانی نے ۹۵۳ھ کے آغاز مین ارادے کی باگ بدخشان کی جانب پھیری - اور اُسکے برگشتگی کے سببون سے ایک وہ کہ کابل کی فتح کے بعد خوست و اندراب کہ میرزا کے قبضے مین تھے بادشاہ نے اپنی درگاہ کے ملازمون سے ایک کو عطا فرمائی تھی اور میرزا انکو اپنے قبضے مین لے آیا - اور چونکہ حساب اور معاملہ مین سارا بدخشان میرزا کو نہین پہنچتا تھا - آنحضرت

چاہتے تھے کہ قندوز اور اس حدود کو بھی بدل کر اپنے ملازمون سے ایک کو جاگیر مین دیوین - اور اسی پر جو
آنحضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے میرزا سلیمان کے باپ کو دیا تھا اکتفا فرماوین - اور شاہی سلطنت
وسعت پیدا کرے تو اُسکی جاگیر بھی بڑھائی جاوے - لیکن اسکے احوال کی نگاہداشت کے لئے قندوز کو
اُسکی حالت پر چھوڑ رکھا تھا - میرزا نے معاملہ نہ سمجھنے کی وجہ سے اپنے آقا سے رو گردان ہو کر علانیہ مخالفت
کا دروازہ کھٹکھٹایا اور اپنے نام پر خطبہ تیار کیا حضرت جہانبانی نے میرزا کی مخالفت کی آگ کے شعلے کے بجھانے
کا ارادہ مضبوط کیا اور حضرت شاہنشاہی کو دار السلطنت کابل کے اندر خدا کی حفاظت کی پناہ مین سونپکر
اچھی گھڑی مین نکلے - اور دولت و اقبال کے ساتھ مقام چاراک مین نیکبختی کا اترنا فرمایا - میرزا عسکری کو اس
لشکر مین ہمراہ لیا اور یادگار ناصر میرزا کے بارے مین فکر مند تھے - جب مبارک لشکر نے قرا باغ کے کوہستانی
سبزہ زار مین اقبال کا اترنا فرمایا جہان کی آراستہ کرنے والی راے نے اسپر قرار پکڑا - کہ یادگار ناصر میرزا کی
ذات کو ہستی کے عذاب سے چھڑا کر سلطنت کو امن و امان کی جاے قرار مین جگہ دیوین - کیونکہ اُسکے فتنے
اور شرارت کی آتش نزدیک ہے کہ خاندانون کو جلا ڈالے محمد علی طغائی کہ کابل کی نگہبانی اُسکے سپرد تھی - اس
مصلحت کی زبردست حکمت عملی کا اجرا اُسکی طرف رجوع کیا گیا نہایت سادگی اور ظاہر بینی کی وجہ سے اشارہ
کئے گئے کی زبان پر گیا کہ مینے تو کبھی ایک چڑیا کو نہین مارا ہے میرزا کو کس طرح قتل کر سکتا ہون آنحضرت نے
اُسکی نادانی کی وجہ سے درگزر فرماکر یہ خدمت کہ بالکل صلاح تھی محمد قاسم موجی کی طرف رجوع فرمائی اور اُسنے
رات کے وقت کمان کے چلہ سے موت کا تیر پہنچایا جب پاک دل میرزا اسکے شر سے جمع ہوا - خدا کی توفیق کی
رہبری سے کوچ بہ کوچ متوجہ بدخشانات کے ہوئے اور جب فتح کے جھنڈے اندراب کی حدود مین پہنچے
اور علی قلی اندرابی کا باغ بزرگی کی خیمہ گاہ ہوا میرزا سلیمان نے نامبارک الغیب کی ناموافقت کی وجہ سے
لڑائی کے ارادے پر قدم آگے بڑھایا - اور موضع تیرگیران پر کہ اندراب کے مواضع سے ہے اُترکر صف آرائی
مین کوشش کی - جب یہ خبر بادشاہ کے کان مین پہنچی - اس سے پہلے کہ خود دولت کے ساتھ سوار ہون
ہندال میرزا اور قراچہ خان اور حاجی محمد خان اور اور بہت سے تجربہ کار دلیرون کو آگے بھیجا اور بادشاہی
اور میرزا کی فوج کے درمیان بڑی لڑائی ہوئی - اور میرزا سلیمان ایک خندق کو اپنی پناہ گاہ بناکر لڑائی
کے لئے مضبوط ہوا تھا میرزا بیگ برلاس ایک تیراندازون کی جماعت کے ساتھ اُس طرف سے مردانگی اور
کمانداری کی داد دے رہا تھا میرزا ہندال اور قراچہ خان اور حاجی محمد خان نے بڑی بہادری سے ایک
اعلی لڑائی کی خواجہ معظم اور بہادر خان کے تیر لگا اور پیدل ہو گئے - اور والد قاسم بیگ اور جعفر بیگ اور
قراجین اور احمد بیگ اور دو غان بیگ کہ خاص بادشاہی سلاحدار یا بوڈی گارڈ تھے اور ایلچی کی ہمراہ

اس یورش مین درگاہ معلیٰ کے ملازمون کے اندر شامل تھے گھوڑے گر پڑنے کی وجہ سے زمین پر آ رہے اور دونو طرف سے لڑائی قتل گئی تھی۔ کہ دولت کی رکاب کے جان تصدق کرنے والون اور تجربہ کار لوگون سے بہت سے لوگ جیسے شیخ بہلول اور سلطان محمد فواق اور تغلغی سہرندی اور سلطان حسین خان اور محمد خان جلایر اور محمد خان ترکمان اور میرزا قلی جلایر اور میرزا قلی برادر حیدر محمد خان اور شاہ قلی نارنجی نے غیبی فتح دینے والے پر بھروسا کر کے مرزا بیگ پر حملہ آور ہوئے اور خدا کی مہربانی کی مدد سے خندق سے گزر کر تلوارین بلند کین اور چستی اور چالاکی کے ساتھ غنیم کی صفون پر پہنچے۔ مخالف نے مقابلے کی تاب اور اس اقبال کے گروہ کے صدمون کی برداشت نہ لا کر بھاگنے کی راہ اختیار کی اور شکست کو غنیمت شمار کر کے ہزارون پریشانی کے ساتھ پراگندہ ہوا۔ ہر طرف سے جنگ کے میدان کے دلاور اور لڑائی کے جنگل کے شیر ببر فتح اور فتحمندی کے میدان مین قدم لائے۔ اور حضرت جہانبانی ابھی تک تیزی و چستی کے ہوا قدم گھوڑے پر سوار نہ ہوئے تھے کہ فتح اور فتحمندی کا کروفر ہوش کے کان مین پہنچا اور زمانہ نے مبارکباد اور مبارکبادی کے لئے زبان کھولی۔ میرزا سلیمان کی پایداری کا پاؤن جگہہ پر نہ رہا۔ اور ناری اور اشکمش کی راہ سے خوست کے ایک درہ کی طرف متوجہ ہوا اور تولک طالقانی اور میرزا بیگ برلاس اور اوس سلطان کہ مغولستان کے سلطانون کی نسل سے تھے میرزا سلیمان سے جدا ہو کر آستان بوسی کے لیے آئے۔ میرزا ہندال اور اور بہادر لوگ بھاگے ہوؤن کے گرفتار کرنے کے لیے مقرر کئے گئے۔ خود بھی دولت اور اقبال کے ساتھ روانہ ہوئے۔ بہت سے بدخشان کے گھوڑے میدان کے شیر مردون کے ہاتھ سے گرے۔ اور آنحضرت بزرگی کے قاعدہ کے ساتھ کتل (جنگل کی بلند زمین) شاشان کی راہ سے درۂ خوست مین داخل ہوئے۔ میرزا سلیمان نے چند لوگون کے ساتھ بھاگنے کا راستہ اختیار کیا۔ اور کولاب کی طرف بھاگا بدخشان کے اکثر سردارون اور اُس سرزمین کے سپاہیون نے فوج فوج آکر زمین بوسی کی دولت حاصل کی۔ آنحضرت نے ہر ایک کی اُسکی حالت کے موافق دلجوئی فرما کر شاہانہ مہربانیون کے ساتھ خصوصیت بخشی۔ اور میوے کی وجہ سے پانچ چھہ روز خوست مین عیش کے آراستگی دینے والے ہو کر لوگون کی مراد بر لانے والے ہوئے۔ اور مرغابی اور کبک اور ماہی کا شکار فرما کر درشک کی طرف متوجہ ہوئے اور اُس حدود مین چڑیا کا شکار جال کے ذریعے کیا کہ وہان کے لیے خاص ہے۔ اور وہان سے کلاوکان کی طرف اقبال کا اُترنا واقع ہوا۔ اور وہان سے کشم دولت کے لشکر کے اُترنے کی جگہہ ہوا میرزا سلیمان نے اُس نزدیکی میں اپنا رہنا مناسب نہ دیکھا۔ اور دریاے آمویہ سے گزر کر چند لوگون کے ساتھ اُس حدود مین سرگردان رہا اور اُن واقعات سے جو کشم مین واقع ہوئے وہ ہے کہ خسرو نام ایران کے فرمانروا شاہ طہماسپ کے ملازمون سے بھاگ کر حضرت جہانبانی کی ملازمت مین آیا تھا ظاہر ہے کہ اُس سے کوئی نامناسب بات شاہ کی نسبت زبان سے نکل گئی تھی دو عنان بیگ اور حسین بیگ اور جعفر بیگ نے کہ شاہی قورچیون سے حضرت جہانبانی

کی رکاب مین تھے اِس بات کے سنتے ہی بازار کشم مین خسرو تک پہنچکر اُسکی گردن ماردی۔ آنحضرت کو یہ خودسری
ناپسند آئی۔ اُنکو گرفتار کرایا۔ اور چندروز کے بعد حسین قلی مہردار کی سفارش سے معافی کی رقم اُنکی خطاؤن کے خطہ پر
کھینچی گئی۔ اور جب بدخشان کے مُشکل کام سلطنت کے سردارون کے دل کی خواہش کے موافق صورت پذیر ہوئے
قندوز اور اُس حدود کو میرزا ہندال کو عطا فرمایا۔ اور بہت سے حصے بدخشان کے رکاب دولت کے ملازمون کو
جاگیر کے طور تقسیم ہوئے۔ منعم خان کو خوست کی تحصیل کے لئے مقرر فرمایا۔ اور بابوس کو طالقان کے اموال کی
تحصیل کے لئے بھیجا اور جہان کی آراستہ کرنے والی رائے نے اسپر قرار پکڑا۔ کہ بدخشان کی مُہمون کے سرانجام کی زیادتی
کے لئے اور سپاہ و رعیت کی آسودگی کے لئے قشلاق (گرمی بسر کرنیکا سرد مقام) قلعہ ظفر مین واقع ہووے اور اس
تکیہ ارادے کے ساتھ اُس حدود کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور جب موضع شاخدان پرکہ درمیان کشم اور قلعہ ظفر کے ہے
بزرگی کا اترنا ہوا۔ آنحضرت کا صحت سے ملا ہوا مزاج اعتدال کے مرکز سے کچھ کچھ پھر نے والا ہوا اور اس وجہ سے
دو مہینے اُس منزل مین قیام ہوا اس بیماری کے آغاز مین پے درپے چار روز تک بیہوش پڑے رہے۔ اور اس
سبب سے ناخوش خبرین لوگون کے مونہون مین پراگندہ ہوئین۔ اور جاگیر دار اپنی جاگیرون کو چھوڑ چھوڑ کر آنے
لگے اور میرزا ہندال اپنی جاگیر سے نادرست خیال کے ساتھ دوسرے سردارون کے اتفاق سے نکلکر آب کوکچہ کے
سرے تک پہنچا۔ میرزا سلیمان کے ہواخواہون نے جابجا سر اُٹھایا قراجہ خان یکجہتون (خالص وفادار لوگون) کی
ایک جماعت کے ساتھ آکر شاہی خیمہ پر ڈیرہ ڈالکر آبیٹھا اور میرزا عسکری کو فساد کا احتمال اسکے سبب سے تھا
قید کرکے اپنے خیمے مین لے آیا۔ اور خود آستانہ کا فرش بنکر خدمت اور بیمارداری کے لازمون مین اہتمام بجالایا
اور پاک حضور مین خواجہ خاوند محمود اور خواجہ معین الدین کے سوا کوئی نہ جاتا تھا پانچوان روز کہ صحت کا سرنامہ تھا
اُسمین کچھ افاقہ ظاہر ہوا۔ میر برکہ کورنش (جھک کر سلام کرنا) کے لئے اندر آیا جب آنحضرت کی نظر اُسپر پڑی
میر بہت اضطراب اپنے فدا کرنے کے لئے صحت کے شکرانہ مین ظہور مین لایا آنحضرت نے فرمایا کہ خدا نے
مجھکو بچالیا۔ میر نے زمانے کی پریشانی اور قراجہ خان کی پائداری سے کچھ تھوڑا سا بہت بزرگ عرض مین پہنچایا۔
آنحضرت نے قراجہ خان کو بلاکر بہت مہربانیان فرمائین اور اُسکی خدمت کے حق کے پہچاننے سے خوشنودی کا
اظہار کیا اور اُسی لحظہ عنایت کا فرمان اُس سلطنت کی نہر کے تازہ پودے اور اقبال کی نوبہار کے درخت سرو
یعنی حضرت شاہنشاہی کے دولت کے آراستگی دینے والے نام پر لکھا ہوا التغات کا کر کے ہمراہ فضیل بیگ کے
کابل کو بھیجا کہ مبادا ناخوش خبر وہان جاوے اور اُس نور پروردالہی کے چمکدار دل کے ملال کا باعث ہو۔
اور اُس مُلک کی تباہی کا سبب بنے۔ اور نیک اتفاقون سے وہ ہے کہ اُسی رات کو کہ بادشاہ کی مزاج
کی ناسازی کی غم بڑھانے والی خبر کابل مین آئی اُسی کی صبح کو فضیل بیگ عنایت کا سرنامہ رکھنے والے

ذیان کے ساتھ پہنچا اور اُسنے صحت کی خوشخبری اور عافیت کا مژدہ پہنچا کر کلفت (رنج) کو رفع کیا اور سب کے
احوال کی پایداری اور انتظام کا باعث ہوا اور آشوب کا شعلہ بیٹھہ گیا میرزا ہندال لوٹ کر اپنی جگہہ کی طرف
گیا اور ہر شخص نے اپنی جاگیر کی طرف لوٹنا کیا اور اُن واقعات سے جو اس سال مین واقع ہوئے خواجہ سلطان
محمد رشیدی کا مارا جانا ہے کہ منصب وزارت رکہتا تہا - اور ایک مختصر بیان اُس واقعہ کا یہ ہے کہ خواجہ معظم
نے اُس آوارہ لوگون کی جماعت کے اتفاق سے کہ جنکی عقل کا دماغ پریشان تہا ایسے ناقص اندیشہ بدمذہبون
اور احمق بدعقلون کی ملت اور مذہب کی تعصب بھری باتون کو اختیار کیا کہ جو کسیطرح کی غور و فکر اصل
مقصود مین نہین رکہتے ہین اور لفظی مشقتون مین لپٹے ہوئے ہین نہ اُنکے جان کے دماغ کو حقیقت اور انصاف
کی خوشبو سے کوئی خبر ہے اور نہ اُنکی دریافت اور سمجھ کا درخت معرفت کے پھولون سے کوئی پھل درمیان مین
لائے ہوئے ہے اور بیدیانتی کو دین کی طرفداری خیال کر کے اس سال کے رمضان کی اکیسوین شب کو
خواجہ مذکور کے گہر مین داخل ہو کر روزہ کھولنے کے وقت نادانی کی تلوار کے آب سے والپسین (آخری) شربت
کے ساتھ افطار کرایا اور بادشاہی فرمان قہر سے کہ خدا کے عذابون کا ایک نمونہ ہے ڈر کر بھاگنے کی راہ اختیار
کی - اور جب یہ خبر شاہ کے کان مین پہنچی - آدمی اُس بے اعتدال کے پکڑنے کے لیے مقرر ہوئے - اور حکم
خدا ایسے جاری ہونے والے فرمان اُن ملکون کے کارپردازون کے نام کہ ان بدنصیبون کی پناہ کی جگہہ تھے
صادر ہوئے - محمد علی طغائی اور فضیل بیگ اور اور لوگ کہ میرے حضرت شہنشاہ کی خدمت مین سربلند تھے
کابل کی مہمون کے انتظام مین اہتمام رکہتے تھے شاہی فرمان کے مضمون پر اطلاع پانے کے بعد خواجہ معظم
اور اُنکی ہمراہی لائے گئے اور قید کیے گئے اور جب موضع شاخدان مین حضرت جہانبانی کے روشن مزاج
پر صحت کے آثار ظاہر ہوئے خدا کی مہربانیون کے گھیرے ہوئے ہوادار مین بیٹھکر قلعہ ظفر کی طرف متوجہ
ہوئے - مولانا بایزید کہ طبابت سے بہرہ مند تھا اور میرے حضرت شہنشاہ کے معلم ہونے سے نامزد تھا -
اور اُسکا دادا سکندر ایسا مرتبہ رکہنے والے ارسطو ایسا نشان رکھنے والے میرزا الغ بیگ کی ملازمت مین
خصوصیت رکھتا تھا وہ ستارہ شناسی کے چبوترے کے حساب لگانے والون سے تہا اُسنے اس بیماری
مین پسندیدہ خدمتین اور لائق تدبیرین پیش پہنچائین اور جب قلعہ ظفر مین اُترنے کا اتفاق ہوا تھوڑے
ہی زمانے مین پاک مزاج طبعی اعتدال پر آگیا اور حضرت جہانبانی کی صحت کی تکمیل سے عیش و عشرت
کا سرمایہ اہل عالم کے آرزو کے ہاتھ مین آیا اور شاہی حکم کے موافق ایک دوا کا گھر تعمیر ہوا اکثر اوقات
اُس تندرستی بڑھانے والے مکان مین رہکر مقصدوری اور دادبخشی فرماتے تھے اور وہان سے شیر افگن
ولد قوچ بیگ کو کہمرد اور ضحاک اور بامیان عنایت فرما کر رخصت فرمایا اور زیادتی توجہ سے مبارک زبان

پرلائے کہ جب شاہی لشکر کابل مین اقبال کا اثر تاکریگا غور بند تیری جاتگیر مین اضافہ کیا جائیگا اور آنحضرت تسقاول (لوگون کو نیچی زمینون مین گھیر کے ڈھکیر ہٹاتے اور ہرنون کو بھگاتے تاکہ گھاتون نے نکلکر انکو پکڑین) کے شکار کے لئے کہ بدخشان کی زبان مین اسکو شکار نخلم کہتے ہین تفریح طبع فرماتے تھے۔ اور آنحضرت کے بدخشان مین قیام فرمانے کے خوف سے ساری توران زمین مین ہل چل مچ گئی سارے ازبکیہ جمع ہوکر اندیشہ مند تھے اور انکو کوئی تدبیر جنگ کے موافق نظر نہ آتی تھی۔

میرزا کامران کی فتنہ انگیزی اور اسکے کابل پر غلبہ کرنے کی گرد مین حکمت کے رازون کا پردہ کھولنا

قانون ہے پرانا اور عادت ہے جاری کہ جہان کا پیدا کرنے والا خدا جب چاہتا ہے کہ ایک اپنے مقبول اور چہیتے بندے کو اہل جہان کی فرمانروائی (حکومت) کی مسند پر جگہ دیوے اور ملک آراستہ کرنے کے تخت پر قائم (جگہ پکڑنے والا) کرکے جہان والون کے دلون کی باگ اسکے قدرت کے قبضے مین سونپے بے انتہا نعمتون کی قدر کی زیادتی کے پہچاننے کے لئے جو اسکے واسطے غیب کے عالم مین آمادہ اور موجود ہوتی ہین۔ آغاز حال مین (شروع مین) اس دولتمند (صاحب اقبال) کو طرح طرح کی رنج و محنتون کے تجربون کے اٹھنے کی جگہ اور قسم قسم کی مصیبتون کے باہم ایک جگہ اترنے کی جاے انداخت بناتا ہے تاکہ مرتبون کا پہچاننے والا ہوکر اپنے سلوک (راہ چلنا۔ نیک روی کرنا۔ رویہ۔ برتاؤ) مین غضب اور مہربانی کشادگی اور گرفتگی۔ خوشی اور غم کا اندازہ نگاہ رکھے۔ چنانچہ اگلی پرانی کتابون کے واقعہ نگارون اور قدیمی داستانون کے پہچاننے والون پر روشن ہے اور چونکہ پاک ذات اس جلال اور جمال الٰہی کے دو سمندرون کی جمع ہونے کی جگہ یعنی حضرت میرے شاہنشاہ کی ازلی سرنوشت پیدائشی بنیاد مین یعنی اصل پیدائش مین دانائی کے مرتبون کے لئے نامزد (مخصوص کی گئی) ہے۔ اور جہان کے آراستہ کرنے والے خدا نے بغیر اسکے کہ کوئی ان مین سے کسی آدمی کی تعلیم کا احسان مند ہووے انکو دانا دل استاد اور دور بین روشن ضمیر پیدا کیا ہے ان حالتون کا اثر ظاہر ہونا مہربانی اور غضب کے طریقون کے سکھلانے اور خود بینی (غرور) اور بشریت کے جلانے کے لئے نہ تھا بلکہ متقابلہ صفتون کی روشنیون اور متضادہ اسمون کے اثرون کا ظاہر ہونا۔ کامل ہونے اور کامل کرنے کے تقاضے سے پردہ کھولنا رکھتا تھا۔ لہذا ان واقعات کم سنی کے آغاز مین ظاہر ہونا ظہور مین آیا کہ جو ایسا وقت تھا کہ جبین پاک دل نامناسب باتون کے دریافت کرنے سے بیفکری رکھتا تھا اور ان

حقیقت کی جُڑی باتون کے ذکر سے عبرت اختیار کرنے والے ہوشمندون پر ظاہر ہوتا ہے کہ ظاہر بینون کی نظر کے
لئے ان حادثون کا ظہور تعلیم کی فیض پہنچانے والی باتون اور تفہیم (سمجھانے) کی زیادہ کرنے والی باتون سے - اور
حقیقت شناسون کی بصیرت (عقل و دانائی) کی آنکھ مین علیم قدیم (خدائے دانا) کی ذات کی ضروری روشنیون
کی قسم سے ہین اور جبکہ وکیلان قضا و قدر خدائے واحد کی درگاہ کے دور ہوئے ہوؤن سے ایک کو حیرت کے بیابان
کا آوارہ بنا کر بلا کا کڑوا پانی اُسکے حلق مین ٹپکاتے ہین اکثر شکایت اور شکوہ کا شکن (بل) اُسکے قبول کی پیشانی
مین ڈالکر اوسکو طرح طرح کی ناشکر گزاری کے نکلنے کی جگہ بناتے یا کرتے ہین اور قسم قسم کے ظلم اور بے انصافی کا ظاہر
کرنیوالا کرتے ہین تاکہ اُسکو دائمی اور ہمیشگی کے عذاب مین ڈالین - اور یہ میرزا کامران کے حال کی مثال ہے کہ اپنے
ولی نعمت اور بڑے بھائی اور ازل و ابد کے بزرگ بنائے ہوئے اور خدا کے مقبول اور وقت کے بادشاہ اور منصف حاکم
کے ساتھ لڑتا ہے اور خدا کے اتنے بندون کی عزت اور آبرو اور مال اور جان کو بربادی کی جگہ مین ڈالتا ہے مختصر طور پر
یہ ہے کہ اس خوشی کے وقت مین کہ دل کا وسعت آباد طرح طرح خوشی اور خوش حالی اور طرح طرح بے غمی اور بیفکری کے
سبب سے عیش کا بُستان سراسے (خانہ باغ) بنا ہوا تھا اسکو یعنی دل کے وسعت آباد کو ایک عجیب نظر بدل گئی
اور وحشت کا نشان رکھنے والی خبر آئی کہ میرزا کامران نے بے اعتدالی (بدحرکتی - زیادتی) کی راہ سے فتنہ کی گرد
اٹھائی ہے اور اچانک دار السلطنت کابل پر آ ٹوٹا ہے اور اسکو اپنے قبضے مین لایا ہے اور شیر افگن ناعاقبت اندیشی
کرکے میرزا کے پاس چلا گیا ہے حضرت جہانبانی (ہمایون) کا پاک نشان رکھنے والا دل اوّل تو میرے حضرت شاہنشاہ
کی وجہسے اور دوسرے وہان کے رہنے والون اور رعیت کی غمخوارگی کے سبب سے کہ جہان کے پیدا کرنیوالے کی
نادر امانتین ہین اور عدالت (انصاف) کی نظر مین انکی پرورش اولاد کی پرورش سے کمتر نہونا چاہیئے اور تیسرے
میرزا کے حد سے بڑہنے اور جور و ستم کرنے کے سبب سے پریشان ہوا - اور بلند ہمت کو اس پریشانی کے دفع فرمانے
کے لئے متوجہ فرما کر اس حملہ کے سرانجام دینے کے واسطے ایک عمدہ انتظام ظہور مین لائے - اور اس نادر کتاب (اکبرنامہ)
کا لکھنے والا ابو الفضل حالات کے بیان کے پورا کرنے اور واقعات کی تفصیلون کے گھیرنے کے لیئے قلم کے گھوڑے
کی باگ کلام کی درازی کے بڑھانے کی جانب سے موڑ کر اصلی مقصد کی طرف دوڑاتا ہے اسلئے ایک مختصر سا بیان
جملہ معترضہ کے طور پر لکھتا ہے - تاکہ سخن کے آب شیرین کے پیاسا سالب رکھنے والون کو سیراب کرے اس حال کا
خلاصہ یہ ہے کہ جب اقبال کا لشکر (شاہی لشکر) قندھار کو فتح کرکے کابل کے ملکون کی حدون مین آیا - کابل کا تمام
لشکر اور اُس سرزمین کے آدمی حضرت جہانبانی (ہمایون) کے مبارک بخش آنے کی خوشخبری سے خوشوقت ہو گئے
اور میرزا سے جدا ہو کر فوج فوج اور گروہ گروہ بلند بارگاہ فرمانبرداری اور ماننے کا سر جھکانے لگے میرزا ہدایت
کے راستہ اور ارادت اور اطاعت کی پگڈنڈی سے برگشتہ ہو کر پریشانی اور ناچاری کے بیابان مین آوارہ ہوا اور

۲۰۱

غزنین کا راستہ لیا اور ملازمت یعنی بادشاہ کے حضور کی حاضر باشی کی سعادت کے پانے سے نفرت کرنے والا
ہوکر بھاگا میرزا ہندال اور مصاحب بیگ اور دوسرے لوگون نے اُسکا پیچھا کیا جیسا کہ فتح کابل کے آغاز مین
عرض کیا گیا جب میرزا کا نشان ظاہر نہوا اور اُسکے راستے سے گرد نہ اٹھی یہ پیچھا کرنے والے شاہی حکم کے موافق
لوٹکر کابل کو آئے میرزا کامران نے جسقدر جلدی ہو سکا اپنے آپکو غزنین مین پہنچایا اُن شہرون کے باشندو
اور حاکمون کے نصیب نے اُنکی مدد کی کہ اُنھون نے غزنین کے قلعہ کو بند کر لیا اور خواہش کا دروازہ اُسپر نہ کھولا
ہر چند میرزا نے مکر کیا مگر مین نہ پہنچا- وہان سے خضر خان ہزارہ کے گھر کی طرف گیا- خضر خان مہمانی کی رسمین
اور آداب بجا لاکر میرزا کو بیتری سے لے گیا اور وہان سے داور زمین کی طرف لے گیا میر خلیفہ کا بیٹا حسام الدین جو
داور مین تھا اُسنے قلعہ کی مضبوطی کرکے مردانہ لڑائیان کین اور مردانگی کے ساتھ قلعہ کو نگاہ رکھا جب یہ خبر برتر
سامعت مین پہنچی یعنی جب یہ خبر بادشاہ نے سُنی غزنین کو میرزا ہندال کو عطا فرمایا اور زمین داور اور اُسکے اطراف
میرزا الغ بیگ کے لیئے مقرر کیئے اور عَلَم اور نقارہ اور تومن (دس ہزار فوج) طوغ (خروج کا نشان) یا دس ہزار
فوج کا فوجی نشان یا جھنڈا افضل و احسان (بخشائش و انعام) کے شامل کر کے اُسکو اُس طرف مقرر فرمایا
اور فرمان مہربانی کا سرنامہ رکھنے والا بیرام خان کے نام صادر ہوا کہ یادگار ناصر میرزا کہ دولتخواہی (خیر خواہی)
کے لیئے وہان آیا ہوا ہے اُسکو الغ میرزا کے ہمراہ کرکے میرزا کامران کے سر پر بھیجے- اور ایک فرمان شاہی یادگار
ناصر میرزا کے نام بھی مبارکی کے ساتھ جاری ہوا کہ میرزا الغ کے ساتھ ملکر میرزا کامران کے فتنہ کو دفع کرے اور
اس خدمت کے اندر کوشش کرنے کے وسیلے سے گزشتہ تقصیرون کے بدلے اور عوض بلند جگہون پر پہنچنے
والا ہووے- یہ دونون میرزا باہم ملکر قندھار سے داور زمین کی طرف متوجہ ہوئے جبکہ میرزا کے لشکر مین فتحمند
لشکرون کے آنے کی خبر پہنچی قوم ہزارہ کے لوگ پریشان ہوگئے اور جنگل بیابان کو نکل بھاگے اور میرزا کامران
اپنے آپکو کنارہ پر کھینچکر یعنی علیحدہ ہوکر بکر کی طرف روانہ ہوا اور شاہ حسن ارغون سے پناہ مانگی- میرزا الغ بیگ
نے اپنی جاگیر مین قیام کیا اور یادگار ناصر میرزا نے پاک ملازمت کے حاصل کرنے کا احرام باندھا یعنی ارادہ
کیا اور دار السلطنت کابل مین ملازمت کی سعادت حاصل کی جیسا کہ بیان ہوا- اور میرزا کامران سندھ کی
حدود مین رہا اور تتہ کے حاکم کی بیٹی کو کہ جس سے پہلے منگنی کی تھی اپنے نکاح مین لایا چندروز تک وہان فتنہ
اور فساد کے خیال مین بیٹھا کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے بہت کمزور ہونے کی خبر سُنکر جو بدخشان کی حدود
مین آنحضرت کی ناحق حال ہوئی تھی اور اُسکے بعد نامبارک خبرین پہنچی تھین یعنی یہ مشہور ہوگیا تھا کہ مرگئے-
میرزا نے تتہ کے حاکم سے مدد چاہی اور کابل کے جانے کا ارادہ کیا تتہ کے حاکم نے اُسکو بڑی مطلب رسی سمجھکر بہت
سے لوگون کو میرزا کے ہمراہ کیا بعضے اسیر اتفاق کرنے والے ہوئے کہ پہلے قندھار کو لینا چاہیئے پھر کابل

کی طرف رُخ کرنا چاہیے چونکہ قندھار بیرام خان کے انتظام سے کامل طور پر مضبوطی رکھتا تھا کابل کے لینے کی ٹھان کر سیلے خوفی کے پاؤن سے دوڑا اور قلاب کی حدود مین سوداگر افغانون کی جماعت تک پہنچکر کہ گھوڑے لیجا رہے تھے اُنسے زبردستی گھوڑے چھینکر اپنے لوگون کو بانٹ دئے۔ اور وہان سے غزنین کی طرف چلا اچانک غزنی مین جا پہنچا میرزا ہندال کی طرف سے زاہد بیگ قلعہ کے اندر مستی اور غفلت مین زندگی گزارتا تھا اُس رات کہ میرزا غزنین مین آیا زاہد بیگ شراب کے نشے مین چُور تھا عبدالرحمن قصاب کے اتفاق سے میرزا کے آدمی کمند کے وسیلے اوپر گئے اور قلعے کو اپنے قبضے مین لے آئے اور زاہد بیگ کو مست میرزا کے حضور مین لائے اور ان بدمستون (میرزا کے لوگون) نے مستی ہی کی حالت مین اُسکو زندگی کی بلندی سے موت کی پستی مین ڈالا۔ میرزا نے اپنے داماد دولت سلطان کو غزنین مین چھوڑا اور بکر کے بہت سے لوگون کو ملک محمد کی ماتحتی مین جو تتہ کے حاکم کے معتبر لوگون سے تھا کمک (مدد) کے لئے چھوڑ کر بڑی جلدی کے ساتھ روانہ کابل کو ہوا۔ اور صبح سویرے بغیر کسی خبر کے کابل مین جا پہنچا پہلے ٹوپی بنانے والون کے دروازے کے نزدیک آیا اور محمد طغائی کا حال دریافت کیا کہ کابل کی حکومت اُسکے سپرد تھی معلوم ہوا کہ حمام کے پانی اور آگ کے درمیان ہے یعنی اسوقت حمام مین غسل کر رہا ہے یقیناً یہان بھی بدمستی کا نشہ اُسکو (محمد طغائی کو) غفلت کے خمار مین ڈالے ہوئے تھا علی قلی لعلی کہ میرزا کے سلاحدارون سے تھا حمام کے اندر جاکر محمد علی کو ننگا حمام کے باہر لایا اور میرزا نے اُسکو شمشیر کے آب سے غسل دیا اور خود متوجہ قلعہ کے اندر ہوا پہلوان اشتر نے کہ دروازہ آہنین (لوہے کا دروازہ) اُسکی نگہداشت کے اندر تھا اپنے قرارداد عہد و پیمان۔ یا خفیہ سازش کے موافق کھول دیا اور میرزا شہر کے اندر گیا اور شہر کابل میرزا کامران کے قبضے مین آیا اور اُس صبح کے وقت مین کہ یہ واقعہ ظاہر ہوا۔ حاجی محمد کوتوال نے آکر میرزا کو دیکھا یعنی میرزا کے سلام کو آیا میرزا نے کہا کہ مین کیونکر گیا اور آیا اِسنے جواب دیا کہ شام کو گئے اور صبح کو لوٹ آئے۔ میرزا نے جاکر قلعے کے اوپر آرامگاہ بنائی۔ شمس الدین محمد خان اتگہ میرے حضرت شاہنشاہ کو بزرگون کی عزت و وقار و بزرگی کے قاعدہ کے موافق میرزا کامران کے روبرو لایا۔ میرزا اُس بزرگیون یا کرامتون کے جائے ظہور کو دیکھکر بے اختیار نرمی اور ملائمت مین آیا اور طرح طرح کی مہربانیان کرکے آنحضرت (اکبر شاہ) کو کہ جان بخشنے والے نگہبانی کرنیوالے خدا کی حمایت کی پناہ مین اطمینان خاطر رکھنے والے تھے۔ اپنی کم عقلی اور کمینگی سے اپنے لوگون کے حوالہ کیا جب میرزا کامران کابل کو اپنے قبضے مین لایا۔ اور طرح طرح کے زور و زبردستی کے حکم اور درازدستی کو اپنی ہمت کا آگے رکھا ہوا بنایا یعنی طرح طرح کی زبردستی اور ظلم درازدستی کرنے پر آمادہ ہوا۔ اور اُسنے لوگون کا مال لینے اور مخلوق کا خون بہانے کے لئے جور و ستم کا ہاتھ کھولا۔ اُسنے بہتر اہل اور مہتر وکیل کی آنکھون مین

کہ بادشاہی خاص غلام سے سلائی کھینچی - اور حسام الدین بیٹے میر خلیفہ کو کہ حضرت نے اپنی ملازمت کے لئے
بلایا تھا اور اُسکی جاگیر اُلغ میرزا کی طرف نقل ہوئی تھی اور وہ اسی نزدیکی مین کابل آیا تھا وادار زمین کے
مضبوط کرنے کے بدلا لینے کے لئے اُسکے خوبصورت اعضا کا ٹکڑا ایک بہت بُری حالت سے موت کے پنجے
مین دیا - اور چولی بہادر کو کہ پسندیدہ خدمت کے دولتخواہون سے تھا قتل کر ڈالا اور خواجہ معظم اور بہادر خان
اور اتگہ خان اور ندیم کوکہ اور اَور بہت سے شاہی مُقرب ملازمون کو قید مین ڈالا اور ظاہری اور باطنی وبال
اور دین اور دنیا کی بدنامی اپنے لئے آمادہ کی ہمیشہ مکر کی تحریرون سے آدمیون کو گمراہ بناتا اور بہکاتا تھا
اُن سب سے شیر افگن کو فریب مین لایا اور حسن بیگ کوکہ اور سلطان محمد بخشی کو مکر و فریب سے جدا کیا اور کم
حوصلہ کمینہ طبیعت بے حقیقت لوگ ایک تھوڑے سے فائدے کے گمان پر زمانے کی خاک اپنے لالچ کے پیالے
مین ڈالکر بے حقیقتی کا راستہ طے کرنے لگے اور یقیناً کابل کے لینے کے عمدہ اسباب لوگون کی بے اتفاقی اور
غفلت اور بیدار نہ رہنا اور بے خبر بننا اُنکا ہوا اسلئے کہ اُس زمانے مین محمد علی طغائی حضرت جہانبانی کی طرف
سے شہر کا داروغہ تھا لیکن ہمیشہ غفلت کا راستہ چلتا تھا اور دور اندیشی کی شرطین بجا نہین لاتا تھا - اور
فضیل بیگ بھی شہر مین اپنے لئے دُکان علیحدہ سجا کر گمان استقلال کا لیجاتا تھا اور آپسمین حوصلہ کی کوتاہی اور
معاملہ تک نارسائی کی وجہ سے مخالفت ظہور مین لا کر اپنے پانون پر کلہاڑی مارتے تھے جب کابل میرزا کے تصرف
مین آیا اُسنے ہمیشہ سپاہی کے جمع کرنے اور فتنہ کے سرانجام دینے کے لئے اہتمام کیا اور بہت لوگ اُسکے
پاس جمع ہوئے ایک روز شاہی قلعہ کے اوپر بیٹھا تھا ولد بیگ اور ابوالقاسم اور اَور بہت سے لوگ شاہی توجہون
سے کہ رخصت پاکر ارادہ کرنے والے عراق کے تھے - میرزا کے دیکھنے کو آئے اور حضرت شہنشاہی بھی اپنی پُرنور
موجودگی سے میرزا کی محفل روشن کرنے والے تھے میرزا کے معتمد اور مخلص لینے اور کھینچنے کے درپے تھے اور اطراف
کے لوگ کہ درحقیقت حلوائی کے دُکانچہ کی مکھیان ہین ایک دوسرے پر گرتے تھے ابوالقاسم کے نیک خدمتی
کا خیال دلمین آیا ولد بیگ سے آہستہ کہا کہ نمک کھانے کا حق وہ ہے کہ ہم تیسون جوان متفق ہوکر دلیرون
کی طرح ارادے کو ظہور مین لائین اور میرزا کا کام تمام کرکے اس دولت اور اقبال کے بہارستان کے تازہ پودے
یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کو بزرگی کے لئے اُٹھائین (بادشاہ بنائین) ولد بیگ نے کہ لڑائی کا مرد تھا
اس خیال سے سستی کرکے کہا ہم مسافر ہین ہمکو اس غیر ضروری کام سے کیا کام - اور چونکہ ہر ایک کام کا
سررشتہ ایک خاص وقت پر موقوف کیا گیا ہے ممکن نہین ہے کہ وقت سے پہلے ظہور مین پہنچے -

حضرت جنت آشیانی کی پاک جلوسی فوج کا بدخشان سے کابل کی طرف کوچ کرنا اور اُسکا محاصرہ کرنا

جبکہ میرزا کامران کے فتنے اور آشوب کا قضیہ حضرت جہانبانی کے پاک کان مین پہنچا سردی کی شدت اور برف و باران کے کثرت کے باوجود شاہی ارادہ پختہ ہوا کہ آب درہ کے راہ سے روانہ ہوکر فتنے اور فساد کے شعلے کو بجھاوین۔ پہلے مہربانی کا فرمان میرزا سلیمان کو بھیجکر اُسکی خطاؤن کو معاف فرمایا اور اُس آوارگی کے بیابان کے حیرت کے مارے کو از سر نو گھر بار عطا فرمایا اور وہی مقامات کہ حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی نے میرزا سلیمان کے باپ کو عطا فرمائے تھے اُنکے بخشنے سے میرزا کا عزت کا سر بلند کیا اور قندوز اور اندراب اور خوست اور کہمرد اور غوری اور وہ حدود میرزا ہندال کی جاگیر مین مقرر ہوئے اور خدا کی توفیقون کی رہنمائی سے ایک بہت مبارک وقت مین ارادے کی باگ کابل کی طرف پھیری اور چند روز تک برف اور مینہ کے لگاتار اور برابر برسنے کی وجہ سے طالقان مین ٹھہرے اور اوزبکیہ نے آنحضرت کے لوٹنے کو بڑی غنیمت اور بڑا مراد کو پہنچنا سمجھا اور ہر ایک نے اپنی جگہ اور مقام مین آرام پکڑا سارے توران مین شاہی لشکر کے خوف سے بیغمی ظہور مین آئی اور آنحضرت برف کے کم ہونے کے بعد طالقان سے قندوز کی طرف متوجہ ہوئے میرزا ہندال مہمانداری کی ضروری باتون مین مشغول ہوا اور میرزا کی دلداری کے لئے قندوز کے اطراف مین خسرو شاہ کے باغ مین قیام کا اتفاق ہوا عید قربان کے بعد وہان سے کوتل شبرتو کے راستے سے گزر کر کوتل ریگک کو عبور فرمایا اور خواجہ سیاران مین بزرگی کا اترنا واقع ہوا۔ شیر علی نے کہ اپنے آپکو میرزا کے اعتبار کے قابل اور خالص اور سچے لوگون سے خیال کرتا تھا آب درہ کے گزرگاہ کو خوب مضبوط کئے تھا لیکن ظاہری زور باطن کی مدد کے مقابلے مین نہین چل سکتا اور انسانی قوت خدا کی تقویت کے سامنے برابری نہین کر سکتی آخر کار میرزا ہندال اور قراچہ خان کے آگے سے بھاگ نکلا اور جب فتحمند لشکر عبور کر چکا پیچھے سے آکر خیمہ و بار برداری وغیرہ پر جو پیچھے رہی تھی دست درازی کی اور جب موضع چاریکان اقبال کی خیمہ گاہ ہوا اس موضع سے بہت لوگ اگلی اور پچھلی نعمت کے حقون اور نئے پختہ عہد و پیمان کا لحاظ نہ کرکے بدنصیبی کی وجہ سے جدا ہو گئے اور میرزا کامران کے پاس جا کر ترقی کے درجون کو کہ حقیقت مین تنزل کے گڑھے تھے پہنچے۔ جیسے اسکندر سلطان اور میرزا سنجر برلاس بیٹا سلطان جنید برلاس بہن کا بیٹا حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی کا۔ آنحضرت نے زمہ کی حدود مین توقف فرمایا اور معاملہ نافہم متردد دل رکھنے والون اور حقیقت سے خالی ڈگمگانے والے دل رکھنے والون کے اطمینان دینے مین کوشش کی۔

اور عہد و پیمان سے اُنکے عاجزو لون کو جگہ مین لاکر مشورت کی مجلس منعقد فرمائی بات کرنے کی اجازت پائے ہوؤن نے عرض کی جگہ مین پہنچا پایا کہ میرزا کامران شہر بند کرکے خود قلعہ نشین ہوا ہے - لائق وہ ہے کہ کابل سے گزر کر حدود دلوبری اور خواجہ بستہ مین اقبال کا اُترنا واقع ہووے تاکہ خوراک شاہی فتحمند لشکر کو پہنچتی رہے - سب کی رائے اسپر ٹہیری - اور زمہ سے اقبال کے ساتھ سوار ہوئے تہوڑی راہ چلکر آنحضرت کے الہام قبول کرنے والے دلمین ایسا آیا کہ خواجہ بستہ کی طرف جانا مناسب نہین ہے اسلئے کہ اکثر ہمراہیون کے بال بچے شہر مین ہین بہتا سے خواہ مخواہ جدا ہو جاوینگے اور بعضے لوگون کے یہ دلمین آئیگا کہ بادشاہی لشکر کا رخ قندھار کے راستے کو ہے اقبال کے لائق وہ ہے کہ ہم ہمت کرکے شہر کے گرد کی دیوارون پر قابض ہو جاوین اگر میرزا لڑنے کو آگے آیا بہتر ہے - وگرنہ نہ آدمی ہی ہم سے جدا ہووینگے اور نہ بارش کے صدمے ہی سے کچھ آزار پہنچیگا کچھ نہ کچھ پناہ ضرور مل جائیگی - حاجی محمد خان کو بلاکر یہ دل کا راز اُس سے ظاہر کیا اُسنے اس پختہ رائے پر آفرین کی اور اسی خیال پر قرار پایا - حاجی محمد خان اور اور لوگ کوتل مناری کی راہ روانہ ہوئے اور خود دولت اور اقبال کے ساتھ کوتل (زمین بلند) کے نیچے سے متوجہ شہر کی طرف ہوئے - میرزا ہندال افغانون کے گانون کی حدود مین نزدیک روضۂ بابا شمشیر کے پہنچا تھا کہ شیر افگن میرزا کامران کے بہت سے آدمیون کا سردار لشکر لڑنے کو آیا اور دونو طرف سے ایک بڑی لڑائی ظہور مین آئی اور اکثر بادشاہی لوگون کے پائداری کا قدم جگہ پر نہ رہا میرزا ہندال قدم جماکر لڑائی کے میدان مین کہڑا ہو گیا اور مردانگی اور جانفشانی کی داد دی جب یہ بات پاک دل پر ظاہر ہوئی قراجہ خان اور میر برکہ اور اور لوگون کو جیسے شاہ قلی نارنجی اور اور ایسے ہی لوگون کو شاہی اشارہ ہوا کہ ہمت کی کمر باندھکر گمراہ گروہ کو سزا دین یہ لوگ شاہی اشارہ کے موافق لڑائی کی طرف متوجہ ہوئے اور میر برکہ سب سے آگے حملہ آور ہوا اسی درمیان مین حاجی محمد خان اور اور لوگ کہ راستے سے مقرر ہوئے تھے وقت پر پہنچے اور مخالف کے گروہ کو شکست ہوئی اور شیر افگن کو گرفتار کرکے حضور مین لائے آنحضرت کہ مروت اور جوانمردی کی کان تھی چاہتے تھے کہ اُسکو چند روز قید اور قید خانے مین نصیحت ماننے والا کرکے ملازمون کی لڑی مین رکھین قراجہ خان کے التماس اور اور دولتخواہون کے اصرار کرنے کے سبب سے جو اُسکی کافر نعمتی (ناشکری) اور ناراستی کی وجہ سے بہت ہی رنجیدہ خاطر تھے پاک حضور مین سزا کو پہنچا (قتل کیا گیا) اور آنحضرت خیابان کے راستے سے متوجہ کابل کو ہوئے اور بہادر جوانون نے بادشاہی لشکر سے بہاگنے والون کا پیچہا کرکے دروازۂ آہنین تک اپنے آپکو پہنچایا اور میرزا خضر خان اور بہت سے ارغونیون نے ہزار جات کا راستہ روکا اور شہر بند زبردست سلطنت کے سردارون کے قبضے مین آیا اور آنحضرت نے اُس روز قراجہ خان کے باغ مین بزرگی کا اُترنا فرمایا اور بد سرانجام مفسدون سے بہت سے لوگ کہ لڑائی کے وقت سلطنت

کے سردارون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئے تھے سزاے قتل کو پہنچے۔ شیر علی بیراہہ قلعہ مین داخل ہوا اور قلعہ کے گھبرائے
ہوئے لوگون کو ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوا اور حضرت جہانبانی نے وہان سے سیر باغ دیوانخانہ اورازنہ باغ
کی کرکے کوہ عقابین پر کہ کابل کے قلعہ پر بلند ہونے والا ہے اقبال کا اترنا فرمایا۔ اور توپین اور ضرب زن
نصب کرکے چھوڑین اور چلائین۔ اور ہر روز میرزا کامران کے آدمی نکلکر مردانہ لڑائیان کرتے تھے مہدی خان
اور اسکار شتے دار حلیمہ بیگ اور بابا سعید قبچاق اور اسمٰعیل کوردا اور ملا تبلائی اوذجی اور اور کتنے ایک بدنصیب
فتحمند لشکر سے بھاگ کر میرزا کامران کے پاس گئے۔ حضرت جہانبانی نے قراجہ خان اور حاجی محمد خان اور اور
لوگون سے فرمایا کہ دروازہ پارک کے روبرو شاہی لشکر کے لئے جگہ دیکھو کر وہان اقبال کا اترنا صلاح دولت ہے
قلعہ کے محاصرے مین زیادہ توجہ کرکے اور مورچے تقسیم کرکے میرزا کا کام زیادہ تنگ کرنا چاہیے بھیجے ہوئے
منزل گاہ کی تلاش مین تھے کہ تیس چالیس آدمی ایکبارگی دروازہ پارک سے باہر آکھڑے ہوئے حاجی محمد خان
اور شاہی لوگون سے اس جماعت کی طرف دوڑا اور وہ لوگ مقابلہ اور کھڑے ہونے کی تاب نہ لاکر قلعے کی طرف
مونھ کرکے بھاگے اسی درمیان مین شیر علی نے قلعے کے اندر سے باہر نکلکر حاجی محمد خان کے ساتھ بڑی لڑائی
کی اور اسکے دہنے ہاتھ مین شیر علی کے ہاتھ سے زخم کاری پہنچا۔ اسی مارکوٹ مین بادشاہی لوگون نے
غلبہ کرکے شیر علی کو قلعہ کے اندر بھگا دیا حاجی محمد خان کو ناتوانی اور کمزوری کی وجہ سے اٹھاکر گھر لائے اور
مدت تک بیمار رہا اور ایسا مشہور ہوگیا کہ اسنے زندگی کی امانت سونپ دی (مرگیا) حضرت نے آدمی اسکے پاس بھیجا
کہ سوار ہوکر مورچون پر اپنے آپکو دکھاوے شاہی پاک اشارے کے موافق وہ سوار ہوا اور دشمنون کی خوشی کا
بازار بے رواج ہوگیا۔ ایکروز سلطان جنید کا بیٹا میرزا سنجر کہ بے حقیقی کا داغ اپنے حال کی پیشانی پر رکھ گیا
تھا قلعہ سے نکلکر حملہ آور ہوا۔ تیز لگام گھوڑا اوسکو لیکر باغ بنفشہ تک لے آیا پیچھے قوی بازو والے اسکو پکڑکر
پاک حضور مین لائے اور آنحضرت نے جان بخشی فرماکر قیدخانہ مین بھیجدیا اور محمد قاسم اور محمد حسین نے کہ بابچے
پہلوان دوست میر کے تھے اور اسوقت ہر ایک قابلیت کے موافق تربیت پاکر بڑے بڑے سردارون اور
حقیقی خیرخواہون کی لڑی مین بلند مرتبون کے سبب سے خصوصیت کی بزرگی رکھتے ہین جاگتے نصیب کی
بدولت اس برج سے کہ درمیان دروازہ آہنین اور برج قاسم برلاس کے تھا اپنے آپکو گراکر زکود کر عقابین مین
بزرگ پابوسی سے نیکبختی پائی اور مثل دو عقابون (عقابین نام مقام جہان دونون حاضر ہوے اور
عقابین صیغہ تثنیہ ہے بمعنی دو عقاب ایک شکاری پرندہ ہے مانند باز کے) کے ہمیشہ والی سعادت کے
صید سے مقصد ور ہوئے۔ اور بے نہایت عنایتون کے قابل سمجھے گئے ہوئے۔ اور جنگ وجدل کی حالت
مین ایک بڑا قافلہ ولایت چاریکاران سے آیا اور گھوڑے اور اسباب بہت اس قافلے مین تھا میرزا کامران

نے شیر علی کو اور اَور اپنے بہت سے اعتماد کے قابل لوگون کو مقرر کیا کہ جاکر اسباب لے لیوے ہرچند کہ تردی محمد جنگ جنگ نے کہ میرزا کے معتبرون سے تھا منع کیا اور صاف صاف طور پر کہا کہ اگر حضرت جہانبانی یہ خبر پاکر آدمیون کو بھیجدین گے تاکہ ہمارا راستہ روکین تو پھر ہم تم سے مل نہ سکین گے نہ تمہارا ہی کام بنتا ہے ادہر ہم تباہی مین پڑتے ہین۔ میرزا کہ لوگون کے مال پر ٹکٹکی لگائے تھا اس بات کو ہوش کے کان مین نہ لایا اور لشکر کو شیر علی کی سرداری مین مقرر کیا اسی دم یہ خبر شاہی کان مین پہنچی حاجی محمد اس خدمت کے لئے مقرر ہوا کہ اُن ظالمون کو اس درازدستی اور لوٹ مار سے باز رکھے۔ حاجی محمد نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ وہ جماعت راتون رات گئی ہے اور اپنا کام کیا ہے اگر ہم پیچھا کرینگے اور اُنکے ساتھ مقابل ہونگے تو ہاتھ سے جاتے رہین گے۔ اگر آپکی صلاح ہو تو ہم مورچون اور راستے کے سرون کو اور گزرنے کے مقامون کو استوار کرین تاکہ وہ قلعے کے اندر جا نہ سکین۔ حضرت جہانبانی کو یہ راے پسند آئی خود بدولت واقبال نے پہاڑ سے اُتر کر اترنے کے مقامون اور داخل ہونے کی جگاہون کے استوار کرنے مین اہتمام فرمایا اور شیر علی اور تردی محمد جنگ جنگ اور سب لوگ کہ سوداگرون تک پہنچے انکا اسباب زبردستی چھینا اور سوداگرون کا بہت سا مال واسباب لوٹ مین گیا اور جب اُنہون نے لوٹ کر چاہا کہ قلعے مین داخل ہووین بند ہونا راستون کا اور گزرنے کے مقامون کا ظاہر ہوا تردی محمد اور شیر علی نے باہم گفتگو کی۔ تردی محمد جنگ جنگ نے کہا دیکھو میری بات آگے آئی ہرچند انہون نے داہنے بائین نظر دوڑائی ایسا راستہ کہ جس سے قلعے مین داخل ہوسکین نہ پایا آخرکار انہون نے سرگردان ہوکر اپنے آپکو ایک کنارے پر کھینچا اور موقع کا انتظار کرنے لگے کہ کسی تدبیر سے اپنے آپکو قلعہ کے اندر ڈالین ایک دن باقی صالح کہ قلعہ نشین بہادر یکتا جوانون سے تھا بڑے اصرار سے میرزا کامران کو دروازۂ آہنین کے نزدیک لایا اور شیخی سے کہنے لگا کہ ایک حملہ مین شیر علی کو اسی دروازے سے اندر لاؤنگا جب اُسنے دروازہ کھولا میرزا کے دلیرون کی ایک جماعت نے قدم آگے بڑھایا مورچے کے آدمیون محمد قاسم خان موجی اور قاسم مخلص اور جمیل بیگ نے حاضر ہوکر داد آگاہی اور مردانگی کی دی سنبل خان نے ساٹھ ستر غلامون کی بندوق اندازی مین کارپردازی کی جمیل بیگ شہید ہوگیا باقی صالح کہ اس فتنہ کا باعث تھا بندوق کی گولی سے اُسکی ہستی کے کھلیان مین آگ لگی۔ اور جلال الدین بیگ کے کہ میرزا کے اعتبار کے قابل لوگون سے تھا زخم کاری پہنچا اور اکثر آدمی زخمی ہوگئے اور اپنے ارادے سے باز رہے قلعہ کا دروازہ بند کرلیا شیر علی قلعہ کے اندر آنے سے ناامید ہوکر غزنین کی طرف روانہ ہوا حضرت جہانبانی نے خضر خواجہ خان اور مصاحب بیگ اور اسمعیل بیگ دولدی اور اَور بہت سے لوگون کو اُنکے سر پر مقرر کیا کہ ہمت کی مدد سے جاکر ان بدنصیبون کو گرفتار کرین بھیجے ہوؤن نے کوتل سجاوند (مشہور ٹیلہ ہے) مین شیر علی کو جالیا اور لڑائی ہوئی اور بادشاہی لشکر نے فتح پائی۔ اور بہت سا اسباب اور

اموال اور گھوڑے ہاتھ لگے اور بہت لوگ گرفتاری مین آئے اور شیر علی چند لوگون کے ساتھ ہزارجات کی طرف گیا اور
خضر خان کے گھر مین پناہ لینے والا ہوا بھیجے ہوئے لوگ فتحمند اور ظفرمند بہت سی غنیمتون کے ساتھ پہنچکر بے انتہا
مہربانیون کے شامل کئے گئے ہوئے اور لٹے ہوئے سوداگرون کو کہ پاک درگاہ مین پناہ لائے مین حکم ہوا کہ جو کوئی
کہ اپنا اسباب اور گھوڑا پہچانے لے لیوے اکثر گھوڑے اور اسباب جنکا تھا اونکو ملا - اور یہ بات اقبال کی تازگی کا
باعث ہوئی اور گرفتار باغیون کو مورچون کے مقابل لاکر کُھلم کُھلا طرح طرح کے عذابون کے ساتھ مارڈالا تاکہ گمراہی
کے بچھونے کے اونگھے ہوؤن کی بیداری کا باعث ہو میرزا کامران نے جب تمام دروازون سے آنے جانیکی
تدبیر کی اور کسی دروازے سے اپنی کامرانی پر فتحمند نہوا - اور نامرادی کے سوا کوئی راستہ نہ کُھلا اُسنے اپنے ناقص
حوصلہ کو معصوم بچون اور بے گناہ لڑکون کی سزا کے لئے اور پاک دامنون کے بے عزت کرنے کے لئے مصروف
رکھکر بابوس کی بیوی کو بازاریون کے حوالے کیا اور اُسکے تین بیٹون کو کہ پہلا سات برس کا دوسرا پانچ برس کا اور
تیسرا تین برس کا تھا بڑی بڑی تکلیفین دے کر مارڈالا - اور قلعہ کے اوپر سے قراچہ بیگ اور مصاحب بیگ کے
مورچون کے نزدیک پھینکدیا اور قراچہ بیگ کے بیٹے سردار بیگ اور مصاحب بیگ کے بیٹے خداوست کو قلعہ کے
کنگورون سے باندھکر لٹکایا اور پیغام بھیجا کہ آکر مجھکو دیکھو یا مجھکو رستہ دو تاکہ باہر چلا جاؤن یا بادشاہ کو محاصرہ
سے اٹھاؤ (ہٹاؤ) وگرنہ تمہارے بیٹون کو بابوس کے بیٹون کی طرح مارڈالونگا قراچہ خان نے کہ اُس زمانے
مین وکیل مطلق تھا بلند آواز سے کہا حضرت بادشاہ سلامت رہین گھربار اور ہمارے بچون کے لئے کہ انجام کار
تباہی اور بربادی کے نشانہ بننے والے ہین (ایک نہ ایک دن ضرور مرنے والے ہین) اور اُنکا نابود ہونا ضروری
ہے اس سے بہتر کیا ہوگا کہ صاحب اور ولی نعمت کے کام مین کام آوین (مارے جاوین) بچے کیا چیز ہین کہ ہماری
جان حضرت پر قربان ہے - ان نادرست خیالون سے باز آ اور دولتخواہی اور بیچارگی کی راہ سے آکر ملازمت کرکہ
تیری نجات کا سرمایہ اور زندگی کا پیرایہ (آرائش) وہی ہو سکتا ہے - تاکہ ہمسے جو کچھ کہ تیری خیرخواہی سے ہو سکے
جان و دل سے کوشش کرین وگرنہ ہمکو بچون کے مارڈالنے سے کیا ڈراتا ہے اگر ہمارے بچون کو کوئی امر واقع
ہوگا اُسکا عوض آسانی کے ساتھ حاصل ہے آنحضرت نے قراچہ خان اور مصاحب بیگ کو طلب کرکے بڑی بڑی
مہربانیون سے خوشوقت کیا - اور تازہ عنایتون سے نوازش فرمائی - میرزا نے لوگون کی عزت اور آبرو مین ہاتھ
ڈالکر لوگون کے بیٹون اور بیویون کے ساتھ بہت ہی برا برتاؤ کیا اور چونکہ میرزا حسد کے رنج کا بیمار تھا جو مخالفت
کہ ظاہر مین حضرت جہانبانی کے ساتھ کرتا تھا درحقیقت وہ جھگڑا اور مخالفت جہان پیدا کرنے والے خدا
کے ساتھ کرتا تھا اور ایسا جھگڑا کرنے والا جو کام کہ اختیار کرتا ہے ضرور بالضرور وہ کسیطرح راست نہین
آتا ہے اور سر کے بل گرتا ہے اور انجام کار یہ بات اُسکے دین اور دُنیا کے نقصان کا سبب بنتی ہے --

میرے حضرت شاہنشاہ سے بڑی کرامت کا ظاہر ہونا اور کابل کی فتح

میرزا کامران نے بیہوش ہونے اور بے عقل ہونے کے سبب سے اپنی حفاظت کے لئے اُس سلطنت کے باغ کے نئے پودے اور خلافت کی بہار کے نئے میوے کو یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کو توپ کے برابر لاکر ایسے مقام مین کہ فتحمند لشکر کے بے خطا نشانہ مارنے والون سے چیونٹی اور ٹڈی کو گزرنا دشوار تھا نگاہ رکھا۔ یہ کیا آدمیت اور مُروت ہے اور کونسے درندہ ہونے اور دیو مانند ہونے کا آئین و طریقہ ہے۔ اِس بات کے کہنے والے کی زبان کیون گونگی ہو گئی۔ اور اس کام کی طرف لیجانے والے کا ہاتھ کیون ٹنڈا نہ ہو گیا۔ کہ اُس اقبال کے تہ وار درخت کو اس ارادے پر اُٹھاوے اور اِس قصد پر بٹھاوے۔ جو آنکھ کہ حضرت جہانبانی (ہمایون) کے ظاہری حقون کو کہ بڑا بھائی اور بزرگ باپ کی جگہ۔ اور اُسکا سرپرست تھا نہین دیکھتی ہے۔ میرے حضرت شاہنشاہ کے جہان آراستہ کرنے والے جمال کو کہ عزت کے پردہ مین پوشیدہ تھا کسطرح جھٹ پنے اور بچپن کے وقت مین دیکھ سکتی ہے ایسا دل کہ جو حسد (ڈاہ) کے غم کے سبب سے رنج کے پاؤن مین روندا جاکر بزرگ خدا کے ساتھ لڑ رہا ہے خدا کے نور کی شعاعون کو کہ انسان کی صورت مین امانت رکھی گئی تھین کیسے دریافت کر سکتا ہے۔ ایسا شخص کہ اپنی صلاح (بھلائی درستی) کا رستہ نہین دیکھتا کسطرح غیر کی مصلحت کو پہچان سکتا ہے اور تعجب آتا ہے کہ جبکہ خدا کی حکمت اُس پوشیدہ نورون کے جائے ظہور کو اپنی مہربانی اور نگہبانی کے سائے اور حمایت کی پناہ مین بلاؤن اور آفتون سے سلامت کے زمانے اور عافیت کے مکان مین نگاہ رکھکر اُس زمانے کے یکتا کی طرز وروش کے انتظام اور احوال کی ذمہ دار بنی ہوئی تھی ان بداندیش ظالمون کو اُسی وقت اُنکے کامون کا بدلہ اور عملون کی سزا نہ دے۔ بلکہ پروردگار کی مرضی اور ارادہ اُن حق ناشناسون کے حق مین اس طور پر مقرر ہوا تھا کہ اُنکو زمانے کی کھینچا کھینچی مین لیجاکر (زمانے کی مصیبتون مین مبتلا کرکے) اور خواری اور بدبختی کی خاک پر ڈال کے رفتہ رفتہ درجہ بدرجہ اور مرتبہ بمرتبہ پگھلاوے اور اُس ظالم نالائق کے کامون کو درجہ بدرجہ اُنکی بدلے کی آغوش مین رکھے تاکہ اُس انجام کی سزا کے دیکھنے سے سارے ناحق شناسون کو عبرت ہووے وبیشک جب بینائی (عقل) کی آنکھ سے نگاہ کی جاتی ہے اِس قسم کا بدلہ اور عوض (سزا) کہ درجہ بدرجہ اور مرتبہ بمرتبہ ظاہر ہوتا ہے رنج دینے اور درد دینے مین زیادہ سخت اور زیادہ جان کا گھٹانے والا ہے۔ اور جب یہ تائید [illegible] ابھی نہ پیدا (پیدا ور) گروہ سے ظہور مین آئی۔ بے خطا نشانہ مارنے والون کا

ہاتھ لرزے مین آیا (کانپنے لگا) اور تیر ٹیڑہے راستے مین گئے اور بندوق کے توڑے سرد ہو گئے۔ سنبل خان
نے بھی جو داروغۂ توپخانہ تھا اپنے مزاج مین جو آگ کی سی گرمی رکھتا تھا بہت سردی معلوم کی۔ اور اُسنے
اپنے دل مین پیچ و تاب کھایا یعنی سوچنے لگا کہ اِسکا سبب کیا ہو سکتا ہے۔ یعنی یہ بات کس سبب سے
ہوئی۔ خدا پاک ہے وہ چیز (وہ بات) کہ جسکو تبہ کار بدعقل نقصان خیال کرکے جھگڑے کا دروازہ کھولتے
ہین وہ کمال کا وسیلہ اور آرام کی دستاویز بنتی ہے۔ جیسا کہ یہ حال اُسکا گواہ (دلیل) ہے۔ اوّل یہ کہ ایسی
خطرناک جگھ مین بے خطا بندوق چلانے والون اور تعجب دلانے والے گولہ پھینکنے والون کے آسیب (صدمے)
سے خدا کی نگہبانی مین رہا کہ سیاہ دل بداندیشون کی شرمساری کا سبب اور روشن دل ہدایت طلب کرنے
والون کی ہدایت (رہنمائی) کا ذریعہ ہووے۔ اور دوسرے یہ کہ۔ ایسی کرامت کے ظاہر ہونے کا سبب ہووے
کہ آگ ٹھنڈی پڑجاوے۔ اور توڑے اپنا کام نہ کرین۔ اور جون ہی کہ سنبل خان کی نگاہ تیرہ (گوسلے)
کے گرنے کی جگھ پر پڑی چونکہ وہ تیز نظر تھا میرے حضرت شاہنشاہ کو پہچان گیا قریب تھا کہ اس حادثے کے خوف
سے دیکھنے والون کے بدنون سے جان نکل جاوے۔ اور سارے بندوق چلانے والے جسم (جان سے)
خالی کرین۔ اُسوقت سنبل خان نے اِس نادر معاملے کے راز کو سمجھا کہ آگون کے ٹھنڈے پڑجانے کا سبب
یہ تھا۔ فی الفور توپخانے سے ہاتھ روکا۔ اور باغی پراگندہ گروہ نے ایک وقت کے لئے شاہی توپخانے کی
سختیون سے ایک طرح کی نجات پائی۔ جہان (جس جگھ) کہ خدا کی نگہبانی اُسکے برگزیدہ حال کی نگہبان ہووے
انسانی مکروفریب کو وہ قدرت کہان ہو سکتی ہے کہ اُسکے مقابل ہووے۔ اگرچہ بیعقل لوگ یہ ناپسندیدہ کام
ظہور مین لائے لیکن خدا کی حکمت یہ چاہتی تھی کہ اس حالت کا راز صاف صاف طور پر اور اس حقیقت کا بیان
روشن طریق پر ظاہر ہوکر جہان کے لوگون پر اس کرامت کو آشکارا کرے تاکہ ہر ایک آدمی اپنے حوصلہ اور سمجھ
کے موافق اسکی حقیقت مین غور کرے اور اپنی دریافت کی مقدار کے موافق نیکی اور بدی سے معلوم کرے
اور حاصل کلام بدذاتون نے تو اس عمل کو اس سختی اور سخت گیری کے کم کرنے کا کہ جو اُنپر ہو رہی تھی وسیلہ بنایا
اور حقیقت کے پہچاننے والون دُوربینون نے اس حرکت کو اُن بے انصافون کے بہت جلد زوال پانے کا سبب
شمار کیا انہین دنون مین میرزا اُلغ بیگ زمین داور سے اور قاسم حسین شیبانی خُلات سے اور خواجہ غازی جو بانتہا ہی
لشکر مین رہگیا تھا اور شاہ قلی سلطان کہ بیرام خان کا رشتہ دار تھا قندھار سے اور اور بہت سے لوگ بدخشان
سے حضورِ شاہی مین حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے اِن لوگون کو مورچہ دروازہ پارک کی طرف عنایت فرمایا
اور اِس نیکبخت جماعت نے خدمت کے آداب مین اہتمام کی کمر باندہی یعنی یہ نیک بخت لوگ بڑی کوشش
کے ساتھ اِس کام کے انجام دینے پر آمادہ ہوئے۔ اور سچّے بہادرون نے پہلے سے زیادہ کوشش

ومشقت کرکے میرزا پر کام بہت ہی تنگ کردیا - اور جب اُسکے سارے خیال بے ڈھنگے ہوگئے
تو اُسنے مکّاری کی راہ سے خوشامد اور عاجزی کی طرف رُخ کیا - اور شرمندگی اور پشیمانی ظاہر کرنے لگا
اور خوش آمد کی طرف متوجہ ہوا - اور قراچہ خان کے وسیلے جابے عرض مین پہنچایا کہ گزشتہ سے
پشیمانی حاصل ہوئی ہے اب چاہتا ہون کہ خدمت مین رہکر گزشتہ زمانے کا بدلہ اور عوض کرون
اور پسندیدہ خدمتون سے آنحضرت کے حق پسند دل کو اپنے اوپر مہربان کرون اسوقت اس پشیمان ہونے کا بدلہ
اور اس عاجزی اور شرمساری کا عوض یہ ہونا چاہیے کہ جان اور مال آنحضرت کی مروّت کی حمایت مین ہووے
آنحضرت نے بلند ہمت ہوتے اور بزرگ ذات ہونے کے تقاضے سے (سبب سے) اُسکی باتون کو قبول
کے درجہ تک پہنچایا اور سخت گیری کے اہتمام کے بارے مین کمی کرنا جائز فرمایا اور چونکہ میرزا ہندال اور قراچہ خان
اور مصاحب بیگ اور بہت سے اقبال کے یعنی شاہی لشکر کے لوگون نے جو اخلاص (سچی دوستی) کے
میٹھے چشمے سے کامل حصّہ رکھتے تھے اپنے مجمع کی رونق کے خیال سے کہ دُند مچانے والے بے وفا لوگون
کی عادت ہے نہ چاہا کہ میرزا حضور شاہی مین حاضر ہووے - اخلاص اور حقیقت کا کیا ذکر کرون کہ وہ تو ایک
آن مول گوہر ہے اور ایک کمیاب جوہر ہے - اگر تورانیون مین یعنی معشوقون مین کہ ہمیشہ اُنکے یہان نایاب
ہے کم ہو گیا تعجب کی بات ہے یعنی وہ تو بے وفا مشہور ہی ہین - ایک معاملے کے سمجھنے والی عقل کہ اپنے
ظاہری نفع اور نقصان کے درپے رہتی ہے نہین بھی رکھتے تھے کہ نیکی کے بدلے نیکی کرتے ان اندھون نے
نیکی کے عوض مین بدی کے اسباب سرانجام دئے - اور اس سے بدتر یہ کہ ہمیشہ ناحق خونریزی اور مردم
آزاری کے اسباب آمادہ کرکے اپنی اس بدخیالی سے کہ اُنکی بزرگی زیادہ ہووے اور روزی فراخ فتنہ فساد
برپا کرنے والے ہوئے ہائے کیسی عقلین اُنکی آغوش مین تہین اور کیسے خیالون کے ساتھ ہم زانو تھے اگر ذرا سا
بھی حصّہ اخلاص کے مرتبون سے جانتے کہ کیا کیا سعادتین اسکے اندر ہین یقیناً اس طرح کا نقصان اپنے
لئے نہ پسند کرتے - اگر اخلاص کے پاک گھر سے کوئی خبر نہین رکھتے تھے تو معاملہ دانی کے بازار کو یہ ہو گیا
تھا کہ اس گروہ کو کوئی خبر نہ پہنچی - اور اگر اُنکے ہوش کا کان اسکو نہین سنتا تھا یا اِس کی بابت نہین
سنتا تھا تو کیا اچھا ہوتا کہ دل آزاری ہی کا وبال جانتے ہوتے تا کہ ایسا تیز بسولا اپنے پانو پر نہ مارتے
بہرحال اس جماعت نے نادرست فکرون سے میرزا کو بھگا دیا اور کہلا بھیجا کہ تو کس کی امید پر قلعہ
مین ٹھیرا ہے اور کون سی امید بردرگاہ مین آتا ہے روز بروز قلعہ کے لینے کے اسباب زیادہ تیار ہو رہے
ہین تجھے چاہیے کہ بہت جلد اپنے آپ کو فلان مورچے سے اور حسن قلی کے مورچہ کا نشان دیا باہر پہنچا دے
میرزا نے اس جماعت کے اشارہ کے موافق دہلی دروازے سے نکلکر اسی جگہ سے کہ انہون نے

نشان دیا تھا پنجشنبہ کی رات ساتوین ربیع الاول ۹۵۹ھ کو بھاگنے کا راستہ طے کیا - اور بدخشان کی طرف رُخ کیا - کہ شاید میرزا سلیمان کے وسیلے اور اگر وہ نہ ہو تو اوزبکیّہ کی مدد سے کوئی کام کر سکے - حضرت جہانبانی (ہمایون) نے دولت اور اقبال کے ساتھ حاجی محمد خان اور اَور لوگون کو میرزا کے پیچھے مقرر فرمایا اور خود خدا کی مدد سے دار السلطنۃ کابل کو کہ بغاوت اور سرکشی کا وحشت خانہ بنا ہوا تھا بزرگ آنے سے یا تشریف بری سے محبّت کا عیش خانہ بنایا - اور میرے حضرت شاہنشاہ کہ بے انتہا کرامتون کے اُترنے کی جگہ تھے اقبال کی طرح استقبال فرما کر حاضری کی دولت کے حاصل کرنے سے نیکبختی سے مقصدور ہوئے اور پاکیزگی کی پردہ نشینون نے شاہی فرش کے چومنے سے خصوصیت پائی - اور حضرت جہانبانی کے آنکھ اور دل مین میرے حضرت شاہنشاہ کے بزرگ دیدار (صورت) تازہ نور اور تازہ سُرور (خوشی) حاصل ہوئی - اور کونسی نعمت اس سے زیادہ ہو سکتی ہے کہ یعقوب ایسی آنکھ یوسف ایسے کے جمال سے روشن ہووے اور کونسا آرام اس سے بڑھکر ہو سکتا ہے کہ ایسے صاحب دل (پاک دل) کا دل ایسے جگر گوشہ (فرزند) کے وصال (ملنے) سے آرام (سُکھ) پکڑے - پاک ذات کے سلامت رہنے کے شکر اور بزرگ احوال کے محفوظ رہنے کی شکر گزاری مین نذرین اور نیازین اور سچائی کے صدقے ادا کئے گئے اور لوگون کے زخمی دلون پر کہ حادثون کے صدمون سے خون تھے تازہ مرہم رکھا گیا - اور ہر ایک نے سو طرح کی پرسش اور نوازش (مہربانی) سے آرام اور چین پایا - اور دردمندون کے دلون کی پریشانیان اطمینان کے ساتھ بدل ہوئین - اور حضرت جہانبانی اور میرے حضرت شاہنشاہ نے فتحمندی کے تخت اور عزّت کی مسند پر دولت کی شوکت اور اقبال کی بزرگی کے ساتھ جگہ پکڑی - حاجی محمد خان اور دوسرے اَور لوگ جنکو میرزا کامران کے پیچھے بھیجا تھا اگرچہ وہ اُس تک پہنچے لیکن اِن بدنصیب مکار فریبیون نے اپنی چالاکی سے اُسکو نہ دیکھا ہوا خیال کر کے چھوڑ دیا - اگرچہ میرزا درمیان سے چلا گیا لیکن آق سلطان اور اَور اُسکے بہت سے آدمی دولت (سلطنت) کے سردارون کے ہاتھ لگے - اور سچے انصاف کی راہ سے تحقیقات ہوئی اور ہر ایک اپنے گناہ کے موافق سزا کو پہنچا - انمین سے سلطان قلی اتکہ اور ترسون میرزا داماد عبد اللہ میرزا کا اور حافظ مقصود اور مولانا باقی برغو اور مولانا قدم ارباب اور دوسرے لوگ کہ فتنہ اور فساد کے برپا کرنے والے اور سردار تھے - سزائے قتل کو پہنچے میرزا کامران نے بھاگنے کا راستہ اختیار کیا اور اپنے لوگون سے قرار دیا یا کہدیا کہ مین استالف پہاڑ کی طرف جا کر پناہ پکڑتا ہون اور لشکر جمع لا کر لڑائی کا سامان تیار کرتا ہون اور خود علی قلی قورچی (سلاح دار) کے ساتھ پچھلی رات کو سنجد درہ کے راستے سے پوشیدہ طور پر بدخشان کی طرف متوجہ ہوا - اور ہزار جات سے ہزارون طرح کے آزار سہتا ہوا ہزارون رسوائی اور ذلّت کے ساتھ راستہ چلا - میرزا بیگ کہ میرزا کے اعتبار کے لائق

سرداروں سے تھا اور شیر علی چند آدمیون کے ساتھ ضحاک کے اطراف مین میرزا سے جاملے اور اُسنے غوری مین پہنچکر وہان کے حاکم میرزا بیگ برلاس کو پیغام دیکر اپنے پاس بلایا اُسنے جواب مین کہلا بھیجا کہ مجھ سے حرام نمک بناکہ بدذاتون کی عادت ہے نہین آتا ہے میرزا نے چاہا کہ غوری سے گزرے قلقچیون (غدمتگارون) سے ایک نے میرزا کو گالی دی کہ اس مرد کے ساتھ کیا ہوتے ہوا اور میرزا کی طرف اشارہ کیا۔ کہ اگر حضرت گیتی ستانی (بابر بادشاہ) کی غیرت کی رگ اور بیٹے ہونے کی نسبت رکھتا ہوتا (اگر یہ حضرت بابر بادشاہ کے مثل غیرت دار اور انکا بیٹا ہوتا) ہرگز غوری کے حاکم سے اس عاجزی کے ساتھ نہ گزرتا اور اُسکو مفت نہ چھوڑتا (بے آزار پہونچائے نہ چھوڑتا) میرزا نے اسکے طعنہ سے آزردہ ہوکر کہا کہ کیون بیفائدہ باتین بناتا ہے۔ اور حساب کو نہین سمجھتا ہے۔ مین تمہاری بے سروسامانی کے فکر سے اس طریقہ پر چلتا ہون اگر تمہارے پاس لڑنے کا سامان ہوتا تو مین کب اسطرح گزرتا اس دیوانہ نے پھر سخت باتین میرزا کو کہین۔ میرزا نے پلٹ کر غوری کے حاکم سے جنگ کی۔ اور غوری کے حاکم کو شکست ہوئی اور غوری میرزا کے ہاتھ مین آگیا۔ اور میرزا کو کسی قدر سامان مُیسّر آیا اور شیر علی کو وہان چھوڑ کر بدخشان کو متوجہ ہوا۔ اور میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کے پاس آدمی بھیجا کہ شاید وہ مدد اور مددگاری کے لئے موافقت کی کمر باندھین یا پٹکا باندھین۔ اُنہون نے پختہ عقل کی رہنمائی کے سبب سے بادشاہ (ہمایون شاہ) کی دوستی کو ہاتھ نہ دیا اور اپنے آپکو میرزا کامران کی مدد کرنے سے نگاہ رکھا یا باز رکھا۔ میرزا کامران اپنے بیہودہ خیالون کی رہنمائی کے موافق بلخ کی طرف متوجہ ہوا کہ پیر محمد خان سے مدد مانگ کر اُسکی کمک (مدد) سے بدخشان پر قابض ہووے۔ حضرت جہانبانی (ہمایون) نے قراچہ خان کو بدخشانات کی طرف مقرر فرمایا کہ وہان جاکر میرزا سلیمان اور میرزا ہندال اور اور سارے سلطنت کے سردارون کے ساتھ ملکر میرزا کامران کو ہاتھ مین لاوین یا خالی کرین۔ یا آوارہ کرین۔ قراچہ خان بدخشان مین آیا اور میرزاؤن کو ساتھ لیکر قلعۂ غوری کی طرف متوجہ ہوا۔ وہان شیر علی اور اور لوگ میرزا کامران کے قلعہ بند یا قلعہ نشین ہوئے اور مردانہ لڑائیان ہوئین اور بڑے بڑے بہادر جوان دونون طرف سے مارے گئے۔ اُن سب سے خواجہ نور جو میرزا ہندال کے بہادر لڑنیوالون سے تھا گرا اور مُلّا میر کتابدار نے بھی کہ میرزا ہندال کے پسندیدہ لوگون سے تھا درجہ شہادت کا پایا۔ یا شہید ہوا یا قتل ہوا۔ آخرکار اقبال شاہی کی رہبری سے قلعہ بند لوگ تاب نہ لاکر بھاگ نکلے اور سلطنت کے سردارون کے قبضہ مین قلعہ آگیا۔ اسی وقت مین میرزا کامران اور پیر محمد خان کے آنے کی خبر بلخ سے پہنچی۔ میرزا لوگ اُس سے لڑنا مناسب نہ سمجھکر پہاڑون کی گھاٹیون کی طرف پلٹے اور قراچہ خان کابل کی طرف روانہ ہوا اور حضرت جہانبانی (ہمایون) نے بدخشان کے فتنہ فساد کی خبر سُنکر ارادہ کی باگ بدخشان کی طرف پھیری۔ جب غوربند (نام مقام) فتح کے جھنگل مارنے والے خیمون کی استادگاہ ہوا۔ قراچہ خان نے آکر زمین بوسی کی نیکبختی حاصل

کی- اور اس سبب سے کہ قراچہ خان کا اسباب لوٹنے کے وقت ایماقات کی لوٹ مار مین چلا گیا تھا یعنی قبیلہ ایماقات نے اُسکو لوٹ لیا تھا- اُسنے دار السلطنت کابل کی رخصت لی کہ سامان کر کے جلد شاہی لشکر سے آملے- آنحضرت نے اُسکی دلداری کے لئے غوربند سے کوچ کر کے موضع گلبار مین بزرگی کا اُترنا فرمایا کہ قراچہ خان کے آنے تک شیر و شکار سے دل بہلائین اور جبکہ قراچہ خان آیا اگرچہ وقت گزر گیا تھا- آنحضرت نے اسی پہلے ارادہ پر مضبوط ہو کر بدخشان کی طرف کوچ فرمایا چونکہ خدا کی مرضی اس حملہ کے لئے نہین تھی ہندو کوہ کے اونچے ٹیلے کی برف راستہ کا پتھر بنی یعنی مانع راہ ہو گئی یا راستہ روکنے والی ہوئی- اور ایک عجیب پریشانی اُس راہ مین ظاہر ہوئی کہ گزرنا مشکل تھا- وقت کے تقاضے کے موافق کابل کی طرف متوجہ ہوئے یعنی اُس وقت یہی صلاح ٹھیری کہ کابل کو روانہ ہون چنانچہ کابل کو روانہ ہوے- اور پکا ارادہ یہ قرار پایا کہ بہار کے موسم مین توجہ کی باگ بدخشان کی طرف پھیرین-

میرے حضرت شاہنشاہ کی مکتب نشینی اور دوسرے واقعات کہ اُن دنون مین ظاہر ہوئے

چونکہ علم الٰہی کے مکتب خانے مین کہ ازلی اور ابدی رقمون (دائمی تحریرون) کی لوحِ محفوظ ہے (حفاظت کیگئی تختی ہے) یعنی چونکہ خدائے تعالےٰ کے علم مین کہ جسکے اندر ازل سے لیکر ابد تک کے حالات اور ہونے والی باتین مرقوم و منقش ہین- اور سارے علم اور سمجھ مین یعنی سارے عالم اور سمجھ دار لوگ اُس عزت کی چار دیواری (بارگاہ الٰہی) مین تعلیم کے مکتب کے لڑکے ہین یعنی بڑے بڑے عالم اور سمجھ دار لوگ جناب باری کے علم کے مقابلے مین نوآموز اور مُبتدی ہین- لکھا ہوا اور رقم کیا گیا ہے کہ عقل ہیولانی کے صاحب (مادّی عقل رکھنے والے) کو گویائی کے ظاہر ہونے کے آغاز مین مرکبہ حروف کے سیکھنے اور محنت سے حاصل کئے ہوئے علمون کے حاصل کرنے مین کہ فکرون کے باہم ملنے اور سمجھون کے تجربون کے وسیلے سے جمع ہوئے ہین مشغول کئے جاوین تاکہ وہ درجہ بدرجہ اور خاص ترتیب کے ساتھ عقلون کے پسندیدہ اور نیک نشانون کے راستون مین سیر فرماوین- چنانچہ اس سال کے ماہ شوال کی ساتوین تاریخ کہ میرے حضرت شاہنشاہ کی ابد پیوند (لازوال) عمر کے چار سال چار مہینے اور چار روز ہوئے تھے رسم و عادات کے طریق کے موافق اس خدا کے مکتب کے تعلیم یافتہ اور پروردگار کے مدرسہ کے باریکی جاننے والے کو انسانی مکتب مین لائے اور ملا زادہ ملا عصام الدین ابراہیم کو اس بزرگ خدمت کے ساتھ خصوصیت کا شرف بخشا- اگرچہ ظاہر بین لوگون کی نظر مین تعلیم پانے کے لئے بھیجا لیکن ظہور کی بارگاہ کے دوربینون کے دین مین

آنحضرت کو آموزگاری (اُستادی) کے بلند درجے پرلے گئے۔ عجیب باتون سے یہ ہے کہ حضرت جہانبانی
(ہمایون) کہ آسمانی علمون (نجوم وغیرہ سے واقف تھے اور ستارون کی باریکیون کو دریافت فرماتے تھے۔ انہون نے
باریک بین ستارہ شناسون اور وقت کے پہچاننے والے اسطرلاب (آفتاب اور ستارون وغیرہ کے دیکھنے
کا آلہ) جاننے والون کے اتفاق سے ایک ایسی خاص ساعت آنحضرت (اکبرشاہ) کے آغاز کے لئے خاص
فرمائی تھی یا مقرر فرمائی تھی۔ کہ جو بہت دورون (زمانون) اور عمرون مین حاصل نہین ہو سکتی جبکہ برگزیدہ
چیدہ ساعت پہنچی وہ خدا کے آداب سے ادب پایا ہوا کھیل کے لباس مین داخل ہو کر پوشیدگی کے پردہ
مین پوشیدہ ہو گیا یعنی اکبرشاہ کھیلنے کے بہانہ سے کسی جگہ جا چھپے۔ اور باوجود اُس توجہ اور اہتمام بادشاہی
کے بہتیرا کچھ تلاش و جستجو کی آنحضرت (اکبرشاہ) کا پتہ نہ پایا روشن دل رکھنے والے آگاہ دلون نے اس نادر بھید
سے سمجھا کہ اس سے مقصود یہ ہے کہ وہ برتر عقل کا صاحب کہ خدا کی تعلیم کے ساتھ خاص کیا گیا ہے زمانے کے
رسمی علمون کے ساتھ مخلوط (ملا ہوا۔ آمیزش پایا ہوا) اور منسوب (نسبت کیا گیا) نہووے گا۔ تاکہ اس باریکی
پہچاننے والے بادشاہ کے ظاہر ہونے کے وقت مین زمانے کے لوگون پر ظاہر ہووے کہ اس دانشورون
(عاقلون) کے بادشاہ کی دانشوری (عقلمند ہونا) بخشش الٰہی کی قسم سے ہے حاصل کی ہوئی جنس سے نہین ہے
اس بات کے باوجود آنحضرت کے پاک دل پر حرفی نقش اور رسمی علوم کیا اُس قسم سے کہ صاحبان فن کے قلم
کے لکھے ہوئے ہین اور کیا اُن اسرار (رازون) کے نکتون سے کہ مبدأ فیاض (فیض پہنچانے کا آغاز بہت
فیض رسان۔ مراد خدائے تعالےٰ) سے بغیر سکھلانے اور سیکھنے کے وسیلے کے بہت نورانی باطن پر پہنچنے والا
ہوا ہے ظاہر ہونے کا جلوہ (جھلک) رکھتا ہے لہذا۔ اصحاب حکمت اور اصحابِ ریاضت (پرہیزگار نفس کشتہ
لوگ) اور ظاہری علمون کے صاحب اور کلّی اور جزی صنعتون کے وارث جب حضور اقدس کے حضور مین پہنچتے
ہین اپنی شناسائی سے شرمندگی کا سر تامل (غور و فکر) کے گریبان مین جھکا کر حیران رہ جاتے ہین قصہ
کوتاہ۔ جب چند وقت اُس فائدہ پہنچانے والے (عصام الدین ابراہیم) کے آگے ایسے پڑھنے مین جو
نہ پڑھنے سے بھی بُرا تھا مشغول ہوئے ظاہر بین لوگون نے اُستاد کے نہ کوشش کرنے پر گمان کر کے اُسکے
بدلنے مین کوشش کی اور اس بیچارے کو موقوف کر کے اُسکی خدمت مولانا بایزید
کو سپرد کی اور (وہ ظاہر بین لوگ) یہ نہ سمجھے کہ خالقیت کے کام تبلانے والے
یا حکم کرنے والے اسمین کوشش کرنیوالے ہین کہ اُس خدا کے لاڈ کے پرورش یافتہ کا الہام پذیر دل سیاہی
کے نقشون کا عکس لینے والا اور ظاہری علمون کی سیاہی کا نقش قبول کرنیوالا نہووے۔ حاصل کلام حضرت
جہانبانی (ہمایون) نے انہین مبارک انجام دنون مین دارالسلطنت کابل کے اندر ملکون کے انتظام

بخشنے والے ہوکر اس طرف توجہ کرنیوالے ہوے کہ بدخشان پر حملہ آور ہوکر اُسکو فتح کرین اور میرزا کامران کا کام آخر پہنچائین - میرزا کامران - میرزا سلیمان اور میرزا ہندال کی مدد سے ناامید ہوکر بُرے خیالون کے ساتھ بلخ کی طرف متوجہ ہوا کہ پیر محمد خان کی مدد پاکر بدخشان پر قابض ہووے - جب وہ موضع ایبک مین پہنچا - وہان کا حاکم اُسکے ساتھ اچھی طرح پیش آیا اور آؤبھگت کی اور پیر محمد خان کو حال کی حقیقت سے آگاہ کیا پیر محمد خان نے میرزا کے آنے کو غنیمت سمجھکر اعتبار کے لائق لوگون کو استقبال کے لیے بھیجا اور میرزا کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے گھر لایا اور مہمانداری کی ضروری باتین بجالایا اور خود میرزا کے ہمراہ ہوکر بدخشان کی طرف آیا میرزا لوگ اپنے قرار داد (ٹھیرائی ہوئی بات) کے موافق تنگ بدخشان (تنگ - بدخشان کی ایک ولایت ومقام کا نام) کی طرف گئے اور بدخشان کا بہت سا حصہ میرزا کامران کے قبضے مین آیا پیر محمد خان ایک جماعت کو میرزا کی مدد کیلئے چھوڑکر خود لوٹ گیا اور میرزا کشم اور طالقان کی حدود مین آیا اور رفیق کوکہ اور خالق یزدی کو ایک چغتائی اور اوزبک کی جماعت کے ساتھ روستاق کی طرف مقرر کیا - میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کولاب (بدخشان مین ایک مقام کا نام ہے) کے بہت سے لوگ جمع کرکے روستاق کی طرف آئے - اور قلعہ ظفر اور خلنکان کی طرف سے پہنچکر بہادرانہ لڑائی لڑے اور آسمانی لکھے کے موافق (تقدیر سے) شکست کھاکر پھر کوہستان کی حدود کی طرف لوٹ آئے حضرت جہانبانی (ہمایون) بہت روشن دل کو دارالسلطنت کابل مین خوش کرنے والے تھے - یعنی ہمایون شاہ اسوقت کابل مین تھے - اور پاک دل (ہمایون شاہ کے دل) مین یہ بات جمی ہوئی تھی کہ بدخشان کی طرف بلند کوچ فرماوین - اور چونکہ نوکرون کے دلون کو اخلاص کی صفائی اور عقیدہ کی خوبی کے ساتھ نہین پاتے تھے یہ حملہ رُکنے اور ٹھیرنے کے پردہ مین رہتا تھا - اور اِن دنون قراچہ خان نے کہ لائق خدمتین بجالاکر بے نہایت مہربانی کے اثر نے کی جگہ ہوا تھا اسوجہ سے کہ اُسکا ظرف برتن - حوصلہ ہمّت) تنگ تھا اور شراب بہت - اُسکے حوصلہ کا پیالہ چھلک اُٹھا اور اپنے کام کے حساب اور حالت کے درجہ اور اپنے آقا کے بلند مرتبہ کو نہ پہچانکر اعتدال کے سیدھے رستے قدم باہر رکھا یہانتک کہ کم عقلی کے تقاضے کے موافق کہ لئیا قدر کھنے والے بے ڈھنگے کے حال کے لئے ضرور ہے ایسی باتین کہ بیہوش اور دیوانہ کہین گے غرور کے نشہ سے زبان پر لایا اُن سب سے ایک یہ کہ اُسنے درخواست کی کہ خواجہ غازی کو جو نیک خدمت کرنے اور کارگزار ہونے کے صلے یا عطیے مین دیوانی کے منصب (عہدے) کے ساتھ خصوصیت پائے تھا اور شاہانہ مہربانی کا ہاتھ اُسکی پرورش کے سر پر پہنچا ہوا تھا باندھکر میرے آگے بھیجدین تاکہ مین اُسکی گردن مارون اور اُسکا عہدہ خواجہ قاسم تولہ کو عنایت فرماوین - چونکہ اس قسم کی باتین حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سے کہ انصاف اور مہربانی کے

نکلنے کی جگہ تھے صورت نہین پاتی تھین اِس سبب سے کہ وہ اپنے جھوٹے خیال کے موافق اپنے آپکو زبردست سلطنت کا ستون سمجھتا تھا نصیبے کے تاریک ہوتے اور قسمت کے پلٹ جانے کے سبب سے بہت سے لوگون کو بہکا کر یا گمراہ بناکر بدخشان کی طرف روانہ ہوا۔ اور بابوس اور مصاحب بیگ اور سمٰعیل بیگ دولدی اور علی قلی اندرابی اور حیدر دوست مغل اور شیخم خواجہ خضری اور قربان قراول قریب تین ہزار کے کام آنے کے لائق سوارون نے کہ اُسکے بہکائے ہوئے یا گمراہ بنائے ہوئے تھے کتل (پشتہ۔ ٹیلہ) منار کے راستے سے بدخشان کے ارادے پر گمراہی کا جنگل طے کرنا اختیار کیا اور جب یہ خبر برتر ساعت (شاہی کان) مین پہنچی۔ انہون نے چاہا کہ اُسی دم اپنی پاکیزہ ذات کے ساتھ روانہ ہوکر اِن بدنصیبونکو کہ نیکبختی کے قبلے سے مونھ موڑنے والے ہوئے ہین ادب دینا (سزا دینا) فرماوین۔ برگزیدہ (چیدہ۔ پسندیدہ۔ اچھا) وقت آنے کے لحاظ سے خود بدولت نے توقف فرماکر اقبال کی بارگاہ کے بعضے نوکرون کو اُن بدنصیبون کے پیچھے جانے کا حکم فرمایا اور اسی طرح جوکہ ایکطرفہ (سچے خیرخواہ) نوکرون سے آتا تھا دفعہ دفعہ روانہ کرتے تھے (یعنی برابر آگے پیچھے روانہ کرتے تھے) چنانچہ تردی بیگ خان اور منعم خان اور محمد قلی برلاس اور عبداللہ سلطان اور دوسرے دولتخواہ بندے ایک دوسرے کے پیچھے گئے اور دوپہر کے نزدیک کہ مبارک گھڑی (سُبھ گھڑی) آئی حضرت جہانبانی (ہمایون) خود دولت اور اقبال کے ساتھ فتحمندی کے گھوڑے پر سوار ہوئے بہادر جوانون کی ایک جماعت نے آگے جاکر قراباغ کے اطراف مین اُن بھگوڑے مغرورون کے چنداول (چنداول۔ وہ فوج جو لشکر کے پیچھے خبرگیری کے لئے چلتی ہے) تک پہنچکر ایک بڑا غلبہ کیا اور دن کے آخر مین جُوئے موری کے نزدیک قراچہ خان کے ساتھ دست وگریبان ہوئے یعنی قراچہ خان سے جا اُلجھے۔ اسوقت مین رات اِن تاریک دلون کی جان کے درمیان آگئی رات کے اندھیرے کی پناہ مین بھاگ کر پریشان ہوگئے (تتر بتر ہوگئے) اور غوربند کے پُل سے گزر کر پُل کو ویران کردیا اور وہ لوگ جنھون نے کہ اس بدنصیب گروہ کا پیچھا کیا تھا لوٹ کر قراباغ مین چوکھٹ چومنے کی بزرگی سے نیکبختی حاصل کی۔ اور حضرت جہانبانی کی جہان کی آراستہ کرنے والی راے اسپر قرار پکڑی (ٹھیری) کہ شاہی لشکر کابل کی طرف لوٹے۔ اور وہان سے بلند حملے کا انتظام اور سامان دل کی خواہش کے موافق کرکے بدخشان کی طرف متوجہ ہون۔ اور اِن بھاگے ہوئے بدعقلون نے تمر علی شغالی کو کہ قراچہ خان کا وکیل تھا پنجشیر مین چھوڑا کہ ان حدون مین باخبر ہوکر یار ہلکر کابل کی خبرین پہنچاتا رہے اور خود ہندوکوہ کے کتل (ٹیلہ۔ پشتہ) سے گزر کر کشم مین میرزا کامران سے جاملے اور حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) نے دوسرے روز لوٹ کر اُرتہ باغ کو بزرگ آنے کی شوکت سے بہار ایسی تازگی بخشی اور اِن بدنصیبون کی جماعت کے کہ جو بادشاہی پرورش کے دسترخوانون کے حق نہ پہچانکر حرام نمکی کی طرف

سر اُٹھانے والے ہوئے تھے لقب اُنکے حال کے مناسب رکھے۔ جیسا کہ قراچہ قرا بخت (قرا۔ سیاہ۔ بخت نصیب)
اور اسمٰعیل خرس۔ (ریچھ) اور مصاحب منافق (منافق۔ دورو۔ مکار) اور بابوس دیوث (دیوث۔ بے غیرت۔ بے شرم)
اور اقبال کے فرمان۔ میرزا ہندال اور میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کو بھیجے کہ ساز و سامان درست کر کے شاہی
لشکر کے پہنچنے کے منتظر رہیں۔ اور حکم ہوا کہ حاجی محمد خان غزنین سے جلد آنکو چوکھٹ چومنے کی طرف پہنچاوے
(یعنی جلد آکر حاضر ہو) اِن دنوں میں کہ بدخشان کی لشکر کشی کی تیاری بلند ہمت کے آگے رکھی ہوئی تھی
ہر وقت عقلمند بوڑھے لوگوں اور دانشمند نوجوانوں کے ساتھ کہ اخلاص کا جوہر اُنکے احوال کی پیشانی سے چمکتا
تھا مشورت فرماتے تھے جو لوگ کہ نہ دل بہادری کے نزدیک ہونے والا اور نہ عقل دور کی دیکھنے والی
رکھتے تھے قندھار کی طرف جانے کی رغبت دلاتے تھے تاکہ وہاں سے لشکر کا سرانجام اور سامان کر کے
میرزا کامران کے فتنہ کے دفع کرنے کی طرف متوجہ ہوں اور وہ لوگ کہ دانائی کا فرمان مردانگی کے تمغے
کے ساتھ ہاتھ میں رکھتے تھے بادشاہی جہان کی فتح کرنیوالی رائے کے موافق بدخشان کے جانے میں کوشاں
تھے ایک روز پیر محمد سلطان سے بادشاہ نے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اُسنے عرض میں پہنچایا کہ میرزا کامران اِن
نمکحراموں کے جانے کے سبب سے مغرور ہو گیا ہے۔ یقیناً اِن حدوں کے آنے میں سبقت کرے۔ ایسا میرے
دل میں آتا ہے کہ اگر شاہی لشکر سب سے پہلے ہندو کوہ کے کُتل (پُشتے) سے گزرے دولت کے سرداروں کی
طرف فتح ہوگی۔ وگرنہ (اور اگر ایسا نہ کیا جائے) ہم خدا سے پناہ چاہتے ہیں دوسرے طور کا نقش بیٹھے گا۔
حضرت جہانبانی (ہمایوں شاہ) نے فرمایا کہ مغروروں کے انجام کی ناگواری یا گرانی اور دشواری بار بار سب
لوگ دیکھ چکے ہیں اگر وہ مغرور ہے ہم خدا کی درگاہ کی طرف حاجتمند ہیں اور یہ بیت حقیقت کی بیان کرنے والی
زبان پر لائے۔ بیت کا ترجمہ۔ کوئی اپنے زور پر مغرور مت ہوجیو۔ اسلئے کہ مغرور ہونا ٹوپی یا تاج کو سر سے دور
کرتا ہے۔ اور فرمایا کہ ہمارا دیر لگانا کیا صورت رکھتا ہے یعنی ہم کاہے کو کسواسطے دیر لگائیں اگر برتر خدا نے چاہا
ہم اسی جلدی میں یا ابھی کُتل (پُشتے) سے عبور (گزرنا یا پار جانا) فرمائینگے۔

حضرت جہانبانی جنت آشیانی کے جہان فتح کرنیوالے لشکر کا بدخشان کیطرف کوچ کرنا اور فتح اور کامیابی کے ساتھ کابل کی طرف لوٹنا

چونکہ جہان فتح کرنیوالی ہمّت کا آگے رکھا ہوا (یعنی منظورِ ہمّت) شاہی لشکر کا کوچ کرنا بدخشان کی طرف تھا
یعنی چونکہ بادشاہ کے دل میں یہ بات جمی ہوئی تھی کہ شاہی لشکر بدخشان کی طرف حملہ آور ہووے۔ اور

اِس فتح کے نزدیک ہونے والے حملہ کو ہر امر پر مقدم رکھنا لازم و ضرور تھا۔ اسلئے دوشنبے کے روز پانچوین جمادی الاولی
۹۵۶ھ نوسو چھپن پسندیدہ ساعت مین اُس اچھی طرف کو بلند ہمت اور جاگتے نصیب کے ساتھ متوجہ ہوئے۔
اور اولنگ چالاک اقبال کا خیمہ گاہ ہوا۔ اور دو تین روز کے بعد وہان سے قراباغ مین اُترنا بزرگی کا فرمایا اور
٣٠٠ بارہ روز تک بعضی ملکی مصلحتون کے لئے اس ہر منزل مین قیام ہوا۔ اور حاجی محمد خان باوجود اسکے کہ اسکی بیوفائی
کی خبرین مشہور ہوئی تھین خیرخواہون کی طرح سے ملازمت اور بزرگی کو پہنچا۔ قاسم حسین سلطان کہ حدود ننگش مین
تھا بھی آستان بوسی کے لئے دوڑا اور توجہ کی روشنی رکھنے والی نظر سے کامیاب ہوا۔ اور اسی منزل مین میرزا ابراہیم
نیکبختی کے ستارہ کی رہنمائی سے بدخشان سے مارا مار آیا اور بساط بوسی کی دولت سے معزز ہوا اور خاص مہربانیون
کی روشنیان اُسکے دولت و اقبال کی پیشانی پر چمکین اور اُن عجیب باتون سے جو بے اندازہ فتوحات کی خوشخبری پہنچانے
والی ہو سکتی ہین وہ بھی کہ اُن دنون مین بلند کوچ بدخشان کے قریب پہنچا تھا آنحضرت آفتابہ خانہ (وضو خانہ) مین
کھڑے تھے ایکبارگی پاک دل مین گذرا کہ اگر یہ مرغ سعید اور وہ ایک مرغ تھا کہ ہمیشہ اس کارخانہ مین رہتا تھا ہمارے
کندھے پر آبیٹھے اور آواز کرے تو فتح اور اقبال کا نشان ہے حضور کی یہ نیت (ارادہ) کرتے ہی مبارک مرغ اُڑا اور
ہما کی طرح بازو ہلاتا عزت اور بزرگی کے کندھے پر آبیٹھا اور نیکبختی کا سایہ دولت کے سر پر ڈالا آنحضرت نے شکر گزاری
ادا فرمایا اُسکے پانؤن مین چاندی کی کڑیان ڈالین اور اُن خبرون سے جو فتح کے پیش خیمہ ہونے کے لائق ہو سکتی
ہین اور روز بروز بڑہنے والے اقبال سے ظاہر ہوئین وہ ہے کہ جب میرزا ابراہیم پنجہر کے اطراف مین پہنچا تمر علی
شغالی نے میرزا کا راستہ روکا ملک علی پنجہری نے اپنے قبیلہ اور قوم کے ساتھ آکر میرزا کے ساتھ اتفاق کیا اور میرزا ابراہیم
نے تمر علی شغالی کے ساتھ مردانہ جنگ کرکے خون پینے والی تلوار سے اُسکا کام تمام کیا اور ملک علی پنجہری کو احتیاط
کے لئے ہمراہ لیا کہ حضرت جہانبانی کے ملازمون تک لاوے اور اس سادہ لوح (بیوقوف) خیرخواہ نے اپنے
زمینداروں ایسی ناقص فکر کے سبب سے میرزا ابراہیم کے ہمراہ ہونے سے پیچھے رہ گیا اور مبالغہ کے بعد لڑنے کو آمادہ
ہوا یعنی جب میرزا ابراہیم اُسکو اپنے ہمراہ لیکر بادشاہ سے ملانے کو آتا تھا تو اُسکے دل مین گنواری دیہاتی خیال یہ
گذرا کہ کہین لوگون کے دل مین یہ خیال نہ گذرے کہ میرزا ابراہیم مجھکو گرفتار کرکے بادشاہ کے حضور لئے جا رہا ہے چنانچہ
پیچھے رہ گیا اور جب بہت کہا سنا کہ ہمارے ساتھ کیون نہین چلتے ہو تو وہ اسقدر برہم ہوا کہ لڑنے پر آتُلا۔ میرزا نے
باوجود اسکے کہ چند آدمی اپنے ہمراہ رکھتا تھا بڑا غلبہ کرکے یعنی اُسکے لوگون کو مار کوٹا تنہا اپنے آپکو بلند آستانہ
کے چوکھٹے تک پہنچایا اور دوسرے روز ملک علی نے اپنے بھائی کو بھیجکر تقصیر اور شرمندگی کی راہ سے معذرت کی اور تمر علی
شغالی کا سر بھیجا آنحضرت نے اُسکو خلعت اور انعام سے سربلند کرکے رخصت کیا اور اُسکے بھائی کیلئے دلجوئی کا فرمان
اور بیش قیمت خلعت عطا فرمایا اور لکھا کہ میرزا نے تجھے نہین بھیجا تا تیری موروثی (جو باپ دادے سے چلی آتی ہوا)

دولتخواہی پاک دل پر ظاہر ہے۔ جب فتح کی چمک رکھنے والے جھنڈے اُس حدود میں پہنچین گے بادشاہی مہربانیون
۳۰۱
سے بڑی سربلندی پائیگا اور میرزا ابراہیم پر مہربانی بہت فرماکر اُسکو اپنا فرزند کہا۔ اور بادشاہانہ بڑی بڑی مہربانیان
اُسکے شامل حال کرکے اپنے سے پہلے رخصت فرمایا کہ جاکر میرزا سلیمان کو لشکر کے جمع کرنے اور لڑائی کی مہمون
کے انتظام پر آمادہ رکھے۔ اور منتظر رہے کہ بہت جلد بدخشان کا میدان بزرگی کے خیمون کی خیمہ گاہ ہوگا۔ جب
اقبال کا لشکر طالقان کی حدود مین پہنچے۔ بلند چوکھٹ کے چومنے کے لئے جلدی کرین۔ اور حضرت مہد علیائے
مریم مکانی اور میرے حضرت شاہنشاہ کو کہ سلطنت کی آنکھ کے نور اور خلافت کی بہار کے گلاب کے درخت
تھے رخصت فرمایا کہ دارالسلطنت کابل کو جائین۔ اور محمد قاسم خان موجی کو کابُل کی داروغگی پر نامزد فرماکر پاک
حضرت کی ہمراہی مین رخصت دی کہ میرے حضرت شاہنشاہ کی خدمت کی ہمیشگی سے مشرف ہوکر ولایت کی
نگہداشت اور انتظام مین نہایت کوشش اور خبرداری ملحوظ رکھے۔ اور جب موضع بازارک کے اطراف مین کہ
پنجہر کا پرگنہ ہے اقبال کا اُترنا ہوا حاجی محمد بابا قشقہ اور قاسم حسین سلطان اور تردی بیگ اور محمد قلی خان برلاس
اور علی قلی سلطان اور میر لطف اور حیدر محمد جوبی کو منقلا کے طور پر بھیجا (منقلا۔ وہ چند لوگ یا قلیل جماعت کہ جو
فوج سے آگے آگے چلتی ہے) جون ہی کہ بھیجے ہوئے لوگ ہندوکوہ کی گھاٹی سے گزرے مہدی سلطان اور
تردی محمد جنگ جنگ اور وہ لوگ جو اندراب کے قلعے مین تھے انہون نے رخ طرف بھاگنے کے رکھا اور اطاعت کئے
گئے حکم کے موافق تردی بیگ اور محمد قلی برلاس خوست کے طرف روانہ ہوئے۔ کہ ان بدبخت بھاگے ہوئے لوگون
کے بال بچون کو کہ وہان ہین ہاتھ مین لاوین۔ میرزا کامران غرور کے شراب سے مست ملوظفر کی حدود مین تھا۔ اور
بھاگے ہوئے سردار طالقان مین۔ ہرچند میرزا کے لئے کابل کی راہون کے روکنے اور راہون کی نگہبانی کرنے
مین کوشش کرتے تھے کسی جگہ تک نہین پہنچ سکتے تھے اور مُلّا خرد زرگر نے کہ اُن دنون میرزا کامران کے
ساتھ نہایت نزدیکی رکھتا تھا اور ہمیشہ شرارت (بدی) اور فتنہ (فساد) کا باعث ہوتا تھا اس بارے مین بہ حسب
بڑی کوشش کی کچھ مفید نہ ہوئی آخر کار قراچہ خان اور اُس جماعت نے پیش بینی (انجام بینی) کرکے مصاحب بیگ
کو بھیجا کہ بال بچون کو خوست سے طالقان مین لاوے کہ ایسا نہو کہ لشکر کابل سے آ پہنچے اور یہ لوگ قید ہو جاوین اور
جیسے کہ تردی بیگ اور محمد قلی خوست کے اطراف مین پہنچے مصاحب بیگ بال بچون کو باہر لاکر طالقان کو لے گیا
یقین ہے کہ ان پرانے کارکنون یا ان پرانے مکار تجربہ کارون نے چشم پوشی کی ہوگی (ورنہ وہ نہ لے جاسکتا)
اور جب بلند جھنڈے (شاہی جھنڈے) اندراب کے نزدیک پہنچے میرزا ہندال نے قندوز سے بزرگی حاضرباشی
کی پائی۔ اور شیر علی کو قید کرکے روبرو لایا حضرت جہانبانی نے میرزا کو طرح طرح کی دلجوئیون سے عزت بخشی۔
اُن سب سے ایک یہ ہے کہ حکم ہوا کہ گھوڑے پر سوار ہی ملازمت کی دولت حاصل کرے اور ایک مختصر اس سرگزشت سے

وہ ہے کہ۔ بدخشانات مین فتحمند لشکر کے آنے سے پہلے جب میرزا کے کاروبار نے وہان رواج (رونق) پکڑا شیر علی
نے اعتبار پایا اور غرور کی مستی مین ہمیشہ میرزا کے ساتھ گستاخانہ برتاؤ کرتا تھا اور قندوز کے لینے اور میرزا ہندال کے
نکالنے کے بارہ مین بہت کوشش کرتا تھا یہانتک کہ میرزا نے اسکو قندوز پر مقرر کیا میرزا ہندال نے بادشاہی اقبال
کی بدولت اسکو قید کر لیا اسکا مفصل بیان یہ ہے کہ ایک رات قندوز کے لشکر کے بہت سے پیادون نے اسکے
گھر کو چارون طرف سے گھیر لیا اور اسنے مکر و فریب سے اپنے آپ کو پانی کی نہر مین ڈالا۔ اور اسکا ایک ہاتھ
ٹوٹ گیا اور اپنے ہی مکر کی کمند مین پکڑا گیا اور جب میرزا ہندال اسکو حضرت جہانبانی کے حضور مین لایا آنحضرت نے
اسکے نالائق کامون پر نظر نہ کر کے اسکے قصورون پر معافی کی تحریر کھینچی۔ اور خاص خلعت عطا فرما کر غوری اسکے
نام مقرر فرمایا اسلئے کہ دوربین دل کی نظر آدمی کے جوہر اور کام آنے کے اندازہ کی دریافت پر تھی چونکہ اسکی ذات
مین مردانگی اور راہ راست پر ہونے کے معنی پائے تھے اتنے بڑے بڑے قصور کہ ہر ایک سزا کے قابل تھا معاف
کر کے ایسی بڑی مہربانی سے خصوصیت بخشی کیونکہ آنحضرت نے قدر شناسی کی ترازو مین بخشش کے سببون کو
کھلانے (سزا دینے) کی باتون سے زیادہ (بڑہکر) پایا۔ اور اسکے بعد کہ میرزا ہندال بادشاہی توجہون (مہربانیون)
سے معزز ہوا۔ حکم جہان کا اطاعت کیا گیا صادر ہوا کہ حاجی محمد خان اور دوسرے لوگ منقلا (پیشرو فوج۔ وہ فوج
جو آگے چلے) کے طور پر آگے چلین اور میرزا انکا سرگروہ ہووے اور سب آدمی میرزا کی اطاعت
(فرمانبرداری) سے کہ بیشک دولت شاہی کی مددگار ہوگی تجاوز نہ کرین۔ اور نیک خدمتی کی ضروری باتون
مین جہانتک ہو سکے کوتاہی نہ کرین تاکہ ہر ایک انمین سے اپنی ہمت اور خدمت کے موافق اپنی آرزو پر کامیاب
ہووے جمادی الاخری کے وسط (درمیان) مین ۹۵۵ نوسو پچپن مین النگ قاضان (سبزہ زار قاضان) کہ اندراب کے موضعون
سے ہے بزرگی اور بڑائی کے خیمون کی خیمہ گاہ ہوا اندراب کے قاضی اور توقبائی قبیلہ کے لوگون اور یاقچی
اور بلوچ خاندان کے آدمیون اور بدخشان کے قبیلوان اور بہت سے سپاہیون اور مصاحب بیگ کے نوکرون
نے آستان بوسی کی بزرگی حاصل کی۔ اور بادشاہی مہربانی کے شامل کئے گئے ہوئے۔ اور وہان سے شاہی
لشکر کوچ پر کوچ کرتے طالقان تک پہنچے اور بہت سے بھاگے ہوئے سردار اور میرزا عبداللہ اور بہت سے
میرزا کامران کے ساتھ نسبت رکھنے والے وہان قلعہ نشین تھے میرزا ہندال اور ان سردارون کو جو اسکی
ہمراہ مقرر ہوئے تھے شاہی حکم ہوا کہ آب بنگی سے گزر کر ایک معقول غلبہ کرین اور اس حال کے نزدیک میرزا کامران
نے قائہ ظفر اور کشم کی حدود سے مارا مارا پنے آپکو اس بدانجام گروہ تک پہنچایا اور دوشنبہ کے روز پندرہوین
جمادی الاخری اس ٹیلے پر کہ جسکو خلمسان کہتے ہین۔ ان آدمیون سے جہان لڑائی ہوئی اور اتنا کہ ۳۰۳
بادشاہی لشکر پانی سے نہ گزرا تھا اور تہوڑا سا فاصلہ ہراول (آگے چلنے والی فوج) اور قول (درمیانی فوج)

کے درمیان رہا تھا کہ خدا کی حکمت کے موافق بادشاہی ہراول روگردان ہوکر پانی سے گزرا اور مخالف کے گروہ نے
ہاتھ لوٹ مار کے لئے کھولا میرزا کامران چند لوگون کے ساتھ اسی ٹیلے پر کھڑا ہوا اسی درمیان مین حضرت
جہانبانی نے دولت اور اقبال کے ساتھ پانی کے کنارے پہنچکر چاہا کہ مخالف کے روبرو پانی سے عبور فرمائین
بعضے سچے خبر پہونچانیوالون نے بزرگ عرض مین پہنچایا کہ پانی کے آگے دلدل ہے۔ اور وہان سے آدھ کوس آگے بڑھکر آسیا ہی اور وہ پتھریلی
زمین ہے وہان سے گزرنا آسانی کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے اسلئے آنحضرت دولت اور سعادت کے ساتھ
اسی طرف کو متوجہ ہوئے جب آسیا کے نزدیک پہنچے شیخم خواجہ خضری کو کہ خواجہ خضریون کا چودھری تھا پکڑکر لائے تنغارون
کی جماعت کو کہ آگے آگے چلتی تھی حکم ہوا کہ اس نمک حرام بھگوڑے کو مارین اتنے مکّے اور لاتین مارین کہ دیکھنے
والون کو یقین ہوا کہ اُسکی تاریک جان کو بدن کے ساتھ تعلق نہین رہا اُسوقت اسمٰعیل بیگ دولدی کو گرفتار
کرکے پاک حضور مین لائے آنحضرت نے جان بخشی فرماکر منعم خان کی سفارش سے اُسکی خطائین معاف
فرماکے اُسی کے (منعم خان کے) سپرد فرمایا اور اُس ٹیلے کی طرف کہ میرزا کامران وہان تھا متوجہ ہوے
اور روشن کوکہ کے بھائی فتح اللہ بیگ کو ہراول کرکے بہت سے قربان ہونے والے بہادرون کے ساتھ
اپنے سے آگے بھیجا اور مردانہ لڑائی ہوئی فتح اللہ گھوڑے سے جدا ہوا اور اسی وقت بادشاہی جلوس کہ جہان
کے فتح کرنیکا پیش خیمہ اور مُلک لینے کا آگے چلنے والا لشکر ہے ظاہر ہوا اور میرزا دل ہاتھ سے دیکر مقابلہ کی
طاقت نہ لاکر بھاگ نکلا اور اُسنے اپنے آپکو قلعۂ طالقان مین پہنچایا اور اُسکی مضبوطی اور اُستواری مین
کوشش کی اور بادشاہی لشکر لوٹ اور مار پر ہاتھ کھولنے والا ہوا۔ اور نوکرون کا کام اسباب پر چھینا جھپٹی
شروع ہوا یعنی نوکر باہم اسباب لوٹنے مین چھینا جھپٹی کرنے لگے آنحضرت نے حکم عدل فرمایا یعنی جو چیز
جسکے ہاتھ لگے اُسی کی ہوگئی دوسرا طمع (لالچ) اسمین نہ کرے۔ اور اس فتح مین کسی کے ایک سر کے بال برابر
زخم نہ آیا سواے علی قلی خان کے کہ ایک زخم اُسکو پہنچا اور اسحاق بیگ اور تردی بیگ بٹیا پیاب میرک کا اور
بابا جوجک اور اَور بہت سے لوگ کہ جنہون نے دلیری کا قدم فتحمند لشکر کے پیچھا کرنے مین رکھا تھا گرفتار ہوئے
اور میرزا ہندال اور حاجی محمد ان گرفتارون کو بلند درگاہ مین لائے اور آنحضرت نے موافق قاعدون عدل
اور انصاف کے ہر ایک کو اُسکی استعداد کے موافق مہربانی اور قہر کے ساتھ خصوصیت دی اور عاجزی کے
سجدے کارساز حقیقی کی درگاہ مین۔ کہ بغیر بخیلی کے سخاوت کرنیوالا اور بغیر احسان رکھنے کے فیض و برکت ۳۰۴
کا پہنچانے والا ہے بجالائے۔ اور دوسرے روز محاصرہ کی ضروری باتون مین مشغول ہوئے اور مورچے
تقسیم فرمائے ایکروز اُس مورچے سے کہ منعم خان اور محمد قلی برلاس اور حسن قلی سلطان مہردار کے ساتھ
تعلق رکھتا تھا اور قلعے کے لوگون پر بندوقین چلاتے تھے ایک گولی مبارز بیگ کے لگی اُسنے جان سے

جسم کو خالی کیا آنحضرت نے کہ رحمت (مہربانی - نرم دلی) کی کان تھے بہت افسوس فرمایا اور مبارک زبان پر
گزرا کیا اچھا ہوتا کہ اوسکا بھائی مصاحب اسکی جگہہ (ہلاک) ہوتا اور آنحضرت نے برادری کے تقاضے
بلکہ سب کو شامل ہونے والی مہربانی اور نرم دلی کی وجہ سے میرزا کامران کی اتنی تقصیرون کے باوجود
عنایت اور التفات (مہربانی اور توجہ) کی طرف متوجہ ہوکر نصیحت کا نشان رکھنے والا فرمان کہ دولت
اور اقبال کے بازو کا تعویذ اور فضل وکرامت (بزرگی اور بخشش) کی گردن کی پناہ یا تعویذ ہو سکتا تھا میرزا
کو لکھا اور قسم قسم کی بزرگانہ نصیحتون کے بعد یہ عبارت لکھی گئی تھی - کہ اے بدخصلت بھائی اور اے لڑاکا
(لڑائی ڈہونڈہنے والے) عزیز (پیارے) اس کام کی تدبیر (اس بات کے خیال) سے کہ لڑائی کا سبب
اور بیشمار لوگون کے ستائے جانیکے اور جان سے جانے کا سبب ہے باز آ اور شہر والون اور لشکر والون پر رحم
فرما آج کے روز یہ سب آدمی کہ مارے جاتے ہین - ترجمہ شعر کا - اُس قوم کا خون تیری گردن پر ہوگا - اس
جماعت کا ہاتھ تیرے دامن مین ہوگا - وہی بہتر ہے کہ تو صلح کرنے کی طرف متوجہ ہووے - مروّت
(جوانمردی - آدمیت) کے طریقے کو بجالاوے اور نصیب رمّال (علم رمل کا جاننے والا) کے ہمراہ یہ
نیکبختی کا فرمان بہیجا چونکہ میرزا غفلت (بے پروائی) کا مست تھا اور اقبال نے اسکی طرف موںہہ موڑ رکھا
تھا اور سعادت نے اسکی طرف پیٹہہ کر رکھی تھی - اسکو یہ نیکبختی کی روشنیان رکہنے والی نصیحتین مفید نہوئین
اور اس مہربانی کے طویل خط اور دانائی کے نرنامہ کے جواب مین یہ بیت زبان پر لایا - ترجمہ بیت کا - ملک
کی دلہن کو وہ شخص اپنی آغوش مین تنگ پکڑتا ہے جو آبدار تلوار کے لب پر بوسہ دیتا ہے - رمّال نصیب نے
میرزا کی بدبختی کی حقیقت شاہی کان مین پہنچائی - حکم مورچون کو نگاہداشت کے لئے ہوا اور انہین دنون
مین میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم نے بڑے لشکر کے ساتھ بلند چوکھٹ کے چومنے سے خصوصیت کی بزرگی
پاکر بادشاہی مہربانیون سے امتیاز (سربلندی) کی سعادت پائی - اور ویس خان قبچاق کا بیٹا جاکر خان
بھی کولاب کے آدمیون کے ساتھ آیا اور اقبال کے لشکرون مین شامل ہوا - اور اس محاصرہ کی ایک مہینہ کی
مدت مین روز بروز فتحمندی اور کامیابی کے دروازے دولت و اقبال کے سردارون کے موںہہ پر زیادہ کھلتے
جاتے تھے اور میرزا کامران کی مہمّون کی گرہین زیادہ بندہتی جاتی تہین اور اُسپر کام زیادہ تنگ ہوتے
جاتے تھے یہانتک کہ قسم قسم کی حیلہ گری اور مکاری اختیار کرنے سے ناامید ہوگیا اور پیر محمد خان اوزبک
کی کمک (مدد) سے کہ کوتاہ بینی (ناعاقبت اندیشی) امید رکہنے والا تھا ناامید ہوگیا - ناچار ہوکر فرمانبرداری
اور اطاعت کے فتکاربند مین ہاتھ مارا اور اس حیلہ کے وسیلے سے اپنے آپکو اس بار مین خطر کے بہنور سے
کنارہ پر پکڑا - اور سلامت کی کشتی کو اس موج اُٹھنے والے مقام سے نجات (رہائی - چھٹکارے) کے

۳۰۵

کنارے پر پہنچایا اور اس ارادے سے طرح طرح سے نہایت درجے کی عاجزی اور عُذرخواہی آگے لایا ایکروز عریضہ تیر پر باندھکر شاہی لشکر مین پھینکا جسکا مضمون وہ ہے جسنے آنحضرت کے رعایت اور عنایت کے حقون کو نہ جانا مینے دیکھا جو کچھ کہ دیکھا اب گذرے ہوئے زمانے کے قصورون سے پشیمان ہون اور چاہتا ہون کہ کعبے کے طواف کے لئے رخصت فرماوین تاکہ سرکشی کی نافرمانی اور ناشکرگزاری کی تیرگی سے پاک صاف ہوکر اپنے آپکو حضور کی خدمت کے قابل اور حاضرباشی کے لائق بناؤن - اور امید شاہی مہربانیون سے وہ ہے کہ یہ سعادت مجھکو میر عرب مکّی (مکّہ معظمہ کے رہنے والے) کے وسیلہ سے مقرر ہووے اور میر زمانے کے سیر و سفر کرنیوالون سے تھا اور سچائی اور صفائی مین سربلندی رکھتا تھا اور یہ مشہور تھا کہ کیمیاگر ہے اور حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) اسپر بہت توجّہ (مہربانی) رکھتے تھے - اور اس حملہ مین فتح کی چنگل مارنے والی رکاب کے ہمراہ ہوکر دعا کے لشکر کو آراستگی دیتا تھا جب اُسکی عُرضہ داشت (عرضی) عزت اور بزرگی کے کان مین پہنچی آنحضرت نے میر کو طلب کرکے اس بارہ مین بات چیت کی میر نے کہا مین اسکا جواب لکھکر قلعہ کے اندر بھیجتا ہون اور یہ عبارت لکھی اسے قلعہ کے لوگو خلاصی نجابت - رہائی - چھٹکارا) اخلاص (دوستی دوست ہونے) مین ہے اور سلامت اطاعت اور فرمانبرداری مین ہے اور سلام ہو اُسپر جو کہ سیدھے راستے کی پیروی کرے - میرزا کامران نے اس لکھے کے مضمون پر اطلاع پاکر پھر پہلے طریق پر لکھا کہ جو کچھ میر فرمائینگے اور قرار دینگے اُس سے تجاوز نہ ہوگا - حضرت جہانبانی نے اس وجہ سے کہ کرم و مروّت اُنکی پاکیزہ قدرت رکھنے والی ذات کے ساتھ ساتھ تھی میر کو رخصت دیا میر نے قلعہ مین جاکر حق (راستی) کے بیان کرنیکی ضروری باتین کہ عقل کے چشمون مین میٹھے صاف شربت سے زیادہ شیرین تھین اور دریافت کے مذاقون مین اندرایَن کے شیرہ سے زیادہ کڑوا مزہ رکھتی تھین پیش کین یا بیان کین اور اُنکے صاف صاف بیان کرنے اور پوشیدگیون کے ظاہر کرنے مین کوئی ذرا سی بات بھی اُٹھا نہ رکھی ہر طرح سے کہ میر ملامت کرتا تھا میرزا چونکہ اپنی بدمستیون کے خمار کے دردِ سر سے آگاہی پائے ہوئے تھا ماننے کا سر آگے جھکا کر تقصیر تقصیر (یعنی تقصیر ہوئی تقصیر ہوئی) کہتا تھا اور یہ کہتا تھا کہ جو کچھ آپ فرمائین مجھے قبول ہے میر نے کہا اس کام کی تدبیر (علاج) وہ ہے کہ اُٹھو اور اخلاص اختیار کرنے والے دل اور عاجز خاطر کے ساتھ میری ہمراہ ملازمانِ شاہی کی حاضرباشی سے سعادت حاصل کرو یعنی بادشاہ کے حضور مین حاضر ہو - میرزا سچائی سے یا حیلہ بہانہ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور جب قلعہ کے دروازے کے نزدیک پہنچا - میر کہ زمانے کے مزاج کا پرکھنے والا تھا جانتا تھا کہ یہ بات کوئی اصل نہین رکھتی ہے اور اسی قدر فرمانبرداری ظاہر کے جہان مین کافی ہے - رُکا اور میرزا سے کہا جبکہ تمنے آستان بوسی کے ارادے پر قدم اُٹھایا اور سرکشی کے دائرے سے باہر آئے اور بغاوت سے

٣٠٦

نجات پائی اپ سعادت کے لائق اور ندامت (پشیمانی) کے مناسب وہ ہے کہ بھاگے ہوئے سرداروں کی
گردن باندھکر درگاہِ شاہی مین بھیجدو اور آنحضرت کا خطبہ (خطبہ وہ کلام جس مین خدا و رسول و اصحاب
و اہل بیت کی تعریف اور مسلمانون کو نصیحت بادشاہ وقت کی دعا ہوتی ہے) پڑھو یعنی آنحضرت کے بادشاہ
ہونے کا اقرار کرو اور غائبانہ (یعنی حاضر ہونے کی ضرورت نہین ہے بلکہ بغیر حاضر ہوئے) رخصت لیکر حجاز (مکہ معظمہ)
کے سفر کی طرف متوجہ ہو۔ میرزا نے نصیحت ماننے والا ہوکر ان سب باتون کو قبول کیا اور یہ کہا کہ تم حضرت
سے عرض کرو کہ پابوس کو میری ہمراہ کرین کہ میرے قدیمون سے ہے مین چاہتا ہون کہ ان باتون کا بدلہ کہ
کرچکا ہون اس سفر مین بجالاؤن میر جب لوٹکر حضور مین آیا اور حال کی حقیقت کو عرض مین پہنچایا اور میرزا کی خطاؤن
کے بخشنے کے لیئے سفارش کی آنحضرت نے پیدائشی مہربانی کے تقاضے سے اسکے قصورون کو معاف فرمایا
اور جو کچھ کہ میر نے مقرر کیا تھا اسپر عمل کیا یا اسکو جاری فرمایا جمعہ کے روز بارھوین رجب ۹۵۵ھ نوسو پچپن مین
ذکر کیئے گیئے قلعے کے اندر مولانا عبد الباقی صدر نے حضرت جہانبانی کے بزرگ نام پر خطبہ پڑھا اور آنحضرت نے
وہان سے سوار ہوکر اس باغ مین کہ وہان سے نزدیک تھا اترنا اقبال کا فرمایا مورچے ہٹا دیئے گیئے اور بلند حکم
جاری ہوا کہ حاجی محمد اور اور لوگ حاضر ہون کہ میرزا چند گنتی کے آدمیون کے ساتھ کہ مقرر ہو چکے ہین باہر جاوے
اور اسکے شاہی ملک سے باہر نکلنے تک حدود کی حفاظت کرین یا حدود شاہی کے نگہبان رہین۔ اور علی دوست خان
باربیگی اور عبد الوہاب اور سید محمد پکنہ اور محمد قلی شیخ کمان اور لطفی سہرندی اور اور بہت سے لوگون کو مقرر
فرمایا کہ قلعہ کے دروازے کی نگہبانی کرین بھاگے ہوئے سردارون کو لے آوین اور میرزا کو مقرر ہمراہیون کے
ساتھ جانے دو قرار دار (اقرار) کے موافق میرزا باہر نکلا اور راہ لی۔ میرزا ابراہیم کے ملازمون سے ایک نے
اپنے گھوڑے کو بیچا کہ میرزا کامران کے خدمتگارون سے ایک اسپر چڑھا جاتا تھا اور اسنے یہ بات میرزا ابراہیم
سے کہی میرزا ابراہیم نے آدمی بھیجے کہ وہ گھوڑا چھین لائے جب حضرت جہانبانی کے مبارک کانون مین یہ خبر پہنچی نیک خصلت ہونے
کی وجہ سے اس بات کو ناپسندیدہ خیال کرکے روگردانی فرمائی اور میرزا ابراہیم شرمندہ ہونے اور تنک مزاج
ہونے یا نازک مزاج ہونے (زود رنج ہونے) کی وجہ سے بغیر رخصت لیئے اٹھکر کشم کی حدود کیطرف چلا گیا اور حاجی محمد بھی عتاب
کیا گیا ہوا کہ تیرے جانتے بوجھتے کسطرح یہ حرکت میرزا کو پہنچی۔ اور مہربانی کا فرمان کہ معذرت (عذرخواہی)
کو شامل تھا خلعت اور گھوڑے کے ساتھ ہمراہ خواجہ جلال الدین محمود میر بیوتات کے بھیجا۔ اور جب کچھ حضرات
کا آنا قراچہ خان کے گردن مین تلوار باندھکر حاضر کیا۔ جب شمل کے روبرو پہنچا شاہی حکم ہوا کہ تلوار گردن سے
اتار لین اور اسکی خطا معاف کرکے زمین بوسی سے مقرب بنایا اور ترکی مین کہا کہ سپاہ گری کا عالم ہے اسطرح
کے خطرے پیدا ہوتے ہی آئے ہین۔ اور تردی بیگ خان کے بائین ہاتھ کے نیچے حکم ہوا کہ کھڑا ہووے

۳۰۷

اور اسکے بعد مصاحب بیگ کے ترکش (وہ چیز جسمین تیر رکھتے) اور تلوار گردن مین باندھکر لائے سبب مشغل کے نزدیک
پہنچا ترکش اور تلوار کے اتار لینے کا حکم فرمایا اور اسی طرح قراجہ خان کے بیٹے سردار بیگ کو لائے آنحضرت نے
فرمایا کہ بڑون کی خطا ہے چھوٹے کیا خطا رکھتے ہین۔ اور اسیطرح سارے سردار باری باری سے آتے تھے اور بخشش
کی خوشخبری سنتے تھے سب کے آخر قربان قراول کہ خدمت کے حق رکھتا تھا بڑی شرمندگی اور سر جھکانے کے ساتھ
آیا اور جھککر آداب بجا لایا حضرت نے ترکی مین فرمایا کہ تجھے کیا بلا پیش آئی اور کس تقریب سے گیا اسنے بھی ترکی
مین جواب دیا جس جماعت کے چہرے کو کہ خدا کے قدرت کے ہاتھ نے کالا کیا ہو اس سے کیا پوچھنا چاہیے ۔
حسن قلی سلطان مہردار نے کہ ہر وقت بولنے کا راستہ رکھتا تھا یہ بیت اس مجلس مین پڑھی۔ ترجمہ بیت کا۔ جس چراغ
کو کہ خدا روشن کرتا ہے۔ جو کہ اسپر پھونک مارتا ہے اسکی داڑھی جلاتا ہے۔ یا اسکی داڑھی جل جاتی ہے۔ اور سارے
سردارون سے خاص کرکے قراجہ خان نے جسکی داڑھی لمبی تھی شرمندگی کھینچی دوسرے روز وہان سے دولت واقبال
کے ساتھ کوچ فرمایا اور آب طالقان کے کنارے کہ ایک دلکشا سبزہ زار تھا بزرگی کا اترنا واقع ہوا چہارشنبہ کے روز
سترھوین شعبان کو دائی رہبر کی رہنمائی سے میرزا کامران لوٹکر پابوسی کی دولت سے مشرف ہوا اور اس نادر
نسخہ کا مفصل بیان یہ ہے کہ بادام دردہ کے اطراف مین میرزا عبد اللہ نے اپنی زبان کو بادشاہی شکر سے لذت دی یعنی میرزا عبد اللہ بادشاہی شکر کے لئے گیا
اور اتنی گستاخیون سے کہ میرزا کے حوصلہ سے باہر تھین اور انکی خطاؤن سے درگذر کرنا اسکے تعجب کا سبب ہوا یعنی وہ
حیرت مین رہا کہ میرزا نے کیسی کیسی بے ادبیان اور خطائین حضرت ہمایون شاہ کے ساتھ کین اور اسپر بھی بادشاہ
نے معاف کر دیا۔ میرزا عبد اللہ سے پوچھا کہ انکی (بادشاہ کی) جگہ اگر تم ہوتے تو کیا کرتے میرزا نے جواب دیا کہ مجھ سے گزرنا
اور گزار نہ آتا یعنی مین اسطرح معاف نہ کر سکتا۔ میرزا عبد اللہ نے کہا کہ اب تک موقع اور وقت ایسے کام کا کہ اسکا عوض،
ہو سکے ہاتھ مین ہے اگر آپ بجا لاوین تو ہرج کیا ہے میرزا نے کہا وہ کونسا عوض ہے اسنے کہا کہ آجکے روز ہم ایسی جگہ
مین ہین کہ بادشاہ کا ہاتھ ہم تک نہین پہنچتا ہے مناسب وہ ہے کہ چند لوگون کے ساتھ ہم دوڑتے ہوئے بادشاہ کے
حضور پہنچین اور شکر کے سجدے بجا لا کر گناہون کی معافی چاہین اور پسندیدہ خدمتین بجا لاوین میرزا کامران نے اس
بات کو قبول کیا اور چند لوگون کے ساتھ روانہ ہوا جب شاہی لشکر کے اطراف مین پہنچا بابوس کو حضور مین بھیجا اور اپنے
آنے سے خبر کی حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) میرزا کے آنے سے خوشوقت ہوئے حکم فرمایا کہ پہلے منعم خان اور
تردی بیگ خان اور میر محمد منشی اور حسن قلی سلطان مہردار اور بالتو بیگ توا چی بیگی اور تاچی بیگ اور دوسرے لوگ بادینا
اور اسکے بعد قاسم حسین سلطان شیبانی اور خضر خواجہ سلطان اور اسکندر سلطان اور علی قلی خان اور بہادر خان اور دوسرے
لوگ جاوین اور تیسری مرتبہ میرزا ہندال اور میرزا عسکری اور میرزا سلیمان استقبال کرین اور اسی روز
مین میرزا عسکری کے پاؤن سے بیڑی نکالی گئی تھی۔ انکی صبح کو اس قاعدے کے موافق کہ شاہی حکم صادر ہوا تھا

۳۰۸

میرزا گئے اور تعظیم و تکریم کے قاعدے بجالائے اور حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) ملک و دولت کا تخت آراستہ کرنیوالے
ہوئے اور بزرگون کی طرح دربارِ عام کیا میرزا کامران آداب کے مہر کے ساتھ دوڑ کر بساط بوسی کی دولت سے مشرف ہوا
اور تسلیمات عاجزی کی اور سجدے اخلاص کے بجالایا حضرت جہانبانی نے مہربانی کی راہ سے فرمایا کہ قاعدہ اور قانون
کا دکھنا پیش ہو چکا یعنی تم وہ قاعدے کہ آداب شاہی کے تھے بجالا چکے۔ اب آؤ کہ ہم بھائیون کی طرح آپس مین ملین
اُسکے بعد بہت مہربانی اور شفقت کی راہ سے میرزا سے بغلگیر ہوئے اور بیقرار ہو کر روئے اسطرح پر کہ سارے حاضرین
جلسہ کا دل درد مین آیا میرزا بڑی عزت کے ساتھ مخصوص ہوا اور شاہی اشارے کے موافق بائین ہاتھ کو بیٹھا اور ترکی
مین فرمایا کہ نزدیک بیٹھو اور میرزا سلیمان کو اشارہ ہوا کہ داہنے ہاتھ کو بیٹھو اور اسی طرح میرزا اور امیر اپنے رتبہ اور حالت
کے موافق داہنے اور بائین بیٹھے اور دولت کے بچھونے کے نزدیکون سے بہت سے لوگون جیسے حسن قلی مُہردار
اور میر منشی اور حیدر محمد اور مقصود بیگ آختہ نے مجلس مین قرار پایا یعنی بیٹھے اور بڑا جشن آراستہ ہوا قاسم جنگی اور کوچک
نجگی اور مخلص قبزی اور حافظ سلطان محمد رخنہ اور خواجہ کمال الدین حسین اور حافظ مہری اور سب اس جماعت کے پُر اثر نغمہ
گانے والے لوگ تور (سلاح ہتھیار) کے نزدیک بیٹھکر گانے لگے اور جوانمرد بہادرون سے کا کر علی اور شاہم بیگ
(جلائر) اور تولک قوچی اور اور لوگون نے تور کے پیچھے جگہ پائی اور رنگ برنگ کے میوے اور کھانے موافق قاعدہ
شاہی کے چُنے گئے اور اس مجلس مین حسن قلی مہردار نے میرزا کامران سے پوچھا مینے سُنا ہے کہ آپکے حضور مین ذکر
ہوتا تھا کہ پیر محمد خان کے روبرو کہا گیا ہے کہ جو کہ ایک نارنگی بغض (دُشمنی) مُرتضیٰ علیؓ کا نہ رکھے اوسکو مسلمان
نہین کہہ سکتے آپنے فرمایا کہ خدا کا کوئی بندہ ہوگا کہ تربوز کے برابر بُغض رکھتا ہوگا میرزا بہت بد دماغ (ناخوش) ہوا
اور کہا کہ تب تو لوگون نے مجھکو خارجی (وہ فرقہ جو حضرت علی کو نہین مانتا ہے اور اُنسے بغض رکھتا ہے) خیال

۳۰۹

کیا ہوگا اسی طرح ہر جگہ کی باتین ہوئین اور حضرت جہانبانی نادر نادر کلمون کے موتی برسانے والے تھے
دن ڈہلے تک یہ مجلس منعقد رہی۔ اور اس خوشی کی محفل مین میرزا عسکری کو میرزا کامران کے حوالے کر کے منزل
کے جانے کی اجازت دی۔ اور چونکہ میرزا جلدی کے ساتھ آیا تھا خیمہ اور ڈیرہ اور بارگاہ میرزا کے لیے بادشاہ
کے ہان سے دولتخانہ یعنی شاہی قیام گاہ کے نزدیک کھڑے کئے گئے دوسرے روز بادشاہ نے بلخ کی طرف
جانے کے بارہ مین میرزایون اور امیرون کے ساتھ مشورہ کیا ہر ایک نے اپنی عقل اور رائے کے موافق کچھ بات
ظاہر کی حضرت نے فرمایا کہ فتحمند لشکر کو ناری کی طرف جانا چاہیئے پھر جیسا کہ مناسب وقت ہوگا عمل مین آئیگا
اور ناری بدخشان کا ایک موضع ہے کہ ایک راہ بلخ کی طرف رکھتا ہے اور ایک راہ کابل کی طرف چوتھے روز اس خوشی
بخشنے والی منزل سے کوچ فرماکر رات درمیان سرچشمہ کشا کے نزدیک جو اشکمش کے قریب ہے اقبال کا اُترنا فرمایا
خوشی کی مجلس آراستہ کر کے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے۔ اور اُس عبرت بڑھانے والی سرمنزل مین حضرت

گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) پہلے پہنچے ہین اور خان میرزا اور جہانگیر میرزا نے آکر فرمانبرداری کا سر فرمان
کے خط پر رکھا ہے اور حضرت گیتی ستانی فردوس مکانی (بابر بادشاہ) نے اس خوشی بخشنے والے موضع کے بزرگ
اُترنے اور بھائیون کے آنے اور اُنکے اطاعت کرنے کے بارہ مین نشان کے طور پر اُسکی تاریخ کو ایک پتھر کی چٹان
پر نقش فرمائی ہے یا کھودی ہے حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ) کہ اس پاکیزہ مقام پر پہنچے انحضرت
نے بھی حضرت گیتی ستانی (بابر شاہ) کے روشن طریقے پر اپنے آنے اور میرزا کامران کے حاضر ہونے اور اس جگہ مین
بھائیون کے اکٹھا ہونے کی تاریخ لکھی اور یہ دونون تاریخین دو بڑے مرتبہ رکھنے والے بادشاہون سے ایک
پتھر کی تختی پر زمانہ کے محل کے کتابہ (وہ تحریر جو محلون اور بلند مکانون پر لکھتے ہین) کے طور پر رات اور دن کے
صفحے پر ایک دوسرے کے گردن مین ہاتھ ڈالے ہوئے یادگار ہین - اور وہان سے موضع ناری مین میکنجی کا
اُترنا فرماکر ولایت بدخشان کے انتظام مین مشغول ہوئے - ختلان کو کہ کولاب کے نام سے مشہور ہے سرحد موکب
اور قراتکین تک میرزا کامران کو عنایت فرمایا اور حاکر خان کو میرزا کامران کا امیر الامرا مقرر کرکے اُسکی ہمراہی کے لئے
نامزد کیا اور عسکری میرزا کو بھی میرزا کے ہمراہ کرکے قراتکین اُسکی جاگیر مین خاص کی - اگرچہ میرزا کامران اس جاگیر
پر راضی نہ تھا لیکن ایسی جان بخشی کا خیال کرکے اتنا کچھ انکار کیا اور قلعہ ظفر اور طالقان اور بعضے دوسرے پرگنے
میرزا سلیمان کو مقرر رکھے اور قندوز اور غوری اور کہمرد اور بقلان اور اشکمش اور ناری کو میرزا ہندال کو عطا فرماکے
نصیر علی کو ہمراہ میرزا کیا - اور بلخ کی حملہ آوری دوسرے سال پر قرار پائی اور میرزا کو بادشاہی مہربانیون اور دلجوئیون
کا شامل فرماکر پختہ ارادہ کابل کے جانے کا فرمایا اور آخری مجلس مین عہد و پیمان کہ ظاہر کے سلسلہ کے انتظام کرنیوالون
کا طریقہ ہے درمیان مین لاکر ہر ایک کو چھوٹے اور بڑے جہان کے انتظام بخشنے والے خدا کو سونپ کر رخصت دی
اور برادری (بھائی ہونے) کی مہربانی کی راہ سے ایک شربت کا پیالہ منگاکر تھوڑا سا اُس سے پیکر میرزا کامران کو مرحمت
فرمایا اور حکم ہوا کہ میرزاؤن سے ہر ایک مرتبہ کا لحاظ رکھکر بادشاہی اُلوش (پس ماندہ کھانا - جھوٹن) کھاوے
اور یکجہتی (یک طرفی) اور یکدلی کو مضبوطی بخشے اور شاہی حکم کے موافق باوجود بھائی ہونے کی اصلیت کے سچائی
اور دوستی کا عہد و پیمان بھی کیا یا سچائی اور دوستی کی گرہ بھی باندھی - اور میرزاؤن سے ہر ایک کو جھنڈا اور نقارہ
عنایت فرماکر اُسکے اعتبار کے رُتبہ کو عزت اور بزرگی کی بڑائی سے قوت بخشی اور میرزا کامران اور میرزا سلیمان اور
میرزا ہندال تومن توغ (دس ہزار فوج کا نشان) کے ساتھ مخصوص ہوئے اور میرزاؤن نے اس منزل سے اپنی
جاگیر کی طرف رخصت لی - اور شاہی لشکر خوست کی طرف متوجہ ہوا - اور اُس کے ہر مقام مین کہ سیرگاہ ہوتی تھی
یا قابل اُترنے کے جگہ ہوتی ہے قیام فرماتے تھے اور بریان کی راہ سے کابل کو متوجہ ہوئے - اور بریان ایک قلعہ
ہے کہ حضرت صاحبقرانی نے (امیر تیمور نے) کتور کے ہندوؤن کے ادب دینے کے بعد تعمیر کیا تھا آنحضرت نے بھی

از سر نو تعمیر کی نظر اُسپر ڈالکر اسلام آباد اُسکا نام رکھا ہے جب اقبال کے جھنڈے اُس سرزمین مین پہنچے پہلوان دوست
میر بر کو حکم ہوا کہ قلعہ کے ٹوٹے گرے مقام کی مرمت کرے ۔ اور اُسکا اہتمام سردارون کو تقسیم کرے دس روز وہ
حدود دولت کے لشکر کی قیامگاہ رہی یہانتک کہ پہلوان کے اہتمام مین ایک ہفتہ کے اندر درست کر دیئے گئے قلعہ نے
مع دروازے اور کنگرے اور سنگ انداز (قلعہ کے رندے - وہ مقام جہان سے پتھر وغیرہ دشمن پر پھینکتے) کے تمام
ہونے کی صورت پائی اور آنحضرت نے پایک میرک کو وہان کا حاکم کرکے وہان چھوڑا جب جہان کا آراستہ کرنیوالا
دل قلعہ کے ضروری کام سے فارغ ہوا النقرة (چاندی) کی کان کے نزدیک تشریف لے گئے اور ظاہر ہوا کہ
آمدنی اس کان کے خرچ کے ساتھ برابر نہین ہوتی اور وہان سے آب پنجہر کے کنارے - کوتل اشترگرام کے نزدیک
دولت کے جنگل مارنے والے خیمہ کی استادگاہ ہوئی اور جاڑے کے شروع مین کہ زمین برف سے سفید ہو رہی تھی
دار الملک کابل کی حدود کا میدان حضرت جہانبانی کی بزرگ تشریف فرمائی سے شوکت اور رونق پانے والا ہوا
اور وقت کے پسند فرمانے کے لیے اور مبارک گھڑی کے انتظار مین چند روز شہر کے اطراف مین ٹھیرے رہے اور
حضرت میرے شاہنشاہ کہ ہزارون مبارکیان اور نیکبختیان آنحضرت کے مبارک قدم مین ہین اقبال کی طرح استقبال
کو گئے آنگہ خان اور بہت سے نزدیک لوگ ملازمت کی دولت سے مشرف ہوئے اور آنحضرت نے اُس خلافت
کی آنکھ کی خنکی اور بزرگی کے چہرے کی رونق کے مبارک دیدار سے کہ دونون جہان کی نیکبختی اُنکی پیشانی سے جھلکتی تھی خوش
اور محو شوکت ہوکر اقبال کی پیشانی کو شکر کے سجدون سے ہمیشہ کی روشنی دی - اور جمعہ کے روز دوسری
رمضان کو پسندیدہ وقت سے فتح اور مدد الٰہی کے ساتھ اُترنے کا سایہ شہر پر ڈالا اور عاجزی کی زمین پر
پیشانی گھسنے والے ہوئے - اور مبارکبادی کی عرضیان دولت کے سردارون سے پہنچین - اور انہین دنون
مین سمندر نے کشمیر سے عرضی بھیجی میرزا حیدر اُس ولایت کے تحفون کے ساتھ بادشاہی درگاہ مین لایا اور
عرضی کے اندر کشمیر کے میوے اور گل اور بہار و خزان اور آب و ہوا کی تعریف و توصیف دلکش عبارت مین لکھی
تھی اور اُس دلکشا میدان کے ہمیشہ بہار رکھنے والی سیر کا التماس بہت مبالغے سے کیا تھا اور ہندوستان کے
فتح کرنے کے بارے مین بہت ٹھیک ٹھیک باتین عرض کرکے جہان کی فتح کرنیوالی ہمت کو ابھارا تھا یا رغبت دلائی
تھی - اور آنحضرت نے بہت مہربانی کی وجہ سے فتح اور فتحمندی کا فرمان جسمین طرح طرح کی مہربانیان اور قسم قسم
کی عنایتین تھین میرزا کو بھیجا اور باطنی (اندرونی - دلی) توجہ ہندوستان کے فتح کرنے کے لیے اُس ہوشمندی
کے سرنامہ مین وارد کرنا فرمائی اور دار السلطنت مین ہمیشہ بادشاہت کے کامون کا جاری کرنے کا اور سلطنت
کے ضروری کامون کا قوت دینے مین اُس طور پر کہ وقتون کی خواہشین خواہان تھین اور ملکی مصلحتین تقاضا
کرنے والی پختہ اور درست رائے کے ساتھ مصروف رہے - چنانچہ قراچہ خان اور مصاحب بیگ کہ منافقون

(دو رُولیون مکّارون) کے سرگروہ (سردار) ہو سکتے تھے اور طرح طرح کی سزا کے حقدار ہوئے تھے انکو دیار معظمہ
کے سفر کی رخصت دی کہ شاید مسافرت کے وقتون مین کہ نفس امارہ کی نالائق باتون کی سوہان (ریتی) ہین دولت
کے دنون سے یاد دلاوین اور اُس نیک روزی (نیک نصیبی۔ خوشحالی) کی قدر پہچانکر برے عملون (کامون)
سے باز آوین اور انہون نے روانہ ہو کر ہزارہا کے درمیان قیام کیا اور آخر کار حضرت جہانبانی کی مہربانی نے اس
ناشکری جماعت کے نا سُننے کے قابل عذرون کو قبولیت کا درجہ بخشا اور انہین دنون مین دوستی کی بنیادون کا
بنا کرنا اور محبت کے معانی کا پُختہ کرنا کہ جوانمردی اور مروت کے لیے ضرور ہے فرماکر خواجہ جلال الدین محمود کو ایلچی کے
طور پر تحفون اور سوغاتون کے ساتھ عراق کو رخصت فرمایا۔ اور اُن واقعات سے کہ اس سال مین ظاہر ہوئے۔
میرزا الغ بیگ کا شہید ہونا ہے کہ بیٹا محمد سلطان کا تھا اور اس سرگزشت کا مختصر یہ ہے کہ میرزا زمین داور سے کہ
اُسکی جاگیر تھی حضرت جہانبانی کی ملازمت کے ارادے سے بدخشان کی طرف جاتا تھا اور خواجہ معظم بھی آستانہ بوسی
اور تقصیرون عوض کرنے کے ارادے پر میرزا کی ہمراہ تھا جب غزنین کے نزدیک پہنچے۔ بادشاہی لشکر کی فتح کی
خبر اُنکو پہنچی۔ خواجہ معظم میرزا کو بہت کچھ سُنکر ہزارہا کے مقابلہ کو لے گیا کہ اس گروہ کی لوٹ مار کہ ہمیشہ رہ ماری اور
لُوٹ کھسوٹ مین لگا رہتا ہے کرے اور بے تدبیر ہونے کی وجہ سے کہ اُسکا سبب جوانی کا غرور اور گمان کا دیوانہ پن
ہوتا ہے لڑائی کے قاعدون کا لحاظ نہ رکھکر لڑنے کو چل پڑے یعنی لڑنے لگے۔ میرزا نے شمشیر کے جام (پیالہ)
سے آخری گھونٹ پیا (مارا گیا) آنحضرت نے تردی محمد خان کا اعتبار بڑھا کر زمین داور دا اور وہ حدود اُسکی جاگیر
مین مقرر فرمائی۔ اور اُن حدود کی بنیادون کے مضبوط کرنے اور انتظام کرنے کے لیے رخصت فرمایا اور اسی
سال مین کاشغر کے حاکم سلطان سعید خان کے بیٹے عبدالرشید خان کے ایلچی آئے اور قیمتی تحفے اور ہدیے بزرگ نظر
مین گزرانے۔ اور جلد ہی شامل کئے گئے مہربانی کے ہو کر رخصت پانے والے ہوئے۔ اور اسی زمانے نیکبختی کی
آراستگی رکھنے والے مین عباس سلطان نے کہ اوزبکیہ سلاطین سے تھا آستانہ بوسی سے نیکبختی حاصل کی اور منظور
نظر مہربانی اور پرورش کا ہوا اور اُسکا مرتبہ بلند کرکے پاکدامن گلچہرہ بیگم کے ساتھ کہ آنحضرت کی چھوٹی بہن تھی اُسکا
نکاح کر دیا اور اُن واقعات سے جو اس سال مین ظاہر ہوئے میرزا اُلغ بیگ کے بھائی میرزا شاہ کا شہید ہونا ہے
کہ اشترگرام سے کہ اُسکی جاگیر مین تھا ارادہ آستان بوسی کا رکھتا تھا جب کوتل منار مین پہنچا حاجی محمد کے
بھائی شاہ محمد نے اُسکے بدلہ لینے کے لئے کہ ہندوستان مین حاجی محمد خان کے چچا کوکی کو میرزا محمد سلطان
نے مار ڈالا تھا گھات لگا کر اُس ٹیلے کے اوپر ایک کلھاڑی ماری اور میرزا اُس گھاٹی مین شہادت کے
بلند درجہ کو پہنچا۔

۳۱۲

حضرت جہانبانی جنت آشانی (ہمایون شاہ) کے پاک جلوسی لشکر کا کابل سے کوچ کرنا بلخ کیطرف اور میرزا کامران کی نااتفاقی اور سردارون کے نِفاق (دورُوئی) کی وجہ سے کابل کیطرف لوٹنا

اگرچہ ہندوستان کے مُلکون کا تابع کرنا اور اُس باغ (ہندوستان) سے کوڑا کرکٹ باہر نکالنا (دور کرنا) صاف کرنا
اور اس کام کو یعنی ہندوستان کے فتح کرنے کو سارے کامون پر مقدم رکھنا (آگے یا پہلے کرنا) مُلک فتح کرنیوالی
ہمت پر یعنی ہمت کے ذمے روز بروز بڑہنے والے اقبال کی نہبت ضروری باتون سے تہا - اور ولایت کشمیر
کی سیر بھی رغبت کی گئی اور پوشیدہ کی گئی دل کی تھی - اُس کو دوسرے وقت پر حوالہ فرما کے (رکھکر) بلخ کی
حملہ آور ہونے کو کہ پہلے مضبوط (پکّا) ہوچکا تھا اور اُسکا سامان یا اُسکی تیاری فرما چکے تھے دولت (اقبال و سعادت)
کا قدم ارادے کی رکاب مین رکھکر روانہ ہونے کو تیار ہوے اور سنہ نو سو چھپّن کے شروع مین کہ ہوائین معتدل
تہین بالتو بیگ کو کہ ایک درگاہ کے اعتبار کے لائق (بھروسے کے قابل) لوگون سے تھا میرزا کامران کے پاس
بھیجکر پیغام دیا کہ ہم قرارداد (جو بات مُباحثہ کے بعد ٹھیر جاوے) کے موافق بلخ کے ارادہ پر متوجہ ہوئے ہین چاہئے
کہ وہ اتفاق اور ایک طرفی کو منظورِ ہمت کرے اور اس بات کو سعادت کا سرمایہ (نیکبختی اور خوش قسمتی کا وسیلہ) سمجھکر
بدخشان کی حدود مین بلند جھنڈون کے پہنچنے کے وقت اپنے آپکو بڑے سامان سے بزرگ لشکر کا نزدیک ہونیوالا
بناوے اور اطاعت کئے گئے فرمان میرزا ہندال اور میرزا عسکری اور میرزا ابراہیم کے ہمراہ کے تیار کرنے اور
فوج کے آمادہ کرنے اور اپنے آپ کو جلد پہنچانے کے بارہ مین جاری فرمائے اور دولت و اقبال کے ساتھ بلند
جھنڈون کا کُوچ ہوا اور کامون کے ترتیب دینے اور بڑے بڑے کامون کے بندوبست کرنے اور حاجی محمد خان
کے غزنین سے آنے کے لئے ایک مہینے کے قریب تک چاراک سرزمین مین ٹھیرنے کا اتفاق ہوا - اور اس منزل سے
خواجہ دوست خاوند کو کولاب کی طرف بھیجا کہ میرزا کامران کو شاہی لشکر مین پہنچا دے اور خواجہ قاسم منصرم (منتظم)
اخراجات خانگی کہ پہلے منصب (عہدہ) وزارت کا رکھتا تھا اور خواجہ میرزا بیگ کو کہ دیوان حال تھا اور اُنکی بے رُشدی
(ہدایت نایافتہ ہونا - نااہل ہونا) کی وجہ سے خواجہ غازی نے کاروبار کو اپنی کاردانی (تجربہ کاری) کے ذمے
لے لیا تھا - اور خواجہ مقصود فلی نے کہ دُرست کرنیوالا اور پراگندہ کرنیوالا یعنی منتظم میرزا کامران کے کاروبار کا تھا اور
کتنے ایک اور لوگون نے میر برکہ کے وسیلے سے خواجہ غازی اور خواجہ روح اللہ کے برخلاف تقریر کی یعنی ظاہر کیا

۳۱۳

کہ یہ دونون خیانت و تغلب کرتے ہین اور منعم خان اور محمد قلی خان برلاس اور فریدون خان اور مولانا عبدالباقی صدر (صدر
ایک منصب دار تھا وزیر سے نیچے اور سب سے اونچے عالم کی تشخیص (تحقیق - جانچ پرتال) کے لیے مقرر ہوئے - اور
حسین قلی سلطان کہ درگاہ کے مقربون سے تھا اس مہم کا حاصل کرنیوالا ہوا یعنی ان تغلب کرنے والون سے تغلب کو
(تغلب - زبردستی کرکے کسی کا مال لے لینا) وصول کرنے والا ہوا - اور معاملہ کی حقیقت جاننے کے بعد خواجہ غازی
اور خواجہ روح اللہ اور اَور لوگون کو کہ تغلب کرنے والے محرّرون سے تھے ماخوذ کیا (پکڑوایا گرفتار کرایا) اور
محمد قلی سلطان کو خواجہ غازی کے مال و دولت کی تحقیق کے لیے مقرر فرمایا اور خواجہ سلطان علی کہ حضرت جہانبانی
کی توجہون (مہربانیون) سے افضل خانی کے خطاب سے سربلند تھا بیوتات کی مُشرفی (یعنی گھر دارہ کی داروغگی
سے دیوانی بیوتات کے منصب پر خاص ہوا اور انہین دنون مین میرزا ابراہیم نے مارا مار آکر آستان بوسی کی اور
عنایتون (مہربانیون) سے سربلند ہوا - اس حملہ آوری کی ضروریہ مُہمّون سے خاطر جمع ہونے کے بعد شاہی لشکر نے
طالقان مین بزرگی کا اثر پایا اور یہان عباس سلطان ازبک نے بھاگنا اختیار کیا یعنی اس مقام سے عباس سلطان ازبک بھاگ گیا اور آنحضرت
میرزاؤن کے پہنچنے پانے کے خیال سے آہستہ چل رہے تھے جبکہ میرزاؤن کا روانہ ہونا اور میرزا کامران کا سامان جنگ تیار کرنا عزت اور
بزرگی کے کان یعنی شاہی کان مین پہنچا - پنجہیر (بعض کتاب مین پنجشیر) کی راہ سے ارادہ کی باگ موڑ کر اندراب کو
عزت کے خیمون کی خیمہ گاہ فرمایا - اور اُس منزل مین کہ حضرت صاحبقرانی نے وہان (امیر تیمور نے وہان) بنیاد
رکھی تھی یا ایک عمارت تعمیر کی تھی آنحضرت کی پیروی کے لیے تین روز تک کا قرار (مقیم) رہے - اور وہان سے
ناری مین اتفاق اُترنے کا ہوا - اور کتل (جنگل مین اونچی زمین - ٹیلہ) ناری سے گزر کر دشت نیل بر کی سیر کے لیے
کہ اسکی بہار بدخشان کی ولایت مین امتیاز و اشتہار رکھتی ہے یعنی بہت مشہور ہے متوجہ ہوئے اور اس گلزمین
(پھول بھری زمین) کے اطراف مین میرزا ہندال اور میرزا سلیمان نے بساط بوسی کی سعادت حاصل کی - اور
قسم قسم کی مہربانیون کے گھر سے ہوئے اور میرزا سلیمان کے التماس کے موافق میرزا ابراہیم نے بدخشان کی
رخصت پائی کہ ولایت کی نگہبانی مین اہتمام کرے اور اُس ملک کی سپاہ کی سزاولی بھی کرے (سزاول - تحصیل
کرنے والا یعنی سپاہیون پر سزاول کیا کہ جلد حاضر لشکر ہون) بغلان کے اطراف سے میرزا ہندال اور میرزا سلیمان
اور حاجی محمد خان اور بہت سے لڑنے والے بہادرون کو اپنے سے پہلے روانہ فرمایا کہ ایبک کو جو بلخ کے متعلقات
سے ہے اور آب و ہوا کی خوبی اور آبادی اور میوہ کی زیادتی سے ممتاز ہے ازبکون سے چھڑائین - اور اُسی
درمیان مین شیر محمد بکینہ کہ ایک نقیبون سے تھا ایک چیتے یا تیندوے کو تیر سے مار کر حضور مین لایا حسین قلی مہردار
نے عرض کیا کہ ترک لوگ لشکرون کے سامنے تیندوے کا مارنا منحوس سمجھتے ہین اور عرض کیا کہ حبیب کو بیرم اوغلی
قید کرکے بلخ کے حاکم کیبتش کے آگے لایا لے گیا اور وہ جنگ میمنہ مین ہرات کے جانے کا سامان کر رہا تھا

۳۱۴

ایک شخص چیتا مار کر لایا اسی وجہ سے لشکر کشی مین دیر واقع ہوئی یعنی وہ کچھ روز تک ٹہیرا رہا اس خیال سے کہ شگون بد
ظاہر ہوا کہ ایک شخص چیتا مار کر اسکے روبرو لے آیا ایسے حال مین کہ وہ حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ حضرت نے اس بات پر کان
نہ دہر کر اسیطرح توجہ بلخ کے تابع کرنے پر نخبہ رکھی۔ دوسرے روز اگلے لشکر نے ایچہ آکپوا ایبک (نام مقام) مین
پہنچا یا پیر محمد خان حاکم بلخ نے اپنے اتالیق خواجہ باقی کو کام آنیوالے (بہادر لڑنیوالے) لوگون کے ساتھ جیسے ایل میرزا اور
حسین سعیدی اور محمد قلی میرزا اور جوجک میرزا خبرداری کے لیے ایبک کی طرف بہیجا تھا کہ اُس حدود مین ٹہیر کر
خبرداری کے لازمے بجالاوے اُنکا پہنچنا ایبک مین فتحمند نشانون کے آنے کے نزدیک ہی ہوا اُن سردارون نے
سوا ایبک کے قلعہ کے اندر داخل ہونے اور اسکے مضبوط کرنے کے اور کوئی تدبیر نہ دیکھی۔ آنحضرت سے
بزرگ آنا فرمایا یعنی آنحضرت تشریف فرما ہوئے اور قلعہ کے فتح کرنے کے لازمون مین کوشش فرمائی اور مورچے
تقسیم کیے۔ اور دو تین روز مین قلعہ کے اندر پناہ پکڑنے والے لوگ یا قلعہ بند لوگ امان طلب کر کے بلند آستانے
کے چومنے کو دوڑے اور ایک زبردست سلطنت کے سردارون کے ہاتھ مین آگیا حضرت جہانبانی نے
شاہانہ جشن آراستہ کر کے اتالیق سے ماوراء النہر کے فتح کرنے کے بارہ مین مشورت طلب کی اتالیق نے جائے عرض
مین پہنچایا کہ اسطرح کی باتین ہمسے پوچھنا کیا ضرور ہے حضرت نے فرمایا کہ راستبازی کے نشان تجھ مین ظاہر
ہین جو کچھ تیرے دل مین آئے بے کھٹکے عرض کر مشار الیہ (جسکی طرف اشارہ کیا جاسے مراد اتالیق) نے عرض
کیا کہ پیر محمد خان کے کام آنے والے یعنی بڑے بہادر تجربہ کار لوگ تمہارے ہاتھ مین آ پڑے ہین ان لوگون کو
نیستی کے جنگل کا مسافر بنا کر یعنی قتل کر کے فتحمندی کی رکاب مین قدم رکھنا چاہیئے۔ کہ ماوراء النہر بغیر لڑے تصرف
کے احاطہ اور قدرت کی مٹھی مین آجائیگا آنحضرت نے اپنی بلند ہمتت پر نظر فرمائی کہ جوانمردی کے مذہب مین
عہد (قول و قرار) کا توڑنا کامل لوگون سے ناپسندیدہ ہے یا تعریف کے قابل نہین ہے۔ خاص کر کے بلند
مرتبہ رکہنے والے سلطانون سے کہ اُنسے بہت ہی ناپسندیدہ ہوتا ہے۔ ہمنے اس گروہ کو امان دی ہے۔ اسکے
خلاف کیونکر دل کے انصاف خانہ مین سمانے کے قابل ہو سکتا ہے۔ اتالیق نے عرض کیا کہ اگر یہ درست
مشورت یا صلاح اور استوار رائے آپ عمل مین نہین لاتے ہین تو سردارون کو نگاہ رکھکر یعنی روک کر یا
اپنے پاس رکھ کر دیگر مصالحہ (مصلحت) فرماوین کہ خُلق سے اس طرف درگاہ کے ملازمون کے
نام مقرر ہووے اور جبکہ حملہ ہندوستان پر ہووے گا جب لوگ ملازمت مین ہوکر یعنی حضور کے ساتھ
ہوکر پسندیدہ خدمتین پیش پہنچائین گے۔ چونکہ خدا کی مرضی اور قادر مطلق کا ارادہ ان دونون باتون کے برخلاف
تہا تقدیر کے قلم کا لکھا ہوا ارادہ کرنے والون کی نگاہ مین سبت آراستہ نظر آیا اور چند روز قیام واقع ہوا۔
اگرچہ ایبک کی آب و ہوا اور میوہ کی زیادتی توقف کا باعث تھی۔ لیکن سب سے بڑا سبب میرزا کامران کا

۳۱۵

نہ آتا ہوا اور حساب لگانے والے انجام دیکھنے والے عقلمندون نے یقین کی راہ سے کہتے تھے اگر یہ توقف نہوتا تو
پیر محمد خان کو مقابلے کی طاقت اور لڑنے کی قدرت نہ تھی بیشک جڑ بنیاد سے اکھاڑ ڈالا جاتا۔ یا بادشاہ کے دل
کی خواہش کے موافق صلح کرلیتا۔ اسلئے عبد العزیز خان اور دوسرے اوزبکیہ خان کمک (مدد) کو نہین پہنچ سکتے
تھے جب دیر تک ٹھیرنا ہوا۔ وہ جماعت فرصت پاکر غنیم (بادشاہ کے دشمن) کی مدد کو آگئی اور اوزبک کے
سردارون کو جو ہاتھ آگئے تھے بادشاہ نے خواجہ قاسم مخلص کے ہمراہ جو ایک درگاہ کے اعتماد کے قابل لوگون سے
تھا کابل کو بھیجدیا اور اتالیق کو ہمراہ لیکر خلم کی راہ سے بلخ کی طرف متوجہ ہوئے اور دو تین روز کے بعد خلم سے
گذر کر مقام بابا شاہو مین بزرگی کا اثر نازل ہوا دوسرے روز آستانہ کے نزدیک ایک مشہور منزل ہے دولت
واقبال کا لشکر آراستہ ہوا اور قراولون (پیشروانِ لشکر۔ لشکر کے آگے چلنے والے لوگ) نے خبر پہنچائی کہ ایک
بہت بڑی جماعت اوزبکون کی رقاص سلطان اور شاہ محمد سلطان حصاری کی سرداری مین نکلی ہے آنحضرت
نے فوجون کو آراستہ کرکے فتح کی خنگل مارنے والی رکاب مین قدم رکھا اور قراولون کے درمیان تھوڑی سی لڑائی
ہوئی اور شاہی لشکر کے اُترنے کے وقت شاہ محمد سلطان حصاری ایک بڑی جماعت کے ساتھ شاہی لشکر پر
حملہ آور ہوا اور بہادر جوانون جیسے محمد قاسم موجی کا بھائی کابلی خان اور شیر محمد بکینہ اور محمد خان ترکمان نے نہایت
جوانمردی سے قدم آگے رکھکر پسندیدہ لڑائی کی چنانچہ کابلی گرا اور مخالف مقابلہ کی تاب (طاقت) نہ لاکر بھاگ
نکلے۔ اور اولکین اغلان کو کہ نامی اوزبکون سے تھا گرفتار کرکے حضور مین لائے۔ محمد خان ترکمان اور سید محمود بکینہ
کے درمیان جھگڑا ہوا انمین سے ہر ایک اس غلبہ کی نسبت اپنی طرف کرتا تھا۔ اور حضرت نے حال کی حقیقت اولکین
سے دریافت فرمائی کہ تمکو کسنے (گھوڑے سے) نیچے اُتارا اُسنے اشارہ محمد خان کی طرف کیا کہ پہلے اُسنے تلوار میرے
ماری مین اس مرد کی تلوار کے خوف سے گھوڑے سے جدا ہوگیا اور جب مین نے اپنے آپکو سیدھا کیا اور کھڑا ہوا
(یعنی سنبھل کر کھڑا ہوا) اس دوسرے مرد نے اشارہ سید محمد بکینہ کی طرف کیا تلوار میرے چہرے پر ماری حضرت
نے سید محمد سے اعتراض فرمایا کہ وہ محمد خان کا گرایا ہوا ہے تونے بیمروتی کی کہ دوسرے کے شکار پر تلوار چلائی اسکا
انعام محمد خان کو عنایت فرمایا اور اولکین کو پیر محمد آختہ کے حوالہ کیا کہ اُسکے احوال سے خبردار رہے اور اُسکی تیمارداری
(دوا درمن) کرے اور باوجود فتح اور فتحمندی کے نشانون کے نفاق (دورُوئی) کے بھیدے سے دغا سردار
دل چھوڑے دیتے تھے اور ہمیشہ جھوٹی خبرین میرزا کامران کی طرف سے ذکر کرتے تھے اور اپنے لوگون مین مشہور
کرتے تھے۔ اگرچہ ہر بری بات کہ میرزا کی طرف نسبت کرین چونکہ مادہ قابل تھا یعنی چونکہ وہ (میرزا) ان باتون
سے گویا بنا ہی ہوا تھا۔ سچ معلوم ہوتی تھی لیکن بہادر یا اس موقع پر جھوٹی باتین اُسپر باندھتے تھے یا اُسکی
طرف نسبت کرتے تھے۔ حاصل کلام دوسرے روز اوزبکیہ نے ہجوم کرکے بڑی آمادگی کے ساتھ لڑائی

۳۱۶

کرنے اور سبقت کرنے پر مستعد ہوئے عبداللہ خان، عبید خان کا بیٹا غول (قلب لشکر جسمین بادشاہ ہو) ہوا تھا اور پیر محمد خان
برُانغار (لڑائی کے وقت بادشاہ کے داہنے ہاتھ کی فوج) اور سلطان حصار جُرانغار (بائین ہاتھ کی فوج) اور
آنحضرت نے بھی لشکر کو جابجا ایستادہ فرماکر قلب (درمیانی فوج) کو اپنی پاک ذات سے بلندی بخشی - اور میرزا سلیمان
کو برُانغار (دہنے ہاتھ کی فوج) مین مقرر فرمایا اور قراچہ خان اور حاجی محمد خان اور تردی بیگ خان اور منعم خان اور
سلطان حسین بیگ جلائر اپنے بھائیون کے ساتھ ہراول پیشرو لشکر) مین مقرر ہوئے اور دوپہر کے بعد صفون
کا برابر کرنا اور فوجون کا آراستہ ہونا تمام ہونیکو پہنچا اور شام تک ایک بڑی لڑائی ہوئی لڑنے والے جوانون
نے ہمت کا میدان طے کر کے دلاوری کی داد دیکر (بہادری کا حق ادا کر کے) مخالف کے ہراول (آگے کی فوج)
کو ہٹا کر ہنکا دیا یعنی پیچھے ہٹا دیا اور جوئبار (نہرون) سے پار کر کے بلخ کے کوچہ بند تک پہنچا دیا حضرت جہانبانی
نے اپنی رائے کی پائداری اور دانائی کے موافق چاہا کہ پیچھا کر کے جھنڈون کو نہرون کے پار تک پہنچائین یعنی
وہان تک جائین نفاق پیشہ (مکار) کوتاہ اندیش (ناانجام بین - بدعقل) ہمراہیون نے موافقت کے لباس
مصلحت کے خلاف بات کو ظاہر کیا اور نادان دوستون نے بھی ناسمجھنے کی وجہ سے ان بدعقل بدنصیبون کی مدد
کر کے دشمنون کی رائے اختیار کی اور بادشاہ کو نہرون سے نہ گزرنے دیا اور نادرست کم ہمتون کی سی باتین درمیان
مین لائے کبھی تو اپنے لشکر کے کم ہونے اور دشمن کے لشکر کے بہت ہونے اور میرزا کامران کے کابل کو جانے اور
اپنے بیوی بچون کے قید ہونے کا خیال اور کبھی میرزا کامران کے انتظار کرنے کا حیلہ اور ایسی ہی اور باتون کو سبب
بنا کر لوٹنے کی رغبت دلاتے تھے یا واپس پھرنے کے لیئے ابھارتے تھے - اور آخر اپنے نفس کے ساتھ مجاہد
(مجاہدہ - کوشش - جنگ) کر کے اسپر راضی ہوئے کہ دَرہ گز کی طرف کہ استوار جگاہون سے ہے جا کر چند روز
وہان رہین - اور ان حدود کے قبیلون اور دوسرے سپاہی لوگون کو جمع کر کے فتح کے اسباب سرانجام دین
اور اس ٹھیرنے یا دیر کرنے مین میرزا کامران کی خبر بھی ٹھیک ٹھیک پہنچے گی - اور اگر میرزا کامران کابل کی طرف
چلا گیا ہے تو ہمکو اس زمین مین جستجو کرنا وقت کے مناسب نہین ہے اور اسکے بعد دلجمعی کے ساتھ بلخ کا تابع کرنا بلکہ
ماوراء النہر کا آسانی کے ساتھ حاصل ہوگا اور خدا کی مدد ون سے آج کے روز تک ہر وقت فتح اور فتحمندی شاہی لشکر کے
ہمعنان (باگ کے ساتھ باگ ملائے) اور ہم رکاب (رکاب کے ساتھ رکاب ملائے) رہی ہے اقبال پر اقبال آگے
آتا ہے - بہرحال ہاتھ لڑائی سے روک کر دَرہ گز کی طرف متوجہ ہونا چاہیئے - آنحضرت سب کے دلون کی نگاہبانی
کے لیئے ناچار ہو گئے اسطرف کو توجہ فرمائی اور فتح کیئے ہوئے بلخ کو منافقون (دورویون - نمکحرامون) کی
بے اتفاقی سے ویسا ہی چھوڑ دیا اور شیخ بہلول کو ہراول (فوج آگے چلنے والی) کے لوٹانے کے لیئے کہ پانی
سے گزر چکا تھا اور اوزبک کو رگید تا شہر کی فصیل کے اندر لے گیا تھا بھیجا - میرزا سلیمان اور دوسرے بہت سے

٣١٧

لوگون کو چندلول (ہنداول - فوج کی پچھاڑی، وہ لوگ جو فوج کے پیچھے پیچھے چلتے رہین) مقرر فرمایا چونکہ سارا ارادہ سیاہ دل ناحق شناسون کا سپاہ کے تباہ کرنے کا تھا یہ لوٹنا کہ درہ گز کی طرف تقدیر کے موافق چار و ناچار واقع ہوا اور اتفاق سے رُخ کابل کی طرف رکھتا تھا - کابل کی طرف لوٹنا مشہور ہوا - اور میرزا کامران کا جانا عام لوگون کی زبانون مین مشہور ہوا یعنی عوام الناس کہنے لگے کہ میرزا کامران کابل گیا - آدمی پریشان ہو کر ہر طرف کو پراگندہ ہوئے - ہر چند حضرت جہانبانی نے حسن قلی سلطان مُہردار کو کہ عزت کے بچھونے کے خاص لوگون سے تھا یعنی بادشاہی معزز لوگون مین تھا - اور دوسرے بہت سے مُقربون کو اُس پریشان روزگار (بدبخت) جماعت کے لوٹانے کے لیے مقرر فرمایا چونکہ تقدیر موافق تدبیر کے نہ تھی مفید نہوا سچ ہے خدائے قادر مطلق کی لکھی ہوئی تحریر اس طور پر تھی کہ ہندوستان کا بڑا ملک ظالمون کے خلل اور ستمگارون کے صدمے سے محفوظ ہونے کی طرف رخ کرے اور پاک ذات برکتون کے اُترنے کی جگہ ہو کر دائمی تخت کا مقام بالازوال دارالسلطنت میرے حضرت شاہنشاہ سایۂ خدا کا ہووے اور ہزارہا نیکیون کے بیج مخلصون کے آرزوؤن کے باغون اور زمین کی کھیتون مین بکھیرے جاوین اور بات کا خلاصہ یہ ہے کہ جہان کے پیدا کرنے والے خدا نے ایسی بڑی مدد کو ایسے حال کے لباس کے اندر کہ ہوشمندون کی دانائی اور عبرت کی زیادتی کا سبب ہو ظہور مین لا کر (ظاہر کر کے) حکمتون اور مصلحتون کے اسباب (سببون) کو سرانجام دیا اسلیئے اگرچہ نامناسب یا ناپسندیدہ واقعہ ظاہر ہُوا تا ماوراءالنہر کے تابع کرنے کے کاروبار یا

۳۱۸

مشغولی مین ہندوستان کے بیچارون کا کام رکنے مین رہتا - اور اِن مُلکون کا سرانجام کہ ساتون اقلیمون کے توجہ کرنے والون (آنے والون) کی جائے آرام اور امن ہے - تاخیر (دیر کرنے) کے پردے مین پڑتا - اور حاصل کلام جب مخالف نے اس ناپسندیدہ بات سے خبر پائی - اپنے بگڑے کام کو انتظام دیا اور پیچھا کیا اور حضرت جہانبانی بذات پاک خود بڑی بڑی لڑائیان اور بڑی جنگ جسکا بیان زمانے کی لڑائیون کے سرنامہ ہونے کی لیاقت رکھتا ہے - ظہور مین لائے اور اُس لڑائی کے شیرون کے جنگل مین جہان کا گردش لگانیوالا سنہرا گھوڑا کہ جسکا نام تسرُ النّاظرین (دیکھنے والون کو خوش کرتا ہے) تھا اور محمد خان ہرات کے حاکم نے پیشکش کیا تھا (نذر مین دیا تھا) اور آنحضرت اُسپر سوار تھے تیر کے زخم سے گرا اور حیدر محمد آختہ اپنا گھوڑا اُس دولت اور دین کے پیشوا کے روبرو پیش کر کے اس خدمت سے سربلند ہوا اور خدا کی نگہبانی نے اس سرداری کے تخت کے صاحب کی حفاظت فرما کر جائے امن مین پہنچایا اور بہت سے ساتھی بدنیتی کے نشانون کو اپنی آنکھ سے دیکھ کر کمینہ پن اور پست ہمت کے ساتھی بن کر ہر طرف کو پراگندہ ہوئے - شاہی برگزیدہ سردارون کی فہرست بیان کے قلم کی لکھی ہوئی ہوتی ہے میرزا ہندال میرزا سلیمان - قراچہ خان - حاجی محمد خان - تردی بیگ خان منعم خان - خضر خواجہ سلطان محمد قلی خان جلائر - اسکندر خان - قاسم حسین خان - حیدر محمد آختہ بیگی - عبداللہ خان اوزبک - حسین قلی مہردار - محب علی خان نائب خلیفہ

سلطان[۱۵] حسین خان - بالتو[۱۶] سلطان - مصاحب[۱۷] بیگ - شاہ[۱۸] بداغ خان - شاہم[۱۹] بیگ جلایر - شاہ[۲۰] قلی نارنجی - محمد[۲۱] قاسم موجی -
لطف[۲۲] اللہ سہرندی - عبدالوہاب[۲۳] اودجی - باقی محمد[۲۴] - پروانچی خالدی - اور تین روز کے بعد چہارشنبہ کی یخ (جب زمین
کا پانی سردی کی شدت سے جم جاتا ہے تو اُسے یخ بولتے ہین) پر اُترنے کا اتفاق ہوا اور اس منزل مین محمد قلی
شیخ کمال کہ راہ راست پر چلے گئے تھے شاہی لشکر کی خبر سنکر آملے - اور اس منزل مین مہربانی کا فرمان پاکی کے پردہ
کی پردہ نشینون اور میرے شاہنشاہ کے بزرگ نام پر کابل کے دارالامان (امن کے گھر) مین [illegible] مہربانی کے
قلم کا لکھا ہوا بیگ محمد آختہ بیگی کے ہاتھ روانہ کیا اور رشید خان کاشغر کے حاکم کو کہ ہمیشہ عقیدت اور اخلاص کی
زنجیر کا ہلانے والا تھا مہربانی کا فرمان بھیجکر بہت بزرگ ہونے کی خبر لکھی تھی - کہ بدبخت بھائی محمد کامران نے
طبیعت کے تقاضے سے نفاق (دو روئی) کی برائی کو موافقت کی خوبی پر ترجیح (غلبہ) دیکر محبت اور خیر خواہی کی
طرف کو بالکل چھوڑ دیا اور ساتھیون سے بہت لوگون کی ہمت نے مردنہ کی ناچار یہ سفر دوستون کی دل کے
چاہنے کے موافق میسر ہوا بلکہ دل کی کدورت (تیرگی - رنج) اور ملال کی زیادتی کا باعث ہوا اور سلامت رہنے
کا شکرانہ ادا کرکے قیمتی (مبارک) نصیحتین کہ محبت کے نسبت رکھنے والے (محبت بھرے) دلون کو تسلی بخش سکین
اُس پاک خط مین داخل ہونے کا نقش پائے تھین - اور وہان سے رات درمیان غوربند مین اُترنا اقبال کا فرمایا
اور دوسری رات خواجہ سیاران مین اُترنا بزرگی کا فرمایا - اور وہان سے قراباغ مین اور وہان سے معمور (ایک آباد
مقام) مین سعادت (خوش قسمتی) کے اُترنے کا اتفاق ہوا اور میرے حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) نے استقبال
سے کامیاب ہوکر اس منزل مین بزرگ ملازمت حاصل فرمائی اور شامل کئے گئے مہربانی کی نظرون کے ہوئے - اور
وہان سے مبارک ساعت مین اقبال کے چتر (چھتر) کے ساتھ سایہ بچھانے والے دارالسلطنت کابل کے ہوئے اور
میرزا سلیمان راہ سے بدخشان کو گیا اور میرزا ہندال قندوز کی طرف روانہ ہوا اور منعم خان بھی میرزا کے ہمراہ قندوز مین
آیا اور سب سردار آگے پیچھے کابل مین پہنچے - اور شاہ بداغ خان کہ اُسنے دلیری اور مردانگی کی داد دی تھی یا حق ادا کیا
تھا غنیم (دشمن) کی قید مین پڑا اور میر شریف بخشی اور خواجہ ناصرالدین علی مستوفی اور میر محمد منشی اور میر جان بیگ داروغہ
عمارت اور خواجہ محمد امین کتک کو بھی یہی حال پیش آیا اور باقی سب درگاہ کے ملازم سلامت کی پناہ مین رہے
اور جب اتالیق اور دوسرے لوگ اوزبکیہ کے جو ایبک مین ہاتھ لگ گئے تھے خلاصی پاکر اپنے وطن مین گئے اور
بادشاہی طرح طرح کی مہربانیان اور عنایتین بیان کین پیر محمد خان تعجب مین رہا اور بادشاہی لوگون کے ساتھ
کہ اُسکے پاس تھے آدمیانہ برتاؤ کرکے دارالملک کابل کی طرف روانہ کیا اور آنحضرت نے دارالسلطنت مین قرار
پکڑا اور اس لوٹ آنے کو دوربینی کی زیادتی سے بالکل دولت و اقبال کے لئے بہتر اور خوب سمجھکر دین اور دولت
کے ضروری کامون کے انتظام مین بلند توجہ خرچ کی گئی کی - اور خواجہ جلال الدین محمود کو کہ ایلچی کے طور پر

۱۶م

حاکم ایران کے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بعض واقعات کی وجہ سے قندہار مین توقف (ٹھیرنا) کیا تھا اُسکے بھیجنے
کو موقوف رکھکر واپس بلایا اور خواجہ عبد الصمد اور میر سید کہ تصویر اور نقاشی کے فنون مین دنیا مین یکتا اور زمانہ مین
نادر تھے دونون نے خواجہ کی ہمراہ بساط بوسی کی سعادت حاصل کی اور بیحد مہربانیان اُنکے شامل حال ہوئین۔ اور
خواجہ سلطان علی کو کہ افضل خانی کے خطاب سے شہرت رکھتا تھا خزانے کی مُشرفی (مشرف حساب کی جانچ کرنے والا
افسر) کے عہدہ سے وزارت کے منصب پر سربلند کر کے دیوانِ خرچ (دیوانِ خرچ۔ مصارف خرچ کا مُہتمم) بنایا اور
دیوانیِ جمع خواجہ میرزا بیگ کو عطا ہوئے۔ اور میرزا کامران کا حال وہ ہے کہ جب حضرت جہانبانی نے ذاتی عنایت
اور شفقت کی زیادتی سے بڑے بڑے قصور میرزا کامران کے معاف فرمائے اور کولاب اُسکو عطا فرمایا اور سلطان اویس بیگ
کے بیٹے چاکر بیگ کولابی کو میرزا کی ہمراہ کر کے توجہ کا جھنڈا کابل کی طرف بلند کیا۔ کچھ دن بھی نہ گزرے تھے کہ
میرزا نے چاکر بیگ کے ساتھ بدسلوکی (بُرا برتاؤ) کر کے اُسکو وہان سے نکالدیا اور اتنی بڑی بخشش کو فراموشی
(بھُول) کے طاق پر رکھکر (بھولا کر) بُرے بُرے خیال اپنے دل مین لا کر موقع اور وقت کا انتظار کرنے لگا
جس وقت کہ حضرت جہانبانی کابل مین انصاف کے آراستگی دینے والے تھے ہمیشہ جھوٹے وعدے اپنے آنے کے
عرض کرتا رہتا تھا اور آنحضرت اپنی طینت (سرشت۔ طبیعت) کی صفائی اور نیک گمانی کی وجہ سے کہ بزرگ نسل
رکھنے والون کی بزرگ خصلت ہے اُسکی جھوٹی باتون کو سچ سمجھکر بلخ کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرزا نے اس موقع
یا وقت کو غنیمت (لُوٹ۔ مفت کی دولت۔ برکت) سمجھکر کابل کے جانے کا ارادہ پھر اپنے مکاّر دیے وفا ملین پختہ
کیا اور بغاوت (سرکشی) اور فتنہ کا خیال کہ اُسکی سرشت مین داخل تھا ظاہر ہوا اور اُسکے مکر کی زنجیر کے ہلانے کیوجہ
سے وہ سردار جو اخلاص (سچی دوستی۔ وفاداری) کا سرمایہ کم رکھتے تھے اور پست حوصلہ تھے اس حملہ مین جیسا کہ
بیان ہوا طرح طرح کی دوروئی عمل مین لائے۔ جب آنحضرت نے لوٹ کر انصاف کا سایہ دارُالملک کابل پر ڈالا۔
میرزا کامران میرزا عسکری کو کولاب مین چھوڑ کر میرزا سلیمان سے لڑنے بھڑنے کو
روانہ ہوا میرزا سلیمان بغیر لڑے طالقان سے قلعۂ ظفر کی طرف چلا گیا میرزا کامران بینے
بابوس بیگ کو طالقان سونپ کر خود قلعۂ ظفر کی طرف متوجہ ہوا۔ میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم نے لڑنے کو وقت
کے موافق نہ دیکھکر اسحٰق سلطان کو قلعۂ ظفر مین چھوڑا اور خود تنگ بدخشان (ترکستان) کو چلے گئے اور موضع جرم مین پہنچکر
خدا کے بدلہ لینے کا انتظار کرنے لگے۔ میرزا کامران قدرے (ایک قسم کی) میرزا سلیمان کی طرف سے بیفکری
حاصل کر کے قندوز کی طرف متوجہ ہوا اور میرزا ہندال کے ساتھ پہلے دوستی ظاہر کرنے والے فریب کے راستے سے
داخل ہو کر یکطرفی (دوستی) کا حرف (ذکر) درمیان لایا میرزا ہندال اُسکی باتون پر کان نہ دھر کر اپنے قول و قرار
کی پائداری پر قائم رہا اور میرزا کامران نے بڑے سامان کے ساتھ قندوز کا محاصرہ کیا میرزا ہندال نے جنگ

اور قلعہ داری کے قاعدون مین مطلق کمی نہ کی اور میرزا کامران جب کوئی کام نہ کر سکا تو اوزبکیہ سے میل کر کے اُنسے مدد چاہی اور بہت سے لوگ اوزبکیہ سے اُسکی مدد کو آئے اور محاصرہ کرنے مین شریک ہوئے۔ میرزا ہندال نے مخالفون کے دہوکہ دینے اور رخنہ ڈالنے کے لئے کہ درحقیقت مقصود کی شاہراہ کیطرف رہنمائی کرتا ہے ایک پسندیدہ تدبیر عمل مین لایا۔ اور ایک خط میرزا کامران کی طرف سے اپنی طرف یا اپنے نام لکھا کہ جسمین اتفاق کے قول و اقرار کا نیا کرنا اور اوزبکیہ کا فریب دینا تھا اور تجربہ کار لوگون کے طریق پر اُس فریب نامہ کو ایک قاصد کے حوالے کیا کہ اُسنے قصداً اپنے آپکو اوزبکیہ کے ہاتھ مین ڈالا۔ قاصد کے تلاش کرنے یعنی قاصد کی تلاشی لینے کے بعد جب خط ظاہر ہوا اور اُسکا مضمون ظاہر ہوا کہ وہ آپسمین اتفاق کر کے اوزبکیہ کو بلا کے تیر کا نشانہ اور بلا مین مبتلا ہونے کی کمند کا قیدی بنانا چاہتے ہین۔ اوزبکیہ اسکے پڑہنے سے ناراض ہوئے اور محاصرہ کو چھوڑ دیا اور اپنی ولایت کو لوٹ گئے اور قلعہ کا کام ناتمام رہا اور اسی وقت مین یہ خبر پہنچی کہ جاکر بیگ نے کولاب کا محاصرہ کر لیا ہے اور میرزا عسکری شکست کہا کر قلعہ مین داخل ہوگیا ہے یعنی قلعہ مین پناہ پکڑنے والا ہوا ہے۔ اور میرزا سلیمان اسحٰق سلطان کے ساتھ ایک ہوکر قلعہ ظفر کو اپنے قبضے مین لایا ہے اور اسحٰق سلطان کو کہ اُسکے ساتھ اتفاق کرنے والا ہوا تھا قید کر لیا ہے۔

٣٢١

میرزا کامران اِن خبرون سے پریشان ہوا اور قندوز کے کام سے نا امید ہو کر لیمیر دولت اور بابوس کو بہت سے لوگون کے ساتھ میرزا سلیمان کے مقابلے کو بہیجا اور خود کولاب کی حدود کی طرف روانہ ہوا جاکر بیگ علیحدہ ہوگیا میرزا عسکری نے آکر میرزا کامران کو دیکھا اور اشارہ کئے گئے یعنی میرزا عسکری کو ہمراہ لیکر میرزا سلیمان کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا اور رستاق کے نزدیک اُترا تہا کہ اوزبکیہ کے بہت سے لوگ کہ سعید کی سرداری مین خچرون پر گہاس لادنے کو آئے تہے اُنکا گذر میرزا کے لشکر مین ہوا اور اُسکا سب لوٹ لیا۔ میرزا کامران اور میرزا عسکری اور میرزا عبداللہ مغل گنتی کے آدمیون کے ساتھ طالقان مین آئے اور سعید ذکر کئے گئے نے کام کی حقیقت پر واقف ہو کر اہل و عیال کو بڑی عزت کے ساتھ اپنے اعتماد کے قابل لوگون کی ہمراہ میرزا کے پاس بہیجا۔ اور لوٹے ہوئے اسباب سے عذر چاہا۔ میرزا ہندال اور میرزا سلیمان غنیمت سمجھکر میرزا کامران کے دفع کرنے کو متوجہ ہوا میرزا نے اپنا بدخشان مین ٹہیرنا مناسب نہ سمجھکر خوست کی طرف متوجہ ہوا کہ ضحاک اور بامیان کے راستے سے اپنے آپکو ہزارہ پہنچائے اور وہان سے کابل کا حال واقعی طور پر جانکر کابل کی طرف آنا یا دوسری حدون کی طرف جانا قرار دیوے چونکہ مکار امیر حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) کے ہمیشہ میرزا کو کابل کے آنے کی حرص دلاتے تھے یا آمادہ کرتے تھے اُسنے فریب اور جہوٹی باتون کی زیادتی سے ایلچیون کو حضرت جہانبانی کی درگاہ مین بہیجکر عرض کیا کہ میری غرض آنے سے وہ ہے کہ گزری باتون کا عذر چاہون۔ اور آنحضرت کی خدمت کرون امید کہ میرے قصور اور خطائین بادشاہی مہربانیون سے معاف فرمائین۔ ترجمہ شعر کا پھر آیا ہون کہ اُس قدم کی خاک کو سجدہ کرون۔ اگر کوئی طاعت

(فرمانبرداری) قضا ہوگئی ہے یعنی بجا نہین لایا ہون تو اُسکو ادا کرون - امید کہ اس مرتبہ (بار) نیک خدمت کرنیکے
وسیلے سے شرمندگی کے بھاری بوجھ سے نجات (چھٹکارا) پاؤن - آنحضرت نے پاکیزہ خصلت کی وجہ سے
اُسکے مُلمع کئے ہوئے تانبے کو خالص سونے کے برابر تصور زرمار سچائی کے ساتھ نزدیک کیا گیا یعنی سچا سمجھا

حضرت جہانبانی جنت آشیانی (ہمایون شاہ کی پاک جلوسی فوج کا کابل سے کوچ کرنے اور میرزا کامران کے ساتھ لڑائی اور دوسرے عبرت بڑھانیوالے واقعات کا بیان

جب میرزا کامران کا کابل کی حدود مین آنا نزدیک ہوا - دُوربین دولتخواہون کی جماعت نے جاے عرض مین
پہنچایا - کہ پاک خصلتی اور نیک گمانی کی ایک حد اور ایک انتہا ہوتی ہے - جبکہ مکروفریب اور بیوفائی اور
شرمندگی اس حق ناشناس (ناشکرگزار یعنی میرزا کامران) کی اتنی مرتبہ (بار) تجربہ مین آچکی ہے دولت
(اقبال و سعادت) کے لائق اور ہوشیاری کے موافق وہ ہے - کہ دوسری بار (اب) خبرداری کو ہاتھ سے
نہ دے کر حکم ہووے کہ اقبال کا خیمہ باہر کھڑا کرین اور فتحمندی کا جھنڈا بیوفا لوگون کے دفع کرنے کے لئے
بلند کرین اور فتحمند سپاہ سامان کامل مہیا کرے جبکہ خیال اس کام کا کیا جائے گا بیوفائی اور فریب سے بخوبی حاصل
ہوگی - اگر فی الواقع (سچ مچ) اپنے نادرست کرتوتون سے پشیمان ہو کر یکجہتی (موافقت - درستی) کا راستہ اختیار
کریگا اور بساط بوسی (فرش چومنے) کی عزت کے ساتھ نیکبختی پائیگا تو بیشک بادشاہی طرح طرح کی مہربانیون
اور قسم قسم کی نیکیون کے ساتھ خاص ہوتا پائیگا اور اگر اس بار بھی وہی بیہودہ جنون اُسکے غرور کے دماغ مین
قرار پکڑنے والا ہے تو اس طرف سے خبرداری کے مرتبون کا لحاظ کیا گیا ہوا ہوگا آنحضرت (ہمایون شاہ)
کا اِن سلطنت کے بنیاد رکھنے والے کلمون (فقرون) کے سُننے سے بلند کوچ کرنیکا ارادہ غوربند کی طرف جو
میرزا کے آنے کا راستہ تھا پختہ ہوا اور ۹۵۷ نوسو ستاون ہلالی کے وسط (درمیان) مین کابل سے ارادہ کا
جھنڈا بلند کر کے اُس نیک جانب کی طرف رُخ کرنے والے ہوئے اور اُس بلند ذات نیک خصلت یعنی میرے
شاہنشاہ (اکبر شاہ) کو بہت مہربانی کے سبب سے کابل کے اندر آرم کے سات تختون کا مسند نشین اور سلامت
کی مسند کا گدی بیٹھنے والا کیا اور کابل کا انتظام اور بندوبست محمد قاسم خان برلاس کے سپرد فرمایا - اور
قراجہ خان اور مصاحب بیگ اور اکثر دوسرے لوگ دل کے تاریک باہر کے روشن کہ ہمیشہ فتنہ فساد برپا کرنا

اُنکی فتنہ بھری ہمت (توجہ دلی) کے آگے رکھا ہوا (منظور۔ پسندیدہ) تھا خوشدل ہوئے اور حق ناشناسی (ناشکرگزاری) کی باتین لکھکر میرزا کامران کو کابل آنے کی سخت تاکید کی کہ ہم بہت سے لوگون کے ساتھ آکر تمسے ملین گے اور بادشاہی موافق لوگون کو نادرست خیالون کے سمجھانے سے جُدا کرونگے اور آسانی کے ساتھ ملک کابل ہاتھ آجائیگا۔ ایک عجیب کام ہے کہ نہایت درجہ ناانصاف ہونے کے سبب سے جو باتین کہ اپنے ہمسرون اور برابر والون سے اپنے ساتھ روا (جائز) نہین رکھتے ہین۔ عہد شکن ہونے اور نادرست ہونے اور بداندیش ہونے کے سبب سے اُن سب باتون کو بے دھڑک اپنے آقا اور زمانے کے بادشاہ کے ساتھ عمل مین لاتے ہین۔ اور اپنی نابینا آنکھ کو اُسکی برائی پر نہین کھولتے ہین۔ بلکہ اُن برائیون کو خوبیون سے شمار کرتے ہین اور اپنی چالاکیون اور تدبیرون سے گنتے ہین اگرچہ اخلاص اور دُرست معاملہ ہونے کے معنی سمجھے ہوئے ہین اور اپنے نوکرون سے اُسکی امید رکھتے ہین لیکن اپنی تباہ (بد) خصلت کے مغلوب ہوکر اسطرح کی بیوفائی کی گوٹ اور دغا کے بازی کی چال ایسے پاکباز آقا کے ساتھ کھیلتے ہین یا چلتے ہین۔ تعجب ہے اور سو ہزار بار تعجب ہے یہ کیا سیاہ دل ہونا ہے اور یہ کیا خیرہ رائے (بےحیا) ہونا ہے مین نے مان لیا کہ اس پاک ذات کی بزرگیون کی بڑائیان اور خوبیون کی بزرگیان معلوم نہین کرتے ہین یا نہین جانتے ہین لیکن معمولی (رواجی) معاملہ فہمی کو کیا ہوگیا کہ جس بات کی کہ اپنے نوکرون سے امید رکھتے ہین اپنے احسانون کی مقدار کے موافق خود کہ ایسی ایسی عنایتون اور مہربانیون کے اُترنے کی جگہ ہین کہ ایک ہی اُنمین سے ساری عمر کی حق گزاری (شکرگزاری) کے لئے کافی ہے اپنے صاحب اور مربّی کے ساتھ اُسکے برخلاف برتاؤ کرتے ہین۔ اور بےفکر ہونے اور بدرائے ہونے کی وجہ سے اُسکے مقابلے مین اسطرح پیش آتے ہین۔ بیشک (سچ ہے) جو شخص کہ مخالفت اور شرارت سے مخلوط (ملا ہوا) ہے اُس سے ایسی باتون کا ظاہر ہونا کیا دوُر (عجیب) ہے اور اندھے مادرزاد کو آفتاب کی روشنی سے کیا خوشی (مل سکتی ہے) اس قوم کی اخلاص کی آنکھ دوروُی کے ڈھلکے (وہ بیماری جسمین ہردم آنکھون سے پانی بہتا ہے) کے سبب سے بےنورُ (اندھی) ہوگئی ہے۔ اور اس فرقہ (گروہ) کی محبت کا سینہ غرور کے وَرم (سُوجن) سے تنگ ہوگیا ہے۔ (سوج گیا ہے) آقا کے نعمتون کے حقون کو کہان پہچان سکتے ہین۔ اور ولی نعمت کے احسانون کی قدر کب دریافت کر سکتے ہین۔ اُن بے انتہا نعمتون کے شکر کا مقام کیسا۔ اِن خودغرضون کے نفس امارہ کا سرکش گھوڑا ایسا خودرائے (من موجی۔ بےلگام) نہین ہے کہ ملامت کے بازو کے زور سے اُسکی لگام کو کھینچ سکین۔ اور نصیحت کے پنجے کی قوت سے اُسکی باگ کو موڑ سکین۔ بہرحال آسمانی سرنوشت (تقدیر کے لکھے کے) موافق کابل سے کوچ فرماکر قراباغ کو پاک جلوسی فوج کی اُترنے کی جگہ بنائی اور وہان سے جاریکاران کی طرف اور وہان سے آب باران کی طرف کوچ فرمایا اتفاقًا اس منزل مین ایک پانی کی

۳۲۳

ٹھہری تھی حضرت (ہمایون شاہ) نے سواری گھوڑا چلایا اور بہت سے نوکر جو اطراف مین تھے اچھی بُری زمین کے دیکھنے
کے بہانے سے اطراف مین جاکر خویشتن داری (مآل اندیشی - انجام سوچنے - تن پرور ہونے - فراغت دوست ہونے) کی راہون
مین چلنے والے ہوئے یعنی اپنی اپنی جانین لیکر ہر طرف کو کہ مونھہ اُٹھا چلدیے تاکہ بےفکری اور آرام سے اپنی زندگی گذارین
آنحضرت (ہمایون شاہ) کو یہ ناپسندیدہ طریقہ پسند نہ آیا اس تفرقہ آئین (جدائی پسند کرنے والے) فرقہ (گروہ)
کی سرزنش (ملامت کرنے - برا کہنے) کے لیے شاہ اسمٰعیل صفوی کے قربان ہونے والے جان صدقے کرنیوالون
کے اخلاص (سچی وفاداری) کی شرح (مفصل بیان) کہ انہون نے اپنے آپکو آسمان ایسی پہاڑ کی بلند چوٹی
سے ایک رُومال کے پکڑنے کے لیئے زمین کی نیچائی پر ڈالا اور خاک کے برابر ہوگئے (یعنی شاہ اسمٰعیل کا رُومال
پہاڑ سے گرا اُسکے پکڑنے کو وفادار نوکر کود پڑے اور خاک ہو گئے) اور نیکنامی اور جان صدقے کرنے کی بنیاد
بلند کرنے حقیقت (سچائی) کی عمارت اُٹھانے والے یا بنانے والے ہوئے مبارک زبان پر لائے - آنحضرت کا
نیک گمان اپنے بندون (نوکرون) کے حق (بارے) مین اُس درجہ مین - اور بدنصیبون کی خویشتن داری
کی بیہودگی اس درجے مین - قصہ کوتاہ سیاہ بخت (بدقسمت) قراچہ اور دورو مصاحب (قراچہ اور مصاحب
دو لوگون نام [illegible] چکا اور ہو چکا) اور دوسرے لوگ کہ شرارت (بدکاری) کے شرارے (آگ کی چنگاری)
شعلہ روشن کرنیوالے تھے انہون نے بغیر کسی کے وسیلے یا بغیر درمیانی یا ایلچی کے یعنی بذات خود عرض کی جگہ
مین پہنچایا کہ پہاڑ کا معاملہ یعنی پہاڑ کی آڑ یا روک درمیان ہے یا یہ مطلب ہے کہ پہاڑ ہمارے سامنے مین اور
پہاڑون کی گھاٹیان یا درے چند در چند یا کتنے ایک ہین - اور میرزا گنتی کے (معدود) آدمیون کے ساتھ
ہوگا - جان نچھاور کرنے والے خیرخواہون کو مختلف راستون پر مقرر کر دینا چاہیئے کہ میرزا کسی راہ سے باہر نہ جاوے
اور ان بداندیشون کا سارا خیال یہ تھا کہ جمع کی ہوئی فوج کو پراگندہ اور متفرق کرین تاکہ میرزا کامران کا کام خوبی کے
ساتھ سرانجام پاوے یعنی میرزا کامران اپنی مراد پر مقصدور ہوے - حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) نے کہ اپنی
خصلت کی پاکیزگی اور طبیعت کی خوبی کے سبب سے آدمیون کے حق مین نیک گمان کے سوا راستہ نہین لیجاتے
تھے ان ملحرامون بدنصیب کی تدبیر کو ٹھیک خیال فرماکر حاجی محمد کوکی اور میر برکہ اور میرزا حسن خان اور بہادر خان
اور خواجہ جلال الدین محمود اور چلپی بیگ اور محمد خان بیگ ترکمان اور شیخ بہلول اور حیدر قاسم کوہ بر اور شاہ قلی نارنجی
کو ضحاک اور بامیان کی طرف بھیجا اور منعم خان اور بہت سے اخلاص کے آستانہ کے نوکرون کو سالانگ (النگ
سبزہ زار کو کہتے) کی راہ کی طرف مقرر فرمایا اور قراچہ اور مصاحب اور قاسم حسین سلطان اور وہ لوگ جو پاک حضور
مین رہتے تھے - وہ بادشاہی اقبال کے ملے احوال کے روزنامچہ کو لکھکر روز بروز میرزا کامران کو بھیجتے تھے اور
ہمیشہ کر و فریب اور جھوٹ موٹ حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سے عرض کرتے تھے کہ میرزا کامران کے اس ما

سواے ارادہ خدمتگاری کے اور کوئی بات دل مین جمی نہین ہے جبکہ وفادار سچے بندے حضور کے ساتھ کم رہگئے اور
دورو مکّارون کا جمگھٹا کہ جو عقیدے کے لباس مین (دوستداری کی صورت مین) حیلے کرنے والے (داؤن کھیلنے
والے ۔ فریب کرنے والے ۔) تھے گرم (رونق دار ۔) ہوا ۔ یعنی اب انکی بن آئی ۔ میرزا کامران نے کہ بادشاہی شوکت
اور لشکر کی کثرت سے حیرت کے جنگل مین سرگردان ہوکر نہ راستہ خدمت کے چھوڑنے کا اور نہ مونھ ملازمت کے حاصل
کرنے کا رکھتا تھا اس بے شوکت گروہ کے نِفاق (دورُوئی ۔ مکاری) سے آگاہ ہوکر مُنافقون کی رہنمائی کے موافق
ضحاک اور بامیان کے راستہ سے قبچاق کے دّرہ کی جانب کہ توابع (جمع تابع ۔ پیچھے آنیوالی چیزین ۔ تعلق رکھنے
والے مَقامون) غوربند (نام مقام) سے ہے توجہ کی اور لشکر دولت اور مقدم کوکہ اور بابا سعید کو ہراول (پیشرو
فوج) بنایا اور خود غول (وہ فوج جسمین اُنکا سردار بھی موجود ہو ۔ فوج درمیانی) ہوا اور اپنے سارے آدمیون کو
دوتوپ (دوفریق) کرکے روانہ ہوا ایک دوپہر کے وقت یکایک ایک شخص نے اُن حدون کی رعایا سے آکر
میرزا کامران کے آنے اور اُسکی بداندیشی سے خبر بزرگ سماعت (شاہی کان) مین پہنچائی ۔ قراچہ نے کہ بداندیشون
کا سرغنہ (مکھیا) تھا عرض مین پہنچایا کہ اس طرح کے لوگون کی باتون پر کان دھرنا اور ایسی جھوٹی خبرون پر دل
رکھنا اس جماعت کے وہم مین ڈالنے (ڈرانے) کا سبب اور دل کی پریشانی کا باعث ہوتا ہے ۔ اور اگر اس خبر ۳۲۵
کے موافق لڑائی کا ارادہ اور جنگ کا سامان کیا جاوے بیشک جب یہ خبر میرزا کامران کو پہنچے گی تو حاضر ہونے کی
خواہش سے باز رہنے والا ہوگا اسی حرف وحکایت مین (یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی) میرزا کے آنے اور اُسکے نادرست
قصد کی خبر برابر اور لگاتار پہنچی ۔ سُبحان اللہ (خدا پاک ہے ۔ کلمہ تعجب) اتنے نِفاق (دورویٔ) اور تہ دلی (مکاری)
نے اِن سیاہ دل رکھنے والے ناموافقون کی باطن کے آئینہ (بادشاہ ہمایون کے روشن دل) پر روشنی
دینے کا عکس نہین ڈالا ہے اور پاک دل مین سواے نیک گمان کے اور کوئی بات نہین گزری ہے ۔ یہانتک
کہ مخالف (میرزا کامران) کا آنا مخالفت کے قصد پر یقین اور ثابت ہوگیا شاہی حکم نے جاری ہونے کی بزرگی
پائی کہ جو لوگ کہ ساتھ ہین سوار ہووین اور خود بدولت نے پاؤن ہمت کا دلیری کی رکاب مین رکھا تھوڑے عرصے
مین لڑائی کا میدان گرم ہوا پیر محمد آختہ کہ درگاہ کے فدائیون (جان نچھاور کرنے والون) سے تھا اور محمد خان
جلایر اور اور بہت سے لوگ جان دینے والون یکّون (بہادر لڑنے والون) سے آگے روانہ ہوئے اور پیر محمد آختہ نے
کہ جان نچھاور کرنے کے شربت کا پیاسا جگر رکھنے والا تھا لڑائی کے دائرے مین قدم ڈالکر اسقدر دشمنون کی جان
لینے (مارنے) مین لڑائی کی تلوار کو آب (چمک) دی کہ اسی کام کے خیال مین روانہ ہوا یعنی مارا گیا دوسرے
میرزا قلی نے رُستمی (بہادری) کے گھوڑے کو لڑائی کے میدان مین ایسا دوڑایا کہ اُس بدنصیب گروہ کے
زمانے یا زندگی سے ہلاک پر لاکر (نکالکر) اُس کھینچا کھینچی کی بھیڑ بھاڑ اور مارکوٹ کے انبوہ مین زخمی ہوکر گھوڑے

سے جدا ہوا (گر پڑا) اُسکا بیٹا دوست محمد اُسکو دشمن کے مقصد کے موافق نہ دیکھ سکا اُسکی مدد کے لئے دوڑا اور باپ
کی زندگی ہی مین اُسکے دشمن کا کام تمام کردیا (مار ڈالا) اور اُس قدر کوشش کی اور تلوار سے لڑا کہ خود بھی نہان
اور معدوم (نیست و نابود) ہوگیا اور حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) سر اونچا کئے موافق اور مخالف فوج کا
اندازہ کر رہے تھے یا قدرت اور قوت کو دیکھ رہے تھے۔ یہانتک کہ درگاہ کے ملازمون کے مرنے اور اُنکے گروہ
گروہ مخالف کیطرف جانے کے طرز سے اُن بدبخت بدنصیبون کے مکر و فریب کی حقیقت اُس پاک طینت رکھنے والے
کو معلوم ہوئی۔ ذاتی بہادری اور پیدائشی جوانمردی جوش مین آئی جان لینے والا نیزہ قہر کی راہ اور غضب
کے غلبہ سے پکڑ کر خود مخالف کی فوج پر حملہ آور ہوئے اور دشمن کی فوج اُس بلند شوکت رکھنے والے بادشاہ کے
ڈر سے متفرق (پراگندہ) ہوگئے ایک گوشہ سے ایک تیر شاہی گھوڑے کے آکر لگا اور پیک یا بابے کولابی نے
جانے ہوئے یا نہ جانے ہوئے پیچھے سے آکر تلوار ماری آنحضرت نے مڑ کر قہر (غضب) کی نظر اُسپر ڈالی اور
اُسی نگاہ تیز سے اُسکے ہاتھ پاؤن تھرتھرا گئے اور جہتر سکاہی نے کہ وحت خان کے نام سے مشہور ہے آکر اُس
بدنصیب کو بھگایا۔ میرزا انجات نے ابلقی گھوڑا کہ جسپر وہ سوار تھا پاک نظر سے گزرانا۔ آنحضرت اُس نیکبختی یا اقبال ٣٢٦
کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور اپنا گھوڑا میرزا انجات کو عنایت فرمایا اسی درمیان مین عبدالوہاب نے کہ اعتبار
کے لائق چوبدارون (نقیبون) سے تھا آکر سردارون کے ملنے کا بیان میرزا کامران کے ساتھ عرض کرکے
شاہی گھوڑے کی لگام پکڑ لی (اور کہا) کہ کیا حملہ آور ہونے کا وقت ہے پیدائش کے روز سے یون ہی آیا ہے
کہ کبھی مراد کا ڈول آرزوؤن کے شربت سے لبریز ہے اور کبھی چرخی ایسی گردش کرنے والے آسمان کی گردش سے
خالی ہوکر اوندھا ہونا رکھتا ہے۔ بیشک ازلی تقدیر (خدائی حکم) کہ انتظام کرنیوالی درویشی اور بادشاہی کے سلسلہ
کی ہے اور ترتیب دینے والی سفیدی اور سیاہی (خوشی اور غم) کے دائرہ کی ہے بندشون (رکاوٹون) کو کشادگیون
کی کنجی کئے ہوئے ہے اور سربلندیون کو افتادگیون کا نتیجہ بنائے ہوئے ہے اسلئے کہ جبتک کہ اندھیری راتون
کے تاریک مکان مین نہ گزارین گے عالم کے روشن کرنے والے آفتاب کی جہان روشن کرنے کی قدر نہ جانین گے
جبتک تلاش کے جنگلون کے سراب (بالو۔جو دور سے پانی نظر آوے) کے پیاسا ہونٹ رکھنے والے نہ ہوینگے
مقصود کے چشمے کی سیرابی تک نہ پہنچین گے۔ اس حال کا سچا گواہ اور اس گفتگو کی سچی دلیل بھی واقعہ ہے کہ
اس روز کے اندر حضرت جہانبانی کے نیک انجام احوال کی تاریخ مین داخل ہوا ہے۔ آنحضرت ضحاک اور بامیان
کی جانب کہ وفادار سردارون سے بہت سے لوگون کو اُس طرف بھیجا تھا متوجہ ہوئے اور عبدالوہاب اور
وحت خان اور محمد امین اور سبدل خان اور کتنے ایک اور کہ فتحمندی کے خنگل مارنے والی رکاب مین تھے محمد امین
اور عبدالوہاب کو حکم ہوا کہ چنداولی (وہ فوج جو لشکر کے پیچھے چلے) کرکے آتے رہین اور مردی اور ہمت

کوشش کرنے یالڑنے اورزخم کے صدمے کے سبب سے جیبہ (زرہ بکتر) کو بلند قد سے اُتار کر سبدل خان کے سپرد کیا اُسنے سادہ لوحی (بیوقوفی) سے شاہی زرہ کو کہین پھینکدیا دوسرے روز بہت سے درگاہ کے ملازم آکر حاضرباشی کی سعادت سے نیکبخت ہوے ایک روز شاہ بداغخان اور تولک قوچین اور مجنون قاقشال کو کہ وہ سب دس شخص تھے چنداول (جو فوج لشکر کے پیچھے محافظ ہو) ہونے اور خبر لینے کو کابل کی طرف بہیجا سواے تولک قوچین کے کوئی ایک پلٹ کر نہ آیا اور وہ اُس امتحان کے روز بازار (روز بازار کے معنی - رونق - گرم بازاری - پینٹھ لگنے کا دن - ہین) مین شاہی مہربانی کا شامل کیا گیا ہوا اور قوربیگی (داروغہ سلاح خانہ) کے عُہدے پر سر بلند ہوا اور بادشاہ نے اعتبار کے قابل لوگون کو بُلاکر مشورہ کیا حاجی محمد خان نے کہ غزنی اُسکی جاگیر تھی اور نفاق (دورُوئی - مکاری) کو دل کے آتشدان (بھٹی) میں بہ نسبت دوسرے لوگون کی زیادہ بکا ہوا رکھتا تھا قندھار جانے کی صلاح دی مگر قبول نہ ہوئی اور ایک درست بینون کی جماعت نے بدخشان کی طرف جانے اور میرزا سلیمان اور میرزا ہندال اور میرزا ابراہیم کو ہمراہ لینے اور لشکر کا سرانجام کر کے کابل کی طرف توجہ فرمانے کی صلاح دی - اور ایک جان صدقے کرنے والے بہادرون کی جماعت نے اپنی دلیری اور بہادری کی قوت کے موافق بات کہی کہ آچکے دن کہ میرزا کامران تنگ حوصلہ (کم ہمت) کوتہ اندیشون (ناانجام بینون - نادانون) کے نفاق (مکاری - دوروئی) پلچھٹ ملی ہوئی شراب سے غفلت (بے خبری) کا مست اور متوالا ہے - اور ہم جان صدقے کرنے کی بارگاہ اور سچائی اور وفاداری کے میدان کے نیکبخت بندے حضرت کے قدم مین ہین - اور کونسے روز کام آینگے اقبال کے لائق وہ ہے کہ سب ایک دل اور ایک طرف ہوکر فتحمند رکاب کے ساتھ ساتھ کابل کی دارالسلطنت کی طرف متوجہ ہووین مضبوط (پختہ - پایدار) امید ہے کہ بغیر بدخشان کے گئے میرزا کامران کا کام تمام اور انجام پذیر ہو جاوے چونکہ درگاہ کے پرورش یافتہ لوگون سے بہت سے لوگون کا مکروفریب تازگی کے ساتھ (حال ہی مین) معلوم ہو چکا تھا اس راے (صلاح) پر اعتماد نہ فرماکر دوراندیشی اور خبرداری بدخشان کی طرف جانے مین وقت کے مناسب سمجھکر بگیا ولنگ کے راستے سے کوچ فرمایا حاجی محمد خان نے شاہ محمد اپنے بھائی کو اپنے آدمیون کے ساتھ ایسے وقت مین رخصت لیکر غزنی کی طرف بھیجا - آنحضرت نے اپنے پاک خط سے اپنی سلامتی کا فرمان میرے حضرت شاہنشاہ کو لکھکر اُسکے حوالہ کیا کہ جس طرح سے ہو سکے پہنچاوے اور زبانی بھی فتح اور فتحیابی کے پیغام اور بلند شاہی لشکر کے پہنچنے کے اچھے وعدے دیئے اور حکم فرمایا کہ بہت جلد اپنے آپکو غزنی پہنچاوے اور ہمارے واپس آنے کے وقت تک کہ اگر خدا نے چاہا تو بہت جلد حاصل ہوگا غزنی کی نگہبانی مین اچھی کوشش کرے اگرچہ سچے وفادار بندون نے پاک عرض مین پہنچایا کہ منافق (دورو) لوگون کو ایسے نازک وقت مین اپنے سے جدا کرنا نفاق (دوروئی) کے کامونکی باگ ان ناپایدارون (بے وفاؤن) کے ہاتھ مین سونپنا ہے یعنی انکی مکاریون کو اور بھی تقویت دینا ہے

٣٢٧

اور مفلس بدخواہون کے کام کی درستی کو عمل مین لاتا ہے یعنی بے وفا بدخواہون کے کام کو رونق دیتا
ہے اور سب سنے ان باتون کو اشارۃً اور صاف صاف عرض رکھا کہ وہ اپنے بھائی کو
میرزا کامران کے پاس بھیجتا ہے اور خود چاہتا ہے کہ گھر مین مخبر بنے اور کم اعتقاد رکھنے والے
احمقون کا فریب دینے والا ہووے آنحضرت نے اِن باتون پر کان نہ دہر کر شاہ محمد کو رخصت فرمایا دوسرے روز
کھمرو کی جانب ارادہ کی باگ موڑی بہت سے بے حقیقت آدمی بزرگ ملازمت سے جدا ہو گئے اور جو لوگ اخلاص
(سچی دوستی) کی حدون کی نگھبانی کرنے والے اور سچائی کے قانون کے محافظ تھے بزرگ ملازمت مین موجود رہے
اور انہون نے خدمت کا کمربند یا پٹکا درست و پائدار ارادے کے ساتھ وفاداری کی کمر پر باندھا اس راستہ مین
تین روز کے بعد ایاق تولکچی - سانقاچی - ترکون کے خاندانون کے نام ہین) کے سردارون یا بڑے لوگون نے
کہ اُس حدود مین وطن رکھتے تھے گھوڑے اور بھیڑ بکری اور جو کچھ کہ انکی قدرت مین تھا نذرانہ لائے اور ایسے وقت
مین لائق یا معقول خدمت پیش پہنچائی یا بجالائے اور رات کو اُن لوگون کی بود و باش کی جگہ کے نزدیک
ٹھیرنے کا اتفاق ہوا - جب اُسکی صبح کو دولت و اقبال کے ساتھ سوار ہوئے یہ خبر پہنچی کہ ایک بڑا قافلہ
میر سید علی سبزواری کی سرداری مین پہنچا ہے - خراسان اور عراق کے سوداگر گھوڑے اور بہت سا اسباب ہمراہ ۳۲۸
لیکر ہندوستان کے سفر کے ارادے پر کوشش کی کمر باندھے ہوئے تھے دن ڈھلے یا تیسرے پہر قافلہ
کے برگزیدہ لوگ یا اعتماد کے قابل آدمی یا شریف آدمی دولت کی رکاب کے چومنے کی نیکبختی سے سربلند ہوئے -
اس غیبی وفود (وفود جمع وفد کی ہے - قوم کی طرف سے قاصد - قاصد لوگ) کا آنا آسمانی فتوحات کا مقدمہ
(پیش خیمہ) ہوا یعنی اِن سوداگرون کا ایسے موقعہ پر یہان پہنچنا گویا کہ خدا کی طرف سے فتح پانے اور مقصد پر کامیاب
ہونے کا سامان تھا - اور انجام دیکھنے والے دانشمند سوداگرون نے ایسے بڑے بادشاہ کی مدد اور اعانت کرنا
اپنے زمانے کی سعادت سمجھکر سارے گھوڑون اور سامان کو نذر گزران دیا اور آنحضرت نے اسکو دائمی (خدائی)
مددون سے سمجھکر بعضے اسباب اور چیزون کو قیمت دہ - چہل اور دہ پنجاہ مقرر فرماکے خریدا یعنی دس کی چیز چالیس
اور پچاس کے حساب سے خریدی - اور سارے ملازمان رکاب دولت یعنی سارے ہمراہیون اور نزدیکی کے بھیدی
کے نزدیکیون یعنی ساتھیون کو تقسیم کیے اور حصہ بدخشان کے میرزایون سے ہر ایک کا جدا فرمایا اور باقی کو اسی جماعت
(سوداگرون) کو دے دیا کہ اپنے طور پر جہان کہ چاہین فروخت کرین دوسرے روز کھمرد (نام مقام) شاہی
لشکر کے اُترنے کا مقام ہوا امیر خرد کا بیٹا طاہر محمد وہان تھا وہ بزرگ آنے (شاہ کے وہان آنے) کو بڑی نعمت
پہچانکر خدمت کے لیے دوڑا لیکن بخیلی کی وجہ سے یا مفلسی کی وجہ سے کر رکھنا تھا ضیافت کے آداب (طریقے)
مین شرمندگی کے عرق (پسینے) کو بندگی کے چہرے سے پاک (صاف - دور) نہ کر سکا اور وہان سے ایک

رات درمیان آب نگی کے کنارے دولت کا اُترنا فرمایا اور اُس منزل مین آب (دریا لحضر) کے اُس طرف سے ایک شخص سے بلند
فریاد (شور) کرتے ہوتے آواز بلند کی کہ اے قافلہ والو تمھارے درمیان کچھ بادشاہ کی خبر ہے جب یہ آواز پاک کانون
(بادشاہ کے کان) مین پہنچی فرمایا کہ کچھ ہماری خبر بتاؤ اور اُس سے پوچھو کہ تو کون ہے اور کس کا بھیجا ہوا ہے۔ اور تمہارے
درمیان بادشاہ کی کیا خبر ہے اُسنے جواب دیا کہ مین بھیجا ہوا یا قاصد نظری سال النگ کا ہون (نظری نام زمیندار الانے
النگ کا ہے) کہ اسنے بادشاہ کی خبر کی تحقیق کے لیے مجھکو بھیجا ہے اور ہمارے درمیان یہ خبر مشہور ہے کہ بادشاہ زخمی
ہوکر میدان جنگ سے نکلے پھر کسی نے اُنکو نہین دیکھا میرزا کامران کے آدمی بادشاہی زرہ کہ اُس روز مین پہنے ہوئے
تھے پاکر میرزا کے پاس لے گئے ہین میرزا نے اس واقعے سے بڑی خوشیان منائی ہین اور جلسے آراستہ کیے ہین حضرت
اُسکو پاک حضور مین طلب فرماکر فرمایا کہ تو مجھے پہچانتا ہے اُسنے عرض کیا کہ خدا کی دی ہوئی شوکت پوشیدہ نہین رہتی ہے
آنحضرت نے کہا جا نظری کو خوشخبری پہنچا اور کہو کہ مُستعد اور آمادہ تیار رہے کہ لوٹتے کے وقت ملازمت (ہمارے حضور)
مین حاضر ہوکر پسندیدہ خدمتین بجالاوے اور دوسرے روز پایاب (ایسا پانی کہ پاؤن پیدل اُس سے گزر سکین)
سے عبور (گزرنا) فرماکر موضع اویخلخان مین اُترے اور اس منزل مین میرزا سندال ملازمت (حاضرباشی) کی دولت سے
سربلند ہوا۔ اور نذرانے کی رسمین پیش کرکے سرفراز ہوا اور وہان سے اندراب مین اقبال کے خیمے استادہ ہوئے
میرزا سلیمان اور میرزا ابراہیم کورنش (آداب بجالانے) کی سعادت سے مشرف ہوکر اخلاص اور عقیدت (سچی) دوستی اور
وفاداری کے لازمے (ضروری باتین) بجالائے اور جب بات یہان تک پہنچی۔ اس سے پہلے کہ حضرت جہانبانی
لشکر کا سرانجام فرماکر کابل کے مُطیع کرنے کے لیے متوجہ ہون قلم کو میرزا کامران کا احوال اُسکے فریب کے آغاز
سے اُسکے کابل سے نکلنے تک کا کہ اُسکے کام کے بدلے کا مقدمہ یا نتیجہ ہے لکھنا ضرور ہے یا قلم کا بیان کامران میرزا
کے احوال مین فریب کے شروع سے اُسکے کابل سے نکلنے تک کا کہ اُسکے کام کے بدلے کا مقدمہ (نتیجہ) ہے ضروری ہے
یعنی قلم کو میرزا کامران کا احوال لکھنا اُسوقت سے کہ اُسنے فریب کیا اُسوقت تک کہ کابل سے نکلا ضرور ہے۔ تاکہ سخن
(بات) کے جنگل کے پیاسا لب رکھنے والون یعنی بات کے مُشتاق لوگون کو اس بقیہ بیان کے چشمے سے سیرابی حاصل
ہو۔ جبکہ قضا و قدر کے کارگزار بادشاہی کی دائمی دولت کی بنیادون کے مضبوط کرنے اور منافق (دورُو) لوگون
کی بُنیاد کے ویران کرنے کے لئے ایسے بڑی فتح شکست کے لباس مین اور اُس طرح کی خوشی غم کی صورت مین پوشیدگی
کی جگہ سے ظاہر ہونے کی جگہ مین لائے۔ اور حضرت جہانبانی (ہمایون شاہ) جان صدقے کرنے والے سچے خیرخواہون
اہتمام (کوشش کرنے۔ کہنے سُننے) سے ضحاک اور بامیان کی طرف متوجہ ہوئے۔ میرزا کامران اس عجیب بات کے
سُننے سے جو اُسکے خیال مین بھی نہ گزری تھی تعجب مین رہا اور منافق (دورُو) لوگ توپ توپ (گروہ گروہ۔ غٹ
غٹ) آکر اُس سے ملے اور وہ معاملہ کا نہ سمجھنے والا (میرزا کامران) ان بے وفا بیہودہ کاروان کے آنے سے

بہت بیہودہ اور خوش ہوا ظالم کا ہاتھ وفادار لوگون پر کہ بادشاہ کے اخلاص کے کنگورے کو بڑی پائداری سے پکڑے ہوے
تھے یعنی بادشاہ کے بڑے سچے خیر خواہ تھے۔ کھولا۔ اور اسی لڑائی کے موقع پر بابا سعید بدبخت قراچہ کو زخمی میرزا
کے روبرو لایا اور میرزا اُسکے ساتھ نیکی سے پیش آیا اور اُسکے بد انجام حال کی حقیقت پوچھی اُسنے جواب دیا کہ بابا جیجک
نے نہ جانے ہوے مجھے زخمی کیا آخر اُسنے (میرزا کامران نے) ناپائدار دنیوی نعمتون سے اُس بے وفا مکار کو تسلی دی
اُسکے بعد حسین قلی مہردار کو کہ سچے خیر خواہ جان صدقے کرنے والون (شاہی) سے تھا بابا دوست یساول (نقیب)
اور اور لوگ پکڑ لائے اور اُس حق ناشناس زمانہ گزار ظالم مراد میرزا کامران نے ایسے درگاہ کے سچے وفادار کو اپنے
ہاتھ سے تلوار مار کر فرمایا کہ اُسکے سامنے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ اور وہ وفاداری کے خزانہ کا سرمایہ رکھنے والا۔ اپنے
ولی نعمت کی راہ مین جانے والی جان اور نابود ہونے والی زندگانی کو وفا کے نقد کی عوض بیچکر ابد (قیامت)
تک اس دائمی سعادت کے ساتھ سچے خیر خواہون کی محفل کا آراستہ کرنے والا ہوا۔ اور لوگ تاخجی بیگ کو کہ حقیقی
اعتبار کے قابل سردارون سے سچے شاہی خیر خواہون کے گروہ مین گنا گیا تھا لائے اُسنے (میرزا نے) بے ملاحظہ
(بے دھڑک) اُسکو تلوار سے ہلاک کر دیا اُسکے بعد بیگ بابا سے کولابی نے آکر حضرت (ہمایون شاہ) کے زخمی ہونے کی حقیقت
بیان کی میرزا نے تنگ دل ہونے کی وجہ سے خوش ہو کر پیسین دولت اور مقدم کو کہ اور بہت سے لوگون کو بھیجا کر سے
کے لیے سفر کیا قاسم حسین سلطان کہ جسنے گمراہی اور کوردلی (سیاہ دلی۔ دل کے اندھے ہونے) کی داد اُس دن مین
دی تھی اس خوف اور ڈر سے کہ نادرست منافقون کا دامن پکڑنے والا ہے پہاڑ کے دامن مین پناہ لیجا کر کھڑا ہوا اور
اور پریشانی اور حیرانی کی وجہ سے نہ جانے کا منہ رکھتا تھا اور نہ بھاگنے کا ارادہ جس صدر اور بہت سے لوگون کو بھیجا اور
وہ دلاسا دیکر اور غمخواری کر کے لے آئے۔ اور میرزا لڑائی کے مقام سے کوچ کر کے چاریکاران مین جا اُترا۔ اور اس جگہ مین ایک
شخص آنحضرت کی شاہی زرہ میرزا کے آگے لایا میرزا نے اس زرہ کے لانے سے اپنے دل مین بیہودہ نامعقول خیالون
کو رستہ دیا اور خوشی کی زیادتی سے جامہ مین نہ سمایا اور وہان سے کوچ کر کے کابل کا محاصرہ کیا قاسم خان برلاس کہ دیر
حضرت شاہنشاہ (اکبر شاہ) کی بلند ہمت مین تھا قلعداری کی بنیادون کی استواری (مضبوطی) مین کوشش کی اور اگرچہ اپنے
دکھائی دینے والے جھوٹے دعدون سے فریب دیتا تھا وہ حضرت جہانبانی کی سچی وفاداری کی مضبوط رسی کو توڑنا
چاہتا تھا یہانتک کہ اُسنے (میرزا نے) جان گھٹانے والی جھوٹی بنیاد باتون کو مشہور کیا اور آنحضرت کی زرہ بھیجی۔ آخر کار
اُسنے (میرزا نے) سو عہد و پیمان اور فریب بھری باتون سے فریب دیکر قلعے کو لیا اور اس موجودات کے چمن کے نئے پودے
اور دنیا کے بہارستان کے گلدستہ یعنی میرے حضرت شاہنشاہ کو کہ روز بروز بڑھنے والے اقبال کی خوشبوؤن سے زمانے کی
امید کے دماغ عطر (خوشبو) بخشتا تھا اور خدا کے خلیفہ ہونے کی روشنیان اُسکے اقبال کی پیشانی کے آئینے سے چمکتی تھین
نافہمید گی اور کوتاہ بینی سے مقید کیا لیکن خدا کی حمایت (نگہبانی) کہ آنحضرت کے احوال کے قریب ہونے والی ہے

قدیم دستور کے موافق اُس صورت (دیکھنے) مین چھوٹے اور معنی (حقیقت) مین بڑے کو باطن کے اعتبار سے اپنی نگھبانی
کی سایہ مین اور ظاہر کے اعتبار سے اپنی مہربانی کی پناہ مین رکھکر ہمیشہ نگاہبانی کرتا تھا میرزا کامران دارالسلطنت کابل مین رہکر
اپنے احوال کے انتظام مین مشغول تھا اور [illegible] سرانجام کرتا تھا اور میرزا عسکری کو جو سے شاہی کو کہ اب میرے حضرت شاہنشاہ
کے بزرگ لقب کے ساتھ نیکبختی کی نسبت رکھنے والا ہو [illegible] آباد کے نام سے مشہور ہے جاگیر کیا یعنی میرزا عسکری کو جو سے
شاہی جاگیر مین دیا۔ یہ ایک موضع ہے دلکشا (دل خوش کرنیوالا) اور ایک برزخ (وہ چیز جو دو چیزون کے درمیان حائل ہو)
ہے درمیان ہندوستان اور ولایت کے۔ شامل ہے ہندوستان کی خوبیون پر اور ولایت کی ناپسندیدہ چیزون سے پاک
صاف ہے کہ منعم خان نے پاک نام کے ساتھ (بادشاہ اکبر کے نام کے ساتھ) منسوب کر کے ایک بڑا شہر بنایا ہے۔ اور غزنین
اور اُسکی حدون کو قراجہ خان کو دیا غوربند اور اُس اطراف کو البسین دوست کو مقرر کیا اور اسیطرح سے اپنے آدمیون کو جاگیر
اور علوفہ (کھانے کی چیز خوراک۔ وظیفہ) تقسیم کر کے بادشاہی سردارون کے گرفتار [illegible] کے درپے ہوا خواجہ سلطان
اور کچہری کے کارکنون کو قید کر لیا اور دراز دستی (ظلم) کا ہاتھ کھولکر [illegible] کی جڑ کی سے اُنکو نقد (روپیہ) و جنس
(گہنا یا آتا کپڑا لتہ) لیکر اپنی بدسرانجامی کے سرانجام مین ہوا اور ہمیشہ بادشاہی لشکر کی توجہ سے اندر ہتا تہا ایکروز
قرار اور آرام سے نہ گزارا اور مضمون کا دارو مدار قراجہ اور خواجہ قاسم سر بیوتات پر رہا اور ظلم اور دراز دستی کی راہ سے اہل [illegible]
کہ بے سامانیون کا خلاصہ ہو حاصل کیا۔ اس سے بے خبر کہ شعر کا ترجمہ۔ زور سے درم لینے والے اور زر کو زینت مین لگانے
والے یا خرچ کرنیوالے عمر کی بنیاد کھو دینے والے ہین اور محتاجی کی چھت لیپنے والے یعنی عمر کو برباد کرنے والے اور
اپنی محتاجی کا سامان کرنے والے ہین۔ تین مہینے کے قریب اس حال مین گزارے یہانتک کہ حضرت جہانبانی کے بلند
لشکر کے کوچ کرنے کا کروفر (آوازہ) بدخشان سے کابل کی طرف بلند ہوا میرزا ایک سپاہ زمیندار ہزارہ وغیرہ سے جمع
لاکر بڑی آمادگی کے ساتھ روانہ ہوا بابا جوجک اور ملا سقائی کو کابل مین چھوڑا اور حضرت شاہنشاہی کو کہ سعادت اور
اقبال کے نشان اُسکی دولت کی پیشانی سے اسقدر ظاہر تھے کہ جسکے اقرار اور دریافت کرنے مین چھوٹا بڑا دوست دشمن سب کے سب ایک
زبان اور ہم کلام تھے ذات کی مبارکی اور قدم کی برکت کے لیے یا احتیاط (خبرداری) کی زیادتی اور کسی اور مصلحت سے اپنے لشکر
کے ہمراہ لیا اور اُسنے نہ جانا کہ خدا جہان کے بخشنے والے جہان کے پیدا کرنیوالے نے دونون جہان کی مبارکیون اور برکتون کو کہ
پاک ذات مین امانت رکھا ہے اُسکی برکتین دوستون کیطرف راجع (آنیوالی) ہین نہ دشمنون پر اندھون کو سرمہ سے کیا روشنی
چونکہ کلام طفیلی (وہ بات جو طفیل مین کہی گئی ورنہ اُسکے لکھنے کی ضرورت نہ تھی) تمام ہونے کو پہنچا مقصود کا سلسلہ ملانا اور
حضرت جہانبانی کی پاک باقی ماندہ خبرون کو اختصار کے ڈورے مین پرونا ضرور ہے۔





